



خلفاء بنی امیہ اور بنی عباس اور خلفائے اندلس و قرطبہ و سلطین عثمانیہ ترکی کے عا لین

جسکو

جناب خطاب مولو محمد مسیح الدین خان بہادر مرحوم مغفور میر منشی گوہر
جنرل کشور ہند و سفیر شاہ اودھ نے تالیف فرمایا

باجازت

جناب مولوی محمد اکرم الدین خان

مددگار صوبہ دار صوبہ غربی ملازم سرکار نظام جو جناب حوم کے فرزند رشید اور اسکی تکیس میں شیرین

مطبع بہیکاجی نارائن واقع اورنگ آباد دکن میں پہلے مرتبہ طبع ہوئی



سیح الدین صاحب نے بڑی انگاروں سے کام لیا ہے۔ بعد اپنی
قابلیت کا ثبوت راتم سے دیتے ہیں۔ آپنی کا بیچ پڑھتے وقت
کھانا کھاتے رہتے اور اندیشی اور واقعات کو اچھی طرح دیکھتے ہیں
رنگ پرست۔

رَبُّكَ اسْتَفْتَيْتُ خَلِيفَهُ
وَإِذَا قَالَ لِلْمَلِكَةِ جَاعِلٌ لَكَ بِرَأْسِ

الْخَمْدِ وَاللَّهُدَى كِتَابٌ لَاجَوَابِ مَسْئَلَةٍ

تاریخ الخلفاء
۱۳۰۵ هجری
۱۸۸۸

بِإِتْمَامِ عَاصِي مُحَمَّدٍ مَعْصُومٍ عَلِيِّ عَظَمِيِّ

بِهِسْكَ نَزَارَتِ وَاشْهَادِ نَبَا وَشَیْنِ یَا مَحْمُودِ
تَرْجُمَانِ جَمِیْلِ پَن پَن اَوِزِ دِلِشِنِ طَبِیعِ پَن

التماس

جناب مولف مرحوم نے سلاطین ترکی کا ذکر نہایت مجمل تحریر فرمایا تھا اور
چاہتی تھی کہ بروقت موقع اور سکو بہ تفصیل مناسب تکمیل فرامین مکر زمانہ فر
مہلت ندی اور یہ ارادہ بھی اسی فکر کے ساتھ مکمل کیا گیا تھا کہ
جناب ممدوح کے ارادہ کی موافق اسکی تکمیل کر دی ہے اور ایک نیا نقشہ
کل خلفاء و سلاطین کا تبصرہ نام و ولادت و مدت عمر و سلطنت وغیرہ بطور
فہرست بھی اس میں اضافہ کر دیا ہے چونکہ تالیفات ایک قسم کی کتابیات صالحات ہو
لہذا مناسب معلوم ہوا کہ جناب الف مرحوم کی سوانح عمری جو انکی قلم خاص کی
لکھی ہوئی موجود ہے اس میں شامل کر دی جائے
تاکہ زیادہ تر افوی آئندہ نسلوں کو ملے یا وہ کاروبار شہر و پیشی ہونا خیرین کتاب سے
امید کہ بروقت مطالعہ مواف اور خاک اس کو بدعاسے غیر یاد فرمائیں۔ اگر کوئی
غلطی ملاحظہ میں گذرے جو مقتضائے بشری ہو تو اس سے درگزر فرمائیں

واللہ عندہ کرام الناس مقبول

خاک

محمد اکرم الدین غفر اللہ لہ و لوالدیہ

نہجہ زریں کار

Checked 1975

مولوی

مختصر سوانح عمری جناب مولوی محمد مسیح الدین خان بہادر مرحوم منغور مؤلف کتاب تاریخ الخانات

مولوی صاحب خاص قصبہ کاکوری کے (پونہایت مودم خیرہ نامی قصبہ مضافات لکھنؤ صوبہ اودھ کا ہے) نامور اور مؤثر رئیس تھے آپکا خاندان اودھ کے قصبات میں بہت اعلیٰ اور اپنی شہرت کیا جاتا ہے آپ بڑا عابدی شیخ اور لاڈلہ بن حنیفہ اور حسا عباسی ہیں۔

آپ کے جد اعلیٰ ملا محمد غوث علیہ الرحمہ نے عہد اورنگ زیب ملکیہ بادشاہ نادر شاہ برادرین بہت رشدد اعتبار حاصل کیا تھا اور منصب کالت مرزا کام بخش پر مامور ہو کر اوسکی خدمت میں صوبہ اکبر آباد آپسے متعلق ہوئی وہاں سے صدر الصدوری صوبہ الہ آباد پر ترقی پائی یہ تہہ عیسیٰ خیرہ صوبہ اودھ پر تقرر ہوا اور منصب صدوپنچاہ سے آپنے اعزاز حاصل کیا آپنے بہت عالم باعمل اور اکثر بار بار پادشاہی میں بھی حاضر ہا کرتے تھے چنانچہ سفر و کن میں آپ بارہ برس پادشاہ کے ہمراہ رہے بن صفر علیہ السلام میں آپ نے وفات پائی۔

اونکے فرزند مولوی غازی الدین مرحوم بعد شہاب میں انتقال فرمایا انکے صاحبزادہ مولانا حمید الدین علیہ الرحمہ والرضوان نے اپنے علم و فضل میں اطراف و جوانب میں بہت بڑی شہرت حاصل کی اور صاحب تصانیف اور نہایت باورع و تقویٰ تھے۔

اونکے فرزند قاضی القضاۃ مولوی محمد نجم الدین خان بہادر منفقہ جو نابھہ جیسا

کے جد امجد تھے نہایت زبردست فاضل و جہ سے لایم و بلخ و سب تہذیب کے گدے بن
ترجمہ فارسی ہدایہ کا جو حکم کو سنت کیا گیا تھا ایک ہی مشہور و یادگار تالیف ہے جب کلکتہ میں صدر عدالت
قائم ہوئی آپ وہ کے علمائے بذریعہ نواب آصف الدولہ بہادر نواب وزیر اودہ منتخب ہوئے کے الطیب
گورنر جنرل کلکتہ بھیجے گئے اور عہدہ قاضی القضاۃ بنگال اور مانک مغرب شمال پر امور ہو چکے
برس تک اپنی خدمت کو نہایت اعزاز و نیکنامی کے ساتھ انجام دیا آخر عمر میں نیشن حاصل فرما کے
کلکتہ سے اپنے وطن کو روانہ ہوئے اور بنارس میں پہونچ کر ۳ ربیع الثانی ۱۲۲۹ھ کو انتقال فرمایا اور مقام
فاطمان میں دفن ہوئے سرکار کمپنی کی طرف گورنر جنرل نے بلحاظ حسن خدمات مدوح الیہ کے اس اقامہ
کے بعد ایک خط تعزیت کا اونکی بیوہ کے نام تحریر کیا جس میں اونکی شوہر کی وفات پر افسوس و ہمدردی
اور حقوق خدمت مرحوم کا اظہار اور اتوار کیا گیا تھا اور سکھ علاوہ سوا سو روپیہ اعزازی نیشن ہی اونکی
بیوہ کے نام بطور تشنہ اور خاص مقرر ہوئی جو مرحومہ کی وفات تک ملائی۔

اونکے فرزند قاضی محمد علیم الدین خان بہادر مرحوم بھی جو جناب مولف کے

والد ماجد اور اپنے بزرگوں کے مثل مستعد عالم اور ذکی الطبع تھے سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی میں مختلف
معزز خدمات پر نہایت نیکنامی اور عزت کے ساتھ امور آخر عمر میں بعدہ صدر الصدوری اٹا وہ، ایچ
۱۲۵۰ھ کو آپ نے رحلت فرمائی۔

مولو لکھنؤ مولف کتاب ۱۶ شعبان ۱۲۱۹ھ میں پیدا ہوئے سال ولادت آپ کا لفظ بیدار بخت سے

بلاخرہ تعلیم حاصل ہوتا ہے قدیم دستور کی موافق اپنے ابتدائی تعلیم گھر ہی میں حاصل کی ۱۲۲۹ھ
میں اپنے ابتدائی دستی کتابیں عربی کی شروع کیں اور متوسطات تک مختلف استادوں کے وطن میں

پڑھتے رہے چونکہ آپ جبلت سے بڑے اولوالعزم اور متعدد تھے اس لئے آپ نے وطن کی اقامت ترک فرما کے لکھنؤ میں دارالعلوم سکونت اختیار کی اور علما کرامی لکھنؤ فرنگی محل سے مکمل علم فرمائی اور علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی مگر علم تاریخ و ادب میں آپ کو ایک خاص مناسبت و توجہ ابتدا سے بعد تحصیل علوم^{۱۲۳۳} میں آپ کی اوسی اولوالعزمی نے آپ کو تلاش نوکری و سفیر مجبور کیا اور چند مدت تک آپ آگرہ میں مقیم رہے اسی حالت امید واریہ میں زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے آپ نے انگریزی میں بھی تہوڑی بہت استعداد پیدا کر لی جسکی وجہ سے ضروری مکالمات اور مکاتبات میں آپ کی سہولت محتاج نہ تھی مگر کتاب کا مطلب شکل سے مشکل آپ اپنی ذہانت اور قابلیت سے آسانی سمجھ لیتے تھے اگرچہ زمانہ امید واری نے کسی قدر طول کھینچا اور بہت سی امیدیں بن بن کے بگڑ گئیں جو آئندہ آپ کے لئے نہایت مفید بھی ثابت ہوئیں مگر آپ اپنی مضبوط ارادہ میں ہمیشہ مستقل رہے۔

^{۱۲۳۴} میں آپ گورنری ممالک مغربی و شمالی میں جسکا مستقر اون دنوں الہ آباد میں تھا کسی وفات و عدالت و ماں مقرر ہو اور حقیقت یہ عہدہ گویا آپ ہی کے لئے موضوع ہوا تھا کیونکہ سب سے اولیٰ گورنری الہ آباد پر آپ ہی مقرر ہو اور بلحاظ اعزاز خاندانی اور قابلیت ذاتی خصوص انگریزی دہلی کے جو ایک مسلمان خاندانی شخص میں اس وقت نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی آپ کے لئے بطور خاص اس عہدہ کے واسطے رپورٹ لکھی اور فوراً منظور ہوئی ایک سال کے بعد دفتر گورنری الہ آباد سے آگرہ میں منتقل ہوا اور ^{۱۲۳۵} میں لارڈ کلنڈن گورنر جنرل ہند کے عہد میں جب سالانہ دورہ کو روانہ ہوئے یہ دفتر بھی وہاں دفتر گورنری ہند گورنر جنرل متعلق ہو کے شملہ منتقل ہو گیا جسکی وجہ سے مولوی صاحب کو بھی وہاں جانا پڑا۔ ^{۱۲۳۶} میں ہندوستان کا گزاری و نیکنامی ذاتی و حسن خدمات و اعزاز خاندانی پیشگاہ گورنر جنرل

ہند سے مولوی صاحب کو خلعت کا چوبی پانچ پارچہ کا مع سپرچ مرصع و سلا مر و ارید اور خطاب فی بہادری عطا ہوا
اور سند اس خطاب کی جسکی نقل ذیل میں کیجاتی ہے گو فہنت گزٹ حکومت مطبوعہ ۱۸ آگست سنہ مذکور میں
مشہر و مبلغ کی گئی چونکہ ایٹ انڈیا کمپنی کے عہد میں روزگار پیشہ اشخاص میں سے آپ تیسرے شخص تھے جنہوں
یہ خاص عزت حاصل کی تھی اسلئے اس وقت کے دینی اخبار و عین اسکا ذکر باہم قومی عزت نہایت مدام
سے چہا پاکیا۔ نقل سند نواب مستطاب معالی القاب گورنر جنرل بہا و در اقبال
بنام مولوی محمد مسیح الدین خان بہا و در منشی دفاتر عدالت مال ملک بہار مغرب

زبدہ نوین انعام عظیم الشان شیر خاص حضور
معہور بادشاہ کیوا باگہ انگلستان امیر الامرا جاج
لارڈ اکلند گورنر جنرل بہا و در انعام ماحر
سیر کا کمپنی انگلستان بہا و در متعلقہ شہر بہا و در

چون حسن خدمات و قدامت و نیکنامی بزرگان النشان و نیز امانت و دیانت خود شان با نجا بہ متعلقہ
عہدہ ایشان پسندیدہ خاطر دریا مقاطع آمدہ بنا بران درین زمان ازراہ فرید عنایت و الطاف خطاب فی بہا و در
مرحمت گردیدہ سند ہداسمت امضا پذیرفت لازم کہ بیش از پیش بدیانت و امانت متعہ انجام و انعام
امور متعلقہ خود باشند و این سند را فریاد فخر و اعزاز بین الامثال خود شان سند فقط تحریر فی التایخ
دہم ماہ آگست ۱۳۳۸ م مطابق یازدہم شہر جمادی الاول ۱۳۵۲ ہجری مقام شہید الشہداء

لارڈ اکلند

گورنر جنرل بہا و در

غزوہ ابراہیم ۱۳۹۶ء میں آپ نے عہدہ میہ منشی گورنر جنرل کشور ہند پر ترقی پائی اور بوجہ ذاتی لیاقت و قابلیت کو فارن آفس کے کل کاروبار آپلی ذوات خاص سے متعلق رہے جسکی وجہ سے پولیٹیکل امور میں آپ کو ایک خاص واقفیت و تجربہ حاصل ہو۔ چونکہ فن تاریخ میں آپ کے معلومات و واقفیت بہت اعلیٰ درجہ کی تھی اور علم ادبیاتی و فارسی میں بھی آپ کا دل مست گاہ رکھتے تھے اس لئے کا خط و کتابت اور تحریر محادثات زبان ملکی میں آپ کے ماتھون ہو جاتی تھی اور تاملی پولیٹیکل امور میں جب کا تعلق دینی یا ستونج سے تھا آپ شیر و رازدار مار کرتے تھے چھ برس اس عہدہ کا کام آپ نے آغاز کے ساتھ انجام دیتے رہے چونکہ یہ ایک عام دستور ہے کہ تبدیلی گورنمنٹ سے خواہش افیشل سرکل پر پڑا کرتا ہے اور ایک نئے دستاویزی آدمی کا ایسے ذی وقت و پولیٹیکل خدمت پر بدون مہربانی خاص تہننا ناممکن ہے تھارڈ ایئر میں ہی نارسل سے سرپرست ڈاکٹر کے فارن آفس سے علمیہ اور تبدیل ہونے کے بعد جو آپ مہربانی اور حسن تھے آپ نے بھی ۱۳۹۶ء میں استعفا دیدیا اور اغراز کے ساتھ اس خدمت سے علمیہ ہو گئے اس علمیگی کے بعد چند سے مولوی صاحب نے تجارت کی طرف توجہ فرما کر مقبول صاحب مدح اس فن کے ناواقف اور نا تجربہ کاری سے آپ کو اوس میں چند منفعت نہ ہوئے آخر کار یہ آپ کو نوکری کا خیال پیدا ہوا اور بہت تھوڑی تحریک پر آپ کی طبیعت آباد و مرشد آباد سے بذریعہ رزیدنٹ و اجنٹ گورنمنٹی مگر آپ نے بوجہ قرب مرشد آباد کو ترجیح دی اور آپ کا تقریباً پہلے عہدہ دیوانی سرکار نواب میرالنسا بیگم صاحبہ خاص محل نواب عالیجاہ بہادر نواب غلام صوبہ بنگالہ سرکار کی حیثیت سے عمل میں آیا اور کاروبار و دکان کے جو نہایت اہم تر ہوتے اور جسکی وجہ سے سرکار کی پکی مداخلت اور آپ کے تقریر کی ضرورت ہوتی تھی مولوی صاحب کی حسن تدبیر اور انتظامی توجہ سے برضامندی و خوشنودی بیگم صاحبہ و دست دروہا ہو گئے تھوڑے ہی زمانہ کے بعد نواب غلام صاحب نے شمول خدمت لقمہ مولوی صاحب کو عہدہ عرض گیری اور دار ذمگی دیوانہ نفاذت پر مامور کیا چند سال تک آپ ان دونوں عہدوں کو انجام دیتے رہے لیکن چونکہ فرمایا اور خواجہ سراؤ کی مداخلت اوس سرکار میں آپ کی جہلی رست بڑی دقت و مضامین کی خلاف

اس لئے ۱۷۵۷ء میں آپ ان دنوں خدمات سے بھی کنارہ کش ہو گئے۔

دو سال کی خانہ نشینی کے بعد ۱۷۵۷ء میں انتزاع ریاست اودہ کا معاملہ پیش آیا چونکہ پوٹیل معاملت کی معلومات اور قابلیت مولوی صاحب اُن دنوں میں تمام اودہ اور اطراف جو انب میں سم تھی آپ ہی اس معاملہ کے مشورہ میں طلب کئے گئے اور عجی لٹا بعض ضروری انتظام کیواسطے پہلے آپ کلکتہ بھیجے گئے اور بالآخر یہ قرار پایا کہ مولوی صاحب پادشاہ کی طرف سے سفیر مقرر ہو کر لندن بھیجے جائیں اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے اس حکم کا مرافعہ جو در باب انتزاع اودہ صادر ہوا تھا (ملکہ معظمہ) شہنشاہ و قیصر ہند دام ملکہا اور پارلیمنٹ کے سامنے پیش کریں چنانچہ ۱۷ جون ۱۷۵۷ء کو مولوی صاحب ہمراہی ملکہ کشور اور مرزا اسکنہ رحمت اور مرزا ولیعہد بہادر پادشاہ کی مان اور بہائی اور بیٹے کے بگال نامی جہاز پر بغزیت یورپ کی طرف روانہ ہوئے۔

لندن پہنچنے کے بعد مولوی صاحب نے اوس ملک کے مناسب حال جو شائستہ تدبیر اور مدد شریسی اختیار کی اور جسکی کامیابی کی نسبت اُن دنوں کے نامی اخبارات یورپ متفق تھے اوسکا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ شاہ اودہ کی نسبت کوئی نہ کوئی صورت موجودہ حالت سے بہتر نکل آتی اور عجب بھی نہ تھا کہ سلطنت اودہ خاص شرائط اور عہد کے ساتھ مسترد ہو جاتی مگر ہندی دستاں بہت راجہ سودر پور کاہل و فتنہ ہندوستان کے مولناک غدر ۱۷۵۷ء نے اُن سب تدبیر اور منصوبوں کو دہم و برہم کر دیا اور بجا اسکا کہ انگلستان کے عام و خاص اور نامور جلسہ جو مولوی صاحب کے حسن تدبیر اور عمدہ پالیسی کی وجہ سے اس فریب نشین اودہ کے ساتھ ہمدردی کرتے تھے اور اُنکی کامیابی کے لئے بدلہ میں تھے ہندوستانی متوحش خیرین انکے ہم قوم اور اُنکی زن و فرزند کی دشمنانہ قتل و غارتگری کے اخبار سن سنے دفعتہ پر گئے اور غدر کے فرو ہو تو ہی شاہ اودہ اپنی نا تجرب کار اور جاہل مشیروں کے مشورہ سے خلاف عہد و موافقت جو مولوی صاحب سے کئے تھے بارہ لاکھ روپیہ سالانہ ماہوار قبول کر لی

اور اوپر ہی اٹھا کر کے مولوی صاحب کو خدمت سفارت علیحدہ کر دیا۔

بہر حال اس سفارت کا نتیجہ کچھ ہی ہو مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ مولوی صاحب نے اپنی کشتہ

تدبیر اور پر جوش تحریرات سے ایک عالم کو اپنا ہم دردا اور اپنی مظلومیت کا نوحہ خوان بنالیا تھا بہت رسالہ اور

مضامین استزاع ریاست اودہ اور غدر ہندوستان پر اس زمانہ میں اپنے چھپوے ملک کے مغز حبسوں کی

طرف سے استرداد سلطنت کے لٹی پر زور تحریکین ہوئیں پارلیمنٹ کے اعلیٰ اور مغز ممبر اور ارباب اقتدار آپ کے طرفدار

ہو گئے خود اپنے ولایت میں نہایت شہرت و عزت حاصل کی شہنشاہ وقیصرہ ہند دھم مٹھا کی باریابی دہلا

اور شرف ملازمت نہایت توقیر کے ساتھ میسر ہوئی بلکہ دعوت شبنہ پر بھی مدعو ہوئے تھے وزرا اور امر اسلطن

خصوصاً آئرلینڈ سٹرگیڈ اسٹون وزیر غم کی محبتوں اور شبنہ دعوتوں میں ہمیشہ شریک ہوتے رہے مرہٹوں

جو انڈیا آفس اور سکریٹری آف انٹیمٹ کے دفتر سے آپ کے نام پر ہوتی تھی اور عموماً تحریرات میں آپ کے نام

نامی کے ساتھ ہزار کسٹنی لکھا جاتا تھا۔

علحدگی سفارت کے بعد بھی آپ کو کئی سال تک لندن میں رہنے کا اتفاق ناخو استہ پیش آیا

جب تکی تفصیل سے کہہ اپنے اپنی بعض انگریز دوستوں کے ذمہ لکچرہ روپیہ قرض لیا تھا اور چند قطععات استیلا

پر بطور بل آف اکیسج و سٹخ کر دی تھی اگرچہ وہ روپیہ ادا کر دیا گیا مگر وہ کاغذات واپس نہیں ہو

اور اصل دائن نے اسکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر ڈالا اور خریدار نے اوسین رقم بڑا کے ایک لاکھ

کے ہزار کا دعو مولوی صاحب پر کر دیا جسکی پیروی وغیرہ میں آپ کو کئی سال تک مجبوراً وہاں ٹھہرنا پڑا

اور اس عرصہ میں خاص لندن میں آپ کے مکان میں چوری بھی ہو گئی اور پچاس ساٹھ ہزار روپیہ کا اسباب

از قسم ظروف نقری و جواہرات و لباس وغیرہ تلف ہوا اور اس مقدمہ کی پیروی اور اخراجات بارشروں

و عدالت میں جو کچھ سرمایہ وہاں موجود تھا اور وطن کے بعض جائیداد بھی نذر ہو گئی۔

آخر کار آپ نے ماہ نومبر ۱۷۷۳ء میں لندن مراجعت فرمائی اور چند مصر و اسکندریہ میں سلطان اور مصری
مہمان سرواٹنیں سلطان و خدیو مصر کے مہمان رہے اور وہاں سے حرمین شریفین تشریف لے گئے جہاں تقریباً
دو سال آپ نے قیام فرمایا اور اس زمانہ کو بھی آپ نے بیکار نہیں چھوڑا علم حدیث کی سند حاصل کرتے رہے
و دوح سے مشرف ہوئے۔

۲۳ دسمبر ۱۷۷۳ء کو آپ نے وطن میں معاہدہ فرمائی اور اپنا اکثر وقت تاریخ انگلستان
کی تالیف میں جو نہایت نادر و مفید کتاب ہے اور حفظ کلام مجید میں صرف فرمایا قریب بیس بابیں سیاہ
حفظ بھی کر لئے تھے مگر عدالت اور قضا نے تکمیل کی مہلت نہ دی اسی عرصہ میں آپ کو چند دنوں
نواٹنگھام پور کے مصاحبت میں بھی رہنے کا اتفاق ہوا۔

الغرض مولوی صاحب نے ابتداً اس شہور سے زمانہ وفات تک اپنا وقت بھی بیکار و رایگان
نہیں کیا آپ کے تالیفات میں مفتاح الرشاد و کلتوز المعاش و المعاد و وجدول طلوع و غروب
اور تاریخ انگلستان اور شرح خضہ شفقہ اور تاریخ الخلفاء حالات خلفائے نبی امیہ و عباس میں
اور تاریخ فارسی ہندوستان و اووہ یادگار میں آپ کے خیالات اگرچہ گزشتہ صدی کے بزرگوار
بالکل نئے اور علحدہ تھے مگر آپ اپنے مذہبی عقائد میں نہایت راسخ و مضبوط تھے جسکی تصدیق خود آپ کے
کلام سے ہو سکتی ہے۔

۹ محرم ۱۲۹۹ مطابق ۲۰ نومبر ۱۷۷۳ء کو آپ نے بعارضہ استقامت جہان فانی مقام کویرین ^ط
فرمائی اللہ تعالیٰ جناب مدوح کو اپنی جوار رحمت میں جگہ و حفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد اور شکر اوس خالق میحون و چرا کا جینے زبان کو طاقت گویائی
 اور قلم کو یار ایسے صفحہ آرائی عطا کی اس ناچیز ضعیف البیان انسان
 کے تحریر اور تقریر سے ادا ہونا محال ہے اور قصد ادا کا اُس محال
 کے مجاز کا دعویٰ باطل کرنا ہے لاجرم سب سے بہتر راہ اوسکی
 یہ ہے کہ تشبہ بدامن پاک اور مطہر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کر کے بموجب ارشاد فیض بنیاد زبان ناطقہ کو یون
 لال کیجئے رَبَّنَا لَا اِحْصٰی ثَنَاءٌ عَلَیْكَ اَنْتَ کَمَا اَشِیتَ عَلٰی
 نَفْسِکَ غَرَجَارُکَ وَجَلَّ ثَنَائُکَ اور درود نامہ محمد و داؤس سرور
 عالم فخر بنی آدم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور
 اوسکے آل اور اصحاب پر اور اوسکے اخبار اوست پر بیج کر عاصی

مسیح الدین کا کوری لکھتا ہے عجب شان کبریٰ ہے ایزد تبار
 نے اپنے بندگان عاصی اور مطیع کو ہر طرح سے بواسطہ انبیاء اور اولیاء
 کے راہ ہدایت کی دکھائی اور ضلالت سے باز رکھا اور بنکی چشم
 بصیرت اور بصارت کھلی ہے اونکو واسطے ہر حادثہ اور انقلاب
 زمانیکا موجب عبرت ہوتا ہے اور ہدایت کی راہ دکھاتا ہے لوگ
 کہتی ہیں کہ یہ عالم خرا اور سزا نہیں ہے مطلب اسکا یہ ہے
 کہ موضوع خرا اور سزا کیواسطے نہیں ہے یا یہ کہ خداوند تعالیٰ
 کی طرف سے ہر مطیع اور عاصی کو یہاں صاف صاف اطلاع نہیں دیجائی
 کہ یہ تیرے حرکات نیک اور بد کی خرا اور سزا ہے باوصف
 اسکے کہ یہاں بھی حرکات نیک اور بد کی خرا اور سزا ملتی ہی کلام
 العظیم صاف ناطق ہی کہ پچھلے امتوں میں لوگوں کو انکے حرکات
 ناشایستہ کی سزا ملا کی ہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 چونکہ پیغمبر رحمت تھے اونکو امت پر وہ حوادث ہلاکت اور تباہی
 کے جو پچھلے امتوں پر نازل ہوا کیے ہیں بہت کمتر واقع ہوئے ہیں
 اسکے ساتھ ہی مظالم شدیدہ اور مائثم سیئہ پر ظہور شان قہری
 اور جلالی اور اختیار ناموس کے صدق و صلاح پر ناموری اور فلاح
 مناسبہ اب بھی مدد دہن ہے اور ارباب ہوش اور بصیرت
 کے ہمیشہ تجربہ بین آتی ہے واقفہ صعب اور ظلم شہادت حضرت

امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ اور حادثہ عظیمہ واقعہ حرہ اور
 شہداء کے بعد جو مصائب قتل و خون کے واقع
 ہوئے کتب تواریخ کے دیکھنی سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ
 کس شدت کے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ پر صرف بنی امیہ کے عروج کے حسد
 سے ہوا تھا اور ایسے وقوع جدال و قتال اور تباہی اور ہلاکت اور
 مذلت عام قریب سو اسو برس کے اللہ تعالیٰ نے خلافت اور
 سلطنت اور حکومت انہیں بنی امیہ میں قائم رکھی اور چونکہ مروان
 کا عروج خلیفہ ثالث مظلوم کے عہد میں زیادہ تر لوگوں کے انہوں
 میں کہناتا تھا اور اوس پر حسد موجب اوس ظلم شدید کا ہوا
 اوس کی پور اور اوس کے اولاد پر خلافت بنی امیہ کی منحصر ہو گئی
 کہ باستثنایے تین خلیفہ اول کے مروان سے لیکر تا خاتم خلافت
 بنی امیہ اوس کے اولاد خلیفہ رہے اور اکثر ان نے ان خلفائے
 سے اور اوس کی اتباع نے منظر انتقام کے مظالم شدیدہ کے مرتکب
 ہوئے الغرض جب اوس کے مظالم نے ترقی کی بنی عباس اوس پر مسلط
 ہوئے پہر اوس کے مظالم کے بعد کفار مسلط ہوئے حضرت امام حسین
 رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وراہے وقوع ہلاکت اور تباہی
 عام اوس کے قتل ظلمہ کا نام و نشان باقی نہ رہا اکثر مقطوع النسل ہو گئے

بیان تک کہ سیکڑون برس سے اقوام اہل اسلام میں کوئی
 اپنے لڑکوں کا نام نرید اور شمر اور زیاد نہیں رکھتا ہمارے اس
 عہد میں حادثہ ظلم جو بچاریے مولوی امیر علی مرحوم پر مقتدران
 سلطنت اودہ کی طرف سے تباہی دہلکاران نا تجربہ کار سلطنت
 انگریز یہ ہوا اور ہندوستان کے لوگوں میں سے کسی نے ان کو
 اس ظلم و ستم سے نہ بچایا پہلے اودہ کی سلطنت خاک میں مل گئی
 ان کے مقتدروں پر دولت اور تباہی نازل ہوئی پھر ساری ہندو
 پر مشتمل کے غدر سے جو قہر الہی نازل ہوا وہ کسی پر مخفی نہیں
 ہے ایسی سلطنت حکمانہ باشوکت و ابہت انگریز یہ چند دہلکاران
 نا تجربہ کار کے بدولت بھی قہر الہی سے محفوظ نہ رہی و رائے نراؤ
 ذمی و بات اور مکت انگریزوں کے قتل و خون کے المیہ
 انڈیا کمپنی جو سو اسو برس سے ہندوستان پر حاکم تھے وہ مٹ
 گئی الغرض جمیع حوادث اور انقلابات اس عالم پر اباب بھرت
 اور بصارت کو خاص کی نظر ڈالنی سے معلوم ہو گا کہ ہر انقلاب
 اور حادثہ عظیم خواہ عام کسی مکت پر واقع ہو یا خاص ایک کسی
 خاندان یا احاد الناس پر ضرور کسی واقعی کی جزا یا سزا میں گرا
 آسمانی کے طرف سے واقع ہوا ہے یہاں ہم نے ارادہ کیا تھا
 کہ ایک تاریخ مختصر خلفائے نبی امیہ اور خلفائے نبی عباس کی کہیں

اوس سے پیشتر قلم نے ایسی جولانی کہ وہ تحریر طولانی نتائج حوادث
 عالم کی حقیقی ہو یا اتفاقی صرف اپنے سمجھ کے موافق لکھ ڈالی اب برسر
 مطلب آئی واضح ہو کہ اول خلفائے بنی امیہ میں حضرت عثمان رضی اللہ
 عنہ ہیں چونکہ او کی خلافت راشدہ تھی او کو ہمنے سلسلہ خلفائے بنی
 امیہ نہیں لکھا جیسا دلین ارادہ ہے اگر مقدر بھی ہو چکا ہے ویسی ہی
 ایک تاریخ مختصر ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفائے
 راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی انشاء اللہ تعالیٰ ہم لکھیں گے پس
 شروع خلافت بنی امیہ کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کی
 تو وہ پہلے خلیفہ بنی امیہ اوس عہد سے مقرر ہوئے جب حضرت سبط اکبر
 امام حسن رضی اللہ عنہ و سلام اللہ علیہ نے مصالحتاً او کو خلافت سپرد
 کی اور خود اوس سے دست بردار ہوئے اور او کی بیعت کی اور
 اوس سے پیشتر وہ مغرب بعضوں کے نزدیک بخطائے اجتہادی
 تھی اور راقم آٹھ کے عقیدے میں مطابق آرائے حسب غفر علمائے
 اہل سنت جماعت کی جب تک حضرت سبط اکبر سلام اللہ علیہ
 نے او کو خلافت نہیں سپرد کی اور سب او کے معین اور مددگار
 باغی اور باغی تھے قطع نظر او کی خروج کے امام برحق واجب الطاعت
 پر جب کے ساتھ کسی طرح کی او کو مناسبت اور مماثلت نہ تھی حدیث
 صحیح حسین خضیب عمار یا سر رضی اللہ عنہ کی قتل کی یہ وہ منہ دلیل واضح

بیے کہ وہ اور سب اونکی ہمراہی باغی تھے صحیح مسلم میں مروی ہے عن
 ابی قتادۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہم ان یخلف الخندق
 فجعل ہمیسہ راسہ ویقول بوس ابن سمیہ ثقلت الفئۃ الباغیۃ
 سمیہ عاریا سر کے مان کا نام ہے جبکہ ابو جہل نے شہید کیا تھا ترجمہ
 اس حدیث کا یہ ہے ابو قتادہ سے روایت ہے کہ یہ تحقیق رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم نے فرمایا عاری سے جب وہ غزوہ خندق میں خندق کھودتی
 تہ آپ نے اونکا سر سہراتی ہوئے فرمایا اور محنت اور مشقت سمیہ کے
 بیڑ کی قتل کر لیا تب کہو کہ وہ باغی انتہی یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے معجزات میں ہے کہ خبر غیب عار رضی اللہ عنہ کی شہادت کا
 وہی تھی اور بموجب اوس خبر کے جنگ صفین میں وہ ماری گئے صفین
 اوس مقام کا نام ہے کہ جہان حضرت اسد اللہ غالب غالب کل غالب
 علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اور معاویہ ابن ابی سفیان سے لڑائی
 ہوئی تھی قاموس میں ہے صفین گسجین ع قرب الرقۃ بشاطی الرقۃ
 کانت بہ الواقعة العظیمة بین علی ومعاویہ غرۃ صفر سنہ ۳۷ھ من
 ثم احترق الناس السفر فی صفر ترجمہ اسکا یہ ہے صفین سجین کے دریا
 ایک کاؤن ہی قریب رقہ کے دریا ہے فرات پر جس میں جنگ عظیم مابین
 علی اور معاویہ کے غزوہ صفر ۳۷ھ ہجری میں واقع ہوئی پس اس سبب
 سے لوگوں نے احترق کیا ہی سفر کرنے سے صفر کے مہینہ میں محدثین کہتے

ہیں کہ اس حدیث کے اسناد کی جو عمار کے قتل کی خبر بغیب دیتی ہے
 اور طرق کثیرہ ہیں جس پر وہ مرتبہ شہرت اور تواثر کو پہنچی ہے اس صورت
 میں کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اخبار احادیثی چندان قابل وثوق نہیں ہے
 اور باب سیر کھتری میں جب عمار یا سر مقتول ہوئے تب عمر و عاص
 جا کے معاویہ سے کہا بڑی مشکل ہوئی کہ عمار ہمارے ماہتہ سے مار گئے
 اور ہم نے سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا
 کہ تم کو گروہ باغی قتل کر لیا معاویہ نے بات بنائیے کیا سچے کہا کہ
 اذکو ہنہ نہیں قتل کیا علی نے قتل کروایا اسوا سچے کہ وہی اذکو
 لڑنے لگے تھے راقم کے والدین نے یہ تقریر عمر و عاص کی مذکر تشویش
 عمار کے قتل سے للہیت سے نہ تھی اگر للہیت ہوتی اور خبر بغیبی آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کر کے خوف خدا دہین آیا ہوتا تو معاویہ
 سے اس کے ذکر کی کیا حاجت ہتی فوراً اوٹھ کھڑے ہوتے اور حضرت
 مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی لشکر میں جا کر توبہ کرتے اور اذکو مخالفین
 کے ساتھ لڑنے کو آمادہ ہوتے اور اگر معاویہ سے اسکا ذکر کیا تھا
 توبہ نصیحت اور اندرز ذکر کیا ہوتا کہ اس گناہ غلیم لغاوت سے
 میں تائب ہوا تم بھی توبہ کرو جب یہ ہوا اور پہر برابر مخالفت پر آمادہ
 رہے اور پنچایت عذر کیا پہر للہیت کہاں رہی اس صورت میں وہ ذکر
 کرنا معاویہ سے دو وجہ سے معلوم ہوتا ہے ایک اثبات اپنے

حق اور احسان کا معاویہ پر ہو گا کہ باوصف اس گناہ کبیرہ بغاوت کے
 پینے تمہارا ساتھ دیا اور دوسری شاید یہ وجہ ہو کہ مبادی البس
 شہری اس خبر غیبی کے لشکر باغی میں بہرہ بند پڑ جائے اسکو وکنی
 کی تدبیر سوچا چاہی اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہے و یجوز تقلد القضا
 من السلاطین الجاہلۃ کما تقلد کثیر من الصحابة من معاویہ
 و الحق کان فی ید علی فی نوبتہ اسکا ترجمہ یہ ہے عہدہ قضا کا قبول
 کرنا ظالم بادشاہوں کی طرف سے جائز ہے جیسی بہت سے اصحاب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ کے جانب لیے وہ عہد
 قبول کیا تھا حالانکہ حق علی کے جانب تھا اونیکے اپنے عہد خلافت میں
 تو صاحب ہدایہ نے بسبب تسلط اور غلبہ ناحق کے معاویہ کو سلاطین
 ظلمہ میں داخل کیا ہے مراد اس سے وہی بغاوت ہے اور مولوی جامی
 علیہ الرحمہ نے لکھا ہے مثنوی آنخلا سینے کہ داشت با حیدرہ و در خلا
 صحابی دیگرہ حق در انجا بدست حیدر بودہ جنگ با او خطایے منکر بودہ
 انخلاف از مخالفان پسندہ لیک از لعن طعن لب و رندہ گر کسیرا
 خدایے لعنت کردہ نیست لعن من تو اش در خوردہ و ر بفضل خدایے شد
 متنازعہ لعن ماجربا نگر دو بازہ ان اشعار میں اگرچہ مولوی جامی کا
 وہی زمانہ بغاوت کے ذکر کا ہے مگر حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد
 سرہندی قدس سرہ فی ان اشعار کے سبب سے مولوی جامی

تخلیہ کیا ہے کہ طرر بیان اوسکا موجب بی ادبی کا حضرت معاویہ کے
 شان میں یہ مطلب حضرت مجدد کا شاید یہ ہو کہ اون اشعار میں
 اونکے اپنے خلافت کی نیلے بعد سپردگی حضرت اکبر کے نہیں
 نکلتی یا شاید حضرت مجدد کے نزدیک وہ مجتہد مخطی ہوں
 اون کو باغی نہ کہتے ہوں اور ہمارے عقیدہ میں باوصف معاویہ کے
 بغاوت کے امام برحق سے جناب سبط اکبر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
 و سلام اللہ علیہ نے اونکی ساتھ مصالحت کیا خود خلافت سے دست بردار ہوئے اور
 خلافت اؤ کو سپرد کی اور اؤ کو ماتہ پر بیعت کی اور ہمیشہ اؤ کو
 سچے ناز پر ہتے رہے اونکے جوایز اور صلوات قبول کرتے رہتے
 اب وہ اؤ کا قصور بغاوت سابق کا جو ایک گنا گیرہ تھا امید
 قوی ہے کہ ایضاً تعالیٰ عفو کر لگا جب حضرت امام نے عفو کیا سلطان
 اہل اسلام کو باوصف اونکے ابتلا کے ہزاروں مظالم اور حاکمی
 میں کوئی شخص اؤ کو دایرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا بلکہ اؤ کو
 بدعائے مغفرت یاد کرتے ہیں پس حضرت معاویہ جیسے حالات
 اور اوصاف ہم نقل کرینگے جس سے اؤ کی توبہ اور ندامت گناہوں
 سے ثابت ہوتی ہے اور بالخصوص جب حضرت امام نے اؤ کا قصور
 عفو کیا پھر اؤ کو بدکننے کی کیا وجہ ہے ہم تعلق حضرت امام حسن
 مجتبیٰ علیہ السلام کے ہیں حضرات شیعہ کے ہم تعلق نہیں ہیں جو

افعال ائمہ اہل ہمارے تہذیب پر حمل کرین و واقعہ مصالحہ حضرت امام کا
 جو ہم ذکر کریں گے اوس سے صاف ثابت ہے کہ کسی طرح کا جبر اور اگر
 حضرت امام پر مصالحہ کیا گیا ہو یا نہیں ہوا تھا جو انہوں نے یہ تہذیب
 کی ہو بلکہ قریب ایک لاکھ فوج کے آپ کی تبعیت میں موجود تھی اور
 معاویہ کے ساتھ جنگ کر نیکی آمادہ تھے ایسی حالت میں اُن کے
 تہذیب کی نسبت کرنا کمال جن اور وقاحت کی نسبت ہے جس سے دینی
 عصمت حضرت امام کا پاک تھا کہ ساری عمر اوسے میں مبتلا رہے بلکہ حضرت
 امام نے پیشتر مصالحہ سے اعلام کر دیا تھا کہ ایک کسی مسلمان
 کے خون کا قطرہ بھی لڑائی میں نکلنا مجھے پسند نہیں ہے اسوایط
 میں خلافت سے دست بردار ہوں اور دوسرے مدعی خلافت
 کے میں بیعت کرتا ہوں وہی آپ نے کیا پس ہمارے نزدیک حضرت
 معاویہ کے واسطے صرف بہ برکت صحبت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم کے اور شرف منصب کا تب یعنی فتنی آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ہونے سے اور شرف قرابت اور جبریت سے
 آنحضرت کے ساتھ بالخصوص بسبب بہائی ہونے ایک ام المؤمنین
 کے یعنی حضرت ام حبیبہ اُن کے بہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 ازواج مطہرات میں تھیں جب حضرت سبط اکبر نے اُن کا قصور بغاوت
 غو کیا اب عجبیہ میں اُن کے واسطے وہ متوقع ہے جو اور کسی

مسلمانوں کے مساوی رتبہ کیواسیٹے نہیں ہے علاوہ ایک کے کتاب
 صحیح بخاری جو ارباب حق کے نزدیک اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے
 اوس میں اپنی بکرہ صحابی سے مروی ہے قال وایت رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم علی المنبر والحسن ابن علی اکی جنبہ وهو یقبل الی الناس
 مرۃ وعلیہ اخری ویقول ان ابنی هذا سید ولعل اللہ ان
 یصلح بہ بن قسین عظمین من المسلمین ترجمہ حدیث کا یہ ہے
 کہنا اوس میں اپنی بکرہ نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 منبر پر اور حسن ابن علی آپ کے پہلو میں تھے اور آپ ایک دفعہ قوم
 کی طرف توجہ ہوتے تھے اور ایک دفعہ اونکے طرف اور فرماتے تھے
 یہ بیٹا میرا سردار ہے اور تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اوس کے سب سے
 مصالحہ کر اویے دو وٹریے گروہ مسلمانوں میں یہ حدیث اخبار الثمین
 ہے جو داخل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں
 تو حضرت نے باوصف بغاوت اوس گروہ کے مسلمانوں
 اذکو داخل رکھا دایرہ اسلام سے اذکو خارج نہیں کیا اور ہماری
 دانت میں بغاوت اونکے قبل مصالحوں کے اونکے اپنے اقرار
 سے ایک خطبہ میں جو انہوں نے بعد مصالحوں کے تخلیہ میں پڑھتا
 ثابت ہے جب سارا لشکر ہمراہی حضرت امام حسن علیہ السلام
 کا دمان جمع ہوا تھا اور اونکے قبعت کی تھی ایک فقرہ اوس

خطبے کا جو بدلات اترامی اوس اقرار بدلات کرتا ہے یہی
واللہ انی ما قالتم لتصلوا ولا تقوموا ولا تتجھوا ولا لتسکوا
انکم تفعلون ذالک وانما قالتمکم لا تامر علیکم وقد اعطانی اللہ
ذالک وانتہد کارہون یہ فقرہ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ
میں روایت کیا ہے اور لکھا ہے کہ اعشش نے عمرو ابن مرہ سے اور
اونہوں نے سعید بن سوید سے روایت کی ہے اور کہا اونہوں نے
ہمارے ساتھ نماز پڑھی معاویہ نے نجدہ بن جعبہ کے دن تب
خطبہ پڑھا اور اوس خطبے میں یہ کہا قسم ہے خدا کی نہیں قتال
کیا میں نے تمہارے ساتھ تاکہ نماز پڑھو تم اور روزہ رکھو اور حج
کرو اور زکات دو بہ تحقیق وہ سب تم کرتے ہو صرف میرا قتال
تمہارے ساتھ اسوا سبطہ تاکہ میں امارت کروں تمہارے
اوپر سو وہ امارت اللہ تعالیٰ مجھ کو عطا کی اور تم کو کسی کارہ تھی
انتہی یہ صاف اقرار ہے ہمارے نزدیک کہ میری لڑائی تمہارے
ساتھ نہ بنائے ارکان اسلام نہ تھی اس صورت میں لازم آیا کہ
امام برحق پر جب کی خلافت جماع ہو چکا تھا خروج ہوا پر اوسے اپنے
نے لکھا ہے عبد الرحمن ابن شریک جب اوس روایت کو نقل کرتے
تھے تو کہتے تھے ہذا اللہ ہوا التھتک صراح میں تہتک کی معنی
لکھ بن (رسوا شدن) تو عبد الرحمن ابن شریک کا مطلب یہ تھا

کہ معاویہ سینے یہ خطبہ پڑھ کر اپنے تین رسوا کیا اب ہم بیان کوالیف
 تاریخی خلیفہ اول بنی امیہ کی لکھتے ہیں مگر اوس سے پیشتر ضرور ہے
 کہ کیفیت مجملہ مصالحہ حضرت سبط اکبر سلام اللہ علیہ کی لکھیں تاکہ حال
 اجماع عام ساری مسدیں کا اوس خلافت پر معلوم ہو۔ نوکر خلافت
 خلیفہ اول بنی امیہ یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
 جو باجماع عام اہل اسلام بہ تفویض حضرت امیر المومنین امام
 حسن مجتبیٰ علیہ السلام قرار پائے ابن ابی الحدید شرح
 نہج البلاغۃ میں لکھتا ہے ابو الفرم یعنی ابن جوزی راوی ہے کہ جب
 بعد شہادت حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ وسلم
 علیہ کے بموجب وصیت جناب مدوح یکے حضرت سبط اکبر کو
 پر لوگوں نے بیعت کی تب آپ فی معاویہ بن سفیان کو ایک خط
 لکھا خلاصہ مضمون اوس خط کا یہ تھا کہ تم جانتے ہو کہ میں احق نکالت
 ہوں بہ نسبت تمہاریے اور سب مسلمانوں نے میرے ہاتھ پر بعد
 شہادت حضرت والد ماجد کے بیعت کی ہے تمکو لازم ہے کہ
 بغی اور عدوان سے باز آؤ اور جس امر میں سب مسلمانوں کا
 اجماع ہوا ہے تم بھی اوس میں شریک ہو اور خجگ و جدل
 سے اور مسلمانوں کی خون ناحق بیٹھنے سے باز آؤ معاویہ نے اوسکا
 جواب اپنے دالت میں بہت دوارات لکھا حکم خلاصہ یہ

کچھ شبہ نہیں ہے کہ تم احقِ خلافت تہی لیکن میری حکومت اور چلا
 تمہاری حکومت اور ولایت سے بہت بڑی ہے اور بہ نسبت
 تمہاریے میں اس امت کا بڑا تجربہ کار ہوں اور عمر میں تم سے زیادہ
 ہوں پس تم کو لازم ہے کہ تم میرے ماتھے پر بیعت کرو اور بعد میں
 مرنے کے تم احقِ خلافت ہو اگر مجھ کو یقین ہو تا کہ تم انتظام رعایا
 اور خلافت کا مجھ سے بہتر کر سکو گے اور سیاست میں مجھ سے
 احسن ہو اور بیت المال جمع کرنے میں قوی تر اور ادائیے دینے
 ذی رعب تر ہو تو میں خواہ مخواہ تمہاری بیعت کرتا لیکن ابھی بسبب
 صغیر کے وہ امور تم میں مفقود ہیں مناسب اور ضروری ہے کہ تم
 میری اطاعت قبول کرو اس صورت میں عراق کے بیت المال میں
 جو کہ نقد و جنس جمع ہو کتنا ہی زیادہ ہو سب تم لے لو اور جہاں چاہو
 اوتھالیاؤ اور خراج جس ملک کا عراق سے پسند کرو وہ سال
 بسال تم کو پہچے الغرض اس وقت طرین نے ایک دوسرے کا لکھنا
 نہ قبول کیا اور دونوں طرف سے سامانِ جنگ کا شروع ہوا اور
 ہر ایک نے اپنے مرکز سے کوچ کیا تا میدانِ جنگ میں مجتمع ہوں
 پس حضرت امیر المومنین امام حسن رضوان اللہ علیہ سوار ہو گئے
 نخیلہ کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے غلام کو حکم کیا کہ سارے خبردار
 کے اسباب لیکے وٹان آویسے اور سب امرا اور اراکینِ مؤمنی

اپنے عساکر کے وہاں جمع ہونا شروع ہوئے سب سے پہلے عی
ابن حاتم موالپنے ہمراہوں کے پہنچے اور قیس بن سعد عبادہ الفارسی
اور معقل بن قیس الریاحی اور زیاد بن صفقہ مثنیٰ وغیرہ داخل ہوئے
اور لوگوں کو تحریریں اور ترغیب شروع کی اور حضرت امام کے
حضور میں سبہوں نے بالاتفاق عرض کیا کہ ہم سب لوگ حضرت
کی اطاعت میں اعدا سے لڑنے کیواسیلے حاضر اور موجود ہیں پس
حضرت امام نے ارشاد فرمایا تم سب راست گو ہو اللہ تعالیٰ تمہارے
اور رحمت کرے میں ہمیشہ سے تم لوگوں کی صدق نیات سے
واقف اور آگاہ ہوں اور صدق و صفا اور محبت اور وفا سے اللہ تعالیٰ
نے تمہارا خیر کیا ہے خداوند تعالیٰ تم سب کو جزائے خیر دے
اور دو نو جہان میں سرخرو کرے آنحضرت امام نے پیغمبر
بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب کو جو کوفی کا امیر تھا انیادیا
مقرر کیا اور او کو حکم کیا کہ جہان نکم ممکن ہو تحریریں اور ترغیب کے
سپاہ کو نچند کے طرف روانہ کریں اس تدبیر سے ایک لشکر
غلم قریب ایک لاکھ آدمی کے آپکی رکاب میں مجتمع ہوا تب
آپ نے عبید اللہ بن عباس کو بارہ ہزار سپاہ پر امیر مقرر کر کے
روانہ کیا کہ وہ مقدمہ الجیش ہوں اور او کو حکم دیا کہ اس سپاہ
کی خاطر داری اور پاسداری میں کسی طرح کا قصور نہ کریں کہ بقیہ مقدمہ

امیر المومنین حضرت والد ماجد کے ہیں اور اس لشکر کے ساتھ جا
 نہ فرات پر معرکہ کرو اور وہاں سے اوس نہر سے عبور کر کے
 معاویہ کے لشکر کے روبرو ہو لیکن جنگ شروع نہ کرنا جب تک
 کہ میں وہاں نہ پہنچوں میں بھی غنیمت تمہارے پیچھے آتا ہوں اور
 چاہی کہ ہر روز کے اخبار ضروری سے مجھ کو اطلاع کرتے رہو اور
 ہر امر میں قیس بن سعد اور سعد بن قیس سے مشورہ کرو اس عرصہ میں
 اگر معاویہ صف جنگ کے سامنے ہو جائیں تو تم مقابلہ شروع
 نہ کرنا جب تک اونیکے طرف سے شروع نہ ہو تم باوی جنگ کے
 نہو نا جب وہ مقابلہ شروع کریں تب تم مدافعت پر آمادہ ہو
 اگر باقتضاء تقدیر تم کو شہادت نصیب ہو جائے تب قس بن
 سعد امیر عسکریوں اگر وہ بھی درجہ شہادت پاویں تب سعد
 بن قیس امارت کریں بالجہ عہد المدین عباس روا نہ ہوئے
 اور متعاقب اونیکے حضرت امام بھی معہ لشکر جبار کے روا نہ ہوئے
 اب اس مقام پر ہم ایک حدیث بخاری کی معہ اوسکے ترجمہ کے
 نقل کرتے ہیں جو باعث حضرت امام کے صلح کرنے کی ہوئی وہ
 حدیث یہ ہے باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علیؑ
 ابی ہذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتين عظیمتین
 وقولہ فاصحوا ینہما حد ثنا عبد اللہ بن محمد حدثنا

سفیان عن ابی موسیٰ قال سمعت الحسن يقول استقبل والله
 الحسن بن علی معاویة بکتایب امثال الجبال فقال عمرو بن العاص
 انی لا اری کتایب کما تولى حتى تقتل اقرانها فقال له معاویة و
 کان والله خیر الرجلین ای عمرو ان قتل هوکلا هوکلا وهوکلا
 هوکلا منی لیا مور الناس من لی نبسائهم من لی یضیعتم فبعث
 الیه رجلین من غمریش من بنی عبد شمس عبد الرحمن بن
 سمره وعبد الله بن عامر فقال اذهبا الی هذ الرجل فاعرضا
 علیه وتوکلا له واطلبا الیه فاتیاه فدخلوا علیه فقتلما وکلا
 له وطلبا الیه فقال لهما الحسن بن علی انا بنی عبد المطلب
 قد اصبا من هذ المال وان هذہ الامه قد عانت فی
 دمائها کلا فانه یرض الیک کذا وکذا ویطیب الیک
 ویساک قال فمن لی بهذ اقا لا نحن لک به فما سا
 لهما شیئا الا قال لا نحن لک به فصالحه ایک بعد نجاری
 من یر قال الحسن ولقد سمعت ابا بکره یقول رايت رسول الله
 صلی الله علیه وسلم الی اخره وه حدیث حکو او پر ہم ذکر کر چکے
 ہن اور نجاری نے اویکے واسطے باب قرار دیا اور اویکے مقدمہ
 میں اوس حدیث کا مضمون نقل کیا ترجمہ حدیث کا باب قول نبی صلی
 علیہ وسلم واسطے حسن ابن علی کے یہ بتایا میرا سردار ہے رحابی

اللہ سے یہ کہ صلح کرے اللہ تعالیٰ لبیب او یکے درمیان دو گروہ عظیم
 کے اور باب قول اوسے اللہ تعالیٰ کے اور صلح کر دو درمیان ادھن
 و دونوں کے پو کیا ایت کلام اللہ کی یہ ہے حکا وہ قول نقل ہوا
 ان طایقات من المومنین اقتتلوا فاصحوا بنہما فان بقت
 احداہما علی الاخری فقاتلوا اللتی تبغی حتی تقبی الی الامر اللہ
 فان خاءت فاصحوا بنہما بالعدل واقسطوا ان اللہ یحب
 المقسطین بخاری روایت کرتا ہے حدیث کہی ہم سے عبد اللہ بن
 عمر نے کہا اوہون نے حدیث کہی ہم سے سفیان نے اوہون نے
 روایت کی ابی موسیٰ سے کہا اوہون نے سنائیں نے حسن بصری
 کو وہ کہتے تھے استقبال کیا قسم خدا کی حسن بن علی نے معاویہ
 کا ساتھ افواج کے مثل پہاڑوں کے پس کہا عمرو بن عاصی نے
 معاویہ سے یہ تحقیق میں ہر اینہ دیکھتا ہوں افولج کو تم والی نہیں ہو سکو
 جبکہ قتل نہ کرو ان کے سرداروں کو پس کہا اوس سے معاویہ
 نے اور معاویہ قسم ہے خدا کی بہتر دو نو آدمیوں میں — راقم
 کہتا ہے یہ قول حسن بصری کا ہے یعنی معاویہ بہتر تھے عمرو عاصی سے
 اس سبب سے کہ عمرو ترغیب جنگ کی کہتے تھے اور معاویہ
 مصالحہ چاہتے تھے لبیب قرب قرابت کے خاندان بنوت سے
 ای عمرو اگر قتل کیا اسنے او کو اور اوسنے انکو پس کون ہے

میرے پاس انتظام کرنیوالا نطق اللہ کے کاموں کا کون ہے میرے پاس حفاظت کرنیوالا اور ان کی عورتوں کا کون ہے میرے پاس پرورش کرنیوالا اور ان کے بچوں کا پس بچے اور ان کے پاس دو آدمی قریش کے اولاد عبد شمس کی عبد الرحمن بن سمرہ اور عبد اللہ بن عامر پس کہا اؤن سے جاؤ تم اس مرد کے پاس یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس اور تم دونوں عرض کرو اور پھر صلح اور کہو اویسے اور طلب کرو اور ان کو طرف اسی صلح کے پس آئیے وہ دونوں مان اور پہنچے اور کہا پس پس گفتگو کی اور نہین دونوں نے اور کہا اؤن سے اور طلب کیا طرف اسی صلح کے پس کہا اؤن سے حسن بن علی نے بہ تحقیق ہم اولاد عبد المطلب کے ہیں بہ تحقیق پہنچا ہم کو یہ مال یعنی بیت المال خلافت اور بہ تحقیق اس امت نے فساد کیا یہ اپنے فوہون میں مطلب ہے چونکہ عبد المطلب عرب کے سردار تھے ہم اور ان کے اولاد میں ہیں اس سبب مستحق سردار کے ہیں اور مال کے ذکر کو مقدم کیا خلافت پر اوس سے ایسا ہوئی کہ بدون مال کے انتظام خلافت ہو نہیں سکتی اور اگر میں اس بیت المال سے اور خلافت سے دست بردار ہوتا تو احتمال مفاسد کا تھا ابھواسطیکہ یہ امت آمادہ جنگ پر اور اپنے خون بیٹھے پر ہے کہا اؤن نہین دونوں نے پس بہ تحقیق تم سے وہ صلح کیا جاتا ہے ان ان شرایط پر اور ملو جاتا ہے اسی صلح کی طرف

اور تیسری پوچھتا ہے کہ وہ شرائط کون منظور ہیں یا نہیں پس کہا اوہوں نے کون کون سے
 ضامن ہیں ایفا اون شرائط کا اون دونوں نے کہا ہم ضامن ہیں پس جو کچھ سوال کیا اوہوں نے
 اون دونوں نے دونوں نے کہا ہم اویسے ضامن ہیں مطلب یہ ہے کہ جو شرائط حضرت امام نے افواض
 پیش کی ہوئی پر برائی اون دونوں نے کہا ایسے ایفا کیے بھی ہم ضامن ہیں اور حقیقت یہ ہے
 کہ معاویہ نے ایک سادہ کاغذ مہر کر کے اوفو کو سپرد کیا تھا کہ جو شرائط حضرت امام
 چاہیں اوس پر لکھ لیں پس مصالحہ حضرت امام نے قبول کر لیا یہاں تک
 ترجمہ حدیث کا تھا جو ترجمہ لفظی نہیں ہے یہ خلاصہ ترجمہ موشم کے لکھا گیا
 اور جو آیت کلام اللہ کی صلح کے باہین ہمیں نقل کی اوس کا ترجمہ یہ ہے
 اور اگر دو فریقے مسلمانوں کے آپس میں لڑ پڑیں تو اوہیں طاب کر داد
 نہ اگر چڑھا جاوے ایک اوہیں دوسرے پر بیٹے لوگوں کے مصالحے
 اور طاب کرانے کو نہ مانے یا شرائط طاب کے قبول کر کے پھر جانے
 تو سب ملکی لڑو اوس چڑھائی والے سے جب تک پھر آوے اللہ کے
 حکم پر پھر اگر پھر آیا تو طاب کر اوہیں برابر بیٹے ایک کیسی طرفداری
 سے کیسے حق میں کم اور زیادہ کرو اور انصاف کرو بیشک اللہ کو خوشتر
 آتے ہیں انصاف والے انتہیٰ بالمجہد اس مصالحی کے باہین روایت
 ار باب سیر کے مختلف ہیں شرائط مصالحے میں بھی اختلاف ہے
 بعض لکھتے ہیں معاویہ نے ایفائے شرائط کیا کوئی لکھتا ہے کہ حضرت
 امام نے مجبوری سے صلح کی اس واسطے کہ اپنے سپاہ پر اعتماد کلی تھا

ہمارے والست میں بہت سے روایتیں اسباب کی پھر مقبرہ اور بنی
 ہوئی اونکو ہن جو حضرت امام کے صلح کرنی سی راضی نہ تھے اور اپنے
 تین خیر طلب اور دوست حضرت امام کا کہتے تھے حقیقت تو یہ ہے
 کہ حضرت امام کو ہرگز جنگ منظور نہ تھی لوگوں کے کہنے کیجیے آمادہ ہوئے
 تھے اور قریب ایک لاکھ آدمی کے آپ کے رکاب میں جان دینی کو
 موجود تھے مگر جب طرف ثانی نے درخواست مصالحت کی کی فوراً آپ نے
 قبول کر لیا تا کہ مخالفت اور سسائت کے مضمون میں ہنوخانچہ غالباً
 بعد پیغام صلح کے آنیکے اور شرائط مصالحت طے ہو جانیکے ایک دن
 آپ نے صبح کی نماز کیو اسیطے لوگوں کو جمع کیا اور بعد نماز کے منبر پر
 جائیکے یہ خطبہ پڑھا جسکا ترجمہ مذکور ہوتا ہے بعد حمد اور صلوٰۃ کے ارشاد
 یا احمدملکہ میری نیت میں نہایت مستحکم ہے کہ خلق خدا کا ناصح اور دوست
 رہوں اور کسی مسلمان کی طرف سے میرے ولین کینہ اور عداوت نہیں
 ہے اور نہ کسی کا میں بدخواہ اور دشمن ہوں آگاہ ہو جو مکونانگو اور ہے
 ساری جماعت مسلمانوں کا آپ میں ملجانا وہ بہتر ہے تمہاری واسطے الگ
 الگ رہنے سے حکومت دوست رکھتے ہو اور بہ تحقیق میں تمہاری بہتر
 دیکھتا ہوں اور تم خود اپنے واسطے بہتری نہیں دیکھتے پس تم پر واجب
 ہے کہ میرے حکم کی جو میں حکم کروں مخالفت نہ کرو اور میری قتل اور کسی
 کو پھیر نہ دو امدت تعالیٰ مغفرت کرے میری اور تمہاری اور راہ راست دکھائی

مجھ کو اور تم کو وہ راہ جس میں اوسکی خواہش اور صاہواں شاد اللہ تعالیٰ
 یہ خطبہ پڑیکے آپ منبر پر سے اتر آئیے یہ خطبہ اور جواب دیکے بعد واقع
 ہوا جس کو ہم بہ تفصیل ذکر کریں گے صاف دلالت کرتا ہے اس پر کہ ساری
 فوج اور امرا آپ کی ہمراہی کے برگز مصالحہ نہیں جانتے تھے اور ٹہرنے
 پر مستعد تھے مگر آپ نے اپنی رائے واحد سے مصالحہ کر لیا باوجود جب
 آپ منبر پر سے اتر آئیے ہر ایک آدمی نے ایک دوسرے کی طرف
 دیکھنا شروع کیا اور آپ میں پوچھا کیا سمجھے تم انکا کیا ارادہ ہے لوگوں
 نے جواب دیا معلوم ہوتا ہے کہ اؤں کو معاویہ کے ساتھ مصالحہ منظور ہے
 اور خلافت اوس کو سپرد کر کے آپ برکنا رہو جائیں گے خوارج نے کتنا
 شروع کیا (نقل کفر و نفا شد) و اللہ یہ مرد کافر ہو گیا مثل اپنے یا کی
 پر سب گھس پڑے ایک خیمے میں اور سارا اسباب لوٹنا شروع کیا
 یہاں تک کہ مصلیٰ جہاں پر آپ بیٹھیں تھے وہ بھی آپ کے نیچے سے
 کینچ لیا اور عبد الرحمن بن عبد اللہ بن جعال ازوی سینے آپ کو پکڑ کے
 کہندے پر سیسہ چادر اوتار لی مگر آپ مجبوری سے چپکے بیٹھے رہے
 ننگے ہو گئے صرف تلوار حضرت کے ہاتھ میں رہی تب آپ کے
 خواص اور شیعہ جتھے اونہوں نے لوگوں کو روکا اور منع کیا مگر طعن
 اور طاعت آپ پر کرتے تھے پس حکم کیا آپ نے کہ قبیدہ ربیعہ اور
 ہمدان کو حاضر کرو جو خیر طلب اور وفا شعار تھے وہ سب لوگ آئے

اور آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اور سب لوگ آپ کے گرد پیش رہے
 ہوئے اور جو بدخواہ اور بداندیش تھے انکو الگ کیا مگر اوس
 مجمع میں کچھ تھوڑے اعدا بھی تھے جب آپ سابط کی تنگ اور تاریک
 گلیوں میں پہنچے ایک بد ذات جسکو جراح بن سنان کہتے تھے اور اس
 کا تہہ میں منول تھا جسکو جراح میں لکھا ہے بیخ کار دکہ درمیان عصا و تازیانہ
 دارند پس دیکھنے لگا م آپ کے گھوڑے کی پکڑی اور کہا نقل کفر کفر بنا
 اللہ اکبر ای حسن تیرا باپ مشرک ہو گیا پہر تو بھی مشرک ہو گیا
 اور اوس منول کا آپ کے اوپر وار کیا جو آپ کے ران پر گرا اور
 زخمی کیا ران کے جڑ تک پس آپ گھوڑے پر سے جدا ہو کے زمین پر
 آ رہے مگر اوس شقی کو تلوار سے مجروح کر کے اوسکو لپٹ لے گئے
 اور دونو گر پڑے پس عبداللہ بن اخطل طائی دوڑے اور منول
 اوس شقی کے ہاتھ چھین لیا اور اوس سے اوسکو مجروح کیا پہر
 ظبیان بن عمارہ نے اوسکی چھاتی پر چڑھ کر اوسکی ناک کاٹ
 ڈالی اور اون نیکبتون نے اینٹوں سے اوسکا سر توڑا یہاں
 تک کہ وہ مر گیا اور حضرت امام کو پلنگ پر اوٹھایکے شہر مدائن
 پہنچا یا جہان سعید بن مسعود ثقفی آپ کی طرف سے حاکم تھے وہاں
 آپ نے اقامت کی اور جراح کے اند مال کی تدبیر شروع کی
 اور اود سر پہنچا وہ کو پیغام قبول مصالحت کا حضرت امام کی طرف سے

پنہا وہ اپنے معمریے روانہ ہو کے ایک گاؤں میں اترے جسکو
 حیوضہ کہتے تھے اور عبید اللہ بن عباس نے معہ اپنی جمعیت بارہ ہزار
 فوج کے اونیکے مقابل معرکہ کیا دوسریے دن معاویہ نے اونیکے
 معمر پر پورشش کی عبید اللہ بن عباس نے اونکو مار کے ہٹا دیا کہ
 اونہوں نے رجعت قہقری اپنے معمر کی جب رات ہوئی تب
 معاویہ نے عبید اللہ بن عباس کو پیغام بھیجا کہ حضرت امام حسنؑ سے
 اور مجھ سے مصالحو گیا اب اگر تم میری اطاعت قبول کرو تو مجھے حاکم
 ایک جمعیت کے اوسیط میں حاکم رہو گے والا اوس حکومت
 سے معزول کیئے جاؤ گے اور در صورت تمہاریے قبول اطاعت
 کے دس لاکھ درہم مکو عطا کرونگا کہ نصف اوسکا جب تم میرے
 پاس آؤ میں دو لاکھ اور نصف کو فیہ میں پہنچ کے دو لاکھ اس پیغام
 کے آئے سی عبید اللہ بن عباس شب کو مخفی اپنی جمعیت سے
 معاویہ کے پاس پہنچے اونہوں نے فوراً نصف زر موعودہ اؤکو
 سپرد کیا اور یہاں اونکی جمعیت میں صبح کو لوگ منتظر بیٹھے تھے
 کہ عبید اللہ بن عباس آوین تو نماز جماعت کی قایم کریں اونکا لشکر
 میں کہیں تپانہ لگا تب قیس بن سعد بن عبادہ نے نماز پڑھائی بعد
 اویکے خطبہ پڑھا اور اوس میں بیان کیا کہ عبید اللہ بن عباس نے
 ہم لوگوں سے یو فائی کی اونیر لعن اور لعن کر کے کہا کہ یارو ہر کہ

اور خدا پر بہرہ رسد کر کے دشمن سے لڑو سبہون نے قتال قبول کیا
 اس سبب سے کہ ابھی تک حضرت امام کے صلح کر لینے کی افکو اطلاع
 نہ تھی اور باتفاق آمادہ یورش پر ہوئے تب بشیر بن ارطاة
 معاویہ کے لشکر سے باہر آئے اس جمعیت کے سامنے ہوئے
 اور پکار کے کہنے لگے بڑا افسوس ہے تم لوگ ناحق اپنی جانیں
 دینے پر آمادہ ہوئے ہو تمہارا سردار ہمارے پاس ہے جسے
 معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور تمہارے امام نے صلح کر لی پھر تمکو
 لڑنے سے روکیا فائدہ ہوگا تب قیس بن سعد نے اپنی جمعیت میں بتایا
 کہ یارو دو باتو نہیں ایک بات اختیار کرو یا بغیر امام کے دشمنوں سے
 لڑو یا بیعت ضلالت قبول کرو پہلے لوگ آمادہ ہوئے لڑنے پر اور وقتاً
 اہل شام پر یورش مردانہ کی اور افکو میدان جنگ سے ہٹا دیا
 کہ اپنے معرکہ کی طرف رجعت قہقری کر گئے پھر معاویہ نے مدارات
 کی تخریر قیس بن سعد کو بھیجی اور افکو طلب کیا قیس نے جواب دیا
 کہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں بجز تلوار کے اور کچھ نہیں ہے
 تب معاویہ نے تخریر سخت بلعن و طعن اور وعید اوپرا اور ان کے باپ
 پر بھی اونہوں نے اوسکا جواب سخت تر اوس سے لکھا بعد
 اوسکے قیس بن سعد نے اپنی جمعیت کے معرکہ سے اوٹھ کر
 کوفہ میں داخل ہوئے اور حضرت امام بھی وہاں تشریف

لائے اور مصالحہ دو نو فرقی میں مستحکم ہو گیا اور سب سردار
 ہمراہی حضرت امام کے معاویہ کے پاس حاضر ہوئے اور اذکیہ بیعت
 کی اگرچہ بعضے یا اکثر ذن نے بکرہ بیعت کی اور چونکہ منجملہ شرائط معاویہ
 کی ایک یہ دفعہ تھی کہ معاویہ جمیع سرداروں ہمراہیان حضرت امام
 کو امان دیوں اور کسی کے ساتھ نیت انتقام کی ترکہن اور بغض
 اور کینہ عمل میں نہ لاویں معاویہ نے ظاہر کیا کہ سب لوگ میری طرف
 سیر امن اور امان میں رہینگے مگر قیس بن سعد حضرت امام نے اصرار
 اور استبداد کیا کہ وہ بھی مامون رہیں آخر مشورہ بھی معاویہ کی بیعت
 کیو سیٹے گئے پہلے پوجا نب سے گفتگو سخت شروع ہوئی مگر لوگوں
 نے رفع دفع کر دیا ابن جوزی نے روایت کی ہے کہ جب حضرت
 امام نے معاویہ کے ساتھ صلح کر لی قیس بن سعد ہمراہی چار ہزار
 سوار کے ظہر اپنی قوم کے گوشہ نشین ہوئے اور معاویہ کے
 بیعت سے انکار کیا مگر جب انہوں نے سنا کہ حضرت امام نے بیعت
 کر لی تب وہ حضرت کے پاس آئے اور پوچھا کہ آپ نے اپنی
 بیعت سے مجھ کو خلاص کیا آپ نے فرمایا مان تب وہ بہ طلب معاویہ
 کے پاس گئے معاویہ اپنے پلنگ پر بیٹھے تھے اور حضرت امام بھی
 اون کے ساتھ اوسے پلنگ پر تھے قیس بن سعد کیو سیٹے ایک
 کرسی بچھائی گئی وہ آئے اوس پر بیٹھے معاویہ نے پوچھا تم میری بیعت کر لو گے

اونہوں کہتا ہوں مگر ہاتھ اپنا ورا نہ کیا اپنی ران پر رکھ لیا تب معاویہ
 نے پلنگ پر بیٹھا دوشہ کے اور اونکا ہاتھ پکڑ کے اپنے ہاتھ پر
 رکھ لیا اس طرح سے اونکی بھی بیعت ہو گئی الغرض وہ سالِ نبی
 جماعت مشہور ہوا یعنی ساریے مسلمان کا اجماع ایک خلیفہ
 کی بیعت پر ہو گیا اور بعد شہادت حضرت عثمان رضی اللہ
 عنہ کے اگرچہ حضرت اسد اللہ علی ابن ابی طالب کی خلافت
 پر اجماع مہاجرین اور انصار کا ہو گیا تھا مگر شام کے مسلمانوں نے
 معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اگرچہ وہ بیعت ناجائز تھی مگر وہاں
 کے مسلمان مختلف رہے اس سال جماعت میں سب کا اتفاق
 ہو گیا ابن جوزی نے دو واسطے سفیان بن یثیل سے روایت کی
 ہے اونہوں کہا جب حسن بن علی نے معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی
 تب میں اوسکے پاس گیا اونکو میں نے اپنے گھر کے صحن میں بیٹھ
 دیکھا اور اوسکے پاس ایک جماعت بیٹھی تھی میں نے السلام علیک
 یا نذل المؤمنین یعنی سلام ہے تیرا اذلیل کر دیا اے مسلمانو
 آپ نے فرمایا وعلیک السلام یا سفیان پس جب میں اپنے
 اونٹ کو باندھ کے آپ کے پاس آجیا آپ نے فوج چاکہ
 کلام تینے ہم سے کیوں کیا میں نے کہا میرے ان باپ تمہاری
 اوپر سے قربان ہوں تم نے ہم سب مسلمانوں کو ذلیل کیا جب

تینے بیعت طاعیہ کی اور پھر اکملہ الاکباد کو خلافت سپرد کی حالانکہ
ایک لاکھ آدمی آپ کی رکاب میں جان دینے کو موجود تھے تاکہ
خلافت آپ کی مستحکم ہو جائے آپ نے فرمایا یا سفیان یہ تحقیق ہم
اہلبیت سے ہیں جو امر حق ہو معلوم ہوتا ہے اور سپریم عمل کرتی
ہیں بعد اویس کے آپ نے ایک حدیث روایت کی جس کا خلاصہ
مطلب یہ ہے کہ غفریب اس امت کی حکومت ایک شخص کے
ہاتھ میں جائیگی جو نہایت حریص اور طامع دنیا ہوگا کہاں لگا اور سپر
ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو نڈکیگا یعنی بظلمت اور وہ نریگا
جب تب کہ آسمان اور زمین پر کوئی اس کا مددگار نہ لگا اور میر
دالت میں ہر اینہ وہ معاویہ ہے اور جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا
ہے وہ خواہ مخواہ واقع ہوگا انتہی ہو نہیں معلوم ہے یہ حدیث
صحیحہ اور ستم میں کیسی ہے ابن ابی اسد نے شرح نہج البلاغہ
میں ابن جوزی سے روایت کی ہے غرض ہماری اویس کے نقل سے
صرف یہ ہے کہ وہ ساری روایت اور جو کوائف ہم نے پیشتر
نقل کیے ہیں وہ صاف مثبت بطلان اس روایت کے
ہیں کہ حضرت امام کو اعتماد اپنے ہم راہیوں پر نہ تھا اس واسطے
آپ نے معاملہ کیا تحقیق یہ ہے کہ آپ نے صرف اپنی رائے واضح
سے مسلمانوں کے آپس کی قتال اور جدال بجا نیکی واسطے صلح کر

معاویہ کو خلافت سپرد کی اس سبب سے ہمارے عقیدہ میں حضرت
 معاویہ کی خلافت اور امارت صحیحہ تھی گو خلافت راشدہ نہ تھی اب
 ہم کو ایف او ٹی خلافت کے نقل کرتے ہیں اور اس سے پیش
 کچھ حالات ذاتی بھی اون کے کہنا مناسب معلوم ہوا کہتے ہیں کہ حضرت
 معاویہ سے اپنے باپ ابی سفیان کے فتح کے کے روز ایمان لایا
 اور غزوہ حنین میں شریک تھے اور وہ دونوں مولفہ القلوب
 میں تھے مگر بعد اوس کی حضرت معاویہ کا ایمان کامل ہو گیا اور
 وہ ایک کتاب یعنی مشیونین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے تھے ایک سوڑسٹھ حدیث اونہوں نے روایت کی ہے ایچ
 اصحاب کی اور تابعین کی اون سے روایت کرتے ہیں دانشمندی
 اور علم کے ساتھ موصوف تھے بیان مکت کہ عرب میں وہ علم
 میں ضرب المثل ہیں اور نووی نے تہذیب الاسما میں جو حضرت
 معاویہ کے باب میں لکھا ہے اوس کو ہم بعینہ بیان نقل کرتے ہیں و
 ذکرہ ان عمر بن الخطاب لما دخل الشام فرأى معاوية
 قال هذا كسرى العرب وطاحضته الوفاء اوصى ان
 يكفن في قميص كان رسول الله صلى الله عليه وسلم كسما
 اياك وان يجعل مما يلي جسده وكان عندة ولادة
 اظفار رسول الله صلى الله عليه وسلم فاوصى ان تشحى

وفتل فی عینہ وفسه وقال افعلوا ذالک بی واخلوا
 بی وین ارحم الراحمین ولما نزل به الموت قال
 یا یقین حسنت رجلاً من قریش بذی طوی وانی لم
 ان من هذا لامرئینک ورویا عن عبدالرحمن بن
 ابی عمیر الصحابی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه
 قال معاویة اللہم اجعلہ ہادیا مہدیا رواہ الترمذی
 وقال حدیث حسن و فی صحیح البخاری فی کتاب المناقب
 عن ابی ملیکہ قال قیل لا بن عباس هل لك فی
 امیر المؤمنین معاویة ما اوثر الا بواحدة قال
 اصاب انه فقیہ استہل ما فی تہذیب الاسماء
 ترجمتہ لوگون یے ذکر کیا ہے کہ جب عمر بن الخطاب
 ملک شام میں تشریف لگے تب دیکھا معاویہ کو جو اوئکی طرف
 سے روانہ حاکم تھے۔ فرمایا یہ کسری عرب کا ہے راقم کتبی
 کسری بادشاہ دی حشمت و جاہ عجم کا تھا جو نو شیروان
 کہتے ہن یہ تمیل حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے نظر معاویہ
 سے کر سہم اور تخشم کے دی ہے جو اوئکی عادت میں تھا نووی
 کہتے ہن اور جب معاویہ قریب مرگ کے ہوئے اونہوں نے
 وصیت کی اوئکو ایک قمیص میں کفنا دیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے اونکو پہنایا تھا یعنی عطا کیا تھا اس طرح سے کہ اونکی
 جسم میں لگا رہے یعنی مقیم میں اور جسم میں فرجہ بنو راقم کتاب
 کہ میں نے کسی کتاب میں دیکھا ہے حکم نام مجھے اس وقت یاد ہے
 ہے کہ وہ چادر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن زہیر
 نقیدہ بابت سعاد کے صلے میں عطا کی تھی وہ معاویہ نے بعد
 اونکے وفات کے اونکے لڑکوں سے بیس ہزار دینار دیئے
 دیئے کی تھی پس راقم کا اپنا تفرس ہے کہ اوس چادر میں کھنڈ
 کی وصیت شاید اس سبب سے نہ کی ہو کہ عوض اوسکا جو دیا
 گیا تھا بیت المال کا روپیہ تھا اونکی اپنی ملک کا نہ تھا چنانچہ وہ چادر
 مبارک جو ملبوس خاص تھی خلفائے کے خزانے میں تبرکات رہی
 اور خواب سایا دیڑتا ہے کہ کسی سے سنا ہے یا کہن کہاؤ
 ہے کہ اب تک وہ چادر سلطان روم کے خزانے میں موجود
 ہے پہر تو وی کہتے ہیں اور تھی اونکے پاس آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ناخن کے ٹکڑے وہ دیئے کہ اونکو پس کے
 اونکی آنکھوں میں اور مونہ میں بہر دیئے جائیں اور کہا جب یہ سب
 کر چکو تب مجھ کو میرے رحم الراحمین کے سامنے تنہا چھوڑ دو -
 ظاہر مراد اوس سے قبل دفن کے ہے - اور جب مرنے کے
 قریب ہوئے تب کہا کاش میں ایک مرد یعنی احد من الناس

قریش کا ذی طویٰ میں ہوتا اور کسی چیز سے اس امر کے بغیر
خلافت کے میں متصل نہوتا اور ہم تک روایت پہنچی ہے عبد الرحمن
بن ابی عمیر صحابی سے کہ وہ راوی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ بہ تحقیق آپ نے فرمایا معاویہ کیواسیٹے یا اللہ کرتو او سکوراہ
دکھائیوالا اور راہ پانے والا روایت کی ہے یہ حدیث ترمذی سے
اور کہا ہے وہ حدیث حسن ہے اور صحیح بخاری کی کتاب المناقب
میں ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ اوہوں نے کہا کہ ابن عباس
سے کسی نے کہا کیا آپ کے امیر المؤمنین معاویہ میں کچھ جائے کلام ہے
کہ وہ وتر کی نماز ایک رکعت کے سوا نہیں پڑھتے اوہوں نے کہا
اچھا کرتے ہیں بہ تحقیق وہ فقیہ ہیں نے احکام شرعیہ کے عالم اور
ماہر ہیں راقم کتابا ہے وصیت اوکلی مرتے وقت کی دلالت
کرتی ہے ایمان کامل پر اور ندامت اور توبہ پر پچھلے حرکات سے
اور وہ حدیث بخاری کی جو تہذیب الاسما سے منقول ہوئی مشکوٰۃ
میں ابن عباس سے روایت کی ہے پر وہ حدیث لکھ کے انہ فقیہ
اوسمیں لکھا ہے قال ابن ابی ملیکہ او تر معاویۃ بعد العشاء
برکعة وعندہ مؤکلا بن عباس فاخبرہ قال دعه فانه
صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم رواہ البخاری ترجمہ
اوسکا یہ ہے اور ایک روایت میں کہا ابن ملیکہ نے معاویہ نے

عشا کے بعد عرفہ ایک رکعت وتر کی پڑھی اور اونکے پاس ایک
 غلام ابن عباس کا تھا پس اوسنے آیکے اونکو اطلاع کی ابن عباس
 نے کہا چوڑو اونکا ذکر یعنی اونپر کچھ اعتراض اور اونکا تحلیہ نہ کرو
 کیونکہ اونکو صحبت رہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شیخ
 عبدالمحی دہلوی سید رشکوہ کی شرح میں ان دونو حدیثوں کا ترجمہ کر
 لکھا ہے: ہونا چاہیے کہ ایک رکعت وتر کی جو معاویہ پڑھتے تھے یا وہی
 صرف ایک رکعت بغیر ایک دو گانہ اوس سے پہلی پڑھنے کے
 پڑھتے تھے تب وہ بیشک محل اعتراض اور انکار ہے جسکو
 متبرکات کہتے ہیں یعنی ابتر کہ وہ مہذب عنہ ہے باتفاق مجتہدین کے
 یا اوس رکعت سے پہلی ایک دو گانہ پڑھنے کے صرف ایک رکعت
 اور کی نیت کر کے اور پڑھنے کے سلام پھرتے تھے جیسا سارے
 ائمہ مجتہدین کا مذہب ہے تب کہ قباحت نہ تھی راقم کتاب
 ساریے ائمہ مجتہدین سے ہماری امام اعظم مستثنیٰ ہیں اونکے
 نزدیک وتر میں رکعت ایک ہی سلام سے چاہیے پر شیخ عبدالمحی
 کہتے ہیں ظاہر معاویہ کا وہی مذہب تھا جیسے مجتہدین کا ہے جسکا
 ابن عباس کی تصویب سے بسبب صحبت آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے نکلتا ہے اسوا سطیکہ سنت کے موافق وہی ہے
 اور یہ بھی احتمال ہے کہ ایک ہی رکعت مستقلہ بغیر تقدیم دو گانہ

کے چڑھتے ہوں جیسا کہ ابن عباس کے تصویب سے منظر قیامت
 کے نکلتا ہے۔ یمنے مکن ہے کہ اونکی رائے اجتہاد دی یہی ہو کہ مواروستہ
 سے اونہوں نے استنباط کیا ہو اور ابن عباس شاگرد امیر المؤمنین
 علیؑ کے تھے علم اٰوہنین سے اونہوں نے اخذ کیا تھا باوجود اوکے
 مراعات معاویہ کی جانب اور مدارات اونکے ساتھ ہمیشہ کرتی رہے
 اور بارہا اونکی نزاع کچھ لہتیں علیؑ کے ساتھ کہا کرتے تھے حدیثی کہ
 اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ وعدہ یا اشارہ کیا ہے یمنے تمہاری
 خلافت کا تو صبر کرو اور اس وقت کے منظر رہو اور اگر نہیں تو نزاع
 اور خلاف کیا مناسب ہے جیسے سکوا آنحضرت نے بشارت دی ہی
 سعادت کی ہماری اولاد میں ہم منظر اوسی بشارت اور وعدے
 ہیں کہ کب وہ وقت آویگا والہ اعلم انتہی مضمون کلام شیخ عبد
 راقم کہتا ہے کہ شیخ عبدالحی کا یہ کلام کہ اگر معاویہ ایک ہی رحمت
 و ترکی بدون تقدیم ایک دو گانے کی پڑ پڑتے تھے تو البتہ محل انکار ہے
 اس امر کا سوچو کہ اونکے نزدیک معاویہ مجتہد نہ تھے اور ایک ایسا
 جس کا ابن عباس پر بسبب مراعات اور مدارات معاویہ کے بھی اونکی
 تخریر سابق سے ہوتا ہے اسی جنس کی اونکی تحریرات سے اوکا لقب کو
 نے ہزارے سنی بست و خفی حیت اور سفر السعادت میں جو لکھا ہے
 کہ در باب فضائل معاویہ ابن سفیان حدیثی ثابت شدہ تو ہم کہتے ہیں

وہ حدیث ترمذی کی جو اوپر نقل ہوئی اس سے یہ کہ فضیلت نہیں نکلتی صرف
وہ ادنیٰ کے حق میں ایک دعا ہے شاید اس انکار صاحب سؤال سعاد
ہے اور احادیث موضوعہ مراد ہوں جو ان کے احوال اور انصاف نے
نبائی ہوں اور بعضہ شرح سؤال سعاد نے لکھا ہے کہتے ہیں جو ثابت
ہوا ہے معاویہ کے باہن وہ یہ ہے کہ وہ ایک نیشو نہیں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے تہ اور کتاب وحی کی ہی اون کی ثابت نہیں ہوئی کذا فی
جامع الاصول اور ہمارا عقیدہ یہ تقلید اکثر علمائے اہلسنت کے یہ ہے کہ بعد
استقرار خلافت کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر جب حضرت سبط
اکبر حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ و سلام اللہ علیہ نے اذکی ماتہ پر بیعت کی
کسی حرکت بد قابل انکار کا اونیے صادر ہونا بروایت صحیح متواتر مشہور
ثابت نہیں ہے الا وہ امر ایک بعد وفات حضرت سبط اکبر علیہ السلام کے
نیرید کا اپنے حالت حیات میں ولیعہد مقرر کرنا باوصف او کے ابتلا کے
معاصی میں تو ممکن ہے کہ وہ اذکی حیات میں معاصی کا ترک نہویا محبت
فرزندہ نے اس کے عیوب سے نابینا کر دیا ہو اور دوسری امر کے ذکر کا
ہرگز جی نہیں چاہتا مگر منصب واقعہ نگاری جو اختیار کیا ہے اس نے اس کی
ذکر پر مجبور کیا ہے نیز معاوضہ اور بدلے میں جو سب اور لعن کی خطبہ نہیں
غیر مستحقین پر اونہوں نے راہ نکالی جو طریقہ ساریے خلفایہ نبی امیہ میں
عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ کے وقت کم جاری رہا البتہ نہایت قابل

نفرت اور انکار ہے اور مکولقین ہے کہ وہ اپنے دلہن خوب سمجھتی تھی
 کہ بموجب مضمون حدیث شریف کے سب اور لعن غیر مستحق پر خود کسا
 اور لعن پر لٹ آتی ہے باوصف ایک شدت طمع خلافت اور
 سلطنت اور مصلحت غلطی اور سکی جو اون کے دلہن تھی اور سینے اس ظاہری
 غیر قلبی سب ولعن کے عیب سے اون کو انداز کر رکھا تھا یعنی اون کی سمجھ بھٹی تھی
 کہ اگر وہ عوض نہ لے سکے تو اون کے معاون اور انصار مبادا یہ سمجھیں کہ وہ فتور
 سب اور لعن کے بہن بخلاف طرف ثانی کے تو سلطنت اور حکومت
 میں فتور واقع ہوگا اب یہاں ہکو سخت تعجب ہے کہ جناب امیر المومنین
 اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے کیوں سب ولعن
 اعدا پر اور مخالفین پر فرمائی جن کو سزا اون کے حرکات کی دینی اپنے قابو
 میں نہ تھی اور اس آیت کے مضمون پر کیوں عمل نہیں فرمایا لا تسبوا
 الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدو البغیر علم
 اور خود آپ نے اپنی مواعظ میں ارشاد فرمایا ہے من واجہ الناس
 بما یکرہون قالوا فیہ ما لا یعلمون یعنی جو شخص نہانا
 کرے آدمیوں کا اور اس چیز سے جو وہ بد جانتے ہیں کہیں گے اور اس
 سے اپنے گریہ کو وہ باتیں جو نہیں جانتے مطلب یہ ہے کہ اوپر
 بہتان باندھیں گے اور باطل اور لایعنی کلام کریں گے بار خدا یا مگر حضرت کو
 اس وقت اوسمیں ایسی غلطی معلوم ہوئی ہو کہ اب ہماری سمجھ

نہیں آسکتی شاید ایسا ہوا ہو کہ بسبب حرکات بد اعدا اور مخالفین
 جسکا تدارک ممکن نہوا دو چار مرتبہ غصہ بشریت سے دعائے بد متضمن سب
 اور لعن آپ نے کی مگر جب مال کارینے اعدا کے انتقام کا تصور ہوا تب آپ
 سکوت کیا یا ایسا ہوا ہو کہ آپ کے لشکر میں صغیر اور کبیر کی عادت سب
 اور لعن کی ہو گئے ہو جسکے انتقام میں اعدائے زبان درازی شروع کی
 چنانچہ اس امر پر ایک نصیحت آپ کی جو بیچ البلاغت میں منقول ہے یہ دلائل
 کرتی ہے اور آپ نے اپنے ذات سے ہرگز سب اور لعن کسی مسلمان پر
 نہیں کی جب لشکر یو کی عادت سب اور لعن کی ہو گئی تب آپ نے تاکید
 اوسے منع فرمایا ہرگز ذہن اس امر کو قبول نہیں کرتا کہ آپ خود لعن کرتے
 رہے اور لشکر یو کو منع فرمایا اور اس حکم الہی پر لم تقولون مالا
 تفعلون عمل نہیں فرمایا یعنی کیونکہ کہتے ہو وہ بات جو خود نہیں کرتے -
 قال فی بیج البلاغۃ ومن کلام له علیہ السلام وقد سمع قوما
 من اصحابہ یسبون اهل الشام ایام حربہم بصغیر انی اکره
 لکم ان تکلونوا سبائین ولكن لو وصفتم اعمالہم وذکرتم حالہم
 کان اصوب فی القول وابلغ فی العذر وقلتم مکان سبکم ایام
 اللہم احقن دماءنا ودماءہم واصلح ذات بینا وبنیہم
 واهدہم من ضلالتہم حتی یعرف الحق من جہلہ ویرعوی
 من النبی والعدوان من لہج بہ ترجمہ اسکا یہ ہے صاحب بیج البلاغۃ

کہتا ہے اور منجملہ کلام اوسی علیہ السلام کے ہے اور بہ تحقیق سنا اوسی
 علیہ السلام نے ایک قوم کو اپنے اصحاب میں سے کہ گالیان دیتے
 ہیں اہل شام کو جن دنوں وہ لڑائی کرتے تھے صفین میں بہ تحقیق میں
 مکروہ جانتا ہوں واسطے تمہارے یہ کہ تم گالیان سبکینے والے ہو لیکن اگر
 تم بیان کرو اونیکے اعمال کو اور ذکر کرو اونیکے حرکات کا تو اچھی بات
 ہے اور معقول عذر ہے اور گالیوں کے عوض یہ کہو کیا اللہ محفوظ رکھے تو ہمارا
 خون اور اونیکے خون اور صلح کروا دے تو ہمارے اور اونیکے درمیان
 میں اور ہدایت کر تو اونکو گمراہی سے تاکہ ظاہر ہو جائے حق جو جہالت میں
 اذکی مخفی ہے اور باز آوے گمراہی سے اور حد سے گزر جانے سے جو اوسکا
 حریص ہو گیا ہے ارباب انصاف پر جنگی آنکہ تعصب کے بھر اور بصیرت
 سے بند نہیں ہے صاف واضح ہے کہ یہ کلام بدلات الترامی اسیر
 دلاکت کرتا ہے کہ اہل شام کو وقت محاربہ صفین کے حضرت امیر المومنین
 سلام اللہ علیہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں جانتے تھے اور اسطرح سے
 یہ کلام ہمارے دانت میں مٹی اسکا ہے کہ آپ نے بذات خود اہل شام
 سب اور عن نہیں کی واللہ اعلم بالصواب لکھتے ہیں چونکہ حدیث میں خبر
 بغیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی الخلافۃ بعدی ثلاثون
 سنۃ یعنی خلافت راشدہ میرے بعد تیس برس رہیگی اور جب شہادت
 حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کی ہوئی تو چہرہ ہنسنے اوس میعاد میں

باقی تھی اور اس کو حضرت سبط اکبر حسن مجتبیٰ سلام اللہ علیہ نے پورا کر کے
 خلافت چوڑ دی تاکہ خلافت غیر راستہ کا اطلاق آپ پر نہ ہو باجماع
 حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے انتظام اور
 بطور سلاطین کے شروع کیا ایک قصر سلطنت تعمیر کیا اور سکا نام
 مقصورہ رکھا جسے کی نماز اور سین پڑھتے تھے اور بڑا عباد کیا یعنی
 سوار و کئی ڈاک مقرر کی جس میں نامہ اور پیغام ممالک بعیدہ سے جلد پہنچان
 اس طرح سے اور ترتیبات اور انتظامات مستحسنہ عمل میں لائے جو ہمیشہ
 نہ تھے ایک روایت اور سنی ہے مگر کیفیت اس کے سخت اور ستم کی
 بہن معلوم ہوئی اس واسطے کہ فن حدیث سے یہ روایا جاہل ہے
 یعنی ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ کو ایک خط لکھوا
 کیا اس واسطے طلب کیا خبر آئی کہ کہا نا کہہاتے ہیں پر دو مرتبہ آدمی بلا نیکو گیا
 وہی خبر آئی تب آپ نے فرمایا لا یشبع اللہ بطنہ یعنی خدا اس کا
 پیٹ نہ پھرے کہتے ہیں معاویہ کو حرص اور طمع دنیا کی اور حب جاہ اسی
 دعا سے ہوئی تھی شیخ اکبر یعنی محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ نے سامرہ میں
 لکھا ہے معاویہ بن سفیان بن صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد
 مناف جو عبد مشترک ہیں ان کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مگر
 ظاہر اس امر میں ناسخ کی غلطی سے سفیان بن صخر لکھا ہے یا خود شیخ کو
 غلط معلوم ہوا ہو اس واسطے کہ صخر نام سفیان کا تھا اور نکا باپ حرب تھا

جیسا سب ایک الذہب فی ناب العوب میں لکھا ہے پہر سارہ میں لکھا
 اور معاویہ کی ماں ہندہ بنت ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں بحسب
 ربیع الاول ۱۱ھ ہجری میں بعد مصالطے کے حضرت امام حسن رضی اللہ
 عنہ کے ساتھ لوگوں نے اونیکے ہاتھ پر بیعت کی اوکی مہر میں کھدا تھا
 دب اغفر لی - منشی اونیکے عبد امد بن اوس غسانی اور حاجب
 اونکا اونکا سلام زیاد بن نوف تھا اور قاضی اونیکے عبد کے فضا بن
 عبد اللہ انصاری تھے ناز اونیکے جاز یہ کی پزید نے پڑائی اور بعض
 کہتے ہیں ضحاک بن قیس نے پڑائی و مشق میں مابین باب الجابیہ اور باب
 الصغیر کے دفن ہوئے ستھ ہجری میں اونہوں نے اثثر برس نو مہینے
 ایک دن کی عمر میں قضا کی اور ایام خلافت پیشتر بیس برس سے زیادہ
 امیر شام رہے راقم کہتا ہے ابتدائے سلاطین اسلام میں حاجب
 بہت بڑا منصب مغز اور باختیار تھا اوسیکے ذریعہ سے ساری کام
 سلطنت کے طے ہوتے تھے خلفائے پاس وہی سب کام پیش کرتا تھا
 اور اونیکے احکام وہی جاری کرتا تھا وزیر اعظم اور سب وزراء اونکی
 دست مگر رہتے تھے خلیفہ سی ملاقات اوسیکے ذریعہ سے ہوتی تھی جب
 انتظام اختیارات وزراء ہوا اور دیوان اور اہل دفاتر مقرر ہوئے
 تب حاجب کا رتبہ تبدیل گشتا گیا یہاں تک کہ آخر زمانے میں اوسکا نام
 عوض پگی اور داروغہ دیوان خانہ ہو گیا جو ہمارے زمانہ میں بھیہ روسکے

بیان ہی لقب ہی اور کام اوس عہد کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بیان ہی ایک
 شخص کے حوالے رہتا تھا مگر وہ اختیار جو خلفائے بنی امیہ اور خلفائے
 عباسیہ کے حجاب کے سپرد تھا وہ نہ تھا اسوا سطیکہ وہ ان مطلق رو
 ٹوک دربارین نہ تھی ہر شخص اعلیٰ اور ادنیٰ خود اپنے مطالب پیش
 کر کے اپنا کام نکال لیتا تھا اور سلاطین تیموریہ میں جو شخص سلاطین اور
 روسائی مطیع سلطنت کے پاس اونکے مالک میں رہتا تھا اسکا لقب
 حاجب ہوتا تھا جیسے انگریزی سلطنت ہندوستان میں رزیدنٹ اور
 اجنٹ کہلاتے ہیں بالآخر معاویہ نے بعد استقرار کے سریر خلافت پر
 اور بعد قضا کر نے حضرت سبط اکبر حسن مجتبیٰ سلام اللہ علیہ کے امر کردہ
 وزشت جیسا کہ مذکور ہوا یہی کیا کہ نیرید پیدا کو اپنی حالت حیات میں و بعد
 مقرر کیا اور کو قیقہ جہد و کوشش کا لوگوں سے بیعت کرانے میں اویکی
 مہل اور نامرعی نہیں چور انرا روں نہیں بلکہ لاکھوں روپیہ بیت المال
 تالیف قلوب کے واسطے صرف کیا اور وعدہ و وعید اور تحریف اور
 تہدید بیشمار بوساطت اپنی اعمال دنیا طلب کے اور بالخصوص خود مدینہ
 منورہ اور مکہ معظمہ میں جا کے بالمشافہہ عمل میں لائے تب ساری اہل
 اسلام دور اور نزدیک کے اور ساری اولاد مہاجر اور انصاری کی
 اکثر بطع دنیا اور بعضے کر با خوف غوث و آبرو اور جان و ناموس کے

اوس فاسق اور فاجر کی بیعت پر راضی ہوئے و قیام اوس کے مفصل
 کتب سیر میں مندرج ہیں اون سب کا نقل کرنا بخیال طوالت اور کثرت
 مضامین کے راقم کو مصلحت نہ معلوم ہوئی مگر چار بزرگوار نے با وصف
 مرحلتیں وعد و وعید اور تحلیف اور تہدید کے اپنے تین اوس سے بچایا
 اور روکا یعنی حضرت سبط الصغر حسین بن علی اور عبداللہ بن عمر
 اور عبدالرحمن بن ابی بکر اور عبداللہ بن زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین
 اور معاویہ نے سرچند زبانی بہت کچھ تہدید اور تحلیف ان بزرگواروں کو
 کی مگر کس طم کی اذیت دینا اور امانت کرنی اون کی جائز نہیں رہی اور
 ملاقات کے وقت اون کی تعظیم اور تکریم میں بحسب مراتب ہر ایک کے
 کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا بلکہ وصیت یزید کو بھی بنا کید اون کی
 پاس و لحاظ اور اون کے ساتھ رعایت اور مراعات کی کر گئے لیکن
 اوس کے ساتھ یہ بھی کہہ گئے کہ ان چار بزرگواروں سے دڑتے
 رہو اگر خوار نہ رہو یہ چنستان خلافت کے ہیں تو یہی چار ہیں جس میں
 عبداللہ بن عمر گوشہ نشین اور تارک ہیں اپنی ذات سے میں
 خلافت کی طرف اون کو نہوگا اور عبدالرحمن بن ابی بکر کا بھی معاملہ سہل
 ہے کہ وہ شایق صحبت نہ ہیں اون کی تائید سے اس خواہش میں
 اون کی ذات سے بھی چنداں احتمال مفرت نہیں ہے محل خوف
 امور خلافت میں صرف حسین بن علی اور عبداللہ بن زبیر ہیں

اور اون چار دہر گون کی حیات تنگ قلوب عامہ اہل اسلام کے اُونہیں
 کیطرف راجع رہیں گے اگرچہ ظاہر میں بدینا طلبی اور رعب سے تہاری سوت
 اور وجاہت کے تہاری اطاعت کرین پس عبداللہ بن عمرؓ سے اور
 عبدالرحمن بن ابی بکرؓ سے تو ہرگز متعرض نہونا اور عبداللہ بن زبیرؓ کو
 بہ تدابیر عاقلانہ کہ بنجرف و کیطرف نہو حبطم سے مکن ہو زندہ پنچوڑنا مگر زہنا
 حسین بن علیؓ کو کیطرف کی اذیت اور امانت نہ پنہانا کہ اوس سے دین اور
 دنیا دونو کی تباہی کا احتمال ہے مراعات اور مدارات اونیکے ساتھ ہر
 طرح سے مرعی رکھنا مگر اونکی تدابیر سے اور لوگوںکی رجوع سے اونکیطرف
 غافل نہ رہنا روضۃ الصفا میں یہ اخیر وصیت حضرت معاویہؓ کی یزید سے
 بڑی تفصیل سے لکھی ہے منجملہ اور امور کے لکھا ہے جب معاویہؓ کی وصیت
 میں نام حضرت سبط اصغر سلام اللہ علیہ کا آیا تب آہ آہ کر کے کہا کہ ہرگز
 ہرگز امام حسینؓ کو رنج نہ پنہانا اگر اونیکے طرف سے کچھ مخالفت ظہور میں
 آویسے تو صرف وعید اور تہدید پر اختصار کرنا اور ہرگز ہرگز اپنے تین
 اوس جماعت میں داخل نہ کرنا کہ اوئے گردنوں پر خون امام حسینؓ کا ہو
 جب بمواہجہ حضرت باری تعالیٰ کے پنہین جہان مکن ہو اونکی حرمت نگاہ کہنا
 اگر کوئی اونیکے اہل سے تہا ریے پاس آویسے تو اوسکو صلہ اور عطایا یے
 ارجمند سے مخصوص کرنا اور ایسا بندوبست کرنا کہ منتہا خاندان نبوت
 بہر طور رفت اور عزت کے ساتھ زندگانی کرین ابن عباسؓ نے مجھے

روایت کی ہے کہ حالت تفرع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ آنحضرت
 کے بالین پر گئے دیکھا کہ حضرت امام حسین کو آپ اپنے سینے میں لگائیے
 سوئیے فرماتے تھے یہ فرزند میرا ابراہیم میری عزت کا اور اخیاء میری ذریت کا
 ہے یا اللہ برکات اوس شخص سے اوٹھائیے جو میری وفات کے بعد اویں
 حرمت نگاہ نہ رکھے اس گفتگو کے بعد وہ بیہوش ہو گئے پھر جب ہوش
 میں آئے تو چند کلمات یزید کی تالیف کے کہے کہا میں نے خود مصطفیٰ صلی
 علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک دن جبریل نے آپ کے
 مجھ سے کہا کہ اس تمہاری بیٹے کو تمہاری امت کے لوگ قتل کر نیں گے
 اور قتل کر نیو لا اوسکا لیں اس امت کا سوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے خود بھی قاتل امام حسین پر لعنت کی ہے الغرض معاویہ نے ایسی
 جنس کی باتیں تعظیم اور تکریم امام حسین کی یزید کو وصیت کر کے ضحاک
 بن قیس اور مسلم بن عقبہ جو اویں کے متربان دولت میں سے اوسوقت حاضر
 تھے اویں کی طرف مخاطب ہو کر کہا تم لوگ گواہ رہو اس وصیت کے
 جو میں نے یزید کو کی ہے انتہی راقم کہتا ہے کہ معاویہ کی اس وصیت
 کے درمیان عینی سے ہوش میں آئیے کہ بعد جو ہم نے لکھا ہے کہ جن
 کلمات یزید کی تالیف کے کہے کہا وہ کلمات جو روضۃ الدعا بمیں کے
 چھاپی کی ہمارے زیر نظر ہے اوس میں یوں لکھی ہیں مجھ کو تیرے قاتل
 کے ساتھ روز قیامت کے مقاومت اور خصومت ہوگی اور میرا

دل خوش ہے کہ قیامت کے دن میں خصم اوس شخص کا ہو گا کہ تجھ کو
 قتل کرے تو یہ ساتھ جنگ کر کے فقط ظالمین یہ خطاب یزید کی طرف
 معلوم ہوتا ہے مگر امام حسین کی تعظیم اور تکریم کی وصیت کی بھیجیں خطاب
 اون کلمات کا یزید کی طرف نہایت بیجور ہے ہمارے والست میں اس مقام
 پر کچھ نسخ کا تصرف ہوا ہے یعنی اور ابکشد کی جگہ پر تو ابکشد
 و علیٰ ذالقیاس دوسرے مقام میں با تو جنگ کردہ تو ابکشد کی
 جگہ پر با تو جنگ کردہ اور ابکشد تھا اسوا سبیلے تو را خلاف محاورہ
 معلوم ہوتا ہے چاہیے تھا ترا بغیر او کے ہو اور اگر وہی تکریر اصل مضمون
 کی ہے تو ہو سکتا ہے کہ معاویہ نے بعد ہوش میں آئے کیے غشی
 سے حضرت امام حسین کو حاضر تصور کر کے ان کلمات میں اوہنہن کیلئے
 خطاب کیا ہے نہ کہ یزید کی طرف اور اوس میں ایک قسم کی بلاغت
 ہے کہ غائب سے حاضر کی طرف رجوع ہو جسے ایاک نعبد و
 ایاک نستعین - نوکر سلطنت یزید پلید خو نافر و نجلیہ
 و و م بنی امیہ کے قوم کا تھا اس ناکار کا ذکر بالخصوص جس
 اوسکی شوکت و شان نکلی سخت ناکوار ہے لیکن واقعہ نویسی اختیار
 کی ہے قلم مجبور ہوا لکھنے پر اور حادثہ شعبہ شہادت شہدائے کرام و
 اعدائے اجمیع اور واقعہ نائیلہ حرہ اوسیکے عہد منالیت مہدین
 واقعہ سواحکا لکھنا ضرور تھا خاصہ یہی دونو حادثے موجب اوسکی

سلطنت کے ذکر کے ہوئی ار با ب سیر لکھتے ہیں اوسکی کنیت
 ابو خالد تھی ۲۶۲۵ ہجری اوسکی ولادت ہوئی وہ بہت موٹا اور
 کثیر اللحم اور کثیر الشعر تھا اوسکی ماں کا نام میسون بنت بکدل کہلاتا تھا
 جیسا اوپر ذکر ہو چکا ہے اوسکے باپ نے اپنی حیات میں لوگوں سے
 اوسکی بیعت کروائی لکھتے ہیں بڑا فصیح اور بلیغ شاعر تھا قضیدہ قافیہ
 اوسکا ایک مشہور ہے کسا ایک شعر یہ ہے ادر کا سا ونا
 ناوالھا الا یا ایھا السلیقے حکو اولٹ کے حافظ شیراز نے اپنی
 دیوان کے سر مطلع کا مصرع اول کر دیا ہے مسرف ہونا اوسکا معنی
 میں مشہور ہے اور ظلم اور سفاکی میں میساک تھا رعب اوسکا قلوب
 میں حد سے زیادہ تھا اور وہ تو ایک طبعی امر ہے سلاطین ظلمہ کی
 سفاکی اور قتل و خون سے قلوب میں ڈر پیدا ہو جاتا ہے اسوایطے
 سلاطین عادل اور باورع اور تقویٰ بھی کہی حد سے تجاوز کر جاتے ہیں
 مگر شریعت نے اوسکا نام سیاست رکھا ہے ظلم اور ستم کا لفظ
 اس پر اطلاق نہیں کیا جاتا اسوایطے کہ بغیر رعب سلاطین کے
 انتظام سلطنت کا ممکن نہیں ہے اور رعب قلوب میں بدون سیاست
 کے نہیں ہوتا چنانچہ یہ مسئلہ شریعت کا ہے ان ضرورات بتیج
 المحذورات - صرف فرق یہ ہے کہ سلاطین ظلمہ کا تجاوز حد سے
 اوس ضرورت پر نہیں مقتصر ہوتا جسکو شریعت اور عقل شرعی ضرورت

سمجھو وہ ضرورت اپنی ہو اور سو سس کی ٹھہرا لیا کرتے ہیں مثلاً
 خیال کرنا چاہیے کہ حکم جہاد کا اہل اسلام میں اور اویکے ساری احکام
 بظاہر متجاوز از حد ہیں مگر ضرورت شرعی نے او کو جائز رکھا چنانچہ
 بعض علماء اور عقلا کے نزدیک فرضیت جہاد کی بعد فتح مکہ معظمہ کے ساقط
 ہو گئی اس واسطے کہ ضرورت شدید جو موجب اس حکم کی تھی وہ باقی
 نہ رہی ابن حجر مکی نے نووی کے چل حدیث کی شرح میں سقوط فرضیت
 جہاد کو پہلی حدیث کی شرح میں نقل کیا ہے تو خبکا یہ مذہب ہی او کا
 مطلب یہ ہے کہ بعد فتح مکہ کے اگر پہر ویسی ہی ضرورت شدید نہ تھی
 تجویز کرے جی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد عدالت مہد میں
 تھی بیٹے کثرت کفر زندقہ و فسق و فجور و ظلم و ستم و نا اہمینی اموال
 و نفوس و عزت و آبرو ہو جائے تو جہاد مباح ہو گا فرض نہ ہو گا یا
 شاید یہ مطلب ہو کہ بعد فتح مکی کے جہاد فرض عین نہیں رہا لہذا
 شدید شرعی فرض کفایہ ہو گا یہ ہماری تخریر جہاد کی مسئلے کے ایک
 حصہ مقرر شدہ تھا کہ بی ضرورت قلم سے نکل گیا نیز یہ پلید کے رعب کا یہ
 حال تھا جب بعد وفات اپنے باپ کے اوسنے تجدید اپنی بیعت
 کی کروائی تو بعضی محاط لوگوں نے کہا کہ ہم بیعت کرتے ہیں اس
 شرط پر کہ خدا اور رسول کے حکم پر چلو اوسنے کہا نہیں میرے حکم
 کی اطاعت کرو خواہ موافق خدا اور رسول کے حکم کے سو یا مخالف

خواہ خواہ میرا حکم بجا لاؤ کیسکو چارہ نہیں ملا بجز اوسکی بیعت کے
 مگر مدینہ منورہ میں پانچ چہم بزرگون نے بیعت نہیں کی نہ اوسکے باپ کے
 حیات میں اور نہ بعد اوسکی مرنے کے مثل حضرت امام حسین اور
 عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اور یزید پلید کے اور معاصی سے
 قطع نظر اوسکی رضا بشہادت شہدای کر بلا اور حادثہ جانکاہ
 حرم سب معاصی پر فوق ہتی اگرچہ بعضے علما ثبوت اوسکی رضائی
 منکر ہیں اور جو اخبار مویذ اوسکی رضا کے ہیں اوسکو کہتے ہیں وہ
 اخبار احاد ہیں قابل وثوق کے نہیں ہیں اور ایک دلیل اوسکی
 عدم رضا کی یہ لکھی جاتی ہے کہ جب سر مبارک حضرت امام
 شہید کا اور مقتیدان اہل بیت سلام اللہ علیہم اجمعین اوسکے
 پاس پہنچے تو اوسنے کہا میں ابن زیاد سے اوسوقت خوش ہوتا کہ وہ
 حضرت امام کو بیان زندہ پنہا تا اور اہل بیت کی اوسنے کی طرح سی
 امانت نہیں کی بلکہ تعظیم اور تکریم کرتا رہا اور خاتونان اہل بیت خصوص
 حضرت زینب علیہا السلام اوسکو گالیان دیتی رہیں اور سخت
 کہتی رہیں مگر وہ ساکت اور متحمل رہا اور حکایات ہی اسی قسم
 کے اہلیت کی خاطر داری اور مراعات کے منقول ہیں راقم کہتا ہے
 یہ سب اخبار بھی احاد ہیں اور اخبار اوسکی رضا بشہادت حضرت
 امام کے اگر مشہور یا شواثر بالمعنی ہوں تو عجب نہیں ہے اور تعظیم

اور تکریم اہلبیت کی خیرین بھی اگر متواتر بالمعنی ہوں تو اونسے عدم رضا نہیں
 نہیں نکلتی اور وہ تعظیم اور تکریم بہ مصلحت تھی اگر نہ کرتا تو احتمال تھا کہ بہت
 لوگ جو اوسکے احوال اور انصار تھے وہ بگڑ جاتے اور سلطنت میں فتنہ
 واقع ہوتا اور جزیریت اور قرابت قریہ بھی اوسکی باعث تھی باقی رہا
 سب اور لعن کا اگر کوئی کیے لعنت اللہ علی قاتل الحسین والراضی
 بہ تو شاید کسیکو اس میں تنہا انکار نہ ہوگا اور یہ قول علمائے اہل سنت
 و جماعت کا موافق عقل سلیم کے ہے کہ اگر کوئی اپنی عمر بہرین شیطان
 پر لعنت کرے تو وہ عقیقہ میں ماخوذ نہیں ہوگا اور چونکہ کسیکی عاقبت
 کا حال معلوم نہیں ہے اسواسیلے کسی مشرک اور ملحد پر بھی نام لیکے لعنت
 مناسب نہیں ہے شاید وہ نایب مراسم و الثایب من الذنب کن
 لا ذنب لہ اور یہ روایہ حمیدی اپنی علم اور دانت کا نہیں ہے مگر
 میرے نزدیک جواز لعن کا نزدیک کلام اللہ العظیم سے ثابت ہے جہاں
 فرمایا ہے فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسد وافی الارض
 و تقطعوا راحا مکم اولئک الذین لعنہم اللہ فاصمہم
 واعمی البصار ہم ترجمہ اسکا یہی ہے تم سے یہ بھی توقع ہے اگر تم کو
 حکومت ہو کہ خرابی دلو ملک میں اور توڑ و اسپنے نائے ایسے لوگ
 وہی ہیں جنکو لعنت کی اللہ نے یعنی اذکو پشکارا پھر کرو یا اذکو بہرے
 اور اندھی اذکی انہیں میری سمجھ میں گو کسی کے نزدیک ناقص ہو یہ

آتا ہے کہ کوئی فساد زمین پر واقعہ حرہ اور حادثہ کر بلا سے زیادہ نہوگا اور توڑنا
 مانتے کا مثل اون دونو حادثوں کے کہن کمتر ہو اسوگا کہ سیکڑوں اقربای
 قریب نرید پیدیکے اون دونو حادثوں قتل ہوئے اور اوکو اہل عیال کی
 بالخصوص واقعہ حرہ میں ایسی ہجرتی ہوئی جو قابل زبان قلم پر آنے کے نہیں
 یعنی لکھتی ہیں کہ واقعہ حرہ کے بعد مدینہ طیبہ میں بہت سے عورات عیفتہ فجار کی
 زنا بالجبر سے حاملہ ہو گئیں فلعتہ اللہ علی خا علی تلك المعاصی السيئة
 والرا حنی بھا اور جناب باری تعالیٰ شانہ نے اکثر احکام و عیدی کے بعد
 استننا کی ہے الا من تاب وغیرہ سے اس آیت میں وہ استننا ہی
 نہیں ہے اس سبب سے بغرض محال اگر نرید پدید تائب بھی مرا ہو اس وقت
 کا یہ عقیدہ ہے لعنت بریزید و اخوان و انصار او بر افعال بد او آب ہم
 کیفیت حادثہ عظیمہ کر بلا کی ترجمہ سر الشہا دتین مولفہ مولانا حضرت شاہ
 عبدالعزیز قدس سرہ لکھتی ہیں و انھج سو کہ پہلے اوس سالیہ میں یہ تمہید
 کی ہے کہ ہمارے پیغمبر آخر الزمان متصف جمیع فضایل اور کمالات کے تھے جو
 پہلے پیغمبر و نکو حاصل ہوئے تھے مگر فضیلت شہادت جو بعض پیغمبر و نکو فیض
 ہوئی وہ آپ کو حاصل نہیں ہوئی تھی اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے
 وہ فضیلت آنحضرت کے دونو فرزند و نکو عطا کی اور اسکے اثبات کے
 واسطے بے ادیشہ نقل کیے ہیں کہ اون دونو صاحبزادو کی شہادت حقیقت
 میں آنحضرت ہی کی شہادت تھی اور اوس کے ضمن میں بہت سے

احادیث دونو صاحبزادوں کے فضائل اور کمالات کے نقل کر کے لکھتے ہیں
 شہادت دوتسم ہے ایک شہادت سہری اور دوسری شہادت
 جہری سو فضیلت شہادت سہری کی اللہ تعالیٰ نے حضرت سبط اکبر
 کو عطا کی یعنی اوکئی ایک زوجہ نے جسکا نام حبدہ بنت اشعث بن
 قیس تھا نرید پلید کے اغواس زہر دیدیا تو وہ شہادت سہری ہوئی
 کہ زہر کے اثر سے آپ کو اسہال کبڈی ہو گیا اور اسی مرض میں
 آپ نے قضا کی لکھا ہے کہ نرید نے حبدہ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تیرے
 ساتھ نکاح کر لوں گا جب اویسے ایفایے وعدی کی درخواست کی تب نرید
 نے جواب دیا کہ تیری صحبت حسن کے ساتھ عین ناگوار تھی بہلا اپنے
 کیا ہم تیری صحبت قبول کرینگے پس وہ نالایق عورت خسران الدینا و
 الاخرہ کا مصداق ہوئی لکھا ہے جب حضرت سبط اکبر قضا کر
 تے حضرت سبط اصغر سلام اللہ علیہما نے استفسار کیا کہ آپ کو زہر کیسے
 دیا آپ نے پوچھا کیا تمہارا اوسپر قصاص جاری کر چکا قصاص ہے اونٹوں
 نے کہا ہاں آپ نے فرمایا اگر زہر اوسے دیا جس پر میرا گمان ہے
 تو بڑا متفق حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور اگر میرا گمان غلط ہوا تو میں نہیں جانتا
 کہ ایک بیگناہ پر قصاص جاری ہو پر مجھ کو زہر کیسے مر تبہ دیا گیا ہے مگر
 یہ اخیر زہر بہت ہی سخت تھا پس آپ نے اپنا گمان جس پر تھا وہ
 ہی نہ بتایا بنظر کمال علم کے جو آپ کے جہلت میں تھا اور اصل عرض یہی

کہ شہادت سری بحیج شرائط وقوع میں آویسے آپ روایت صحیح
 نصف شعبان ستہ ہجری میں پیدا ہوئے اور بعضویکے نزدیک
 آپ کی ولادت رمضان میں واقع ہوئی اور وفات آپ کی ستہ ہجری
 میں بروایت ارجح پہلی ربیع الاول کو اور آخر صف میں بروایت مشہور
 واقع ہوئی پتالیس برس چہ مینے چند روز کی عمر شریف ہوئی اب حال
 شہادت جہری کا لکھا جاتا ہے جو حضرت سبط الصغر کو عطا ہوئی جو اکبر قلع
 مشہورہ سے ہی اور سبب اوسکی شہرت کا یہی ہے تاکہ شہادت جہری ہو جا
 نکتی ہیں جب یزید پدید ملک اور بادشاہ ہوا اور جب ستہ ہجری
 کو شہر دمشق میں لوگوں نے اوسکی بادشاہت قبول کی سب ملکوئین اویسے
 اپنے عمال کو لوگوں سے اپنی بیعت لینے کیواسطے حکم لکھا اور ولید بن عقبہ
 جو اوسکا عامل مدینے میں تھا اوسکو حکم لکھا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام
 سے بھی بیعت قبول کروائے پس آپ نے بیعت نہ کی اسواسطے کہ وہ
 فاسق اور دایم الخمر اور ظالم تھا پس حضرت چوتھی شعبان ستہ ہجری کو
 مدینہ منورہ سے بغرم مکہ معظمہ روانہ ہوئے جب آپ وہاں پہنچے اور اقامت
 وہاں اختیار کی تب یہ خبر کو فی کے لوگوں کو پہنچی ایک جماعت کثرت نے
 وہاں کے میوفا لوگوئین سے حضرت امام حسین علیہ السلام کو کو فیہ میں
 طلب کیا اور لکھا کہ ہم سب اپنے جان اور مال سے حاضر ہیں کہ آپ کی بیعت
 کریں اور اس امر میں حد سے زیادہ مبالغہ کیا اور قریب دیر سو خط لکھے

مضمون کے تاثر توڑ آپ کے نام پر سرطلیف کے جدا جدا اپنے تب حضرت
امام نے مسلم بن عقیل اپنے چچا کے بیٹے کو کوئی کیطرف روانہ کیا اور
اون لوگوں کو جواب لکھا کہ تمہارے صداقت اور اراوت کی دلیل یہی کہ
میرے چچا کے بیٹے کی مدد کرو جب مسلم بن عقیل کو اپنے منہ پہنچے مختار
بن عبیدہ کے گھر میں اوترے اور اون کے ہاتھ پر بہ نیابت حضرت امام
حسن علیہ السلام کے ایک انبوه کثرت نے جو بارہ ہزار سے زیادہ تھے
بیعت کی نعمان بن بشیر ازمرہ اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو نرید پلید کیطرف سے کوئی کے حاکم تھے وہ خبر مسلم بن عقیل کی بات
پر بیعت کی سینکے لوگوں کو تہدید اور وعید زبانی کی اور اوسے پر اختصار
کیا اور کیطرف کا تعرض کسی سے نہ کیا اس واقعے کی اطلاع نرید کو مسلم
بن نرید حضرمی اور عمارۃ بن ولید بن عتبہ نے کی اور مفصل حال مسلم بن
عقیل کا اور لوگوں کا بیعت کرنا اون کے ہاتھ پر اور میلان قلوب اہل کوفہ کا
اون کی طرف اور کیفیت تغافل نعمان بن بشیر کی اس حادثہ سے لکھ بھی
نرید پلید نے فوراً نعمان بن بشیر کو ولایت کوئی سے معزول کیا
اور اون کی جگہ پر ابن مرجانہ یعنی عبید اللہ بن زیاد کو مامور کیا جو بصرے
کا حاکم تھا وہ بھی فوراً وہاں سے جنگل کے راستے سے روانہ ہو کے شہر
کوئی سے پہنچا چونکہ اندھیرا تھا اور وہ اہل حجاز کا لباس پہنے تھا کوئی کے
لوگوں کو گمان ہوا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام تشریف لائے ایک

خلق کثیر استقبال کیو اسٹیل نکلی اوسپر سلام کیا اور اوسکی سواری کے
 ساتھ چلے اور مراکب پکار پکار کر کھتا تھا مرحبا یا ابن رسول اللہ قدیم
 خیر مقدم یعنی خوب ہوا جو آپ تشریف لایے امی فرزند رسول اللہ
 مبارک کرے ابن مر جانہ سنی ان سنی کر گیا اور ساکت اور صامت
 دارالامارہ میں پہنچا جب صبح ہوئی تب لوگوں کو جمع کر کے اپنے حکومت اور
 ایالت کی سند لوگوں کو سنائی اور سب کو یزید کے مخالفت کرنے کی
 ڈرایا اور حیلہ اور تدبیر سے مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر جنہوں نے بیعت
 کی تھی سب کو توڑ لیا اور مسلم یارے ثانی بن مروہ کے گھر میں جا کے چھوڑ
 ابن مر جانہ نے ایک جمعیت فوج کی سمراہ محمد بن اشعث کے ثانی بن
 عروہ کے گھر میں بھیج کے انکو طلب کیا اور انکو مع یارے روئے
 کوسنے کی قید کیا یہ فوج مسلم کو پہنچی تو انہوں نے اپنے اوسرشتہ
 سے جو باہم قرار پائے تھے ساری جمعیت کو جنہوں نے اوکے ہاتھ پر
 نیا تبا حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیعت کی تھی بلایا لکھتے ہیں کہ
 فوراً جالیںس ہزار آدمی جمع ہو گئے اور قصر دارالامارہ کا محاصرہ کیا
 یہ سیکے ابن مر جانہ نے روستائی مقیدین کو حکم دیا کہ اپنے اپنے گروہ
 سرگشتگو کر کے مسلم بن عقیل کی رفاقت سے منع کریں سب نے
 اس حکم کی تعمیل کی پس ساری جماعت متفرق ہو گئی تھام تک مسلم
 کے ساتھ صرف پانچ آدمی رہ گئے جب اندھیرا ہو گیا وہ جماعت

بقیہ بھی حیدری اور مسلم پاریے اکیلے رہ گئے وہ ایک عورت کی گہرین
جو اپنے دروازہ پر کھڑی ہوئی کپانی پینے کا مانگا اور سینے پانی پلا کے اوکو اینی
گہرین بہلا لیا اور اس عورت کا بیٹا محمد بن اشعث کا چیدہ تھا اور سینے جاکے
اور اسکو اطلاع کی محمد بن اشعث نے ابن مرخانہ کو مطلع کیا اور سینے عمرو بن
حرث کو فینے کی کوتوال کو اور اوسے محمد بن اشعث کو بھیجا کہ مسلم کو
بے آوین جب وہ دونوں وٹان پہنچے مسلم تلوار لیکے متقاتلے کیو اسبٹے تیار ہوا
محمد بن اشعث نے وعدہ امان کا دیکر اوکو دارالامارہ میں بے آئے ابن
مرخانہ نے پیشتر دیوڑھی پر حکم دی رکھا تھا کہ فوراً مسلم کے دیوڑھی پر
پہنچے سے اوکو قتل کرنا بیوفا لوگوں نے اوسکی تعمیل کی اور ثانی بن
عزہ کو بھی قتل کر کے سو لی پر چڑھا دیا اور لاش حضرت مسلم کی لوگوں کی
سائینے رکھوا دی یہ واقعہ حسرت انگیز حضرت مسلم کی شہادت کا تیسرا
ویکھہ شہر ہجری کو ہوا اور بعد اوسکے حضرت مسلم کے دونوں بیٹوں کو جبکہ
نام محمد اور ابراہیم تھا اوسے ابن مرخانہ بھیجا نے شہید کیا جہم
اور ضاہم اور عجب اتفاق ہے کہ حضرت مسلم بن عقیل کے ماتم پر جب
ہزار دن بیوفا کو فینے کی لوگوں نے نیا تباہیت کی اونہوں نے حضرت
امام حسین علیہ السلام کو لکھا کہ ساری خلافتی یہاں کے آپ کے قدم
میں منت لزوم کی مشطربے اور بان اور مال آپ پر فدا کرنے کو تیار رہی
حب قدر حلد سو سکی تشریف لائی اس تحریر کے پہنچنے پر اوسے تیسرا

تاریخ ذیحہ کی حبدن ابن مرحانہ نے حضرت مسلم اور اونیکے دونوں کو
شریت شہادت چکھایا آپ مکہ معظمہ سے یوم کوفہ روانہ ہوئے
اور بعض روایتوں میں حضرت امام کی روانگی مکہ معظمہ سے یوم الترویہ کو
ہوئی یعنی آٹھویں ذیحہ کو اور جب آپ نے سامان روانگی کا شروع کیا
عبدالمد بن عباس اور عبدالمد بن عمر اور جابر اور ابوسعید خدری اور
واقدیتی سب جمع ہو کر باتفاق مانع ہوئے اور اہل کوفہ کی ہوفائی
آپ کے والد ماجد اور آپ کے بڑے بھائی کے ساتھ بیان کر کے عرض
کیا کہ وہ لوگ ہرگز اعتماد کے قابل نہیں ہیں اور بعضوں نے شدید بھی
کہا سو کہ حدیث میں وارد ہوا ہے اذ ابویع خلیفتین فاقتلوا
ثانیہما یعنی جب دو خلیفہ کی بیعت لوگ کریں تو دوسرے
خلیفہ کو یعنی جسکی بیعت پہچے ہو اسکو قتل کر ڈالو پس اگرچہ نریہ
ہمید کی بیعت اسکی فسق و فجور کے سبب سے ناجائز ہو لیکن چونکہ
اوں اسکی بیعت ہو چکی ہے ایسا نہ کہ دشمن لوگ اس حدیث کے
سند سے لوگوں کی طلب جو آپ کے اعانت پر آمادہ ہوئے ہیں پروردن
لیکن چونکہ قضا و قدر نے آپ کی شہادت جہری لکھ رکھی تھی آپ نے
نامین شفقین کی نصیحت کو قبول فرمایا بلکہ بعضوں نے یہ بھی کہا کہ اگر
آپ نے غزم روانگی کا اس دارالامان سے مصمم کر لیا ہے تو اہل ایمان
کو ہمراہ نہ لے جایئے چونکہ اوں سبکی زحمت اور امداد کے ساتھ یہ رسول

اور سبکی مقسوم ہو چکی تھی یہ مشورہ بھی آپ نے قبول فرمایا کہ شہادت چھری پچھ
 شرائط پوری ہو اور آپ نے عذر نصیحت قبول نہ کر لیا یہ کیا کہ من نے اپنے
 والد ماجد سی سنا ہی کہ اوہنوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 سنا کہ آپ نے فرمایا ایک منیڈی کے ذبح کرنے سے حرم کے اندر
 کچھ کی بھرتی ہوگی مین ڈرتا ہوں کہ وہ منیڈی مین نہ بنجا وں اسوا سیٹ
 یہ وار الامان مین چوڑتا ہوں راقم کتا ہے مصداق اس حدیث
 کے عبداللہ بن زبیر جو یہ حکایت اپنے مقام پر ہم ذکر کرینگے
 الغرض حضرت امام معویہ ثانی آدیونیکے اپنے اہلبیت اور نقا اور
 خدام کے ساتھ مکہ منظم سے روانہ ہوئے رستے میں خبر حضرت مسلم کی
 شہادت کی اور ترک رفاقت اُن لوگوں کی جنہوں نے نیاتاً اونکی
 ماتہ پر بیعت کی سینکے آپ نے ارادہ مراجعت کا فرمایا حضرت عقیلیؑ
 اولاد مین سے جو لوگ ہمراہ تھے اوہنوں نے قسم کھائی کہ ہم برگزین
 پرینگے جب تلک اپنے بھائی مسلم کا بدلہ لین یا ہم بھی اونہن کے
 طرح شہید ہوں حضرت امام نے فرمایا خیر تمہارے بعد زندگی مین کچھ
 لطف نہیں ہے ہرجہ بادا باد متو کلا علی اللہ چلو اور بغزم عراق روانہ ہو
 و منزل کوینے سے باقی رہے تہن کہ حبن یزید ریاحی بیعت اینہار
 سوار ابن مرجانہ کی ہمراہی کے سب تیار بند آکے ملے اور حرنے حضرت
 امام سے کہا کہ عبید اللہ بن زیاد نے نکو ما مور کیا ہے کہ ہم آپ کا ساتھ

پنچوڑینگے جب تلک ہم آپ کو اونیکے پاس نہ لیجائیں اور قسم ہے خدا
 کہ میں اس حکم کی تعمیل سے کارہ سون مگر مجبور سون حضرت امام نے فرمایا
 میں نے اس شہر کا قصد نہیں کیا جب تلک کہ یہاں کے لوگوں کے خطو
 اور پیغامبر باہر میرے طلب پر نہیں پہنچے اور تم سب لوگ بھی اونہیں میں کے
 پس اگر تم لوگ قایم رہو اپنی بیعت پر جو میری نایب کی ہاتھ پر لوگوں کی ہتی تو ہتھ
 سے نہیں تو میں پلٹ جاؤں گا حریف جواب دیا قسم ہے خدا کی کہ اون
 خطوط اور پیغامبروں کی حکا آپ ذکر فرماتے ہیں بھیجے کہ خبر نہیں ہے
 اور میں کو فیہ میں پہر کے ہی نہیں جا سکتا جب تلک کہ آپ کو ساتھ لیجائیں
 انوش اسی صبح کی گفتگو باہم طول ہوئی پس حضرت امام کو فیہ کی راہ
 سے پہرے اور دوسری محرم ۱۱۳۵ ہجری کو کربلا میں منزل کی اور جب آپ
 وہاں اوتریے تو اوس جگہ کا نام پوچھا کہ بلا نام سیکے آپ نے فرمایا یہ تمام
 کرب اور بلا کا ہیے یعنی بنج اور بلا کی کا ہیے اور حربی مواشیہ جمعیت کے
 اوسی ناحیہ میں حضرت امام کے مخیم کے سامنے اوتریے اس عرصہ میں ایک
 خط ابن مرجانہ کا حضرت امام کے نام پر آیا جس میں اوسنے لکھا تھا کہ آپ نے مدکی
 بیعت کیجئے والا آپ کے حق میں بہتر نہوگا آپ نے خط پڑھ کر پشیم دیا اور
 قاصد سی فرمایا میرے پاس اسکا جواب نہیں ہے قاصد خالی ہاتھ پلٹ
 گیا ابن مرجانہ وہ جواب سننے بہت افروختہ ہوا اور حضرت امام سی تعالیٰ
 کیواسطے ایک فوج آراستہ کی اور اس پر عمر بن سعد کو جوری کا حاکم تھا

سردار مقرر کیا پہلے عمر نے حضرت امام کے ساتھ قتال کرنے سے انکار کیا
 تب ابن مرہانہ نے اسکو تحریف موزولی کی ری کے حکومت سے کی وہ نالائق
 بطع دنیاوی کے نطفے کا شیطان ہو گیا یعنی سعد بن ابی وقاص جو عشر و مشر
 بخت میں سوتے عمر اور نکاح بیٹا ایسے فاجرانہ حکم کی تعمیل پر راضی ہوا اور دین
 کو دنیا کے ٹھنڈا اور حضرت امام کے ساتھ قتال کیواسیٹے روانہ ہوا اور
 ابن مرہانہ نے علی الثعالبی بارہ ہزار سپاہ اور یکے ہمراہ کی جس میں اکثر
 لوگ وہی تھے جنہوں نے حضرت مسلم کے ہاتھ پر بیعت حضرت امام کے
 بیعت کی تھی اور آپ کو باصرار طلب کیا تھا وہ ساری سپاہ دریا کے فرات کے
 کنارے پر اترتی اور دریا میں اور آپ کی جمیعت کے صحیحین حایل ہو گئے تاکہ
 پانی کی رسد بند کر دیوں جب حضرت امام کو قوم کی آمادگی کا قتال پر یقین
 ہو گیا تب آپ نے اپنی مخیم کے گرد ایک خندق کھدوائی اور صرف ایک
 رستہ باقی رکھا جس پر سے قتال کا جواب دیا جائے پس اعدائے لشکر نے
 نزعہ کر کے حضرت امام کے مخیم کو کھیر لیا اور ظالمانہ پانی بند کر کے قتال
 شروع کیا حضرت امام کے رفقا اور ہمراہی ایک کے بعد ایک داد و عجا
 کی دیکھ کر شہید ہوئے جب کچھ اوپر بچا پس آدمی شربت شہادت پی چکی
 تب حضرت امام نے با سر نکل کے باواز بلند فرمایا ایا کوئی فریاد رس نہیں
 ہے جو ہماری فریاد کو پہنچے ایا کوئی بچا ہے والا نہیں ہے جو رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم کے حرم محترم کو بچاویے یہ آواز جگر خراش حضرت امام کی

سینے کسی جہنمی پر اثر نہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے صرف حربن یرید ریاحی کو سزا
 توفیق عطا کی کہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے حضرت امام کے پاس آئے
 اور عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ میں نے شیطان کی اعانت سے
 پہلے آپ پر خروج کیا تھا اور اب اپنی اوس حرکت نالایق سے میں توبہ کی
 اور آپ کی غلامی میں حاضر ہوں مجھے حکم دیجئے کہ آپ کی نفرت اور
 اعانت پر مقتول سون شاید اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں آپ کی حد کا
 شفاعت مجھے نصیب کرے یہ کہیے اعدا کی لشکر پر اوہنوں نے حملہ کیا
 اور خون کے ندیاں بہا دیں اور بہتوں کو فی النار والستور کر کے وہ خود
 اور ایک اونکے بہائی اور ایک بیٹا اور ایک غلام سب شہید ہوئے
 رحمہم اللہ اور ایکے قتال نے طول کیا یہاں تک کہ سارے رفقا حضرت
 امام کے اور اونکو ایک صاحبزادی اور سب بہائی اور چچا کے بیٹے شہید
 ہو گئے اور حضرت امام حسن علیہ السلام تن تنہا رہ گئے پس آپ لقبضہ
 شمشیر باہر نکلیں اور جہنمی آپ کے مقابل پر آیا اوسکو فی النار والستور کیا
 اور بہت سے اعدا بے دین مار گئے مگر آپ زخموں سے چرچور ہو گئے
 ہر طرف سے تیر و نیکی بارش جسم مبارک پر ہوئے لگی اس میں شمر
 ذی الجوشن سکونی بیٹا ایک جمعیت فوج کے ساتھ آیا اور حضرت
 امام کے اور آپ کے پیچم کے پیچم حسین سارے اہلیت تہیہ حامل ہو گئے
 اور حرم محترم کی طرف قصد جان کیا حضرت امام نے پکار کر فرمایا

او گروہ شیطان یکے مقابلہ تو میں کر رہا ہوں حرم سہی کیوں متصرف ہوئی
 ارباب حرم تو مقابلہ نہیں کرتے تب ان شیطاں یکے سرور اپنے
 یکا را عورتوں سہی متعرض نہ ہوا اور اس مرد کو یوہ عالم اعظم حضرت
 امام کی طرف پہنچا اور تیرنویں اور نینویں حضرت کو شہید کیا اور آپ
 گھوڑے پر سہی زمین پر آ رہے فضل بن خاشعہ نے یا صاء مہملہ سے قصد
 حضرت کے سر کاٹنے کا کیا ظاہر اوسکے ہاتھ کانپ گئے کہ کاٹ سکا
 تب خولی بن یزید سجیانے سر مبارک تن سہی جدا کیا اور ایک ریت
 میں شمر بدخت نے اپنے اصحاب الشیاطین سہی کہا مائے اب کیا
 دیکھتے ہو زخون نے تو اس شخص کو چور چور کیا ہے تب وہ سب
 جہنمی نیرے اور تیر و کئی ساتھ آپ پر پل پڑے اور ایک شقی کا تیر
 حضرت کے تالو پر لگا تب آپ گھوڑے پر سہی جدا ہوئے اور شمر
 نابکار نے چہرہ مبارک پر تلوار ماری اور سنان بن انس نغی نے ایک
 نیزہ مارا اور خولی بن یزید او ترا کہ سر مبارک کو تن سہی جدا کر کے
 اوسکے ہاتھ کاٹنے لگے تب اوسکا بھائی شبل بن یزید او ترا اور سر مبارک
 کاٹ کے اپنی بھائی خولی کو دیدیا بعد اوسکے حرم محترم میں وہ اشتیاق
 کہے اور بارہ لڑکے بنی ہاشم اور جو عورتیں وہاں تھیں سب کو مقید
 کیا پس عمر بن سعد سجیانے شمرنا معقول دونو جہنمی سہی چند سواروں کو مامور
 کیا کہ جب شمر لعین کو گھوڑے نیٹے پاؤں سے روند ڈالا اور سر مبارک

کو البشیر بن مالک اور خولی بن یزید کے ہمراہ ابن مرجانہ کے شہید پائے
 حضرت الحکیم کے ہمراہ پانچ آپ کے علاقائی بھائی یعنی عباس اور عثمان اور محمد اور
 عبد اللہ اور جعفر اور چار حضرت امام کے بھتیجے یعنی قاسم اور عبد اللہ
 اور عمر اور ابو بکر حضرت سبط اکبر امام حسن علیہ السلام کے صاحبزادے
 اور دو حضرت امام خود سیکے صاحبزادے یعنی علی اکبر علیہ السلام جنہوں
 نے اعدا کے ساتھ قتال کر کے اور بہتوں کو فتنہ داروں کے سر کے شہید
 ہوئے اور عبد اللہ جنکو علی اصغر کہتے ہیں نہایت صغیر السن حضرت
 امام کے گود میں تھے مشہور ہے کہ حضرت امام نے اعدا کے سامنے
 کر کے کہا کہ اس بچے کی پیاس پر جسم کرو اور تھوڑا پانی اوسکو
 پلاؤ اوسکے جواب میں ایک شقی جہنمی کا تیر آیا اور اوس بچے کو شہید کیا
 اور محمد اور عون دو صاحبزادے عبد بن جعفر کے اور عبد اللہ اور عبد الرحمن
 اور جعفر تین بیٹے عقیل بن ابی طالب کے بھی مع عقبہ رفعا کے جو مکہ معظمہ
 سے ہمراہ آئے تھے سب داد شجاعت کی دیکر شہید ہوئے انھوں
 یہ حادثہ نابیلہ عاشورہ کے روز سترہ ہجری میں واقع ہوا حضرت امام کی
 عین پر سس پانچ مہینے پانچ دن کی عمر تھی سر الشہداء تین میں لکھا ہے
 کہ شہرت شہادت جہری حضرت سبط اصغر علیہ السلام کی پید
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئے سے بواسطہ حضرت
 جبرئیل اور فرشتوں کے ہوئی پھر اونہیں و سابط سے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے کر بلا کا نام بتلایا جہاں شہادت واقع ہوئی
 اور زمانہ وقوع اس واقعہ مصیبت کا بتلایا یعنی سنہ ہجری کے
 خاتمے پر بعد اوس کے حضرت امیر المومنین علیہ السلام جب صغیر کی طرف
 روانہ ہوئے تب آپ کی زبان سے وہ خبر مشہور ہوئی پر جب وہ خبر
 غیبی پوری ہو چکی تب مٹی جو فرشتوں نے لایکے دی تھی اوس کے خونی
 ہو جانے اور آسمان خون برسینے سے اور غیب سے آواز مرثیوں کی آنے
 سے اور جنات کے فوج اور بکا سے اور جو درندوں نے جسے مبارک
 کی حفاظت کی اور قاتلین کی ناکوئین مرنے کے بعد نہ پھونکے گیس جانے
 سے اور اسی جنس کے بہت سے اسباب سے شہرت ہو سکی منتہا کو پہنچی
 کہ حاضر اور غایب سب اوس سے مطلع ہوں بلکہ یہ طریقے اس امت مرحومہ
 میں ہر سال اسباب تذکار اس واقعہ ٹایڈ کے تازہ کرنے کے اور ہر دور
 بکا دایم اور مستمر کے پیدا ہوئے ہیں جو معلوم ہوتا ہے تا قیام قیامت
 رہینگے نہایت اوسے شہادت جہری کے ہوئے ہیں سر الشہادتین
 میں اسکے بعد بہت سے احادیث نقل ہوئی ہیں جنہیں آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اخبار بغیب اس واقعہ ٹایڈ کی جان کے ہیں جسکو دیکھا ہو
 اوس میں دیکھی اب ہم کیفیت سانحہ دردناک حرہ کا جذب القلوب
 الی دیار المحبوب شیخ عبدالحق دہلوی سے نقل کرتے ہیں اونہوں نے
 بہت بہ تفصیل کئی تاریخوں سے بروایات مختلفہ وہ واقعہ نقل کیا ہے

ہم جان تک ممکن ہے باختصار بغیر محل نقل کرتے ہیں پہلے اونہوں نے
 بہت سی احادیث حسین واقعہ مایکہ کی خبر غیب آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے دی ہے وہ نقل کر کے لکھتے ہیں قرطبی کہتا ہے کہ نیرید
 پلید نے مسلم بن عقیل عقبہ مرئی کو ایک لشکر کثیر اہل شام نافر جام کے
 ساتھ واسطے قتال اہل مدینہ منورہ کے مامور کیا اوس نالایق بدین
 نے تمام حرہ مدینہ مطہرہ میں اکثر اہل مدینہ کو نہایت شہادت اور قتل
 کیے ساتھ قتل کیا اور تین دن تک تہاک حرمت حرم نبوی صلی اللہ علیہ
 وسلم کی اعلیٰ میں لایا وہ واقعہ مقام حرہ میں جو ایک میل مسجد نبوی
 سے ہے واقع ہوا ایک ہزار سات سو آدمی تقایا ہے مہاجرین اور انصار
 اور علمائے تابعین اخبار کے اوس حادثہ جانکاہ میں شہید ہوئے اور
 عام باشندہ مدہ مطہرہ میں سے دس ہزار بگیاہ آدمی سوائے
 عورتوں اور لڑکوں کے قتل ہوئے حسین سات سو حفاظ اور حاملان
 قرآن مجید اور ستافوی آدمی قریش کے قوم کے تھے مسلم مہدی تیغ ظلم
 و بیداد سے مار گئے فسق و فجور اور زنا بالجوارہن بیدہوں نے ایسے تبرک
 مقام میں مباح کیا اس حد تک کہ بعد اس واقعہ کے ایک ہزار عورت کے
 پیٹ سے اولاد زنا پیدا ہوئی گورنگو مسجد نبوی میں باندہا مابین
 منبر بنیف اور قبر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گور و نیچے پٹیا
 اور لید سے جس سوا جس مقام کیواسیٹے حدیث صحیحہ میں وارد ہوا

کہ ایک روز نہ بیٹے ریاض جنت کا بیٹہ لوگوں پر جبر کر کے یزید پلید کی بیعت
 بعد عبودیت کروائی یعنی اس وعدے پر کہ جسکو یزید پلید چاہے مثل
 علامہ نیکے بیچ ڈالے چنانچہ عبداللہ بن زمرہ صحابی سینہ ذکر بیت کا بموجب
 حکم قرآن اور سنت نبوی یزید کے سامنے کیا تھا اور انکو شہید کر ڈالا
 یہاں تک قرطبی کا کلام تھا اور طبرانی جو نامور علامہ حدیث کا ہے
 اوسنے ایک طویل اسرہاد شیعہ کی خبر بروایت عروۃ بن الزبیر
 یوں لکھی ہے کہ جب یزید پلید اہل اسلام پر مسلط ہوا عبداللہ بن زبیر
 نے اوسکی بیعت نہ کی اور اوسپر زبان لعن و طعن کی دراز کی جب
 اوس یحیٰ کو اسکی خبر پہنچی تو اوسنے قسم کھائی کہ عبداللہ بن زبیر
 کو بغیر گلے میں طوق ڈالے سوئے میں نہ کیوں لگا اور ایک شخص اوسکے
 ملا بیٹھو یہاں کہ اوسے طرح سے اذ نکولا دیے اوسکے خیر طلبوں نے صلوات
 دی کہ ایک چاندیکا طوق کھلے میں ڈال لکے اور اوپر سے کپڑے پٹکی یزید
 کے پاس جاؤ تاکہ اوسکی قسم پوری ہو اور کچھ صدمہ نہ ہو نہ شیعہ
 اوہوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ اوسکو اس قسم میں سنی کرے گا میں
 اوسکے اس امر ناحق سے مرکز دڑتا ہنہیں ہوں اور لوگوں کو دعوت
 اپنی اطاعت کی شروع کی یزید پلید نے مسلم بن عقبہ کو سپہ سالار
 ایک بہاری لشکر اہل شام پر متور کر کے روانہ کیا کہ پہلے اہل مدینہ
 مسلحہ کو قتال و جدال سے تباہ کرے پھر مکہ منظمہ میں جا کے اپنا سوا

کرے اور عبداللہ بن زبیر کا کام تمام کرے جب وہ مالیقی مدینہ منورہ میں
 پہنچا باقی اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین جو وہاں تھے سب وہاں سے
 بہاگ گئے اور اوس روسیہ نے حبیب اوپر مذکور ہوا ساری باشندے
 اوس بلدہ منظرہ کے چن چن کے شہید کی بعدہ حرم بیت اللہ کے
 خراب کر نیکے نیت سہی روانہ ہوا مگر اوسکی اجل نے فرصت ندی راہ
 میں بستر طاقت پر گرا اور فی النار والسقر ہوا مگر مرتے وقت حصین بن
 زبیر کندی کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور اوسکو وصیت کی کہ کوی دقیقہ بخت آتش
 یعنی فلاخن چلائے میں اور حرم محترم کے چلائے میں اوٹا نہ کہی لیکن جب حصین
 بن زبیر نے خبر یہ پدید ملعون کی جہنمی سونگی سنی وہ بہاگ کثرتا ہوا اور وہ
 شیطانی ہم اوسوقت انجام کو نہ پہنچی بعد اس روایت طبرانی کے جذب
 القلوب من ابن جوزی سے نقل کیا ہے کہ جب ۲۷۰ھ بمطہرہ مع شہرہ و مع ہوا ازبیل
 نے عثمان بن محمد بن ابی سعیدان اپنے چچا کے بیٹے کو مدینہ مطہرہ بھیجا کہ وہاں
 کے لوگوں سے اوسکی بیعت کرادے عثمان نے ایک جماعت کثیر کو مانیکے اغوا
 سے زبرد پدید کے پاس روانہ کیا اون لوگوں نے دمشق میں جا کے بیعت کی
 مگر جب پھر کے اوس بلدہ مطہرہ میں آئے باتفاق سب نے باظہار زبرد پدید کے
 فتوح و فخر علانیہ کے وہ بیعت توڑ ڈالی کسی نے نشان اوس توڑ نیکا سے
 عمامہ اوقامانے سے بیان کیا کسی نے جوتا پاؤں سے اوقامانے سے بیان تک
 مسی نبوی عماموں سے اور جوتوں سے ہم گئی نجد اون لوگوں کے ایک مندر

تھے جنہوں نے بیان کیا کہ اگرچہ یزید پلید نے جھکوا ایک لاکھ درہم صلہ دیا ہے
 مگر میں امرحق کے اظہار میں زبان بند نہ کروں گا واصلہ وہ شارب خمر اور تارک
 صلوة ہے اسے اسطرح سے جتنے لوگ دمشق میں گئے تھے سبہوں نے باتفاق
 یزید کو گالیوں دینا شروع کیں اور نسبت بی دینی اور شراب و خمر کی اور
 ارتکاب سرطیحہ فحش و فجور کا اور کتوئیکے ساتھ کہینے کا اوس ملعون کی طرف کرنی
 لگے یہاں تک کہ جو لوگ وہاں نہیں گئے تھے سب کو اوس سے متنفر کیا
 اور باتفاق علی العموم سب لوگوں نے اوس کی بیعت توڑ ڈالی اور عثمان
 بن محمد جو حاکم اوس کی طرف سے مدینہ منورہ میں تھا اوس کو وہاں سے نکال
 دیا اور عبداللہ بن خطلہ صحابی کے ساتھ پر باتفاق سبہوں نے بیعت کی
 اور ایک روایت سے لکھا ہے کہ عبداللہ بن مطیع کو قریش پر اور عبداللہ
 بن خطلہ کو انصار پر واپسی منظور کیا جتنے بنی امیہ وہاں تھے سب مروان کے
 گہر میں جمع ہوئے اور دونوں گروہ نے باتفاق مروان کے گہر کا محاصرہ کیا اور
 اس واقعہ کی یزید پلید کو اطلاع دی اور فوج اپنی اعانت کے واسطے
 طلب کی یزید پلید نے پہلے ابن مرہبانہ کو حکم لکھا تھا کہ عبداللہ بن زبیر
 کے ف و کے وقع کیوا سیٹے مکہ منقطع کی طرف حذر روانہ ہو اوس نے قسم کھائی
 کہ واللہ اس فاسق کیوا سیٹے ایک گناہ قتل فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کا میں کر چکا اب بیت اللہ کی خرابی کیوا سیٹے میں نہاؤں گا اور بیماری کا
 حیدر کر کے اس حکم کے تعمیل سے انکار کی تب اوس پیمانی نے مسلم بن

عقبہ کو مامور کیا اور وہ ناسشدنی باوصف پیری کے ضعف کے اور اس کے
 فالح کے مرض میں تخریب حریم شریفین پر آمادہ ہوا اور بارہ ہزار فوج
 لیکر روانہ ہوا اور جب مذکور ہو چکا ہے فسق اور فساد میں مبتلا ہو کر جنہم واصل میں
 کہتے ہیں جب یزید یلید نے مسلم بن عقبہ کو قتال حریم شریفین پر مامور کیا
 اور اس کو حکم دیا کہ مدینہ منورہ میں پہنچ کے تین مرتبہ میری بیعت کی دعوت کر اگر
 قبول کریں تو کسی سے متعرض مت ہونا والا جنگ و جدل پر آمادہ کیے
 ہو گئے جب تو غالب ہو جائے تو تین دن حرم مدینہ منورہ کی لوٹ سہا کر دینا
 اور جو مال و اموال اور اسلمہ اور کہاٹے پٹے کی چیزیں ملین شکریہ نکالتی ہو
 تین دن کے بعد پھر لوٹ بنو اور علی بن حسین سلام اللہ علیہما کو میں نے
 معتبر سمجھا ہے کہ وہ دنان کے لاکھوں کے فساد میں شریک نہیں ہیں
 اور کسی سے نہ متعرض ہونا مسلم بن عقبہ نے بموجب مذکورہ سابقہ کے
 دنان پہنچ کے دادا لجاو اور زندہ کی دی اس روایت کے بعد جذب
 القلوب میں بڑا بیت واقعی کی اور تفصیل سے اس حوالہ قیامت زاحرم
 محترم نبوی کی لکھی ہے طول شبہ کے ہم نے نقل نہیں کیا مگر ایک جہاد کی
 روایت کا لکھنا مناسب معلوم ہوا لکھتا ہے کہ مسلم بھی اس بدہ مطرہ کی
 شہید و نحو دیکھو کہتا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ باوصف ان لوگوں کے قتل کی
 مجھ کو جہنمی کرے گا تو عالم میں کوئی مجھ پر آمادہ بدعت نہو گا یہ یقین ہے
 کہ ان ناپاکوں کو قتل سے ساری میری گناہ صغیر اور کبیر اللہ تعالیٰ غفور

بعد اویسے کہتا ہے کہ ذکوان جو مردان کے غلاموہن سہی تہا روایت
 کرتا ہی کہ مسدوم ناہنجار نے لبیب بیماری کے جہین مبتلا تھا ایک دوا پسکی
 فوراً کھانا کھا نا کھا طبیب معالج نے کہا تھوڑا توقف کرو دوا کچھ اثر کرے تب
 کھانا کھانا اوس بہرے جہنی نے جواب دیا جھکو اب تمنا اپنی زلیت
 کی نہیں ہے جیسے کی آرزو صرف قاتلان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سہی
 بدلانے کیواسیٹے تہی سوئے لیا اب مرنا ہی بہتر ہے راقم کہتا ہے
 کل حزب بما لدیہم فرحون کوئی شخص اپنی حرکت بدکا
 قح اپنی اکمنون سہی نہیں دیکھتا اگر فرض کیجئے کہ ایک قرن پیشتر کے جرم
 میں بعض یا اکثر لوگ اوس عہدہ طیبہ کے شریک ہوں وہ سب یا اکثر
 اوہن سہی مرکب گئے اب اونکی اولاد اور اہل و عیال اونکے حرم ہن
 کیونکر ماخوذ ہو سکتے تھے کلام اللہ ناطق ہے لا تفر واذرہ وذرہا
 یعنی کوئی شخص دوسیر کی گناہ میں نہیں پکڑا جائیگا اگر کوئی مجرم ایک قرن
 پہلے کا زمانہ باقی ہی ہو بغیر تحقیقات جرم کے ایک کے ساتھ دس ہزار
 بگناہ کو قتل کرنا اور اذکی اہل و عیال کی جیوتی جسی مذکور ہوئی کرنا اوسہی
 جہنی اسحق او جالب کی عقل بھی نے تجویز کی تہی حالت جنگ میں کسی مشرک
 اور کافر کی اہل و عیال کی تک حرمت اور اونکی عورتوں اور بچوں کا قتل
 شریعت اسلام میں تاکید منوع ہی چہ جائے اہل و عیال مسلمانوں کے
 اور مسلمان ہی اوس عہدہ طیبہ دارالامن حرم مکرّم نبوی کے بکسر بیون

اور محمد کے ایسی لوگوں پر سفاکی اور ظلم و ستم کون کر گیا اور حقیقت تو یہ ہے
 کہ انتقام ظلم و ستم کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر صرف نام ہی نام تھا ایک
 فاسق محمد بادشاہ ظالم و سفاک کی اطاعت اور بیعت سیسے جو اختیار امت نے
 انکار کیا اور سبکی جلد وین وہ سفاکی محمدانہ عمل میں آئی ایک معجزہ نبوی کی بعد
 وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن جوزی نے سند صحیح سیسے نقل
 کیا ہے کہ سعید بن المسیب صحابی رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ اسی واقعہ
 یا بلکہ حرہ میں مسجد نبوی میں سو ایسے میری کوئی نہیں رہتا تھا بالکل خالی پڑی
 تھی اور جب نماز کا وقت آتا تھا تو حجرہ شریف میں آواز اذان اور اقامت
 کی سنتا تھا اور اسی اذان اور اقامت میں نماز پڑھتا تھا اور منہج اور قبا
 اور شنباع اس حادثہ عبرت افزا کے ایک یہ تھا کہ لوگوں نے حضرت ابراہیم
 حذری صحابی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اونکی ساریے وارہی کے بال بچ گئے تھے
 لوگوں نے پوچھا کیا آپ اپنے وارہی کے ساتھ کہیں کرتے ہیں یہ سب بال
 کیا ہو گئے اونہوں نے فرمایا یہ اثر ظلم اور ستم اہل شام کا ہے ایک جماعت
 اونکی میرے گھر میں گھسی جو کہ مال اور متاع گھر میں تھا لیکن دوسری جماعت
 آئی جب اوسینے کہ نہ پایا غصے میں آ کے ہر ایک نے میری وارہی نوچا شروع
 کی اور اس حالت کو پہنچایا اسی واقعہ پر اوس جماعت کے ظلم اور ستم
 تیار کرنا چاہیے انھوں نے مورخین کہتے ہیں کہ واقعہ یا بلکہ حرہ ستائیسویں
 یا اٹھائیسویں ذی الحجہ بروز چار شنبہ میں واقع ہوا اور موت مسلم بن عقیہ

سترہ محرم ۳۷ ہجری میں چوٹی شیخ اکبر محمد الدین بن العربی نے فرید اللغات
 کے حال میں سامعہ میں لکھا ہے اوسکی چاندی کی مہر میں کندہ تھا مرا بنا
 منشی اوسکا عمرو بن سعد شرف تھا حاجب اوسکا اپنا غلام صفوان تھا
 اور بعضے کہتے ہیں اوس غلام حاجب کا نام خالد تھا قاضی اوسکے عہد کا
 ابو اور یس خولانی تھا وہ ناپاک ذات الحب کے عارضی مقام
 حوران میں مر گیا لا محش اوسکی دمشق میں نقل ہوئی اوسکے بہائی خالد
 نے اور بعضے روایت میں خالد کے بیٹے نے خازن کے نام پر ہی باب
 صغیر کے متغیر ہیں دفن ہوا سیس بریکی عمر میں بروایت صحیح متبری
 ربیع الاول ۳۷ ہجری کو اللہ تعالیٰ نے اوسکو فی الدار المستقر کیا
 تین برس بارہ دن مسلمانوں پر وہ بیدین مسلط رہا اور سب ایک
 القہر میں لکھا ہے خالد جو نیرید پلید کا ایک بیٹا تھا اوسکی اولاد نام
 بنو خالد کہلاتی ہے اور وہ نسل نبی امیہ کا ایک جد اعلیٰ ہے حمدانی
 نے ذکر کیا ہے کہ اس نسل کے کئے قوم دشمنوین متعلقات سمیر
 موجود ہیں راقم کہتا ہے کہ اگر اب بھی ایسی قوم موجود ہو تو نیرید پلید
 نام فنا ہو گیا وہ بنو خالد کہلاتے ہیں اور کیا عجب ہے اب وہ ساری
 قوم بھی معدوم ہو گئی ہو اب یہاں ایک حکایت لطیف کا ذکر نہ اسب
 معلوم ہوا جو نر تہ اہل الادب فی امثال العرب میں مذکور ہے اس میں
 شرحین دب ساع تعاعد بعضے کہتے ہیں پہلے یہ مثل معاویہ بن نضیر

کی زبان پر گزری تھی اوسکی حکایت یوں کہی ہے کہ جب اونہوں نے
 نیرید پلید کی بیعت اپنی حیات میں لوگوں سے کروائی تب اوس سی
 پوچھا اب تو کوی سوس ولین ہنن باقی رہی اوسنی جواب دیا
 ایک سوس اب تک باقی ہے یہ آرزو دلی ہے کہ ام خالد زوجہ عبد
 بن عامر بن کیرز کی میری شکوہ محبوبہ ہو تی اوس عرصہ میں وہ مہم
 کے مدینہ مطہرہ میں تھے معاویہ نے وہاں سے اونکو طلب کیا اور چند
 بہت خاطر اور مدارات کر کے ایک دن خلوت میں اون سے در
 کی کہ ام خالد اپنے روجہ کو طلاق دو اور اوسکے عوض میں کل محاصل
 مملکت فارس کا پانچ برس کیوا سیلے اونکی جاگیر میں لکھ دینے کا وعدہ
 کیا ظاہر حکومت وہاں کی بھی اونکی نامزد ہوئی ہوگی وناکئی آمدنی
 اوس عہد میں ہمارے گمان میں کرور روپیہ سال سی کم نہوگی
 یا کچھ اوس سی کم و زیادہ ہو اور غالباً اوکا حصہ اوس میں سی بعد منہا
 مصارف حکومت اور تحصیل اور فوجی خرچ کے ٹہرا ہوگا یا بغیر
 اوسکی منہائی کے اسکی شرح اور تفصیل نثر تہ الادب میں نہیں
 لکھی ہے الغرض یہاں سی اور عبد اللہ بن عامر سی باہم اس امر کا
 فیصلہ ہو اور باہم عہد نامہ لکھا گیا تب عبد اللہ بن عامر نے لطمہ
 خلاف شرافت اور حیثیت کے جو اس زمانے میں اہل اسلام
 میں ہے ام خالد کو مطلقہ کیا بعد اوسکے معاویہ نے ولید بن عقبہ اپنی

عادل کو جو مدینہ میں تھا لکھا کہ ام خالد کو مطلع کرو کہ اونیکے شوہر عبداللہ بن عامر نے اونکو تلاق دی وہ عدت میں بیٹھیں اور جب ایام عدت پوری ہو گئے تب معاویہ نے ابیہریرہ کو ساٹھ ہزار درہم اور تیرہ سو درہم کے اشرفی تہی سپرد کر دیے۔ روانہ کیا کہ ام خالد کو خرید کر لے آئے۔ نکاح کرنے پر راضی کر کے ہمراہ لے آوین بیس ہزار ہر مقرر کر دیے۔ اور بیس ہزار علاوہ ہر کے ہنگی چالیس ہزار نقد اونکو سپرد کر دیے۔ بقیہ بیس ہزار میں اونکا اپنا حصہ اور آمد و رفت کا خرچ مقرر ہوا۔ اور ابیہریرہ کو ایما ہوئی کہ ام خالد کو بخوبی سمجھانا کہ خرید و بیعہ خالص ہے اور سخی اور کریم اور خوش مزاج ہے غرض حطیم سے کہیں سمجھا بھانجے یہاں لے آؤ بالحد ابیہریرہ رات کیوقت سے رہا۔ اور من پینچے دوسری دن صبح کو پہلے زیارت مرقد مہر اور مسجد نبوی علی صاحبہا السلام کیوا سیٹے گئے وہاں سبط اکبر حضرت امام حسن سلام اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی آپ نے سبب اونکی نیکی پوچھا اونہوں نے مفصل سبب کیفیت بیان کر دی حضرت امام نے فرمایا ام خالد سے ہماری خواہش یہی بیان کر کے ہمارے طرف سے بھی خط لکھنی کی درخواست کرنا بعد اذیکر حضرت امام مکیں اور عباس بن علیؑ اور عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عباسؑ اسوہ رضی اللہ عنہم اجمیع ان سے دو چار ہوئے ان پانچوں صاحبزادوں نے بھی پیغام اپنے ساتھ لکھنی کر لیا کہ دیا جب ابیہریرہ کو

پاس پہنچے پہلے اونہون نے جس مطلب کیواسیٹے آپے اوسکو ام خالہ
 سہی بیان کیا بعد اوسکے اون چہ بزرگوں کا بھی پیغام پہنچا دیا ام خالہ نے
 کہا میری تو یہ نیت ہے کہ اب تعلق نکاح کا کیسے ساتھ نکرون اور بت
 میں مجاورہ سو یکے بشہ رسون تاکہ بقیہ عمر یاد الہی میں بسر سو آگے جو تم
 صلاح دو گی اوسپر عمل کرونگی ابیرہ نے کہا یہ ارادہ تمہارا اچا نہیں
 اسواسیٹے کہ ابھی تم جوان ہو غروبت اس عمر میں مصلحت نہیں ہے
 ام خالہ نے کہا اچا تم شورہ تباؤ کے ساتھ نکاح کروں اونہون نے کہا
 یہ بات خود تم سوچو کہ نظر منافع دین اور دنیا کے مصلحت تمہارے حق میں
 کیسی ساتھ نکاح کو نہیں ہے یہ بات مجھ سہی نہ پوچھو ام خالہ نے کہا میں
 بغیر تمہارے صلاح کے کیسی ساتھ نکاح نہ کرونگی اونہون نے کہا اگر خواہ مخواہ
 مکو میری صلاح پر اصرار ہے تو میرے نزدیک مصلحت تمہارے حق میں
 یہ ہے کہ دونو سرداروں جو انان حبت میں سہی ایک کے ساتھ نکاح
 کرو ام خالہ نے کہا بہتر ہے حضرت امام حسن کو مطلع کیجئے میں اوبکے ساتھ
 نکاح کرونگی ابیرہ نے آپ سہی اطلاع کی اوسیدن نکاح ہو گیا اونہون
 نے شام میں واپس جا کے جو روپیہ معاویہ کے پاس لائی تھی وہ اونکو
 پسیر دیا معاویہ کو اس واقعہ کی اطلاع اوبکی پیچی پیچی شتر ہو گئی تھی اونہون
 نے اون سہی کہا ارے میان ہنئے مکو سنگینی کر نیکی واسیٹے بیجا تھا محتب
 بنا کی نہیں بیجا تھا جو تم نے للہیت صرف کی اونہون نے جواب دیا ام خالہ نے

با صراحت ہم سے مشورہ پوچھا و ملتذا ربو متن یعنی یہ حدیث ہی اس کا ترجمہ
 یہ ہے جس شخص سے کوئی مشورہ پوچھے وہ امانت دار ہے مطلب یہ ہے
 جو نیک مصالحت پوچھنے والے کے حق میں ہو وہ بتا دے والا امانت میں نجات
 ہوگی ہمارے دانت میں مصالحت اونکی حق میں مہی تھی جو ہمیں مشورہ دیا
 تب معاویہ نے کہا اسلمی ام خالد رب ساع لقاعد و اکل
 غیر حامد اس مثل کا تو مطلب یہ ہے بہت ایسی محنت کرنیوالے
 ہیں کہ نتیجہ اونکی محنت کا گھر بیٹھے والے کو بے محنت ملتا ہے لیکن ان
 تینوں مصرعہ کا ترجمہ یہ ہے جتنی رہی تو اوام خالد بہت محنت کرنیوالے
 ہیں گھر بیٹھے والے کے واسطے جو کہا نیوالے ہیں ناشکری کے ساتھ۔ اب
 معاویہ کا مطلب یا یہ کہیے کہ محنت کرنیوالے سیر مراد ابھر رہے ہیں اور
 شکر کہا نیوالے انہیں کی صفت ہو یعنی احسان صلات کا جو اونپر
 ہوتا تھا وہ ناشکرا جس کام کو پسپا تھا وہ دوسرے کی واسطے کیا جو اپنے گھر
 بیٹھا تھا مگر اس صورت میں مثل کا مطلب پورا نہیں ہوتا یا اس کا مطلب
 یہ ہو کہ محنت کرنیوالے وہ خود تھے جس کا نتیجہ گھر بیٹھے والے کو ملا اور
 ناشکر کہا نیوالا صفت اوسے گھر بیٹھے والے کی طرف سے محنت کرنیوالے
 کا احسان جو صلات سے اونپر ہوتا تھا اس کا خیال کیا اور اوسکی
 محنت کا نتیجہ آپ نے لیا اگرچہ ٹھیک مطلب مثل کا یہی ہے مگر ہمارے
 دانت میں حضرت امام علیہ السلام کا احسان معاویہ کے اوپر اس

ورنہ کاہیہ کہ اونکی کسی خدمت سے ادا نہیں ہو سکتا یعنی خلافت
 اور سلطنت اور انکو سپرد کر دی اس قبیحہ کو لینے ابن ماریہ کا طلاق دینا
 ام خالد کو اور انکا نکاح حضرت امام کے ساتھ ابن ابی اسید نے
 نبی البلاغہ کی شہرہ میں مختصر یون لکھا ہے نام ام خالد کا خدمت میں
 بن عمر لکھا ہے کہ وہ عبداللہ بن عامر بن کریر کے پاس تھیں اونہوں
 نے طلاق دی پس معاویہ نے ابیہرہ کو لکھا کہ زید پل کیواسے منگنی
 مراوین جب وہ اس کام پر آمادہ ہوئے تب حضرت امام حسن
 علیہ السلام سے ملاقات ہوئی آپ نے پوچھا کہاں جاتے ہو اونہوں
 نے کہا زید کی منگنی کیواسے مندی کے ساتھ حضرت امام نے فرمایا ہمارے
 خواہش ہی منگنی کی اونہے ساتھ کدیا جب ابیہرہ مندی کے پاس گئے
 تب دوران شنگینوں کا اونہوں نے ذکر کیا مندی نے کہا تم جسکے ساتھ ہو
 وہ مجھے قتل ہی اونہوں نے حضرت امام کے ساتھ نکاح کر نیکا مشورہ
 دیا وہ منہ پر کیا سب نکاح کے عبداللہ بن عامر مدینے میں آئے اور حضرت
 امام سے کہا کہ مندی کے پاس میری کچھ امانت ہے اجازت دیجئے کہ میں
 ان سے ملاقات کروں آپ انکو اپنے ساتھ گھر میں لینگے ام خالد کو
 عبداللہ بن عامر کے سامنے بیٹھیں اور سوقت ابن عامر کو نابت شد کی وقت
 ہوئی تب حضرت امام نے فرمایا اگر پر ہتھاری خواہش نکاح کی انہے
 ساتھ ہو تو میں انکو طلاق دوں مجھے بہتر انکو حلال کرنیوالا تمہاری

اوپر دوسرا نہ ملتا یعنی چونکہ تین طلاق بائینہ کے بعد عورت پہلے نماز
 پر حلال نہیں ہو سکتی جب تک دو سیر یا ساتہ نکاح کر کے اور سیرت
 کر کے اوس سے طلاق نہ لیوے تو آپ کا مطلب یہ تھا کہ اگر دوسرا
 کو ہی نکاح کرتا تو تھا۔ یہی خاطر سے کہ ایک طلاق دینا یہ ارشاد آپ کا دلائل
 کرتا ہے کہ کس قدر مزاج میں مروت اور رحم اور احسان مضمر تھا الغرض
 ابن عامر نے کہا میں آپ کا ممنون ہوا لیکن اب مجھ کو نکاح کرنا اون کی
 ساتھ نہیں منظور ہے بعد اوس کے ام خالد سے کہا میری امانت دو
 اونہوں نے دو صندوق نکالے ایک اون کی ساسینہ رکھ دیے جسمین
 کچھ جواہرات تھے اونہوں نے دونوں کو کہو لا اور ایک صندوق
 میں سیر جو کچھ تھا وہ نکال لیا اور دوسرا اونہیں کو حوالے کیا یہ قصہ
 ابن الکدیر نے ابوالحسن مدائنی کی روایت سے لکھا ہے اور اوس
 سے طاہریہ ہی روایت کی ہے کہ قبل عبداللہ بن عامر کے ام خالد ^{رضی اللہ عنہ}
 بن عتاب بن اسید کی نکاح میں تھیں اور وہ کہا کرتے تھیں تینوں خاوند
 امام حسن سبکی سردار تھے اور عبداللہ بن عامر سب میں سخی تھے اور
 تینوں میں مجھ کو پیار ہے عبدالرحمن بن عتاب تھے یہ ام خالد کی
 نہایت مروت اور عفت پر دلالت کرتا ہے کہ اول خاوند سب میں
 محبوب تر ہو چکے قضا کر دینے کے بعد دوسرا نکاح طار کیا ہو گا واللہ اعلم
تیسری خلیفہ نبی امیہ کے قہین معاویہ رحمہ اللہ

بن یزید پدید آئے وہ باب کے ویت سر خلیفہ مقرر ہوئے
 مگر یہ روایت صحیح ہے کہ جب لوگ اون سے بیعت کر نیکو آئے تب
 اونہوں نے کہا کہ حقیقت میں خلافت حق اہلیت پیغمبر صلی اللہ علیہ
 وسلم کا ہے مناسب جگہ لازم ہے کہ حضرت امام زین العابدین بن
 حسین بن علی سلام اللہ علیہم کے ہاتھ پر بیعت کرو مگر بنی امیہ
 اور شام کے لوگوں نے غمانا تب اونہوں نے اپنی بیعت قبول کی اور
 بعضی روایت میں یہ ہے کہ وہ بیمار تھے جب اونکی بیعت ہوئی پسند
 روز کے بعد اونہوں نے لوگوں سے کہا میں خلافت سے دست بردار
 ہوتا ہوں اگر سب مسلمان امام زین العابدین کو خلیفہ کریں مگر لوگوں
 نے قبول نہ کیا عجب شان الہی ہے اس وار و بنامین کہیں ولی کے
 نطفی سے شیطان پیدا ہوتا ہے اور کہیں شیطان کے نطفے سے نبی
 یزید پدید آئے گا ایسا بیٹا حقانی اور حق پرست ہونا کیسا تعجب کا مقام ہے
 الغرض معاویہ بعد بیعت کے گھر سے باہر نہیں نکلی نہ کہیں مسلمانوں کو
 نماز جماعت کی پڑھائی نہ کوئی کام خلافت کا کیا اور بیعت ہوئی ہے
 چالیس دن کے بعد قضا کر گئے اور بعض روایت سے دو مہینے کے بعد
 قضا کی لیکن یزید کے بھائی کے بعد اہل حجاز نے عبداللہ بن زبیر کو خلیفہ
 مقرر کیا اور عراق عرب اور عراق عجم خراسان شام انڈیا کو قسطن
 بین تھا اور معاویہ بن یزید کے قرضہ میں مالک شام اور مصر اور

جو ممالک افریقہ کے اور اوسکے متعلقات کے اہل اسلام نے اوس محمد
 بن محمد کے ہمدردی رہے کنت معاویہ بن یزید کی ابو عبد الرحمن تہی اور
 بعضوں نے ابو زید لکھا ہے اور بعضوں نے ابولیلی لکھا ہے وہ بہت
 جوان صالح تھا مرتبے وقت لوگوں نے اون سے کہا آپ وصیت
 کیجئے بنی امیہ میں سے آپ کے بعد کون خلیفہ ہو اوہوں نے جواب
 دیا میں نے خلافت خلافت کی نہیں پائی اوسکی تلخی کا میں کیوں
 متحمل ہوں مگر میں شیخ اکبر نے لکھا ہے ان معاویہ بن یزید کی
 ام خالد بنت ابی شام بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف
 تھیں اوسکی مہر میں کندہ ہوا تھا الدینا غرور نشی اونیکی ریان بن مسلم
 اور حاجب اونیکا اپنا غلام مسلم بن عتاب تھا وہ نہایت عابد اور زاہد
 تھے اور دنیا سے بہت متنفر بعد خلیفہ ہو نیکی اوہوں نے غور کیا کہ بجز
 خباک و جدل اور قتل اور خون کے کام چھلیگا تب اوہوں نے لوگوں کو
 جمع کیا اور خطبہ پڑھا اوسمیں بیان کیا اے جماعت مسلمان کی میں نے
 جو غور کیا تمہارے امور میں تو مجھے معلوم ہو گیا کہ مجھ کو طاقت امور خلافت
 کے انتظام کی نہیں ہے اسوا سبطے میں نے اپنے تین خلافت سے خلع
 کیا تم لوگوں کو اختیار ہے جسکو چاہو خلیفہ مقرر کرو اتنا کہے ممبر برسی اور اراک
 اور اپنے گھر میں چلے گئے تب ساری بنی امیہ اونیکی پاس جمع ہوئے
 اور اون سے درخواست کی کہ آپ ہی کسیکو خلیفہ مقرر کر دیجئے اوہوں نے

جواب دیا میں تلخی اوسکی نہیں اوشنا ونگا جسکی شیرنی ساری بنی امید
 چکھیں چونکہ وہ نہایت عابد اور زاهد تھے راقم کے نزدیک اوسکی تلخی
 سیسے مراد یہ تھی کہ جسکو میں متور کر ونگا وہ ظلم کر لگا و بال اوسکا عاقبت
 میں میری گردن پر سوگا الغرض بنی امیہ کو جواب دیکے اوبھون نے
 اپنی گھر کا دروازہ بند کر لیا اور چند روز کے بعد قضا کی صرف اکیس برس کی
 عمر مائی عبد الرحمن اونکے بھائی نے خمازہ کی نماز پر بھی اور دمشق میں باب
 الباشیہ کے بار و فن سوئے اور بعض لوگوں نے روایت کی ہے کہ پہلے
 اونکی خمازہ کی نماز ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے شروع کی تھی اور قبل
 نماز تمام کرنیکے صرف دو تکبیرن کی تھی کہ مرگ مفاجاتہ سپر وہ گر پڑے اور
 سر گئیے شاید بعد اوسکی عبد الرحمن نے از سر نو پھر نماز پڑھی سو اور ولید
 بن عتبہ کی نماز خمازہ کی مروان پڑائی اور اونکو اوسن معاویہ بن یزید
 کے پہلو میں دفن کیا تین مہینے بائیس دن معاویہ رحمہ اللہ نام کے خلیفہ تھے
 اور مروان نے اونکو دفن کرتے وقت یہ شعر کہا انی امری فتنۃ
 تغلی مرا احلبھا والملک بعد ابی لبلی ملن غلبا آخر مصرع اول میں
 مراحل جمع مرحل کی ہے تا یہ کی دیگ کو کہتے ہیں ترجمہ اس شعر کا یہ ہے
 میں دیکھتا ہوں فتنے اور فاد کو کہ خوش کر رہی ہیں دیگین اوسکی اور ملک
 بعد ابی لبلی کے اپنے معاویہ بن یزید کے بعد اوسکے قنبیہ سوگا جسکو غلبہ سوا
 چونکہ خلیفہ بنی امیہ کا مروان ناپاک اور بیجا دشمن

اہلبیت علیہم السلام کا تھا۔ مورخین لکھتے ہیں جب یزید پلید ہلاک ہوا اہل جاز اور اہل یمین و خراسان نے عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کی صرف شام اور مصر کے لوگوں نے اسے بیعت نہیں کی اور انہوں نے معاویہ بن یزید کو خلیفہ مقرر کیا اور ان کے قضا کرنے کے بعد وہ ان کے لوگوں نے بھی عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کی مگر تھوڑی مدت کے بعد مختار نے خروج کیا اور کوفے اور عراق پر اور خراسان میں وہ مسلط ہوا مگر مصعب بن زبیر نے اس کا کام تمام کیا وہ ایک شخص دنیا طلب تھا بچیلہ انتقام کشندگان شہداء کے کربلا کے وہاں خوب اس کا تسلط ہو گیا تھا اور محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کا اپنے تین خلیفہ مشہور کیا اور جعلی ان کے خطوط سارے رؤسائے اطراف کے نام پر شہر کے تھیں اور ایک خط حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب کا سر بہر ایک مجمع عام میں ایک شخص اجنبی نے لاکے اس کو دیا اس کو کہو لا تو اس میں گویا حضرت نے بکرات وقوع واقعہ کربلا دریافت کر کے مختار کے نام پر حکم انتقام لینے کا سارے دشمنان اہلبیت اور کشندگان شہداء کے کربلا سے لکھا تھا ان خطوط جعلی سے ایک جم غفیر افواج جرار اہل شام اور اہل عراق کے اس کے ساتھ جمع ہو گئے اس سبب سے اس کا تسلط ان ممالک میں خوب ہوا لیکن انتقام حقیقت میں اس نے خوب لیا لکھتے ہیں ساٹھ ستر ہزار آدمی دشمنان اہلبیت کو اس نے تیغ کیا جو جنگ میں

مارے گئے سو مار گئے اور بقیہ سردار اور سپاہ شام جو معرکہ کربلا میں شریک
 تھے اور کچھ چن چن کے جہنم واصل کیا چنانچہ ابن مرجانہ یعنی عبید اللہ بن زیاد
 اور عمر بن سعد اور شمر ذی الجوشن وغیرہ کو مارا اور انکے لاشوں کو جلادیا یا کتوں کو
 کھلایا جس میں شمرنا پاک ایک روایت میں مختار کا داماد اور ایک روایت میں
 اوسکا بہنوئی تھا اوسکو بھی نہیں چھوڑا اور کچھ قرابت قریب کی رعایت
 نہیں کی یہاں تک کہ شمر ملعون کا بیٹا جو اوسکا اپنا نواسا یا بہن بھائی تھا اوسکی
 گردن مارنے کا بھی حکم کیا جب اوسنے عذر کیا کہ میں تو معرکہ کربلا میں
 شریک نہ تھا تب مختار نے کہا اے شریک نہ تھا لیکن فخر کرتا تھا کہ اوس شخص
 کے باپ نے حسین علیہ السلام کو شہید کیا ہے پھر اوسکو بھی ذبح کروایا۔
 الغرض اوسنے بناہ اوس جیلہ کا یعنی انتقام لینا دشمنان اہلبیت سے جو
 اوسنے کیا تھا خوب کیا آخر شمس مصعب بن زبیر کے ساتھ خوب جنگ
 کر کے مختار مارا گیا روضۃ الصفا میں ایک روایت لکھی ہے جب مصعب
 بن زبیر کی فوج سے اوسکو ہزیمت ہوئی تب وہ دارالامارہ کو فرما کر
 متعین ہوا اوسوقت کسی ایک شخص اوسکے رفیق نے کہا لوگوں نے
 یہ مشہور کر دیا ہے کہ آپ نے انتقام کا دشمنان اہلبیت سے صرف
 جیلہ کیا تھا دراصل آپ کی نیت میں طلب امارت تھی مختار نے جواب
 دیا حقیقت حال تو یہی ہے کہ میں نے دیکھا کہ فلان اور فلان جو حسب اور
 نسب میں کیسے طرح سے میرے مساوی نہیں تھے اطراف میں امارت

کرتے ہیں اور ہم خانہ نشین ہیں حمیت شرافت نے جوش کیا کوئی حید
 بہتر اس حید سے طلب امارت کی واسطے پنا یا جب تک اقبال غالب
 خوب بن پڑی اب او بار آیا تو اس سے چارہ کیا ہے (۵) سبب
 سے مختار کا لقب کذاب ہو گیا ہے۔ بالجمہ مصعب بن زبیر نے دارالامار
 کوفہ کو محصور کیا اوسین پہی راہ پڑ کے وہ مارا گیا بعد اوسکو ماریجانی کے
 چہ ہزار آدمیوں نے اوسکے ہمراہیوں میں سے مصعب بن زبیر سے امان
 طلب کی اونہوں نے امان دی مگر اونکی فوج کے سرداروں نے مانا
 اور کہا ان لوگوں کے ہاتھ سے ہزاروں ہمارے اقربا مار گئے ہم انکو
 زندہ بچھوڑینگے اور سب کو نختھا کر کے جانور ان ماکول کی طرح سے فوج کیا۔
 راقم کہتا ہے عجب نہیں ہے کہ ان چہ ہزار آدمیوں
 میں اکثر وہ ہوں جنہوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو ہلاکے اونکے
 ساتھ یوفامی کی تھی اور بعد اوسکے اپنی اس حرکت بے مروتی کے سبب سے
 مادم اور شرمندہ ہوا اوس حرکت سے توبہ کر کے مختار کے ساتھ انتقام لینے کو
 دشمنان اہلبیت سے آمادہ ہوا اور حتی المقدور انتقام لیا بھی مگر توبہ اونکی اللہ تعالیٰ
 نے قبول نہ کی جب تلک مثل عاصیان بنی اسرائیل کے وہ قتل نہوں یہ جملہ
 مختار کے تسلط کا تو معترضہ تھا۔ اب اوسی مردان کے تسلط کے ذکر کی طرف
 ہم رجوع کرتے ہیں مورخین لکھتے ہیں جب عبد اللہ بن زبیر نے بعد
 وفات یزید کے دعوائے خلافت کیا اور حجاز اور عراق وغیرہ پر تو اونکا

تسلط ہو ہی گیا تھا بعد معاویہ بن یزید کے مرنیکے مصر اور شام میں بھی اونکا
 اقتدار کچھہ ضعف کے ساتھ ہو گیا اس عرصہ میں مروان بن حکم نے خروج
 کیا اور چونکہ شام کے لوگ بنی امیہ کے خیر طلب تھے سب اسکی طرف
 رجوع ہو گئے اس کے بعد ممالک مصر پر بھی اسکا غلبہ ہوا ان دونوں
 ممالک میں سترہ ہجری تک اسکا تسلط رہا اسی سال میں اسنے
 قضا کی اور اپنے بیٹے عبد الملک کو وصیت اپنے قائم مقامی کی کر گیا
 سبا یک الذہب میں سیوطی سے منقول ہے کہ ذہبی نے لکھا ہے
 اصح یہ ہے کہ مروان نامعقول امراء مومنین میں نہیں شمار ہوتا بلکہ
 وہ باغی تھا کہ عبد اللہ بن زبیر پر اسنے خروج کیا تھا اسی سبب سے
 اسکی وصیت قائم مقامی عبد الملک کی بھی ناجائز تھی جب عبد الملک کو
 غلبہ ہوا اور معرکہ جنگ میں عبد اللہ بن زبیر مقتول ہوئے تب علی العموم مسلمانوں
 نے اونکی ماتہ پر بیعت کی اسوقت سے البتہ وہ امیر المومنین مقرر ہوئے۔

راقم کہتا ہے کہ یہ تحریر سیوطی کی صاف دلالت کرتی ہے کہ عبد اللہ
 بن زبیر خلیفہ تھے مگر سامرہ میں شیخ محی الدین بن العربی نے اس کے خلاف لکھا ہے
 کہ وہ نقل کرتے ہیں مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس
 بن عبد مناف تھا ان اسکی امینہ بنت علقمہ بن صفوان بن امیہ بن
 محرف الکنا فی تھی رجب سترہ ہجری میں لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت
 کی سارے امت نے اسکی خلاف پر اتفاق کیا بجز عبد اللہ بن زبیر کے

کہ وہ مکہ میں مدعی خلافت تھے۔

راقم کہتا ہے چونکہ شیخ اکبر مالک اندلس کے رہنے والے تھے اور اوسکی مالک کے سب اہل اسلام بنی امیہ کے خیر طلب تھے اسواسطے کہ وہ مالک اونہیں بنی امیہ فرستے اور فتح کئے تھے تو وہاں کے سب مسلمانوں کو بنی امیہ کی طرف رجوع ہو گئی اور اونہوں نے مروان سے بیعت کی ہو گئی مگر شیخ اکبر کی تحریر دلالت کرتی ہے کہ عبد اللہ بن زبیر خلیفہ نہ تھے اور عامہ مسلمین کو آرا سے منحرف تھے اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قرۃ العینین فی تفصیل الشیخین میں لکھتے ہیں کہ امام مالک سے منقول ہے کہ عبد اللہ بن زبیر بہ نسبت انہ مخالفین کے احق خلافت تھے بعد اوسکے اوسے کتاب میں وہ لکھتے ہیں کہ بندہ ضعیف کو اس پر امام مالک کے اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ حضرت فاروق اور حضرت ذی النورین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایت کی ہے جو دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ تسلط ابن زبیر سے استحال حرم کعبہ کا وقوع میں آیا یعنی حرم کے اندر قتال اور جدال کا واقع ہونا اور مکی باعث سے ایک مصیبت عظمیٰ امت پر ہوئی وہ دونو حدیثیں احمد بن حنبل نے روایت کی ہیں۔ اور قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن زبیر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور درخواست کی مجھ کو جہاد پر مامور کیجئے حضرت عمرؓ نے فرمایا اپنی گہرین بیٹیوں کو پسینہ تحقیق تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کر چکے ہو یعنی غازیوں کی فضیلت تم کو حاصل ہو چکی ہے وہ تمہارے داخل

۱۔ کہ وہ مکہ میں مدعی خلافت تھے۔
۲۔ راقم کہتا ہے چونکہ شیخ اکبر مالک اندلس کے رہنے والے تھے اور اوسکی مالک کے سب اہل اسلام بنی امیہ کے خیر طلب تھے اسواسطے کہ وہ مالک اونہیں بنی امیہ فرستے اور فتح کئے تھے تو وہاں کے سب مسلمانوں کو بنی امیہ کی طرف رجوع ہو گئی اور اونہوں نے مروان سے بیعت کی ہو گئی مگر شیخ اکبر کی تحریر دلالت کرتی ہے کہ عبد اللہ بن زبیر خلیفہ نہ تھے اور عامہ مسلمین کو آرا سے منحرف تھے اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قرۃ العینین فی تفصیل الشیخین میں لکھتے ہیں کہ امام مالک سے منقول ہے کہ عبد اللہ بن زبیر بہ نسبت انہ مخالفین کے احق خلافت تھے بعد اوسکے اوسے کتاب میں وہ لکھتے ہیں کہ بندہ ضعیف کو اس پر امام مالک کے اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ حضرت فاروق اور حضرت ذی النورین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایت کی ہے جو دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ تسلط ابن زبیر سے استحال حرم کعبہ کا وقوع میں آیا یعنی حرم کے اندر قتال اور جدال کا واقع ہونا اور مکی باعث سے ایک مصیبت عظمیٰ امت پر ہوئی وہ دونو حدیثیں احمد بن حنبل نے روایت کی ہیں۔ اور قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن زبیر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور درخواست کی مجھ کو جہاد پر مامور کیجئے حضرت عمرؓ نے فرمایا اپنی گہرین بیٹیوں کو پسینہ تحقیق تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کر چکے ہو یعنی غازیوں کی فضیلت تم کو حاصل ہو چکی ہے وہ تمہارے داخل

کافی ہے اوہون نے مکرر سکریہ درخواست کی ظاہر وہ سپہ سرداری
 کسی فوج کی چاہتے تھے جب تیسرے یا چوتھے مرتبہ اوہون نے درخواست کی
 تب حضرت عمرؓ نے فرمایا قسم ہے خدا کی ہر آئینہ مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ کے
 طرف سیرم اور تمہارے ہمراہی خروج کریں اور فادبر پاکرین اصحاب
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اس حدیث کو اخراج کیا ہے حاکم نے بعد
 اسکے شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ الفاظ مدنیہ کی طرف سے اس پر دلالت کرتی ہیں
 کہ وہ خروج جنگ جمل نہ تھا اس واسطے کہ اوس میں خروج کے کی طرف سے ہوا تھا اور
 عبد اللہ بن زبیر یزید پدید کے مریکے بعد مدینہ کی طرف سے بدعواسے
 خلافت نکلے تھے وہی مراد ہے۔ عجب نہیں ہے کہ اوہنین روایتوں سے
 شیخ اکبر نے عبد اللہ بن زبیر کو خلفائین نہیں شمار کیا مگر راقم کے نزدیک مروان
 نالایق سے تو وہ ہر گونہ اہق اور بہتر ہے اوسکے بعد شیخ اکبر نے مسامرہ
 میں لکھا ہے مروان کی مہر میں کھدا تھا مسامرہ جانی و ثقیفی باللہ حاجب کا
 ابوسہل اسود تھا اور ثقیفی سفیان احمول اور کو تو ال یحییٰ بن بشر غسانی
 اور قاضی اوسکے عہد کے ابو اور یس خولانی تھے طاعون سے
 وہ ہلاک ہوا عبد الملک اوسکے بیٹے نے اوس پر نماز پڑھی ترسہ
 برس کی عمر میں وہ مرا اور دمشق میں باب الجابیہ کے باہر وہ دفن
 ہوا اور ایک دن کم دس مہینے وہ سلطنت اسلام پر مسلط رہا اب
 اس مقام میں ہم کو مناسب معلوم ہوا کہ کچھ حال عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا

یافعی کی تاریخ مرآۃ الجنان سے لکھیں وہ لکھتے ہیں ۳۳ ہجری میں حجاج قبحہ اللہ
 جمعیت کثیر کے ساتھ مکہ معظمہ میں نازل ہوا اور ابن زبیر کا محاصرہ کیا اور منجین ابی
 قیس بہاڑ پر قائم کیا اور کئے مہینے تک آتش قتال گرم رہی اور حرم محترم میں وہ
 بیجا اشیاء محرقہ پھینکتا رہا یہاں تک کہ پردہ خانہ کعبہ جل گیا پس عبد اللہ
 بن زبیر امیر المؤمنین فارس یعنی شہسوار قریش کے اور بیٹے حواری رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے مقتول ہوئے اور وہ اسلام میں بعد ہجرت
 کے اول مولود تھے جو مسلمان کے گہر میں پیدا ہوئے اور سب سے
 پہلے ان کے پیٹ میں دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا داخل ہوا
 اور شک کیا اؤ نکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور خود آنحضرت
 نے اؤ نکا نام عبد اللہ اور وہ تھے صوام اور قوام یعنی کثرت سے
 روزے رکھتے تھے اور کثرت سے نمازین پڑھتے تھے اور بڑے فصیح
 اور بلیغ اور نہایت متہور اور شجاع تھے یہاں تک کہ اؤ نکے حالت
 سجد میں گرم پہر منجین کا اؤ نکے لباس میں آ کے لگتا تھا اور وہ سر بہنیں
 اوٹھاتے تھے اپنے سفر میں مدینہ سر کے تک جو دس بارہ دکان راستہ ہی ایک
 مرتبہ کہا نا کہاتے تھے ظاہر اروزے پر روزے رکھتی تھی اور اس بخت
 کے دفعیہ کیواسطی شام کو تھوڑا سا پانی پی لیتے ہونگے اور جب محاصرہ
 اؤ نکا بہت طول ہوا اور سب معین اور مددگار اؤ نکے متفرق ہو گئے
 تب وہ اپنی ماں اسماء بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہا کو پاس گئے اور مشورہ

۱۰
 منجین قبل حجاج قبحہ اللہ
 بن زبیر کی اور ابن زبیر کے
 قیس بہاڑ پر قائم کیا اور کئے
 مہینے تک آتش قتال گرم رہی
 اور حرم محترم میں وہ بیجا
 اشیاء محرقہ پھینکتا رہا
 یہاں تک کہ پردہ خانہ کعبہ
 جل گیا پس عبد اللہ بن زبیر
 امیر المؤمنین فارس یعنی
 شہسوار قریش کے اور بیٹے
 حواری رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے مقتول ہوئے
 اور وہ اسلام میں بعد ہجرت
 کے اول مولود تھے جو مسلمان
 کے گہر میں پیدا ہوئے اور سب
 سے پہلے ان کے پیٹ میں دین
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا داخل ہوا اور شک کیا اؤ
 نکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اور خود آنحضرت
 نے اؤ نکا نام عبد اللہ اور وہ
 تھے صوام اور قوام یعنی
 کثرت سے روزے رکھتے تھے
 اور کثرت سے نمازین پڑھتے
 تھے اور بڑے فصیح اور بلیغ
 اور نہایت متہور اور شجاع
 تھے یہاں تک کہ اؤ نکے حالت
 سجد میں گرم پہر منجین کا
 اؤ نکے لباس میں آ کے لگتا
 تھا اور وہ سر بہنیں اوٹھاتے
 تھے اپنے سفر میں مدینہ سر
 کے تک جو دس بارہ دکان
 راستہ ہی ایک مرتبہ کہا نا
 کہاتے تھے ظاہر اروزے پر
 روزے رکھتی تھی اور اس بخت
 کے دفعیہ کیواسطی شام کو
 تھوڑا سا پانی پی لیتے ہونگے
 اور جب محاصرہ اؤ نکا بہت
 طول ہوا اور سب معین اور
 مددگار اؤ نکے متفرق ہو گئے
 تب وہ اپنی ماں اسماء بنت
 صدیق اکبر رضی اللہ عنہا کو
 پاس گئے اور مشورہ

پوچھا کہ سب ہمراہی متفرق ہو گئے اور دشمن لوگ امان دیتے ہیں اس
 شرط پر کہ بعد الملک کی رائے پر میں اپنے تئیں سپرد کردوں وہ جو چاہیں
 میرے باہین عمل میں لائیں خواہ قتل کریں یا قید کریں یا آزاد کریں انہوں
 نے جواب دیا اور میرے بیٹے اگر تو نے یہ قتال اور جدال خدا کیواسطے نہیں کیا
 بلکہ بہ طمع دنیا کیا ہے تب تو تو ہلاک ہوا دنیا اور آخرت دونوں کو
 ہلاک کیا اور اگر تیرا قتال اللہ تھا تب اپنے تئیں بنی امیہ کے ہاتھ میں
 نہ سپرد کر کہ تجھ کو لعنت بناوین اور جو تو کہتا ہے کہ سب ہمراہی متفرق
 ہوے پس قسم ہے مجھ کو اپنے عمر کی کہ تو معذور ہے لیکن شان کرام یہ
 کہ جسطرح سے جیتے رہے اوسی طرح سے مرین یعنی بغزت و آب و مرین پس
 وہ اپنی مان کے پاس سے باہر آئے تو دیکھا کہ فوج اعدا کی بلندی مکہ پر چڑھ
 آئی پس اونھوں نے یورش کر کے اونپر کہا اگر ایک بھی مجھ سے ساجری
 اور ہوتا تو میں اس فوج کیواسطے کافی تھا اور اس فوج میں سے ایک
 شخص نے جواب دیا کچھ اسمین شبہہ نہیں ہے غرض وہ برابر لڑتی رہے
 یہاں تک کہ ایک تیرا کے اونکو سر پر پیٹھا اور سر توڑ دیا زبیر کے اولاد کا
 ایک غلام اونکے قریب تھا اوسنے غل مچا کے رونا شروع کیا اور کہا و
 امیرا یعنی اے میرا امیر اوسکی اس شور و غل سے مخفی نہین فی جاناکہ وہ مقتول
 ہوے سب دوڑے والا چونکہ وہ اسی طرح سے اوس حالت جراحات میں
 لباس جنگ پہنے کھڑے تھے کسیکو جرات اونکے قریب آنیکی نہیں ہو

ہتی وہ آواز کلام کی سیجیے مخالفین نے سب طرف سے ہلک کر دیا اور اونکا
 کام تمام کر دیا حجاج بھی وہاں پہنچا اور اوسکے ساتھ ایک اور امیر بھی
 تھا اوسنی کہا یہ وہ امیر تھا کہ آدم کے لڑکھوئیں سیر آج کت اب
 جوامرہ اور شجاع کوئی نہیں جنی حجاج نے کہا تم ایسے شخص کے جھین
 جسنی مخالفت کی امیر المومنین سیر اور اونکی طاعت سیر باہر ہوا اس
 جنس کا کلام کرتے ہو اوس امیر نے جواب دیا یہی میرا کلام عذر ہو گا
 امیر المومنین کے پاس اس امر کا کہ مہینوں کت اونکا محاصرہ رہا اور
 ہم اونپر غالب نہو سکی شیخ محمد بن احمد بن نوادی نے مسلم کی شرحین لکھا ہے
 کہ مذہب اہل تحفکاریہ ہے کہ ابن زبیر مطنوم ہے تھے اور حجاج اور اونکی ہمرائیوں
 نے اونپر خروج کیا تھا راقم کتا ہے کہ اس کلام میں نوادی کے
 تعیرم اسکی نہیں ہے کہ ابن زبیر خلیفہ برحق تھے مگر یہ کہنے کہ حجاج کے
 خروج سیر اونکی اوپر لازم آتا ہے پہر یا فقی لکھتے ہیں کہ روایت ہے
 کہ جب ابن زبیر پیدا ہوئے تھے تب ساریے اصحاب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی تھی اور جب وہ مقتول ہوئے
 تب اہل شام نے تکبیر کہی اسیر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے
 کہا جن لوگوں نے اونکی ولادت پر تکبیر کہی وہ بہتر تھے اون سیر
 جنوں نے اونکی قتل پر تکبیر کہی اور وہ تحقیق مالک ہو گئے تو حجاز اور
 یمن اور عراق کے شیخ ابو اسحاق نے کہا ہے خلافت کی بیت اونکی

ہاتھ پر کئی گئی اور بیعت خلافت کی نہیں کی جاتی مگر اوس شخص کے ہاتھ
 پر جو فقیہ اور مجتہد ہو اور جب وہ خلیفہ مقرر ہوئے تو ضحاک ابن یزید
 کو من کا حاکم مقرر کیا پھر اونکو معزول کر کے عبد الرحمن بن خالد بن ولید
 مخزومی کو ضعا پر حاکم کر کے بیجا پھر ایک جماعت کو ایکے بعد ایک کو
 بیجا راقم کتا ہے اس عیلم سے عواقب میں اور کو سیف بن ایکے بعد ایک
 کو بھیجے رہے اخیر میں کوئی پر مصعب بن زبیر اپنے بھائی کو مامور کیا
 تاجہ بن نے بڑی لڑائی کے بعد مختار بن ابی عبید اور اوسکی حرار
 ہر اونی کو شکست دیکر قتل کیا بعد اوسکی عبد الملک نے بذات خود بڑی
 فوج اہل شام کی ہمراہ لیکے اونی سے مقابلہ کیا اور مصعب بن زبیر بہت
 قتال اور جدال کے بعد اوس لڑائی میں مقتول ہوئے مورخین کی تحریر
 سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد اللہ بن زبیر کے مزاج میں تلون تھا اور اعتماد
 اپنے رفقا اور حکام ماتحت پر بہ استقلال نہیں کرتے تھے عجب نہیں ہے
 کہ اسی سے اونی ترقی دولت جیسی چاہے وہ نہوی حقیقت میں بادشا
 اور حاکم اعلیٰ کی تلون مزاجی بہت بڑا عیب ہے کہ منجر مضار شدیدہ
 ہوتا ہے بعد اوسکی یافعی نے لکھا ہے حاج بیجا نے جب عبد اللہ
 بن زبیر کو قتل کیا تو مقام معاہرین اوسکو سو لی چڑھایا جس مقام کا
 نشان یافعی کے زمانے تک موجود تھا اس واسطے کہ اوسکی نشان بکواسط
 و مان کوئی علامت قائم کی گئی تھی اوس کے بعد حاج قحہ اللہ نے بعض

اپنی اعوان کو اسمائیت الی گورضی الدین عبد اللہ بن زبیر کی ماں
کے پاس پہنچا کہ اونکو اوسکی پاس لے اوین وہ لوگ گئے اور اسما
سہی کہا ہمارے ساتھ چلو تمکو حاکم نے بلایا ہے اونہون نے انکار کیا اور
کہا اگر تمکو حکم ہوا ہے کہ زہر دستی کنیج کے مجھے لیجیو گے تو کنیج میں اپنی
خوشی سی اور اپنے پانوں سی نہیں جاؤ گی وہ لوگ پر گئے اور حجاج
سی اونکا جواب بیان کیا تب حجاج اپنی نعلین پہنی خود اٹھا اور اونکی
پاس آیا اور اوسپر آتے ہی کہا دیکھا تینے میں نے تمہارے بیٹے کے
ساتھ کیا کیا اونہون جواب دیا اوسکین کیا کیا تو اونکی دنیا خراب کی اونہون
نے تیرا دین خراب کیا اور بہ تحقیق خبر دی ہے مجھکو رسول اللہ علیہ وسلم
نے کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک میر پیدا ہو گا پس کذاب کو
تو تم دیکھ چکے اور لیکن میر پس لا انا لک تو ہے وہ جو اونہون نے
کہا تم دیکھ چکے اوس سی مراد مختار بن ابی عبیدہ تھا اور میر کے بیٹے ملک
یعنی ملک کر نیوالا بولتے ہیں ابادہ اللہ ای اہلک اور یہ بھی بولتے ہیں
مرجل جابر بایر اور صحاح میں لکھا ہے پورا بضم باء موحده مرسل
فاسد اور مالک جبین مطلق نیکی ہوا اور ہم کہتے ہیں انہن معنہن
کلام اللہ میں آیا ہے وکنتم قومًا بورا اور علما کا اتفاق ہے
کہ اوس حدیث میں کذاب کا لفظ جو آیا ہے اوس سی مراد وہی
ابن عبیدہ ہے اور میر سی مراد حجاج بن ابی یوسف ہے مختار کو نہایت

[illegible]

جو وہ بولتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ جبریل علیہ السلام اس پر نازل ہوتا ہے
 میں اور احکام الہی پہنچاتا ہے میں اور عبد اللہ بن زبیر کے ساتھ عبد اللہ بن
 صفوان بن امیہ الجعفی جو یکے کی بہت بڑے سرداروں اور دو تھمذ و نین
 سے تھے مقتول ہوئے جب معاویہ کے بن آئے تھے تب انہیں
 ابن صفوان نے دو نمرار بکری اور کئی دعوت کیوا سیٹے گزرائی تھیں مگر
 مقتولین حرم میں سے عبد اللہ بن زبیر کے ساتھ منجھتی کے پھر سے
 عبد اللہ بن ملطع بن اسعد العدوی تھے اور نامور مقتولین عبد الرحمن بن
 عثمان بن عبید اللہ یتیمی تھے جو حدیبیہ کے روز اسلام لائے تھے العرض
 اسما بنت ابی بکر عبد اللہ بن زبیر کی ماں نے رضی اللہ عنہم اپنے
 بیٹی کی مصبت قتل کی دیکھ کے تھوڑے دنوں کی بعد قضا کی اور وہ ہجرات
 اول سے تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بہ ذات النطفہ
 مقرب کیا تھا فقہ اسکا یہ ہے جو حدیث میں مشہور ہے کہ جب آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے سے ہجرت کی تو جس برتن میں ناشتہ کیا
 اور ان کے اپنے باپ کا تھا اس کو جو دو پٹہ وہ اوڑھے تھیں پہاڑ کے
 اوسین باندھا تھا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عیسیٰ
 تم کو دو سو پٹے حبت میں ملینگے جب سے ان کا لقب ہو گیا ذات النطفین
 نطق کہتے ہیں بڑی چادر کو جو عورتیں عرب کی ایک طرز خاص سے اڑتی
 ہیں آجکل کے محاورہ میں ظاہر اوس کو ملایا کہتے ہیں یا ملایا کوئی دوسری

پوشاک ہی یہ امر کسی عرب سے تحقیق کرنا ہے پانچوان خلیفہ بنی امیہ
 عبد الملک بن مروان تھا یا فقی نے مرآۃ الجنان میں لکھا ہے
 اور سب مورخین اسی پر متفق ہیں کہ خلافت عبد الملک کی بعد قتل عبد
 بن زبیر کے اجماع عام مسلمانین سے قرار پائی کہ تیرہ برس اور چند مہینے
 وہ خلیفہ رہے اور وہی یا فقی روایت کرتے ہیں کہ نافع نے کہا ہے کہ
 میں نے دیکھا اہل مدینہ کو بڑے بڑے جوان اور شجاع تھے مگر کوئی انہیں
 افقہ اور افر کتاب امد کا مثل عبد الملک کے نہ تھا پہر وہی یا فقی کہتے
 کہ یہ مشہور بات ہی کہ عبد الملک نے خواب میں دیکھا کہ مسیحی کی محراب
 میں اونہوں نے چار مرتبہ پشاب کیا اسکی تعبیر اونہوں نے سعید بن جب
 سے پوچھی اونہوں نے یہ تعبیر کہی کہ تمہارے بیٹے نہین چار آدمی خلیفہ
 ہونگے وہی واقع ہوا کہ ولید اور سیمان اور حشام اور یزید اوپر چار
 بیٹے بعد اونکی خلیفہ ہوئے اور بعض کہتے ہیں یہ خواب دیکھا تھا کہ مسجد
 چار کونون میں پشاب کیا اتمی روایت الیا فقی بالجملہ حبیب او پر ذکر
 ہو چکا ہے باپ کی وصیت جن ملکوں میں اسکا قبضہ تھا عبد اللہ بن
 زبیر کے بعد حکومت میں وہاں کے لوگوں نے عبد الملک کے ہاتھ پر
 بیعت کی بعد اوسکی جنگ وجدل سے عراق پر اور اوسکے متعلقات پر
 قبضہ رہا مگر جب تلک عبد اللہ بن زبیر قتل نہین ہوئے وہ متغلب
 اور باغی مذہب صحیح میں شمار ہوا اور حبیب او پر مذکور ہو چکا ہے

بعد قتل عبدالعزیز بن زبیر کے علی العموم مسلمانوں نے اوس سیریت
 کی اور اوس کی خلافت پر اجماع ہو گیا سب ایک الذہب فی قبایل العرب
 ایک کتاب زمانہ حالین بغداد میں چھپی ہے حسین بطور نقوش کے محل
 حالات قبایل عرب کے معتبر کتابوں سے نقل کیے ہیں اوس میں لکھا
 ہے بروایت احمد بن عبدالعزیز المعلی عبدالملک گندہ دہن تھا اور مان
 کے پیٹ سے چٹے ہینے میں وہ پیدا ہوا تھا پھر اوس کی کتاب میں ابن
 سعید کے روایت سے لکھا ہے کہ قبل خلافت کے وہ بڑا عابد اور نماز
 مدینہ منورہ میں تھا سترہ بیٹے بعد مر نی کے اوسنی چوڑی تھی اور ابو
 العباس ولید کے خلافت کی اور بعد ولید کے ابو ایوب سلیمان
 دوسرے بیٹے کے خلافت کی اوسنی وصیت کی تھی اور روضہ
 الصفا میں لکھا ہے کہ ایک دن عبدالملک خطبہ پڑھتا تھا جب مقام اوس
 عادت خبیثہ کا آیا جو خلفائے نبی امیہ نے لعن کی مقرر کی تھی تب اوس کی
 زبان لڑکھرائی جب خطبہ سے اوسنی فراغت کی تب عمر بن عبدالعزیز
 نے پوچھا یا امیر المؤمنین خطبہ پڑھنے میں آپ کی زبان کیوں لڑکھرائی
 تھی اوس نے جواب دیا ظاہر میں مصلحت دنیاوی اس دنیا میں وہ فیکر
 طمع سے جو خلاف دینداری ہم لوگوں کے زبان سے نکلتا ہے اوس میں
 زبان کیوں نہ لڑکھرائے ایک حکایت عبدالملک کے خلافت کی
 حیوة الحیوان میں لکھی ہے حکایت نقل کرنا ہم نے مناسب جانا ہے عبدالملک

کی خلافت سو پیشتر مالک عرب میں کوئی دارالفرق نہ تھی ساری
 فرنگستانی روپیے پیسے ومان جاری تھے عبد الملک نے نئی دارالفرق
 جاری کی اور حکم عام دیا کہ ساری مالک اہل اسلام میں بخر ساری سکے
 مضروب کیے دوسرے اسکے مالک غیر کا مقبول نہ اس حکم سے فرنگستان
 تبار کا بہت نقصان ہوا اور انہوں نے قیصر سے اس کی شکایت کی قیصر نے
 عبد الملک کو نامہ بہت ضراعت اور بجاہت سے لکھا کہ ساری مالک
 کے سکو معاملات تجارت میں بدستور سابق قبول ہوا کرین اس صورت میں
 اہل قدار معین سالیانہ یہاں سے خزانہ دار الخلافت میں پیشکش ہوا
 کر لگی جو مقدار راقم کو سہو ہو گئی عبد الملک نے اس درخواست
 کے قبول کر کے سب عذر اور انکار کیا تب قیصر نے دوسرا نامہ بہت دید اس
 امر کے لکھا کہ اگر ساری درخواست مرسلہ پیش نہ قبول ہوئی تو ہم اپنی
 مالک میں ایک نیا سکے جاری کرینگے جس میں دشمنان پیغمبر اسلام
 اور خلفائے راشدین پر سب و شتم کندہ ہوگی عبد الملک کو دوا لاس
 امر سے بہت تشویش ہوئی سب علما اور فقہاء اور امرا کو جمع کر کے
 اس امر میں استشارہ کیا سبھوں نے باتفاق جواب دیا اللہ تعالیٰ
 نے اس دین کی ترقی روز افزون کا وعدہ کیا ہے قیصر نے حکم کیا ہے
 برگز کہ نہیں سکتا تب قیصر کو جواب لکھا گیا کہ تمہارے یہ تہدید لغوی کیچہ پرواہ
 نہیں ہے اگر تم ایسا کرو گے تو بہت عداوت کے مکافات کے منتظر ہو

النوض اس تحریر سی قیصر کو جرأت اوسکی نہوی جکی اوسنی تخلص
 کی تھی اور ایک اور حکایت اوسی حیوۃ الامیوان میں لکھی ہے کہ مہدی
 باللہ خلیفہ عباسی نے قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے درخواست
 کی کہ کوئی نصیحت خاص اپنے تجربے کی غیر منقول اور منقول مجھے فرمائی اور
 نے کہا عبد الملک نے اپنی بیٹی کے بعد گیارہ بیٹے چھوڑے جنکو متروکہ کردیا
 سی ایک ایک لاکھ درہم پہنچی تھی اور عمر بن عبد العیز رضی اللہ عنہ نے
 سترہ بیٹے چھوڑے تھے اذکی بیٹو کو متروکہ پدیری میں سی ایک
 سترہ درہم مریک کو بیٹے آج فلانا شخص عمر بن عبد العیز کی اولاد
 میں سی تمہارے نامور امراؤ میں سی ہے جکی اصطبل میں پالو
 گھوڑا بندھا ہے علاوہ اور متول اور شوکت و شان امیرانہ کے اور عبد
 کی اولاد میں سی فلانا شخص بغداد کے گلیوں میں بہک ماکتا پرتا ہے
 مہدی باللہ یہ سننے بہت روئے اور اوس پر پوچھا اسکا سبب کیا
 ہے اونہوں نے جواب دیا عبد الملک کو عتقاد اور تکیہ روپے پرتا
 اور روپے کو ثبات نہیں ہے اور سخت بیوفایہ کام بھی جاتا ہے
 جب ہاتھ سے نکل جائے اور عمر عبد العیز کو ہر دم خدا پر تھا اوسکی
 اعانت اور قوت کبھی گھٹتی نہیں ہے اور مسامرہ میں شیخ اکبر نے
 لکھا ہے ابو الولید عبد الملک کی ماں کا نام عایشہ تہا بنت معاویہ بن
 مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ وہ عایشۃ البیضاء مشہور تھیں جہن

اوں کو باپ مروان نے قضا کی اوسیدن اوس کی استخلاف کے
 سبب سی اوں کی ماں تہ پر بیعت سوئی اوں کی مہر میں کندہ تھا انت
 بالله مخلصا قاضی اوں کے عہد کے ابو ادیس خولانی تھے اور
 منشی اوں کی روح بن زبناح اور بعد اوں کی قبضہ بن زوہب الخراجی
 مقرر ہوئے حاجب اوں کا اپنا غلام ابو یوسف یعقوب اور حاجب
 شرطہ یعنی کوتوال اوں کی عہد کے کعب بن خولید قبیسی تھے
 اکثہ برس کی عمر میں اور ایک روایت میں ستاون برس کی عمر میں
 اوہون نے قضا کی اوں کے بیٹے ولید نے خازن کی ناز پر مائی اور دمشق
 میں مابین باب جابیہ اور باب صغیر کے وہ دفن ہوئے خلافت
 اوں کی عبداللہ بن زبیر کے قتل تک سات برس اٹھ مہینے رہی
 اور بعد قتل عبداللہ بن زبیر کے تیرہ برس تین مہینے اٹھائیس
 دن مجموع اکیس برس سترو دن ہوئے اور اوپر ہم لکھ چکے
 ہیں کہ عبدالملک عبداللہ بن زبیر کے قتل تک موافق روایت سیوطی
 فہرست سیوفات میں شمار تھا شیخ الکبریٰ راہی اوس کی خلافت
 سارہ جو شیخ الکبریٰ محمد بن الدین بن العربی کی کتاب ہی وہ ایک
 کتبوں میں جہین اکثر وقایع بے ترتیب اور کے اور ہر لکھ گویا
 ہیں خلفائے بنی امیہ کا ذکر اور خلفائے بنی عباس کا جو نام اور
 اوں کی خدمہ اور ولادت اور موت اور بہت مختصر کوالیف جگہ پر

ہیں اور بعض وقایع بعض خلفاء کے عہد کے مختلف مقامات میں مذکور ہیں
 ہم نے اس تاریخ میں جو اونہوں نے خلفاء کے ذکر میں لکھا ہے سب
 نقل کیے ہیں اور بعض اور کوائف بھی مختلف مقامات کے نقل کیے
 گئے مگر عبد الملک کی خلافت کے وقایع بالخصوص اونکی ماموری افواج
 جرائد اسطیٰ تسخیر قسطنطنیہ کے جو بڑی تفصیل بشرح اور بسط سے
 جب ہم عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے خلافت کے وقایع لکھتے تھے
 نظر پڑی اونکا نقل کرنا ہلکو بہت ضرر معلوم ہوا اس واسطے اسکو ہم نے
 اونہیں عبد الملک بن مروان کے خلافت کے ذکر کے آخر میں قبل
 ذکر ولید کی خلافت کی ملحق کیا وہ یہ ہے۔ ذکر جہا و مسلمہ بن
 عبد الملک بن مروان بن الحکم کا اور جو عجب کو
 امور روم کے شہر و زمین اور ان کے داخل ہونے پر
 قسطنطنیہ میں پیش آئے بہت پکڑ اور کامل روایتوں
 سے مذکور ہوتا ہے راقم کہتا ہے اوپر ہم نے ایک روایت
 حیات النجوان سے لکھی ہے کہ بادشاہ روم نے دار الفرب کے بابت
 جو عبد الملک نے جاری کی تھی ایک توفیق کی تھی اغلب ہے کہ فوج
 کشی بلا دروم پر اوسے بنا پڑی ہوگی وہ قیسے شیخ نے بطور حدیث
 کی روایت کی معنفن لکھے ہیں حسین افکی روایت تین آدمیوں سے
 ہے وہ تینوں اتفاق ایک ہی شخص سے راوی ہیں یعنی ابن اعلس

اور ابوالیمن اور ابوالفرج اور سب سی اخیر راوی عبد اللہ بن سعید بن
 قیس مدنی بن جو مسلمہ کے سرانیوں میں تھے وہ نقل کرتے ہیں جب
 عبد الملک بن مروان نے ارادہ کیا کہ اپنے بیٹے مسلمہ کو بلا وروم کی
 چٹنائی پر بھیجے تب سہادی نے مذاکی لوگوں کے جمع ہونیکے واسطے اور
 عبد الملک بن حجاج بن یوسف حاکم عراق اور خراسان کو حکم بھیجا کہ
 وہ ان کے سرداروں کو دار الخلافہ میں روانہ کرے اور عمر بن عثمان
 بن عفان جو حجاز کے حاکم تھے ان کو حجاز کے روسا کے بھیجنے کا حکم ہوا
 اور عبد الملک کے بھائی محمد بن مروان جو بصرے کے حاکم تھے ان کو بذات
 خود حاضر ہونیکا حکم ہوا اور بصرے کے سرداروں کی اور علقمہ بن مروان کو
 جو یمن کا حاکم تھا حکم وہاں کے سرداروں کی بھیجنے کا ہوا جب وہ سب
 سردار ہر طرف سے آیکے جمع ہوئے تب عبد الملک نے ایک خطبہ
 پڑھا جس میں اللہ تعالیٰ کا حمد و ثنا بیان کر کے کہا دو لوگو دشمن بنے
 تمہارے ایذا پر کمر باندھ ہی ہے اور طمع کے دانتوں کو تیز کر رہا ہے اور تم
 اس کی نظر دہن جھیر سو گئے جب اس پر جہاد کرنیکی مکر نہیں باندھی
 ان حق مدعو جل کا اور شغل جہاد فی سبیل اللہ کا تھنے استخفاف کیا
 حالانکہ تم جانتے ہو کہ دشمن کے ساتھ جہاد کر نہیں اللہ تعالیٰ نے
 کیا وعدہ کیا ہے اور یہ تحقیق میں نے ارادہ کیا ہے کہ تم لوگوں کی ذریعہ
 سی بہت بزرگ اور شریف جہاد ساتھ ایوں صاحب روم کے

کروں اور اللہ تعالیٰ ہمارے ہاتھ سسراؤ کو دک کر بنوا رہا ہے
 اور اؤ کی جمعیت کا توڑینے والا ہے اور نشان ہے تو انائی اور قوت
 مگر اللہ علیٰ اور عظیم کو اوگروہ مسلمانوں کے تم سب لوگ صاحب
 دبدبہ اور رش اور صاحب شجاعت اور مردانگی اور دلیری کے
 پولیس بہ تحقیق تمہارے اوپر حق اللہ ہے کہ آماؤہ سو واسطے سرور
 حق اللہ کے اور حق او کی بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل سکوت
 نصرت سسراؤ بہ تحقیق میں نے امیر مقرر کیا ہے تمہارے اوپر اپنی
 بیٹے سلمہ کو پس سنو او کی بات اور تابعداری کرو او کی
 حکم کی پس راہ راست پاؤ گے تم اور توفیق دیے جاؤ گے پس
 اگر وہ شہید ہو جائے پس امیر ہو گا تمہارے اوپر محمد بن خالد
 بن ولید مخزومی اور اگر وہ بھی شہید ہو جا تو امارت کرے گا محمد
 بن عبد العیز اور اسواں عنیت پر میں نے مقرر کیا ہے بن حیات کو
 اور اؤ کو ابن مقرر کیا سلمہ پر اور میں نے والی مقرر کیا قوم سیم پر
 محمد بن احنف بن قیس کو اور قوم ہمدان پر عبد اللہ بن سعید بن
 قیس کو جو راوی اس وقائع کے ہیں وہ کہتے ہیں تب میں نے عرض
 کیا یا امیر المومنین میں نے عبد کیا ہے کہ میں کہی کسی قوم پر امیر نہوگا
 محکوم رہنا مجھے پسندی تب اونوں نے صدقہ بن یحییٰ ہمدانی کو
 ہمدان پر امیر کیا اور قوم ربیعہ پر عبد الرحمن بن صعصعہ کو اور قوم

مل اور فحم اور خرام پر عبد اللہ بن عدی بن حاتم طائی کو اور قوم
 قیس پر ضحاک بن مزاحم اسدی کو اور بنی امیہ اور یکجہا ویش بن
 محمد بن مروان بن حکم اپنے بہائی کو اور قوم کندہ اور ثمان پر اصبع
 بن اشعث کندی کو اور اہل حجاز پر عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر کو اور
 اہل جزیرہ اور اہل شام پر لطل کو اور اہل مصر پر یزید بن مرہ قبطی کو
 اور اہل کوفہ پر ہشیم بن اسود شخی کو اور اہل بصرہ پر سلیمان بن ابی
 موسیٰ اشعری کو اور اہل یمن پر جابر بن حبیبہ جحجی کو اور اہل جبال
 پر عبد اللہ بن جریر بن عبد اللہ بکلی کو بعد احکام ثور امریکہ اپنے
 بیٹے سلمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے میرے بیٹے میں نے والی
 متور کیا تجھ کو اس افواج کا اس جمعیت کے ساتھ روانہ ہو اور یوشر
 طرف دیکھ دشمن امیون روم کے کتے پر اور مسلمانوں کا باپ درجیم
 رہنا اور ہربانی کرنا اونپر اور او کی تیار کرنا اور زہار زہار عالم اور
 دشمن اونکا بنو جانا اور ہرگز محال اور مخور یعنی مغرور اور اترایا نہونا
 پر فوج کی عرض لینا جہن سیر اسی ہزار صاحب رعب اود دیر
 کے قتب کرنا اور تیس ہزار سوار جرار انتخاب کرنا مقدمہ الجیش پر
 محمد بن حنف بن قیس کو اور میمنہ پر محمد بن مروان کو اور میرہ
 پر عبد الرحمن بن معصود کو اور ساتھ یغیہ کی فوج پر محمد بن عبد
 العزیز کو اور خود تو قلب شکر پر یغیہ وسط میں رہنا اور طلایہ

لینے فوج خبر گیران کے واسطے لٹال کو مامور کرنا اور او کو حکم دینا
 کہ رات کو لشکر کی چوکیداری اور کو توالی کرین اس واسطے کہ وہ بڑے
 امین اور مستعد اور تجربہ کار لڑائی کے اور شجاع ہن پس جب پہنچ جاؤ
 بلا دروم ہن تو ایک ہی جیلے سیوے اندیشہ پوش کر دتا کہ دشمن
 کے قلوب ہن رعب تمہارا بیٹھے اور او کی پاؤ اوتہ جائن اور متفرق
 ہو جائے او کی جمعیت اور اندیشہ ناک ہو جائن تم سیر سلاہن
 اور روسا او کی ولا حول ولا قوہ الا باللہ العلی العظیم اور جانتو کہ دشمن
 تیری مدافعت پر جمعیت کثیر کے ساتھ امداد ہوگا پس ہرگز ہرگز اوس کی
 خوف نہ کرنا پس یہ تحقیق اللہ تعالیٰ او کو ذلیل کرے گا اور وہ منہ کی کہاں گلی
 اور جانتو ایسے بیٹھے میری مین نے اس امر اہم پر تیری ماموری کیواسطے
 تجھے مامور کیا ہے تاکہ تیری شجاعت کا ذکر ابدالاباد زبانوں پر رہے پس
 ہرگز ہرگز مامور دی نہ کرنا اور نہ ہمارے مقابلہ سے منہ نہ موڑنا اگر خدا نخواستہ
 اب کیا تو نے تو امدد تعالیٰ کا عذاب بچھیر سوگا اور خلق خدا سے تجھے نفرت
 کرے گی اور فرشتے تجھے لعنت کریں گے اور جانتو ایسے بیٹھے میری کہ اگر
 تو نے عذاب کیا دشمن پر اور بلا ڈالی او پر قتل کیا اور تیرا نذر کیا
 او کو تو وہ تو نہ نہیں کیا وہ سب امدد تعالیٰ کیا ہے وہی او کا قاتل ہے
 اور ذلیل کرے گا او کی پیٹوں کو پہرے والا ہے راقم کتا ہے یہ اخیر
 قول اقتباس ہے و ما رمیت اذ رمیت فان اللہ رمی کا

راوی کتای پر عبد الملک سب لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے
 میرے بھائیو اور میرے مددگارو یہ سلمہ میرا بیٹا میری تلوار اور میرا
 تیرا اور میرا نیزہ ہے اور میرا این ہے یہ تمہارے اوپر اوسکو میں نے
 ایسے کیا اور اوسکی فریج سی من بنے دشمن پر اور روم پر تیرا اندازی
 کی ہے اور تم جانتے ہو وہ پہل ہے میرے دلکا اور میری جان ہے
 میرے نطفی سی تمہاری اپنی اولاد سی نہیں ہے میں نے اوسکو اللہ
 عزوجل کو نذر کیا اور اوسکا خون اور گوشت اور پوست میں نے خرم
 کیا اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کیو اسطریں اٹھا کر اوسکی ملوک اور اوسکی
 بازو بنو اور اوسکو مدد و جب وہ بڑے تم بھی بڑ ہو اوسکی سائتہ
 براہیگنہ کر اوسکو اگر پیٹ پہرے شجاعت سکھاؤ اوسکو اگر نام پر
 کرے جکاؤ اوسکو اگر سووے آگاہ کر اوسکو اگر بہوے ایلے اور
 کی طرح سی اوس سی غافل نہ رہو ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم
 بعد اوسکی عبد الملک نے سلمہ کو گلے لگایا اور کہا السلام علیک یا حبیبی
 وثرۃ قلبی اور و تلوارین او نیلے کمر میں دین ایک اونہن کی اپنی تلوار
 اور ایک عبد الملک نے اپنی تلوار دی اور ایک اشہب گھوڑے پر اڑ کر
 سوار کیا پس سلمہ پہلی رجب جمیع کے دن بعد ظہر کے دمشق پہنچے
 اور عبد الملک نے شہر کے دروازے تک مشیت کر کے رخصت
 کیا راوی کتای پر ہم سب ومان سیر روانہ ہو کے طرسوس میں

پہنچے وہاں کہ تھوڑے مسلمان تھے مسلمہ نے ان کو حکم دیا کہ بدستور وہاں
 مقیم رہیں اور اوس سال اونہیں کہ تغیر اور تبدل میں نہیں کی وہاں سے
 روانہ ہو کے ہم قریب عموریہ کے پہنچے جب شمعون عموریہ کے حاکم کو
 علوم سوا کہ عروب کے لوگ جہاد پر آمادہ ہیں تب اوسنی سر چار جانب
 اپنے ملک سے فوج جمع کرنا شروع کی اور مدافعت پر تیار ہوا
 مسلمہ نے اپنے افواج کی ترتیب مقدمہ اور میمنہ اور میرہ اور ساقہ
 اور قلب اور طلایہ کی جس طرح عبد الملک نے بتادی تھی کہ یکے جہاد
 پر آمادہ ہوا اور خود بموجب اوسنی ترتیب کے قلب کی فوج میں قائم
 ہوا راوی کہتا ہے کہ وہ بھی اونہیں کے ہمراہ قلب کی فوج میں تھا پس
 مسلمہ نے بطل کو جو طلایہ کی فوج کا افسر تھا یورش کا حکم دیا اوسنی طور پر
 کی غنیمت کی طرف ایک سپہ سردار حکو بطریق کہتے تھے مدافعت کے واسطے
 سامنے سوا طلایہ کی فوج نے بڑی جوانمردی سے قتال کیا اور اوس
 بطریق کو شکست واقع ہوئی اور وہ بہاگا اور ہم سب طلایہ کی فوج
 کی ساتھ ملحق ہو گئے بعد اوسکی محمد بن حنف جو سپہ سردار مقدمہ
 کی فوج کا تھا اوسنی یورش کی اور ہم سب ادنیٰ اعانت پر پہنچے سارا
 دن اور ساری رات گھبراہٹ لڑائی ہوئی جب صبح ہوئی مسلمہ نے
 ناز صبح کی بڑے حکو یورش کا حکم دیا اور سر سے شمعون مدافعت
 کیواسیٹے نکلا راوی کہتا ہے میں نے بطل کو دیکھا کہ اوسنے یورش کی

اور غنیم کو اپنے سامنے بیٹھا دیا بعد اوس کے عبدالرحمن بن صعصعہ میرے
 سپہ سردار نے یورش کی خوب قتال کیا اور بہتوں کو قید کر لیا پھر عبدالرحمن
 بن جریر اہل جبال کے سپہ سردار نے یورش کی اور خوب لڑے
 پھر محمد بن مروان نے حملہ کر کے خوب نیزہ بازی کی اور اپنے معرکہ
 میں پہرے اسطرح محمد بن عبدالعزیز نے یورش کر کے سیکڑوں کو
 قتل کیا بعد اوس کے سلمہ خود اوٹھ کھڑے ہوئے خوب اپنے قتال کیا
 اور بہتوں کو قید کر لیا جب بھال نے سلمہ کو دیکھا کہ بنفس خود قتال کر رہی ہیں
 وہ اور محمد بن اخف اور عبدالرحمن بن صعصعہ سب پیادہ ہو گئے اور جان
 چوڑ کے لڑتے رہے شمعون کے ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی
 اتنے میں دیکھا کہ عبدالرحمن بن صعصعہ نہایت پیاسی دوڑے آتے ہیں
 اونہوں نے آگے کہا اے امیر شمعون مارا گیا اب شہر پر یورش کجے
 سلمہ نے پوچھا تینے کا بیسی جانا اونہوں نے کہا میں نے ایک بھرہ دین
 کو قید کیا اور اوس سی پوچھا شمعون کہاں ہے اوس نے جواب دیا وہ
 اپنے فوج کے آگے تھا اب اونکا پتا نہیں ملتا وہ گم ہو گئے یہ کہے رہے
 تھے کہ بھال شمعون کا سر لیکے آئیے سلمہ نے اوس وقت سجدہ شکر کیا
 پھر ہم سب لڑتے رہے جب رات ہو گئی تب ہم لوگوں نے شہر غورہ
 یورش کی اور وہ سی کوچ کیا اور ایک دروازے پر شہر کے معرکہ
 کیا بقیہ فوج غنیم نے شہر کو خالی کر دیا اور دوسرے دروازے کی طرف

ہاگے ہم لوگ شہرین داخل ہوئے صرف عورتیں اور لڑکیاں سب کو
 قید کیا غنیمت کے مال میں ایک لاکھ اٹھاسی ہزار دینار نقد جو اس وقت کی زینتی
 تھی اور بارہ ہزار بکریان اور سولہ سو گھوڑے بیٹے ظاہر اگھوڑ و گھوڑ مسلمانوں نے
 عبد الملک کے پاس روانہ کیا بعد اوسکی عرض لشکر کی بی معلوم ہو چہ سو
 متیس آدمی مسلمانوں کو شہید ہوئے سارے اس فتح کا مفصل حال عبد الملک
 کو لکھ پہنچا اور استجازات آگے بڑھنے کی کی اور مال غنیمت کو پونچھا کہ کیا کیا جائے
 وہاں سیر حکم آیا کہ اموال غنیمت مسلمانوں کو تقسیم کرو چنانچہ رجا بن حیات نے
 موافق حکم کے اس کو تقسیم کیا وہاں سیر مسلمانوں نے حکم دیا آگے بڑھنے کا
 پس ہم نیچے شہر تقفوریہ کے قریب اس کا محاصرہ کیا تقفور اکبر دانا کا حکم
 تھا جس کے ساتھ ساٹھ ہزار سوار تھے پیادے کی فوج بالکل وہاں نہ تھی وہ
 شہر سے نکلا اور ہمارے اوپر سخت یورش کی یہاں تک کہ ہمارے پیادے
 چوڑا پاڑیہ اور ہم پیچھے ہٹے تب مسلمانوں نے کھڑے ہوئے اور پکار کر
 کہنے لگے یا اہل شام کہاں تک ہاگو گئے پس شام تمہاریے ہاتھ سے گیا
 اگر اہل روم کا غلبہ تمہاریے ملک پر ہوا اور ایسے اہل عراق کہاں تک بیچے
 ہو گئے پس عراق تمہاریے ہاتھ سے گیا اگر تینے پیٹ پیرے روم کے گرو ویکر
 آج امدت دے تمہارا صدق یقین معلوم کر گیا بعد اوسکی رجا بن حیات اور
 اور اوہون نے پکار کے کہنا شروع کیا اوگروہ مسلمانوں کی اور اہل
 عراق اور اہل دین اور اہل صدق کے صلیب کے اور تبو کی پونچھے والوں کی

کہاں تک بہاگو کے کیا پر جہاد کی رغبت نہ کرو گے کیا پر نہ پلٹو گے مگر اللہ تعالیٰ
 روکے گا تمہاری قدم اتنی بن ایک جہاد کو نے کا یہ آیت پر تمہارا سوا نکلا
 ان تنصروا اللہ بنصرکم ویشتب اقدامکم یعنی اگر تم اللہ کی مدد کرو گے
 تو وہ مدد کرے گا تمہاری اور ثابت رکھے گا تمہارے پاؤں راوی کہتا ہے تب
 ہم سب پہر پہرے اور قتل پر آگے موجود ہوئے اور یورش کی بطلان پایا
 پاسو کے دوڑا اور خود مسلمہ اور محمد بن مروان اور محمد بن احنف اور سب
 سے لوگوں نے پیادہ پاسو کے یورش کی اور غنیم کے طرف تقفوز لے لیا
 علیہ نے آگے مسلمہ پر ایک تلوار کا وار کیا جو کارگر سو اور مسلمہ بیہوش
 ہو گئے گر پڑے اور کفار کی یورش سی پر مسلمانوں کے پاؤں اوٹھ گئے
 اور سب بہاگے اور عبد الرحمن بن صوصہ گھوڑے پر سوار ہو گئے اور محمد
 بن عبد العیز مسلمہ کے پاس آئے اور ان کو اونٹن پایا جب مسلمہ کو ہوش
 آیا تو اونٹنوں نے پکار کے کہا اے مسلمانو آج اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوگا
 میں مسلمہ موجود ہوں فضل الہی سے میں مارا نہیں گیا تب پہر پہرے سب
 مسلمان اور کافروں کے پشت پر یورش کی راوی کہتا ہے لاشیں غنیم کے
 لشکر کے جمع ہو کر تو دیے نظر آتے تھے اب رات ہو گئی اور بطلان
 مو اپنی جمیت کے شہر کے دروازے پر قبل غنیم کے داخل ہونے کے معبر کر لیا
 اور آگے اور پیچھے دو طرف سے غنیم پر یورش کی یہاں تک کہ خود تقفوز
 اور اکثر اعراب اور الفار مقتول ہوئے اور جب بقیہ لشکر غنیم نے شہر میں

داخل ہو نیکا ارادہ کیا بطلان نے ہتھو کو قتل کیا اور ہتھو کی مشکین باندہ لین اور رات کو غنیم کی لاعلمی میں ہم شہر میں پہنچ گئے خوب لوٹا عورتوں کو اور بچوں کو قید کیا جب صبح ہوئی سلمہ نے فوج کی عرض لی معلوم ہوا ایسا سو آدمی شہر سے سوئے رہا جن حیات نے غنائم کو جمع کیا سوایے اور اموال منقولہ کے چھ لاکھ دینار نقد نکلی اور کو بوج حکم سلمہ کے مسلمانوں پر تقسیم کیا بیس رات تقواریہ میں اقامت ہوئی وہاں سے کوچ کر کے سماوہ کبری کا محاصرہ کیا وہ بہت بڑا شہر ہے اوسمیں چار دروازے تھے کہ پہلے پہل اسکا حاکم ایک عظیم الشان بطریق تھا جسکا نام ایفریطون تھا وہ قلعہ بند ہوا اور ہم نے چاروں طرف سے اسکا محاصرہ کیا غنیم نے برج اور بارہ پر سختی قائم کیے اور ہمارے طرف سے بھی سلمہ نے سختی کڑی کیے چالیس دن تک دونوں طرف سے دور دور کی لڑائی ہوا کی اسمیں ایک بطریق نے ایفریطون کے بطریقوں میں سے سلمہ کو خط لکھا اور درخواست کی کہ اگر تمھو کو امن دو تو میں ایک دروازہ شہر کا کھول دوں گا سلمہ نے بطلان کو یہ سجا۔

اور اس بطریق کو امن دیا جب رات ہوئی تب اس بطریق نے حسب وعدہ ایک دروازہ شہر کا کھول دیا پس بطلان شہر میں داخل ہو گیا اور بہت سخت قتال کیا ایک اور دروازہ کھول لایا اور دوسرے سلمہ داخل ہوا اور ایفریطون ایک اور دروازہ سے سی باہر نکل گیا اور شہر خالی کر دیا اور خواجہ کے پیچھے ایک شہر تھا اوسمیں دم لیا مسلمانوں نے بڑا قتال

کیا اور غورنگو اور لڑکون کو اور بوڑھو کو قید کیا ہمارے طرف لیکن فوراً
 ہماری بہت کثرت سے مال غنیمت کا دواؤں سے پہلے کے ہماری فوج نے
 شہر مسیحیہ کا قصد کیا راستے میں شماس نام افریطون کا مقدمہ فوج کا
 سردار اسی ہزار آدمی لیکر مدافعت کے واسطے ملا اور خود افریطون اسی
 مسیحیہ میں مقیم تھا شماس نے بڑی جرات اور حلاوت سے جنگ کی ٹھیک
 کہ مسلمانوں کے پانواؤں کو گئے اور ہم نے سماوہ میں رخصت قہقری کی
 پر ہرسم باہر نکلی اور غنیمت بھی آپہنچا دونوں طرف سے بڑی بڑی غنیمت ہوئیں
 اوس دن گیارہ سو مسلمان شہید ہوئے اور شماس بھی مارا گیا پر
 افریطون بذات خود مسیحیہ سے نکلا مسلمانوں نے بذات خود اوس پر غور کر لیا
 اور نیزہ سے زخمی ہوئے بعد اوس کے عبدالرحمن بن مصعود عبداللہ بن حیدر
 محمد بن عبدالعزیز اور محمد بن مروان اور محمد بن احنف نے ایک کے بعد
 ایک نے حملہ کیا اور وہ سب امرانیزہ سے مجروح ہوئے بہر حال نے
 بڑی دلاوری سے حملہ کیا اونکی سر پر تلوار کا زخم آیا اور وہ بیہوش ہو کر
 گر پڑے پر عبداللہ بن جریر بن عبداللہ بھی بھی حملہ کر کے نیزہ سے زخمی
 ہوئے پر رجا بن حیات نکلی اور بڑی شجاعت سے مقابلہ کیا اور ضحاک
 بن یزید سلمی نے بڑی شجاعت سے مقابلہ کیا آخر شماس اون کے پیٹ میں میٹر
 لگا اور وہ شہید ہوئے پر محمد بن عبدالعزیز کو پہلے زخم سے آفاقہ ہوا
 بڑی جرات اور حلاوت سے پر اوہوں خوب مقابلہ کیا یہاں تک کہ اون کا

سہ ہزار آدمی
 کے ساتھ
 گیا

کہوڑا مارا گیا اور افریطون نے اوپر حملہ کر کے ایک نیرہ ہفت کاٹا کہ وہ
 بھی شہید ہوئے اور اوسنی اونکا سر کاٹ کے مسلمانوں کی طرف پہنچا
 اونکی شہید ہونے سے اور غناک بن نیرید سلیمی کے جو دو نو بڑے
 شجاع سردار تھے مسلمانوں کے دل بہت شکستہ ہو گئے ایکے بعد
 سلسلہ اور لڑنے کو زخون سے اتفاق ہوا دو نو نے اکٹھا پورسش کی اور
 لڑنے لگے وازنوار کا نہایت کاری افریطون کے سر پر دیا اوسے سے
 وہ مقتول ہو کے گر پڑا لڑنے لکیر کی اور سب مسلمان نے اونکی اور اس کے
 تمیر کی سلسلہ نے بھی لکیر کی اور وقتاً بہت اجتماعی ہم سب نے حملہ کیا اور
 افریطون کا نیزہ پر بلند کیا غنیم کی فوج بقیہ جو ہمارے قتال سے رہی تھی
 بھاگی اور شہر میں خالی کر دیا ہم لوگ شہر میں داخل ہوئے وہاں بھی
 خوب قتال ہوا عورت اور لڑکے قید ہوئے دس لاکھ پائیس ہزار و نیم
 نقد سوائے اور اسباب منقولہ کے مال غنیمت ملا اور سب مسلمانوں
 تقسیم کیا گیا سچہ بہت بڑا شہر فرات کے کنارے پر ہے روم کے
 شہر وین وہ سب سے زیادہ آباد تھا اوس میں آٹھ دروازے تھے
 اور بہت سی باغات نہایت سرسبز سی تھیں جتنے شہر اور آبادی
 تھے سو تین بادشاہ بن ملحق کنی گئیں جس پر حکومت ملے کی تھی چہ ہنہ
 مسیحی میں اقامت ہوئی اور مسلمانوں کو ایف فتوح کے بیان سے
 عبد الملک کو لکھے اونہوں نے آگے بڑھنے کا حکم دیا بموجب اوس حکم

پہنچے کوچ کیا مسیحی اور بوش کے شہر میں پہنچے وہ چوٹا شہر ہے
 مگر بوش نے ایون سے مدد طلب کی اوسنی بڑی فوج سوار اور پیادہ
 برسی ایک شبانہ روز ہم وہاں پہری اور بوش کے تہ چھاپن ہزار دی لکی مدافعت کے لئے تھا مگر بڑی
 گہرائی لڑائی ہوئی جس میں بوش مارا گیا اور اوس کے ہمراہی سب بہا گئے
 اور شہر خالی کر دیا ہم لوگ شہر میں داخل ہوئے عبداللہ بن سعید راوی
 اس موقع پر کہتے ہیں اس چوٹے سے شہر میں بے انتہا اموال غنیمت
 ملا نقد چھ لاکھ اوقیہ سونا تار جابن حیات نے کل مال سب مسلمانوں پر
 تقسیم کیا وہاں مسیحی قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ سمندر
 ناریے پر پہنچے وہاں آئے پہنچے توقف ہوا اور مسیحی اپنے عاملوں کو جو اہل
 روم سے تھو کشیوں اور جہازوں کے جمع کر نیکو حکم سے ہمارا قسم کھاتے ہیں
 ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جو جو شہر بلاد روم کے فتح ہوئے مسلمہ نے
 وہیں کے لوگوں کو وہاں کے حکام اور منتظم مقرر کیا تھا اور یہی دستور
 ساریے بلاد مفتوحہ میں مسلمانوں نے اختیار کیا تھا الغرض جہازات
 مع ہوئے اور ہم لوگ سوار ہوئے تین دن تک جہازوں کی لڑائی ہوئی
 لیکن جہازوں پر اور دریائی قلعوں پر فتح پائی اوس جزیرہ میں جہازوں کا
 مگر ہوا جس میں شہر قسطنطنیہ کا واقع تھا کل وہ جزیرہ آئے فرسخ کا تھا اوس
 پار فرسخ پر شہر تھا اوس جزیرے پر ہم لوگ اترے اور سترہ فرسخ
 لال کے دریم سے ایک نیا شہر اوس جزیرے میں دو فرسخ طول

یہاں سے
 قسطنطنیہ
 کی طرف
 روانہ ہوئے

اور دو فرسخ عرض کا اباد کیا اور اس کا نام مسلمہ نے مدینۃ القہر مقرر کیا
 اس واسطے کہ غنیم کو اس سے مقہور کیا تھا اور اوس میں ایک بہت بڑی
 مستحکم جامع مسجد بنائی جس کا ذکر آگے آویگا بالجملہ شام سے لیکر قسطنطنیہ تک
 ساریے بلاد روم کے مسلمہ کے قبضے میں آگئے اور خراج و ٹان کا برابر اس کا
 میں داخل ہونا شروع ہوا اور رومیوں نے شہر کے برج و بارو و غیر
 بڑے بڑے فلاخن جنگی مدافعت کیواسیٹے قائم کیئے الغرض ہم لوگوں نے
 سات برس برابر محاصرہ قسطنطنیہ کا رکھا عبد اللہ بن سعید بن قیس راوی
 اس سو کہ یکے کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے سب اور ناشپاتی کے بیج
 بویئے اور اوس کی پہل کہا ہے سات برس برابر و کھو طرفین سے جدال
 و قتال ہوا کیا اور شب کو ہمارے اپنے اپنے معرکہ میں مراجعت کر لے
 تھے ایک مرتبہ ہم لوگ قسطنطنیہ کے دروازے پر پہنچے اور سات دن
 برابر وہاں قیام رہا اور اپنے مدینہ قہر میں مراجعت نہیں کی مسلمہ بذات
 خود قتال کرتے تھے لڑائی میں باہر سے اور سو آدمیوں کے قتل کیے
 اوس سات ذکی عرصہ میں غنیم کے چہ سوا دمی مار گئے جب حصار
 و ٹان کا بہت طول ہوا تب بادشاہ روم نے ہمارے امیر کو ایک
 خط لکھا اس طرح سے بنام مسلمہ بن عبد الملک امیر عرب از طرف
 ایون اما بعد یہ تحقیق تھیں برباد کیا ہمارے شہر و کواور قس کیا
 ہمارے مبارزین سرنگوں کو اور مجھ کو محصور کیا میرے اپنی شہر میں

اور ہماری رحمت اور اذیت منتہا کو پہنچا ہے اور میں نے غم مصمم کیا تھا
 کہ ساری روم کی فوج جمع کر کے دفعتہ تمہیر لویش کروں اور پریشان
 کر دوں تمہاری جماعت اور کم کر دوں تمہارے اصحاب مدوگار اور
 متفرق کر دوں تمہاری جمعیت لیکن بعد اوسکو میں نے اپنی رائے بدل
 ڈالی اور تم سے صلح کر لیا قصد کیا تاکہ تمہارے اور ہمارے لوگوں کا
 خون ناحق نہ بولس میں صلح کرنا تمہارے ساتھ اس شرط پر چاہتا ہوں
 کہ تم یہاں سے ہٹ جاؤ اور شہر مسیحیہ میں قیام کرو اس صورت میں
 میں سر سال دس ہزار اوقیہ چاندی اور چھ ہزار سونا اور پانچ ہزار رطل
 مسکوش کش کروں گا تاکہ ہمارے اور تمہارے بیچ میں کوئی منازعت نہ رہے
 اسکا جواب مسلمہ نے یوں لکھا اسم اللہ الرحمن الرحیم از جانب مسلم
 بن عبد الملک بنام الیون روم کے کہتے ہیں کہ اے ابو عبد وہ جو تو نے کہا
 کہ تیرا ارادہ تھا ساری روم کے لوگوں کے جمع کر لینا پس اگر تم
 قدرت ہوتی اوس جمع کر لینے پر تو خواہ مخواہ توجہ کرتا لیکن اللہ تعالیٰ
 تم کو ہلاک کر نوا لایا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اور عنقریب میری اعانت کے
 واسطے شام سے فوج آئیوا لی ہے جو لوگ بڑے ذی رعب اور صاحب
 شدت اور قوت اور تجربہ کار جنگ اور پیکار ہیں اور وہ بڑے دیندار
 اور اصحاب قرآن ہیں صرف اذکار ارادہ تیرے قتال کا ہے کہ اوس سے
 وہ طالب جنت ہیں اور ہرگز وہ طمع دنیا کی اور سونی کی اور چاندی کی

اس کا جواب
 مسلم بن عبد الملک
 نے یوں لکھا

نہیں رکھتے اور نہ او کو اہل دنیا پسند ہیں جیسی تجھ کو محبت ہی زندگی کی
 اوس سی زیادہ او کو محبت ہی موت کی جس سی او کو بشت اور نجات
 نعیم مانتے لگین گی اور جو تو نے صلح کا ذکر کیا ہے پس میں نے قسم کھا لی ہے
 کہ میں مرکز اپنے وطن کی طرف مراجعت نہ کروں گا جب تلک کہ شہر قسطنطنیہ
 میں داخل نہ ہوں اور اوس میر قرضہ نکرون پس اگر تو نے میری قسم
 پوری کی تو بہتر ہے دار میں اس شہر کے دروازے پر اقامت نہ کروں گا
 بیان مکت کہ یا میں مرجاؤں یا اللہ تعالیٰ او کو میرے ہاتھ پر فتح کر دے
 اور جو تو نے شرائط صلح میں مال کے او کر نے کا ذکر کیا ہے پس
 وہ میرے نزدیک سب حقیر اور ذلیل ہے اگر وہ تیرے اکٹھے ہیں
 بہت معلوم ہوتا ہے میرے نظر میں اوس کی کچھ حقیقت نہیں ہی اصل
 مطلب میں اس شہر پر قرضہ کرنا ہے یا جنت حاصل کرنا را دی کہ تباہی
 جب الیون نے یہ خط پڑھا وہ قسطنطنیہ کے دروازے پر آیا اور پکار
 کے کہا میں الیون ہوں سہ سہ کہاں ہیں میرے قریب آوین جب سہ
 قریب گئے تو اوسینو کہا میں نے تمہارے راضی ہو نیکی واسطے بلکہ تمہاری
 رضامندی سی زیادہ ادا ہے پیش کش قبول کیا پس لازم ہے کہ تیری
 کرو اور میرے قتال میں ملدی نہ کرو مسلمہ نے کہا ذرا تھوڑا اور حکم دے
 کہ سبج خوب صلح سو کے سامنے آوی جب ہمارے ساتھ ہزار سپاہ
 دروازے کے سامنے صف بندی کی الیون بہت مرعوب ہو گیا اور کہہ

مسلمہ سی کی تمہارا ارادہ ہے اونہوں نے جواب دیا میں سرگز بیان سی
 مراجعت نہ کرونگا جب تک اس شہر میں داخل نہوں ایوں نے کہا اچھا
 میں تمکو امان دیتا ہوں تم لکھو اس شہر میں چلو آؤ مسلمہ نے کہا بہت
 خوب اس شرط پر کہ بھال مہا سپنے سر ایوں کے دروازے پر بیٹھیں
 اور جب تک میں معاوت نہ کروں دروازہ بند نہ کیا جائے ایوں نے یہ شرط
 قبول کی اور بڑا دروازہ قسطنطنیہ کا کھول دیا جو سات برس سے بند تھا
 مگر جب شہر کی فوج یورش کر رہی تھی تب کہتا تھا اور اوس کی مراجعت
 کے بعد بھیج جاتا تھا انحضرت مسلمہ نے حکم کیا کہ سب فوج تیار کھڑے رہے
 اور بھال سپہ سالار مقدمہ فوج کا دروازے پر مہا سپنے جمعیت کی سربراہی
 اگر عصر کے نماز کے بعد میں معاوت نہ کروں تو سمجھو کہ میرے ساتھ غدر ہوگا
 فوراً شہر میں داخل ہو کے قتل کرو اور محمد بن مروان میرے بعد امیر
 متور ہو یہ حکم دیکے مسلمہ سنبری گھوڑیے پر سوار ہوئے اور بادشاہ یروشلیم
 وورویہ اذیکہ راستے پر اوس دروازہ شہر سی کنیہ اعظم کے دروازے
 تک فوج کھڑی کی اور مسلمہ ووتلوارین کر میں اور ایک نیزہ ماتہ میں سفید
 پوشاک پہنے اور عامہ سر پر شہر میں تنہا بے خوف و خطر داخل ہوئے
 لوگ اذیکہ شجاعت اور جرأت سی بہت متعجب تھے جب ایوں کے
 قمر کے قریب وہ پہنچے خود ایوں نکلا اور اذیکہ ماتہ پر بوسہ دیا سر
 پونچھا ایوں تم ہی سو اوس پر کہا مان پر اونہوں نے پوچھا بڑا کنیہ کہا

لوگوں نے بتایا وہ اوسیط حسی کوڑیے پر سوار کنسی کے اندر گئے اسی
 وٹان کے لوگوں کو بہت رنج ہوا مگر کوئی کچھ نہ سکا اونہوں نے دیکھا کہ
 ایک بہت عمدہ صلیب سونے کی مرصع ایک سونے کے گوسی پر رکھی تھی
 جس میں دو یاقوت قیمتی اٹکھنکی جگہ پر اور ناک بہت عمدہ زمرہ کی تھی وہ
 مسئلہ نے اوٹھائی اور اپنے زین کی خیمہ جی میں رکھ لی وٹان کے پادریوں نے
 ایون سی کہا ہم یہ صلیب نہ دینگے ایون نے مسئلہ سی کہا یہ پادری لوگ
 راضی نہیں ہیں کہ تم یہ صلیب لیاؤ مسئلہ نے قسم کھائی کہ میں بغیر اس صلیب
 کے باہر نہیں نکونگا پس ایون نے پادریوں سی کہا جانے دو میں اسی کے
 نکل نکلو اور سوار دوں گا چوڑا وٹکو کہ وہ شہر سی نکل جائیں والا لٹال جو دروازہ
 پر مقیم ہے شہر میں داخل ہو کے آفت پھا دیگا الغرض مسئلہ اپنے گھوڑی
 پر سوار اور ایون بھی ساتھ ساتھ راہ تباہ جاتا تھا جب وہ وسط شہر میں
 پہنچے تب وہ صلیب خیمہ سی نکال کے اپنے نیزے پر چڑھائی وہ
 دیکھ کے دفعتاً اگل روم نہایت برا فروختہ ہوئے اور قصد اوسے
 قتال کا کیا پھر سوچ کر شہر ناحق برباد ہو جاویگا سبھوں نے سر جھکائی
 اور مسئلہ اوسیط حسی صلیب کو نیزہ پر چڑھائیے بعد عصر کے دروازہ سی
 باہر ہو گئے وٹان لٹال وغیرہ آمادہ شہر میں یورش کو نیکو تھے جب ہم نے
 مسئلہ کو دیکھا دفعتاً ہم سب نے ہلکی کی آواز ایسی بلند کی جس سے قریب تھا
 کہ زمین دس جاوے اور مسئلہ کو دیکھ کے ہم لوگ بہت خوش ہوئے

اور اپنی شہر قبر میں مراجعت کی سات دن بڑی سرت اور خوشی کے
 ساتھ وہاں بڑے اور قنطریے کہ جس پیشکش کا ایون نے وعدہ کیا تھا
 وہ آویس جب اوسکی آنے میں کہ وقت ہوا تب سلمہ نے ایون
 کو ایک خط لکھا اس مضمون کا بعد بسم اللہ کے از جانب سلمہ
 بن عبد الملک بنام روم کے کہتے ایون کے اما بعد پس یہ تحقیق
 نے ظفروئی جھکو تیرے اوپر اور اونچا کیا جھکو تجھ پر اور کر دیا اللہ تعالیٰ نے
 میرے سامنے تیرا رخ راہیچے پس حمد اور شکر کثیر ہے اللہ تعالیٰ کا
 اور اللہ تعالیٰ پر بہرہ رسد کر کے دوسرے دفعہ میرا قصد متعلق ہوا ہے کہ
 یا فوراً جس اموال پیشکش کا تو نے وعدہ کیا ہے وہ بہید ہے والا
 تیرے شہر میں یورش کر دے گا اور نہ ہی تو انائی اور قوت مگر اللہ علی
 اور عظیم کو اس خط کے پہنچے سی ایون نے یون جواب لکھا بنام امیر
 سلمہ بن عبد الملک از جانب عبد ذلیل ایون اما بعد پس یہ تحقیق میں نے
 ارسال کیا ہے آپ کے پاس پانچ ہزار رکہ یعنی ہر دوئی گھوڑیاں اور
 دس ہزار اوقیہ پانڈی اور چھ ہزار اوقیہ سونا اور ایک تاج مرصع
 موتیوں اور یا قوت کا وہ خاص آپ کیوا سیٹے بھیجا ہے اور میں درخواست
 کرتا ہوں شل درخواست عبد ذلیل کے کہ آپ اس خبر پر سے کو چہرہ دیجو
 اور یہاں سے کوچ کر کے اگر ارادہ قیام ان بلاد میں ہو تو جس شہر میں
 ہمارے شہروں سے مصلحت معلوم ہو وہاں اقامت فرمائی جب

یہ خط
 سلمہ بن عبد الملک
 کے لکھا ہے

یہ خط اور سب مال پیشکش کا پتہ تھا کہ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثنائی
اور بعد اسکے عرض کر کے بیچ کر دیئے تھے ہزار آدمی شمار ہوئے جنہوں نے
تہا کی محنت اور مشقت کی تھی مسلمانوں نے سارا مال پیشکش کا مسلمانوں کو
تقسیم کر دیا اور تاج ایون سینے فاضل اور نہیں کو بھیجا تھا وہ اوہوں نے
ایون کے ایک سرننگ کے ماتہ ایک لاکھ دینار کو بچا اور وہ بھی مسلمانوں
کو تقسیم کر دیا بعد اسی مسلمانوں نے ایک خطبہ پڑھا جس میں
اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثنائی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ورود بھیجا کہا
کہ لوگو! جنتوں میں اس سات برس کے عرصہ میں بہت شدید موت
ہو رہی ہے اور تم لوگوں کو اس کی اطلاع کرنا مناسب نہیں سمجھا
کہ اب اس وقت لوگوں کی جہاد ہو رہی ہے دشمن پر جہاد کرنے میں سستی کرو
سات برس ہوئے تمہارے خلیفہ عبد الملک نے قضا کی اور ولید بن
عبد الملک خلیفہ ہوئے اور خط میرے پاس آیا اور سیدن کا لکھا
ہو خمدن اوہوں نے بھی قضا کی اور سلیمان بن عبد الملک خلیفہ ہوئے
میرے لوگوں نے اذیکہ ماتہ پر بیعت کی اور جدن ہم لوگ جزیرہ میں پہنچے
ہم جا رہے تھے کہ جو حکم ولید کے میں بے روانہ کیا سب لوگ
یہ خبر سن کر روئے اور کہا ای میر آپ مستحق خلافت کے ہیں سلیمان
سب زیادہ اپنا ماتہ دلائے کیجئے کہ ہم سب بیعت کریں مسلمانوں نے جواب
دیا کہ کل میں نے اتفاق تم لوگوں کے مشرکین کے ساتھ جہاد کیا اور آج

میں مسلمان کے عصا کو پھاڑوں اور اوس کی مخالفت کروں یہ مجھ سے پہلے
 میں نے سلیمان کی بیعت کی تم سب لوگ بھی بیعت کرو پس سب
 لوگوں نے مسدہ کے ہاتھ پر سلیمان بن عبد الملک کی بیعت کی اور اسی
 ام لوگ خبر یہ قسطنطین میں تین مہینے واسطے بہم پہنچا نیے جہازات وغیرہ
 اسباب روانگی کے اور متوقف رہے پر مسدہ نے ایون کو ایک خط لکھا
 اس میں مضمون کا بعد بسم اللہ کے امیر مسدہ بن عبد الملک کی طرف سے بنام
 ایون بادشاہ روم کے انا عبد اب سیچن قصد ہم کیا کہ تمہارا یہ شہر و ملک
 میں جوڑووں اور موجب تمہارے درخواست کے کوا امن دون لیکن میں
 تمہارے پاس ایک امانت چوڑا مون وہ ہماری مسجد جامع ہے جو
 شہر قمر میں ہم نے تیار کی ہے نیز زنا زناہ ایک پتھر اور ایک لکڑی
 بھی اوس سے جدا نہ کیجئے میں قسم خدا کی کہتا مون اگر آپ سوائے
 پہر میں مراعت کروں گا اور ایسی پورش کروں گا جس سے اللہ تعالیٰ نگوں
 کرے گا اور رسوا کرے گا اور سدا مسجد کے اور شہر قمر کی عمارات اور بنا
 نگوں اختیار ہی جا سوتا رہے کہو یا منہدم کرو مگر جب تک میں تمہارے شہر
 مون کوئی ناجہمی ویران نہ کیا ہے نہایت احتیاط کرو اس امر میں والا
 تمہارے طرف سے نقص عہد سوگا پر میرا کوئی عہد امن و امان کا قائم
 نہ ہوگا اسکے جواب میں ایون نے لکھا بنام امیر مسدہ بن عبد الملک عبد
 ایون کے طرف سے انا عبد بن نے آپ کے خط کا مطلب سب سمجھا

اس کا بیان کرنا چاہیے
 جامع مخالفت کے لئے
 بنی ایک خط لکھا
 جوڑووں کی درخواست
 وہ دیکھ کر

بجے سرانکھون پر آپ کا حکم منظور ہے جب تک آپ ہمارے شہر میں
 ہیں میں رگڑ شہر قہر میں نہاؤں گا اور قسم ہے رب سچ کی اور بصلیب
 کی جٹک میں زندہ اور با اختیار ہوں ایک پتھر اوس مسیحا کا منہ دم
 نوگا اور کوئی لکڑی اوسکی توڑی نہائیگی اور نہ اوسمیں کوئی جانے
 پائیگا جب تک میں زندہ ہوں اور میں نے ایک نرار رکھ اور نرار اوقیہ
 سونا اور نرار تھان بد کوئی آپ کو تحفہ بھیجا ہے اوسکو قبول فرمائیے
 جب یہ خط اور ہدیہ آیا مسئلہ نے اوسکو قبول کیا اور مسلمانوں پر برابر
 تقسیم کر دیا اور ایک درہم یا دینار اور ونسی زیادہ آپ نہیں لی بعد
 اوسکو لٹال کو حکم دیا کہ فوج کھجائون پر سوار کریں اور جزیرہ قسطنطنیہ کی
 عبور کریں اور جب تک ساری فوج نے عبور نہیں کیا صرف سو سوار فوج
 میرا ہی سیخو شہر قہر میں مقیم رہے جب سب لوگ روانہ ہو گئے تب
 نبوت خود شہر قسطنطنیہ کے دروازے پر جا کے ایون کو بلایا اور
 اون سے کہا اب میں رخصت ہوتا ہوں اگر کچھ ضرورت ہو یا کچھ
 تمہارا کام میرے انجام کرنے پر ہوتا ہے تو میں اوسکو انجام کروں
 ایون سانسے آیا اور مصافحہ کرنے کو چاہا اوہوں نے اٹھا ہتھ نہیں دیا
 تب اوسنی اونکو پاؤں پر بوسہ دیا اور اوس قول سے اونکی بہت
 اظہار اقتنان کیا بعد اوسکی ایون نے کہا بھی اجازت دیجی کہ میں
 آپ کے ساتھ چلوں مسئلہ نے انکار کیا راقم کتا ہے کہ ظاہر ایون

ارادہ مشابعت کا تھا یا خدا جانے ظاہر داری سی برابے دوام ہماری
 ارادہ کیا تھا اور جو واقعہ سلیمان کے عہد خلافت میں روضۃ الصفا سے
 نقل ہوا ہے کہ سلیمان نے مسلمہ کو بہ ہمراہی والیون یا بالیون جواز ر
 باجان سی آیا تھا اور فتح قسطنطنیہ کا شیراؤ تھا یا تھا بیجا تھا اور پھر مسلمہ کو یاد
 فریب دیا اور کسی کچھ اصلیت ان وقایع سی نہیں معلوم ہوتی اور مسلمہ تو
 عبد الملک کے عہد میں روانہ ہوئے تھے اور انہوں نے پھر مراجعت نہیں کی
 جو پھر سلیمان کے عہد میں گئے ہوں مگر والیون یا بالیون قریب قریب
 ایون کے نام کے یہ خدا جانے وہ ایون وہی ہے جو اذربایجان
 سردار الخلافت میں آیا تھا واحد اعلم بحقیقۃ الحال بعد اس کے مسلمہ نے چیز
 قسطنطنیہ سی عبور کیا جب کناری پر پہنچے انہوں نے اور مسلمانوں نے کثیر کبی
 سات دن ساحل بحر پر توقف ہوا و مان سی روانہ ہو کے مسیحہ میں
 پہنچے بعد ہماری روانگی کے ایون شہر قبر میں گیا سب شہر کو ویران
 کر دیا مگر مسجد سی مطلق تو ض نہیں کیا شہر مسیحہ میں طاعون واقع ہوا
 پندرہ ہزار مسلمان اس سی ضایع ہوئے مسلمہ کو اس واقعہ سے شدت
 طال ہوا اور ظاہر اتنی فوج کے ضایع ہوئے سی مسیحہ کے لوگوں کو
 جرات ہوئی کہ وہ ارادہ غدر پر ہوئے تب مسلمہ نے ساری شہر کو
 ویران کر دیا مرد و کنو و مان کے قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر کے
 ہمارے لینگے اور و مان سی کوچ کر کے شہر تقفوریہ میں پہنچے بیان

فوت کی جو عرضی کل پچیس ہزار آدمی باقی رہ گئے تھے اس سبب سیر
 سہ کو نہایت رنج و الم پیدا ہوا وہاں رجا بن حیات کا خط دارالخلافہ
 سیسی پہنچا جس کا ذکر اور تتمہ اس روایت کا عمر بن عبد الغزیز کے خط
 میں لکھا جا چکا۔ چہ پہلے خلیفہ بنی امیہ مروان بن الحارث
 ولید بن عبد الملک تھا تنصف شوال ششم ہجری میں بعد
 عبد الملک کی وفات کے بموجب اوسکی وصیت کے ولید خلیفہ مقرر
 ہوا اور عبد الملک اپنے بی بی وصیت کی تھی کہ بعد ولید کے اوسکا
 دربار میں سلیمان مقرر ہو مگر ولید نے بہت تدابیر کیں کہ سلیمان
 کو ولایت عہد سی منقول کر کے اپنے بیٹے کو ولید مقرر کرے
 لیکن امر کا اتفاق اسپر نہ ہوا یہاں تک کہ ولید نے قضا کی یا قہی نے
 مراۃ الجنان سے کہا ہے کہ ولید باوصف اسکی کہ نہایت ظالم اور سفاک
 تھا مگر کام اسکی تلاوت میں بہت مشغول رہتا تھا کہتے ہیں تین دن
 ختم کرتا تھا اور رمضان شریف میں سترہ ختم کرتا تھا عبادت دنیاوی
 ولید کی بہت چڑھ گئی تھی اور امور دینی سپر اوسکی یادگار جامع دمشق
 ہے نہروستان کے اکثر شہر اور ترک کے مالک اور اندلس
 ولید کے عہد میں مفتوح ہوئے اور صدقات اوسکی بہت کثیر تھے
 اور اوسکا یہ فعل شہور ہے کہ اگر کلام اللہ میں ذکر فعل بد قوم لوط کا
 نہوتا تو اوسکی گانہ میں کوئی شخص اوس فعل کا مرتکب نہوتا اوسکو

نامی امرادین جو اوسکی باپ کے عہد سی تہو اور اوسکی سی اور
 کوشش سریت سیو بلا اور مالک فتح سوئے حجاج بن یوسف
 تقی ظالم سفاک تھا اور قتیبہ بن مسلم باہلی اور سوس بن نصیر حجاج
 کے ظلم اور سفاک دما کے قصی نہایت موجب عبرت ہیں لکھتے ہیں
 کہ سوا یہ اوسکی جو حالت جنگ میں اوسکی ساتھ قتل سوئے ایک
 لاکھ کئی ہزار آدمیوں کو جلا دون کے ساتھ سی اوسنی قتل کروایا مگر
 اوسکی حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فقہا و تابعین سی تھے کہ بعد
 اوسکی شہید کر نیکی پر اللہ تعالیٰ نے اوسکو قدرت کیسے قتل کی ہدی
 نیسے ملک الموت نے اوسکو جہنم میں بھیجا یا سعید بن جبیر کے کہلات
 خارج از حد بیان ہیں بعضوں نے کہا یہ تابعین میں سی سعید بن جبیر
 خلاق کیل کو اعلم تھے اور عجاج کی مسایل کی موشے جانیے والی تھے اور طاؤس حلال اور
 حرام کے مسایل خوب جانتے تھے اور مجاہد فقیر کلام اللہ کی تریے عالم تھو اور سعید بن
 ارون چاروفنہین خاق اور اوسکی جامع تھے اونیون فی علم ابن عباس سیو اور ابن عمر
 سیو حاصل کیا تھا پس ابن عباس نے اوسکو اجازت دی کہ اب تم حدیث روایت
 کرو اونیون نے کہا کہ آپ کی موجود ہوتے ہوئے میں حدیث روایت کروں ابن عباس
 فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہی تمہاریے اوپر کہ میرے ہوتے ہوئے حدیث کی
 روایت کرو اگر صحیح روایت کی فہما اور اگر خطا کہ ہو گئی تو میں میح کروں گا
 روایت ہے کہ بیت الاحام میں سعید بن جبیر نے ایک رکعت میں

کلام المدختم کیا ہے اور بعض سلف سی روایت ہے کہ سعید بن جبیر
 رمضان میں تراویح کیوا سیطے ہمارے امام سو تیے تھی تو ایک شب کو ابن
 مسعود کی قرات سی قرآن پڑھتے تھے دوسری رات کو زید بن ثابت
 کی قرات سی اور تیسری رات کو کسی اور قرات سی راقم کہتا
 ہے ظاہر عبارت اس روایت کی دلالت کرتی ہے کہ سرشب کو ایک
 قرآن ختم کرتے تھے اگرچہ تفریح اوسکی نہیں ہی اور تا ئید اس گمان کی
 وفا ابن ابی اس کی روایت سی سو تی ہے او نہون نے کہا سعید بن
 جبیر نے مجھ سی کہا بیٹو جب تک قرآن پڑھوں پس بغیر ختم کیے سو تیے
 مجلس سی نہیں اوٹھی لکھتے ہن کہ کسی نے حسن بصری رحمہ اللہ سی کہا
 کہ حجاج نے سعید بن جبیر کو قتل کیا او نہون نے کہا یا اللہ اس ثقیف
 کے فاسق کو اس جہان سی اوٹھا یے قسم ہے خدا کی کہ اگر علی العموم
 ساریے اہل مشرق اور اہل مغرب سعید بن جبیر کے قتل میں شریک
 سو تیے تو اللہ تعالیٰ سبکو جہنم واصل کرنا اور امام احمد حنبل رحمہ اللہ یے
 کہا ہے کہ حجاج نے ایسی شخص کو قتل کیا کہ وہ یے زمین پر کوئی شخص نہیں
 ہے جو اذکو علم کا محتاج نہوتا یعنی سعید بن جبیر کو اور بعضون نے لکھا ہے
 جب حجاج نے ارادہ اذکی قتل کا کیا تو اونسے پوچھا تمہارا نام کیا ہے
 او نہون نے کہا سعید کی بیٹے کہا جبیر کے حجاج نے کہا شقی بن کبیر
 او نہون نے کہا خدا کو علم ہے جس نے مجھ پیدا کیا حجاج نے حکم دیا اذکو

رو قبیلہ کر کے قتل کرو اور انہوں نے پڑا و جہت و جہی للہی
 فطر السموات و الارض حنیفا و ما انا من المشرکین
 اوس ظالم نے کہا قبیلہ سی منہ پیرو تب اور انہوں نے پڑا و فانیما
 تولوا فثم وجه الله الغرض اوزکو شہید کیا رحمہ اللہ کہتے ہیں
 جب حجاج مرے لگا تو اوسکو بار بار غش آتا تھا اور بار بار افاقہ نہ آتا
 اور وہ افاقہ کی حالت میں کہتا تھا مالی ولسعید بن جبیر - یہ
 کیا ہے میری واسطی اور سعید بن جبیر کو واسطی کہتے ہیں بعض لوگوں نے
 حجاج کے مرئی بعد اوسکو خواب میں دیکھا اوس سی پوچھا اللہ تعالیٰ نے
 میرے ساتھ کیا کیا اوس نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے ہر قتل کے عوض
 ایک مرتبہ مجھ کو قتل کیا اور سعید بن جبیر کے عوض ستر مرتبہ قتل کیا اور
 وہ اپنے مرض موت میں جب سو جاتا تھا تو دیکھتا تھا کہ سعید بن جبیر اوسکا
 دامن پکڑ کے کہتے ہیں او دشمن خدا کے کس جرم میں تو نے مجھے قتل
 کیا تب وہ ترسان و لرزان چونک پڑتا تھا اور کہتا تھا مالی ولسعید
 انتالیس برس کی عمر میں وہ شہید ہوئے واسطی میں اونکی قبر بڑی ریاضت
 ہے رضی اللہ عنہ دوسرا امیر ولید کے عہد کا قتیبہ بن مسلم باہلی
 امیر خراسان تھا یا فعی کہتے ہیں کہ وہ بڑا شجاع اور شہور اور مہتمم
 اور نہایت از مودہ کار خباث اور پیکار کا تھا مگر لڑائیوں میں کفار کو
 اوس نے ہزیمت دی خوارزم اور سمرقند اور بخارا اور فرغانہ کو کفار کے

ماتہ سی اوسنی فتح کیا اور روضۃ الصفا میں سمرقند کے فتح ہونیکا
 حال یوں لکھا ہے پیشتر باجہاں مذکور ہو چکا ہے کہ قتیبہ بن مسلم کے ماتہ سی
 ولایت ماوراء النہر میں فتوحات لاتعد ولا تحصر ہوئے لیکن سمرقند کی
 فتح چونکہ ایک طرز غریب سی ہوئی اسواسطی اسکا حال مفصل لکھا جاتا
 ابو حنیفہ دینوری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ صول حاکم ماوراء النہر کا
 قتیبہ بن مسلم سے ہزیمت پانچ ہاں کا قتیبہ نے بعد فتح بخارا کے اور ضبط
 اوسکی متعلقات کے سمرقند کی تسخیر پر ہمت باندھی اور اوسکو مامور
 کیا لیکن چونکہ حصار اوس شہر حنت نشان کا بہت مستحکم اور قلعہ تھا
 مدت محاصرہ کی بہت طویل ہوئی نایب صول کا جو اوسکی طرف سے اوس
 شہر میں تھا اوسنی قتیبہ کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر تمام محرم اس شہر
 محصور رکھو گے مرکز تمہاری ماتہ سی پر فتح نہوگی اسواسطی کہ ہمارے
 یہاں کئی کتا بونین لکھا ہے کہ یہ شہر جو شخص فتح کر لگا اوسکا نام پالان
 قتیبہ نے جواب کہلا بھیجا میرا نام پالان ہے قتیبہ کیون کہتے ہو اسواسطی
 عربی میں قتیبہ پالان کو کہتے ہیں نایب نے کہا پکوتقین ہے تم وہ شخص
 نہیں ہو قتیبہ نے جب دیکھا کہ فتح اوس شہر کا دشوار ہے تب اوسنی
 ایک جیلہ سونیا اپنے بہت سی صندوق بنوائے جنہیں اوپر کا پٹ اور
 نیچے کا دونو کہلتے تھے مگر نیچے کا پٹ اندر سی بند ہوتا تھا اور اوپر کا
 پٹ باہر سی اور اوس نایب کے پاس کہلا بھیجا کہ میں مصالحت ملک خانی

طرف جانوالا ہوں اور ہمارے لشکر میں بہت اموال اور اسباب ہیں
 کہ سب ساتھ نہیں جاسکتا اگر کچھ تھوڑے صندوق تو نکاتم ذمہ کرو کہ خط
 سی ذمہ کرو گئے اور جب ہم پر کے اوین ججس ہیں واپس دو تو بڑی
 مہربانی ہوگی نایب نے قبول کیا اونہوں نے ہر صندوق میں ایک آدمی
 مسلح بٹھلایا کہ اوسنی انڈر سیوٹ بند کر لیا اور اوپر کا پٹ بند کر کے
 اوسین قفل لگا دیا اور بہت سی صندوق اندھیری رات میں شہر
 داخل ہو گئے جب سب صندوق وہاں اتار دیے گئے تب ہر صندوق
 سے لوگ مسلح نکل پڑے سمرقند کے لوگوں کو مارنا شروع کیا اور
 شہر کا دروازہ کھول دیا قتیبہ بھی موہ بقیہ فوج کے شہر میں در آیا اور
 سمرقند شہر قلب اس جیلو سی فتح ہو گیا اور سارا ماوراء النہر
 اہل اسلام کے قبضہ میں آگیا شیرا امیر ولید کے عہد کا موسیٰ بن نصیر
 جو افریقیہ میں مسلمہ ہجری ماوراء اور بعضی کہتے ہیں شامہ ہجری میں
 عبد الملک کے عہد میں وہ ماوراء ہوا تھا بہت سی بربر کے مالک
 اوسنی فتح کیے یا فعی نے مراۃ النہر میں لکھا ہے کہ ابو شعیب صدق
 نے کہا کہ جب قدر موسیٰ بن نصیر کے عہد میں بربری قیدی جمع ہوئے
 کہی اہل اسلام میں کسی سپہ سردار کے پاس اتنی قیدی نہیں جمع
 ہوئے تھے انھوں نے اوسینے بے انتہا بربر کے لوگوں کو قتل کیا اور خلق
 کثیر و نامکمل مقید ہوئی یہاں تک کہ سوسن تک پہنچ گیا کیونکہ وہاں طاقت

اوسکی مدافعت کی باقی نہ رہی باقی اہل بربر نے امان طلب کی اور اوسکی
 اطاعت اور تبعیت پر راضی ہوئے وہاں اوپر اوسنی ایک حاکم مقرر
 کیا اور خود فرمانروا مصر کا رہا ایک اوس کا غلام طارق بن زیاد البہربری تھا
 اوسکو طنچہ جو اضلاع مصر سی ہے اوسپر حاکم مقرر کیا اور نہایت عمدہ انتظام
 کیا کہ کوئی اوس کا منازع اہل بربرسی اور اہل روم سی نہ تھا اور بہت سی
 عرب کے لوگوں کو اوسنی امور کیا کہ اہل بربر کو قرآن شریف کی تعلیم کرتے
 تھے اور اوز فرائض اسلام سکھاتے تھے اور ان کے انتظام سی اوسنی
 فراغت پائی تب طارق اپنے غلام کو جو طنچہ کا حاکم تھا اندلس کے تیجہ براہ
 کیا طارق بموجب امر کے ایک فوج بربری جمیں عرب کے لوگ بجز معدود
 چند کے تھے لیکن روانہ ہوا اور پاکے راستہ سی اور ایک جزیرہ ٹاناک
 اندلس کا تھا جو جزیرہ خضر کہتے تھے وہاں اوترا اور وہاں سی ایک پہاڑ
 پر چڑھ گیا جو اکل جبل طارق کہلاتا ہے راقم کہتا ہے آج کل سیو مرادیا فی
 زمانہ ہے اور اب ہمارے زمانہ میں اسکو جبرالٹر کہتے ہیں یہ پہاڑ بصورت
 مثلث وریا میں واقع ہے اہل اسلام نے جب اندلس پر قبضہ کیا
 تب اس پہاڑ کو ایک مستحکم قلعہ بنا دیا کہ وہاں سی فوج فرنگستانی
 بحر روم سی بحر عرب کے طرف بسبب اوس قلعہ کے حفاظت کے نہن
 آسکتی ہے بس وہ پہاڑ ایک شہر اہل اسلام کا ہو گیا مگر بعد زوال دولت
 اسلام کے اب نام اسلام کا وہاں نہن رہا زبان اب تلک ومانی

جبل طارق
 جزیرہ خضر
 بحر روم
 بحر عرب
 قلعہ
 شہر
 زبان
 تلک ومانی

عربیہ اگرچہ سب نضرانی ہو گئے یہی حال ساریہ جاو
 اور جزیرہ فرنگستان کا یہ جو متعلق قرطبہ اور اندلس اور صقلیا
 حکم کو اجل سسلی کہتے ہیں وغیرہ سیر تھے مگر رسم برقع اور منی
 عورتوں میں اب تک تو مان باقی ہے الغرض یا فعی لکھتوں ہیں کہ طارق
 سیر روایت ہے کہ وہ جبل الطارق پر سوتا تھا اوس سیر خواب میں دیکھا
 کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ خلفاء و راشدین رضوان اللہ
 علیہم سفور یا کر رہے ہیں جب طارق کو زیارت نصیب ہوئی تب
 اوس کو بشارت اندلس کے فتح کی دی اور فرمایا کہ سہ ماہوں کے
 ساتھ رفق اور مروت سیر پیش آنا اور جس سیر جو عہد کرنا اوس کو
 پورا کرنا طارق اس بشارت سیر مطمئن ہوا اور مع اپنے فوج ہمراہی کے
 پہاڑ پر سیر اوترا ظلیطلہ طائرا ایک شہر بہت وسیع اندلس کا تھا وناک
 بادشاہ کا زریق نام تھا اور اوس کا نائب تھا تدمیر نام جو اوس شہر کا حاکم
 تھا اوس کو طارق نے محاصرہ کیا اوس نائب نے اپنے بادشاہ کو اطلاع
 کی کہ ہمارے اوپر ایک قوم نے یورش کی ہے خدا جانے وہ آسمان
 سیر اوتری یا زمین کے اندر سی نکلے ہیں زریق بہ ہمراہی ستر ہزار سوار
 کے نہایت غم و شان کے ساتھ طارق کے مدافعت کیو اسے ایا
 بار برداری کے جانور اوس کو بیل تھے جنہر اموال اور اطفال لدا تھا اور
 وہ خود ایک تخت پر سوار تھا حکم دانی اور بائین و واثان تھے

اور اوسکی سر پر ایک چتر مرصع موٹیون کا اور یا قوت اور زبرد کا گھوٹا
 تھا جب وہ معہ اپنی فوج اور لشکر کے طارق کے مقابلہ پر آیا تب طارق
 نے اپنی ہرانیوں سے نصیحتاً کہا دیکھو اب آگے ہمارے تو دشمن ہے
 اور پیچھے وریا ہے ملک کوئی مو نہیں ہے بجز جان وینے کے یا فتح
 کرنیکے جائے پناہ ہماری صرف یہ تلواریں ہیں تو میان سیر اور خدا پر
 توکل کر کے حملہ کرو الغرض طارق نے معہ اپنے شجاعان نبرد آزاں
 سیدھی بادشاہ کی تخت کی طرف یورش کی جسکی آگے بڑے بڑے
 والے محافظ تخت تھے اور تخت کے سامنے ایک پردہ دیا جم کا لٹکا
 تھا طارق کے حملہ سے ساری محافظین تخت کے سامنے سیٹھ بیگے
 اور طارق فوراً زریق کے تخت پر پہنچا اور ایک وار تلوار کا اوسکی
 سر پر آیا کیا کہ اوسے تخت پر وہ دو ٹکڑے ہو اسرا لشکر
 دشمن کا بجز اوسکی بادشاہ کے مرنے کے ہاگ کھڑا ہوا اور ظالم
 فتح عظیم نصیب ہوئی بعد اوسکو وہ برابر ایک مملکت اور شہر کو بعد
 دوسرے فتح کرتا چلا گیا اور موسیٰ بن نصیر طارق کا خاوند بھی بہت سی
 فوج لیکے اوسکی اعانت کیوا سیٹھے آگے شامل ہو گیا باجمہ ساری
 ممالک اندلس کے اہل اسلام کے قبضہ میں آئے انتہی یا فعی مرزاہ الجنا
 وقسم کہتا ہر قریب آئندہ سورس کے بڑی شوکت اور شان سیر و مان
 اسلام قائم رہا جہاں بڑے بڑے عرفا اور علما اور محدثین گزریے

بن دایہ حسرت اور مایہ افسوس اب وہاں اسلام کا نام باقی
 نہیں رہا اولاد اور احفاد و ان سب بزرگانِ مقدسین میں عیسائیت
 شایع ہو گئی کہ عارتین امارات اسلام سر وہاں باقی ہیں چنانچہ مسجد
 افکو ایک عمارت نہایت نامی دارالعدالت ہے جسکی کہ نقل اندن
 میں شیشو کے قصر میں جسکو کرسٹل پالیس کہتے ہیں بنی ہے اصل
 نام اوس عمارت کا خدا جانیے کیا میرا اب وہاں اوسکا نام احمد مشہور
 ہے اور عمارت کی صورت کی اسکو علم ہے بعینہ نقل ہے یا نہیں لیکن
 درود یواریہ ساری آیات قرانی لکھے ہوئے ہیں اور بچ تربیہ
 کہ ساری زمین پر بھی آیات کذہ ہیں جو زمین ظاہر اقصیٰ اندر ہی
 مگر گرد اوس کے قصر کے گوشگون تک آوہ گز کے قریب جگہ چوٹی
 ہوئی ہے کہ اوسپر کہ کذہ نہیں ہے بہت سی انگریزوں نے
 مجھ سے کہا کہ دیکھو سندوستان کی اہل اسلام جہالت سے کہتے ہیں کہ کوئی
 لکھا پکا غرض خصوص آیات قرانی پانوں کے نیچے لانا منع ہے اور پچھلی مسلمانوں
 کے دارالعدالت کے زمین یہ آیات کذہ ہیں جسپر نارون پانویں
 ہیں لامحالہ خدا کی جانب سے اسکا جواب میرے ولین گذرا اور زبان پر آیا
 کہ دارالعدالت وہ جگہ ہے جہاں تنفس کو روکنا اپنے جانے سے
 نہیں چاہی اور جب روک نہوگی تو مجمع خلایق کا استقدار ہو جائیگا کہ حکام
 اور حال کو کام کرنا دشوار ہو گا اسوا سب سے یہ آیات کذہ کیے ہیں کہ لوگ

از خود و ثانی جمع نکرین اور توڑیسی جگہ جو گرد چوٹی ہوئی ہے اوسین
 صرف ایک دوشخص جو مطلوب ہوں وہی جاسکین روضۃ الصنائین لکھا
 ہے کہ ولید بن عبد الملک نے جمادی الاول سلسلہ ہجری میں قضا کی
 نو برس چہ مہینے اوسنی سلطنت کی اور مدت حیات اوسکی انچاس
 برس کچھ اوپر تھی اوسنی بیٹے اوسنی چوڑے اور اہل شام کا اعتقاد
 یہ ہے کہ وہ افضل خلفا ہے بنی امیہ تھا اسوا سیلے کہ کتنے بنی خیر اوسکی
 یادگار ہیں مسجد جامع دمشق کی اوسنی بنائی جو جامع بنی امیہ نامزد ہے
 اور مسجد نبوی مدینہ منورہ کی اوسنی بنایا وسیع کی اور مسجد اقصیٰ بیت
 المقدس کی تعمیر جدید کی سوا ہے اوسکے اوسنی حکم عام دیا کہ جو شخص
 پانوسر عینو سے معذور ہو اوسکی ساتھ ایک خادم رہے جو اندام
 اوسکی ساتھ ہی ایک خادم رہے اور جس لوگ مرض ہذا میں مبتلا
 تھے اونکی سکونت اسی الگ کر کے اونکی مدد معاش بیت المال
 سے متور کی راقم کہتا ہے معلوم نہیں یہ حکم عام ساری ممالک اہل
 اسلام میں جاری ہوا تھا یا خاص دار الخلافت میں اگر عام تھا تو حقیقت
 میں بہت عمدہ خیر جاری ولید کی عہد کی تھی اور چونکہ ابتداء میں اسلام
 سے خلفا یہ راہ دین کے عہد تک کوئی تنفس مسلمان بے معاش
 نہیں رہتا تھا سبکو بیت المال سے بقدر گزاران حصہ ملتا تھا وہی سخت
 ظاہر ولید کے عہد تک یا اوسکو بعد بھی کسی عہد تک یہی کہ جو لوگ

خدشگزار خلافت تھی اور کو حق خدمت ملتا تھا اور جو خانہ نشین تھے ان کو
 حسب لیاقت اور درجہ کے وجہ گزران مقرر ہو جاتی تھی چنانچہ اسباب
 میں زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں ایک معلم پیش ہوا تھا
 حکام ذکر کرتے ہیں جناب امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
 حکم جاری فرمایا تھا کسی مسلمان کا لڑکا جب تک شیرخوار نہ ہو اس کی معاش
 کیواسطے بیت المال سے کچھ مقرر نہیں ہوگا جب دودھ چھوڑے گا تب وہ
 مستحق اپنے حصہ کا بیت المال سے ہوگا اور آپ کا دستور تھا کہ شکو
 حفاظت کیواسطے خود شہر مدینہ میں اکثر گھوما کرتے تھے ایک مقام
 پر دیکھا کہ ایک اعرابی اپنے دستور کے موافق کھن وغیرہ کا سایہ کر کے
 اتر رہا تھا اوسے میں سے ایک لڑکے کے رون کی آواز آتی تھی آپ نے
 قریب جا کے پوچھا یہ لڑکا کیوں روتا ہے اوسکی ماں نے کہا اسکا دودھ
 چھڑا دیا گیا ہے اسواسطے روتا ہے آپ نے پوچھا اسکی عمر کیا ہے ماں
 نے کہا چھ مہینے کا ہے آپ نے فرمایا اتنی توڑی سی عمر میں دودھ کیوں
 چھڑایا لڑکے کی باپ نے کہا ہم نہایت مخلص ہیں اور امیر المومنین نے
 حکم دیا ہے کہ جب تک لڑکے کا دودھ نہ چھوٹے اسکو بیت المال
 سے کچھ نہ ملے اسواسطے دودھ چھڑا دیا ہے آپ وہاں سے غمزدہ
 پرے اور صبح کو روئے سوئے دار الخلافہ میں تشریف لائے اور
 فرمایا عمر نے مسلمانوں کے لڑکوں کو مار ڈالا جو یہ حکم دیا کہ شیرخوارہ

لڑکوں کا بہت اہمال میں حصہ نہیں ہے اوس حکم کو منسوخ کیا اور نیا حکم
 جاری کیا کہ مسلمانوں کو گھر میں جب لڑکا پیدا ہو اوس وقت سب بیت المال
 سے اوس کو حصہ ملے اور اوس اعرابی کو بلا کیے تاکید کی جب تک
 معمولی ایام کو تمہارا لڑکا نہ پہنچے تب تک دودھ نہ چڑاؤ بالحد و قیاس
 الصفا میں مذکور ہے کہ عہد دولت ولید میں بلا و ماوراء النہر فرغانہ
 ہکت اور دیار کابل ملتان تک فتح ہوئے اور اوس کو تعمیر عمارت کا
 بہت شوق تھا اس سبب سے اوس کو عہد علی العموم لوگوں کی بہت
 عمارت ہی بنانے کی طرف مصروف تھی اور رات دن آپس میں
 اسی کا چرچا رہتا تھا اور سیامان بن عبد الملک کے عہد میں بہت لوگوں
 کہانے کی طرف اور نکاح کر نیکی طرف مصروف رہتی تھی چونکہ اوں کی بادشاہ
 عہد کو کہانے کا اور ازدواج کا بڑا شوق تھا اور ایام خلافت عمر بن عبد العزیز
 رضی اللہ عنہ میں باسبب ذکر فرایض اور نوافل کا ہوا کرتا اور اوس کی
 ادائیں لوگ مصروف رہتے تھے اس سبب سے کہ خلیفہ عہد حریص
 عبادات کے تھے پس مضمون الناس علی دین ملوکھم ان
 بادشاہوں کی عہد میں خوب ظاہر ہوا ماسرہ میں شیخ محی الدین بن ابوالی
 نے لکھا ہے ولید کی ماں ولادہ بنت عباس بن خزن عسبی تھی مہر
 میں اوس کی کندہ تھا سراجی اللہ لا شریک بہ شیئا اور بنفون یو
 کہا ہے اوس کی مہر کا کندہ تھا یا ولید انت میت و محاسب

راقم کتابی کیا عجیبی کہ دو مہر بن سون یا ایک کو منسوخ کر کے دوسرے
 بنائی ہوا اور حاجب اوسکا اپنا غلام تھا سعید اور ققاع بن خولید
 عیسیٰ معلوم نہیں دونوں حاجب ایک ساتھ تھے یا ایک کو موقوف کر کے
 دوسرے کو مقرر کیا ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ولید کے مزاج میں تلون
 بہت تھا دو مہر و نکاح کئے ہوئے اور دو حاجبوں کا ہونا بالخصوص ششویکی
 تغیر اور تبدیل سی یہ امر ثابت ہوتا ہے یعنی پہلے ابو شریک مثنی
 تھے پھر قبضہ مقرر ہوئے اور انکو بعد ذویب ہوئے پھر ضحاک بن
 ویر اور انکو بعد یزید بن ابی کبشہ اور انکو بعد عبید بن بلال الغرض ولید نے
 ویر حران میں قضای ومان سیر اور انکا خازنہ آرمیون کے گردن پر مشق
 میں آیا عمر بن عبد العیز نے خازنہ کی نماز پڑھائی اور باب الصغیر میں
 وقف ہوئے سارہ کی روایت سیر نصف جمادی الثانی ۱۳۳ھ ہجری
 میں قضای اور مدت خلافت نو برس ساڑھی آٹھ مہینے تھی اور
 انچاس برس کی عمر ہوئی اور سبایک الذہب کی روایت سیر کا
 برس کی عمر ہوئی سا تو ان خلیفہ بنی امیہ مروان بن
 کا ابو ایوب سلیمان بن عبد الملک بن مروان
 تھا۔ سبایک الذہب میں لکھا ہے کہ سلیمان بنی امیہ کے نیک لوگوں میں
 تھا اپنے باپ کی وصیت سیر بعد ولید کے خلیفہ مقرر ہوا و فتنہ الصفا
 میں مذکور ہے کہ سلیمان کو جب لوگوں نے خلیفہ کیا تو وہ انتظام ملک

میں مشغول ہوا یزید بن مہلب کو عراق اور اوسکی متعلقات کا والی مقرر
 اور قتیبہ بن مسلم چونکہ ولید بن عبد الملک کی رائے کے ساتھ در باب
 غول سلیمان کے ولایت عہد سے متفق ہو گیا تھا اذہنکی خلیفہ ہونے سے مشغول ہوا
 خراسان میں اپنی ماتحت امر کو سلیمان پر خروج کرنے کے واسطے ترغیب
 دینا شروع کی مگر کسی نے اوسکی رائے کے ساتھ اتفاق نہ کیا اور
 مخفی سب نے مشورہ کر کے قتیبہ کو امارت خراسان سے معزول کر کے
 وکیع بن اسود سیسی کو والی مقرر کیا وکیع نے دارالامارہ پر پورش کی چونکہ
 کثیر سپاہ کے لوگ وکیع کے ساتھ متفق ہو گئے تھے قتیبہ کے خاص بھائی
 بندون نے اوسکی مدافعت پر کمر باندھ ہی اور گیا رہ آدمی اوسکی بھائی
 یزید بن یزید سے لڑ گئے بعد اوسکی خود قتیبہ نے ہمت مدافعت پر کی
 اور وہ بھی مقتول ہوا وکیع نے سر قتیبہ کا اور اوسکی بھائیوں اور بیٹوں کا
 سر عرضداشت کے سلیمان کے حضور میں روانہ کیا سلیمان نے باوصف
 برگشتگی قتیبہ کے نہایت افسوس کیا اور کہا جو قتیبہ نے خراسان اور
 ماوراء النہر میں شجاعت اور بہادری کی ہے اور ایسی مالک اور
 قلعی قلب فتح کیے دوسری اوسکا عشر عشر مکن بہن ہے شہ
 مجری میں سلیمان نے دارالخلافہ سے کوچ کر کے وابق بن جو متعلقات
 قنبر بن سے تہانزول کیا اور سعد بن عبد الملک اپنے بھائی کو سپرد
 انوار جہار کا مقرر کر کے قطنیہ کے سیحیر کے واسطے مامور کیا

اور والیون یا بالیون نامی کیشخص جو آذربائیجان آیا تھا اور اس نے فتح قسطنطنیہ کا خلیفہ کے سامنے بیڑا اٹھایا تھا مسلمہ کے ہمراہ گیا مسلمہ نے جا کے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا اور لشکر کو واسطی بہت سا غلہ جمع کیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ شہر کے باہر زمین افتادہ میں زراعت شروع کی اسے شہر کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ محاصرہ بہت طویل ہو گا مجبور ہو کے درخواست مصالحو کی کی کہ تھنے آدمی شہر میں ہیں ایک ایک دنیا راہی پیچھے لے لیجئے اور محاصرے سے دست بردار ہو جائے یہ پیغام مسلمہ نے قبول نہ کیا جب شہر کے لوگ مصالحو سے مایوس ہوئے بالیون کو انہوں نے پیغام دیا کہ تم تمہاری سلطنت کر تھی یہاں بعضی میں اگر کوئی ایسی تدبیر کرو کہ مسلمہ مع فوج کے یہاں نشیو شام کو پہر جائے اس سبب کہ وہاں کی بادشاہ نے تھنا کی تھی اور کوی بادشاہ وہاں مقرر نہیں ہوا تھا بالیون نے مسلمہ کو خدع کیا اونیسی کہا کہ تھنے جو غلہ جمع کیا ہے اور زراعت کروائی اسے اس شہر کے ارباب اقتدار کے دل میں ہے کہ نکو طاقت لڑنے کی اور مقابلے کی اونیسی نہیں ہے صرف محاصرہ میں ایام گذاری کرتے ہو اس واسطی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غلے جلا ڈالا جائے مسلمہ اسے فریب کہا گئے اور ساری رسد کے غلہ میں آگ لگا دی اسکے بعد ان کو سخت فکر پیدا ہوئی کہ سبب ساری رسد خالی ہو جائے نہ تو وہاں قیام کر سکے تھے اور چونکہ خلیفہ نے بغداد میں بیعت حکم دیا تھا کہ بغیر قسطنطنیہ کے فتح کر نیکی وہاں سے حرکت کرنا اس سبب سے محاصرے دست بردار ہی نہیں ہو سکتے تھے اسی مشرف میں تھے کہ سلیمان کے قضا کر نیکی خبر پہنچی اور عمر بن عبدالعزیز جو خلیفہ ہو انہوں نے حکم مراجعت کا ان کو لکھا مسلمہ نے مع افواج کے جنت قہقری کی۔

راقم کہتا ہے مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ رومیون نے بالیون کے ایفامی وعدہ کیا یا نہیں مزموم یہ ہے کہ نہ کیا ہو گا اس واسطی کہ تاریخ میں رومیون پر غیر قوم کے بادشاہ ہونے کا حال

جب تک کہ ترک نے قسطنطنیہ پر قبضہ نہیں کیا دیکھو زمین نہیں آیا اجداس واقعہ کے روضۃ الصفا میں
 مذکور ہے چونکہ سلیمان نے یزید بن مہلب کو حاکم عراق مقرر کیا تھا اور خراسان اور ماوراء النہر کا انتظام
 بھی وہ نہیں کو سپرد کیا اور یزید بن مہلب کو فکر جرجان اور طبرستان کے فتح کرنیکی تھی جو بامزدگان
 کی ملکیت تھیں۔ اوسکا حال یہ ہے کہ زمانہ شریف خلیفہ سیوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
 میں سعید بن العاص نے جرجان کا محاصرہ کیا تھا وہاں کے حکام نے دولاکھ دینار دیکے صلح کر لی سعید
 بن العاص وہاں سے پھر آئے اوس زمانے سے سلیمان کے عہد تک اہل اسلام اوسے متحرص
 نہیں ہوئے مگر قتیبہ جو حجاج کی طرف سے خراسان کا حاکم تھا اوسنے حجاج سے استجارت اوسکے فتح کرنیکی کئی
 حجاج منع کیا کہ تاکہ نہ نذرانہ دشوار گزار بنی فوج کے تلف ہونیکا احتمال ہے اوسا سطلی قتیبہ نے
 یحییٰ بن اوس کو چوڑے قوس کے گراہ سے خراسان میں گیا تو جب فتح و ماوراء النہر کے قتیبہ کی گوشش
 آئے تھی اور سلیمان اوسکی خبر و آزمائی کی توفیق کرتے تھے تب یزید بن مہلب کہا کرتا تھا ان فوج سے
 کیا فائدہ ہے جب تاکہ ماوراء النہر کے یحییٰ بن اوس اور طبرستان یحییٰ بن چوڑے کے لئے اس
 نظر سے اب یزید بن مہلب کو اوسکے فتح کرنیکی بہت فکر ہوئی پہلے یزید بن مہلب ایک
 دست دیار عجم میں گیا اور خراسان وغیرہ کا بہت اچھا انتظام کر کے مغلہ اپنے بیٹے کو
 وہاں نائب مقرر کیا اور ایک تاکہ فوج جمع کر کے جرجان کا محاصرہ کیا سخت لڑائی ہوئی
 جرجان کو طاقت تقابلی کی نہ رہی وہ بھاگ کھڑے ہوئے فوج اسلامی نے تعاقب کیا
 وہاں کو قتل اور قید کیا اجداسکی جرجان میں داخل ہوئے اموال بقیاس اور غنائم
 بیسہا ر فوج اسلام کے قبضے میں آیا یزید بن مہلب نے خس غنائم دار الحکومت کو روانہ کیا اور
 خود طبرستان کا عزم کیا مگر ظاہر احوال جرجان کو بعد فتح کے مطلق العنان چھوڑا تھا جب

فوج اسلام کی نواحی طبرستان پر پہنچی وہاں کے حاکم نے باعانت افواج دیبا طہ بہت تیار
 اور راہوں کو مستحکم کیا اگرچہ یزید کی فوج نے مقدمہ لشکر غنیم کو بعد جنگ کے ہزیمت دی مگر
 یزید بن مہلب نے جو تسخیر طبرستان پہلی تصور کی تھی وہ نہ ہوئی اس سبب سے وہ پریشان
 اس عرصہ میں حاکم طبرستان نے حاکم جرجان کو لکھا کہ اہل اسلام کی فوج میں سے جو
 ہو اس کو قتل کرو اور اسے وہاں غدر کر دیا اور ایک جمیعت کثیر جرجانیوں کی جمع کر کے
 نائب یزید بن مہلب کا جو وہاں تھا اس پر حملہ کیا بعضے لوگ اہل اسلام کی فوج کے
 مارے گئے اور بقیۃ السیف نے ایک مقام مستحکم کو امن بنایا یہ خبر جب یزید بن مہلب کے
 پہنچی وہ زیادہ تر متفکر ہوا ایک شخص کو وہاں کئی رؤسا میں سے بلایا جو مسلمان تھے
 مگر یہ نہیں معلوم ہوا کہ پیشتر سے مسلمان تھے یا اب یزید کے ہاتھ پر ایمان لایا تھا اور اگرچہ
 یزید نے اس کو بہت تنگ کر کے دو لاکھ درہم اس سے وصول کئے تھے مگر اس نے کہا
 اگرچہ تم مجھے ناراض ہو گے لیکن مجھ کو تمہارے صداقت ایمان اور اسلام پر نہایت
 اعتماد ہے اس سبب سے میں تمہاری اعانت کا امید دار ہوں چونکہ جرجانیوں نے بعد ہمارے
 فتح کے جب ہم کو ان کو امن دی نجات پر کمر باندھ ہی ہے اس واسطے مجھ کو ان کی سزا دہی
 واسطے جانا ضرور ہے جس طرح سے ممکن ہو حاکم طبرستان سے مصالحوہ کرو اور انہوں نے
 قبول کیا اور حاکم طبرستان کے پاس گئے اور اس کو سبجہا یا کہ کچھ پیشکش کر کے
 صلح کر لو اس حاکم نے کہا بڑا تعجب ہے میں نے سنا ہے کہ یزید نے تم کو بہت زیادہ
 اور اب جو وہ ہمارے ہاتھ سے تنگ ہو رہا ہے تم اس کی خیر خواہی کے واسطے
 ہکو نصیحت کر نیکو آئے ہو اور انہوں نے کہا جو تم نے سنا ہے وہ سچ ہے لیکن حقیقت یہ ہے

یہ ہے کہ یزید نے خلیفہ کو عرضداشت بھیجی ہے اور فوج کثیر طلب کی ہے جب فوج یہاں پہنچی
 مثل تہارے دس حصے لوگوں کو طاقت مدافعت کی باقی نہ رہیگی تو حقیقت میں میری نصیحت
 تمہاری خیر خواہی سے ہے نہ کہ یزید کی خیر خواہی سے یہ تقرر حاکم طبرستان سندھ راضی ہوا
 اور قبول کیا کہ سات لاکھ درہم اور چار سو غلام جسکے ہر ایک کے سر پر ایک طبق چاندی کا ہوا
 جہیز طیلسان اور شقہ ریشمی پڑا ہوا وہ پیشکش کر گیا اوس متوسط خوش عقیدہ نے یزید
 بن مہلب کو آکے اطلاع کی وہ نہایت خوش ہوا اور اموال پیشکش کا ایک باطینان پہر
 جرجان پر چڑھائی کی اور اوسے قسم کھائی کہ جرجانیوں کو اتنا قتل کرونگا کہ اوسکے خون جاری
 پن چکی چلے اور اوسکے آٹے کی روٹی میں کھاؤن الغرض جب یزید کے پہر آنے کی خبر
 جرجان میں پہنچی حاکم دمانکا بھاگا اور ایک قلعہ جو نہایت مستحکم اور قلب اوس نواح میں تھا
 اوس میں جا کے محصور ہوا فوج اسلامی نے سات مہینوں کا محاصرہ کرکے کسی تدبیر سے اوسکی فتح
 ممکن نہیں معلوم ہوتی تھی قلعہ پہاڑ پر تھا اور کسی طرف سے راہ پہاڑ پر چڑھنے کی نظر نہیں آتی تھی دفعہ
 ایک سیر غیبی معلوم ہو گئی یعنی ایک مصاحبہ کا ایک دن اوس پہاڑ کے گرد گھومتا تھا اور
 ایک کتا اوسکے ساتھ تھا وہاں ایک سنگھار نظر آیا جسکی طرف وہ کتا دوڑا اور وہ شخص اوسکے
 پیچھے دوڑتا تھا ایک نہایت پتلا راستہ جسپر اونہ درختوں کا تھا اوس طرف وہ سنگھار
 اور کتا جاتا تھا اس شخص نے یہ دانائی کی کہ اپنی کپڑی اور کپڑے پہاڑ پہاڑ کے درختوں کی
 شاخوں پر لٹکا تا جاتا تھا کہ پھرتے وقت راستہ نہ بھول جائے الغرض قلعے کی دیوار کے نیچے جہاں
 دروازہ قلعے کا تھا پہنچ گیا تب وہاں سے پلٹا اور یزید سے آکے کہا کہ اگر میں راستہ قلعے کا
 بتا دوں تو کیا انعام دوں گے وہ ہنوں نے کہا جو مانگو اوس شخص نے چاہزادہ درہم مانگے

یزید نے کہا دس ہزار درہم دو لگاؤ اس شخص نے کہا چار ہزار تو اب نقد دیجئے باقی بعد فتح
 عنایت کیجئے یزید نے فوراً چار ہزار درہم حوالے کئے اور چودہ سپاہ ہمراہ کرتے تھے اور سنے
 راہ کی تنگی کے سبب سے صرف تین سو آدمی ساتھ لئے اور تمام شب چلے دو سر دن ناظمہ کو قتل
 اس مقام پہنچنے تکیر کی آواز بلند کی اور قلعے میں داخل ہو گئے یزید بھی وہاں پہنچا تو
 اور لڑکوں کو تو قید کیا اور اس حاکم کو اور اس کے ہمراہیوں کو انواع عذاب سے قتل کیا
 اور اس قلعے کو بالکل مسمار کر ڈالا وہاں سے اٹھ کر شہر حیرجان کا محاصرہ کیا اور بڑے
 ممکن ہوا اس کو بھی فتح کیا اور وہاں قتل عام کا سو اے عورتوں اور لڑکوں اور بوڑھوں کے
 حکم دیا بعضوں نے فی کس چار آدمی قتل کئے اور اکثروں نے فی کس پانچ آدمی مار ڈالے تو
 قید کر لیا وہاں قریب ایک ہند پر ایک پنجلی تھی جس کے پانی سے وہ چلتی تھی اسی
 پانی کی دھار پر قیدیوں کو جانوروں کے مثل ذبح کرنا شروع کیا جب کا خون پانی کی دھار
 ساتھ مل کر چلی کو چلاتا تھا اس سے جو آٹا پیسا گیا اس کی روٹی پکی اور یزید بن مہلب نے
 اپنی قسم اٹھانے کی واسطی اس کو کہا یا اور دو فرسخ تک سویان گاڑیں اور چار ہزار
 آدمیوں کو اس پر چڑھایا اموال اور نقشہ بے پایاں اور نفائس امتعہ اور لٹائے غنائم
 یزید کو اور جمیع سرداران عجم اور امرا عرب جو اس معرکے میں یزید کے ہمراہ تھے ماتہ آیا
 فتح نامہ خمس غنائم کے ساتھ دار الخلافت میں روانہ کیا یزید کے فتنی نے جو سمنان بن
 مغیرہ ابن ابی قمرہ تھا عرض کیا کہ مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ ساری تفصیل غنائم کا
 نہ لکھی جائے یزید نے اس مشورہ کو نہ قبول کیا اور جو کچھ وہاں افواج ہامہ یا ہماصل کہہ چاہے
 فتح نامہ سلیمان کے پاس پہنچا سلیمان نے اس سارے محافل اور مجالس میں یرید بن مہلب کی

تقریف اور توصیف شروع کی۔ اس عرصہ میں بعضے امرائے زید کے ہمراہی کی عرضیاں
پے درپے آنی شروع ہوئیں کہ زید بن مہلب ارادہ خروج اور بغاوت کا رکھتا ہے سلیمان
مترود ہوئے اور وزرا اور مشاورین سے استشارہ کیا سبہوں نے بالاتفاق عرض کیا
جس شخص کو اتنا تمول حاصل ہو جیسا او سنے خود فتحناموں میں لکھا ہے اس کے مترود اور بغاوت
کچھ عجیب نہیں ہے اس کے انسداد کی یہ تدبیر فہرہ میں آتی ہے کہ قبل اسکے کہ اس کی طرف سے
امارات عصیان کی ظاہر ہوں کسی متعصب کو اپنے اہلیت میں سے اس کے
یاس نیچے کہ جو کچھ اس کے پاس نقد و جنس ہو سب کو ضبط کر لاؤ اگر یہ تدبیر واقع ہوگی
پھر کسی وجہ اور بہت اس کی شرکت پر بغاوت میں باقی نہ رہیگی سلیمان اسی فکر میں تھے کہ
عمر ان کی تمام ہوگئی اور انھوں نے قضا کی۔ کیفیت ان کی وفات کی اور تقریر و عہد کی اسی
روضۃ الصفا میں یوں لکھی ہے کہ ۹۹ھ میں سلیمان نے موضع دابق متعلقہ قنسرین میں قضا کی
جہاں وہ بزم تغیر قسطنطنیہ کے گئے تھے دو برس آٹھ مہینے انھوں نے سلطنت کی اور ان کو
لوگ مفتاح الخیر کہتے تھے اس واسطیکہ جب وہ تخت فرماندہی پر بیٹھے سارے قیدیوں کو انھوں نے
رہا کیا اور علی العموم لوگوں کے ساتھ نہایت مراعات اور سلوک سے زندگانی کی۔ اور غائب قانع ہو کر
ایک امر مروی ہے کہ شام کے ایک امیر کے جنازے کے ساتھ اس کو دفن کر نیو گئے تھے اس کی قبر
کھودنے سے جو مٹی نکلتی تھی تھوڑی سی اوسین سے اٹھا کے سونگھی اور کہا کیا اچھی خوشبو اس
مٹی میں ہے ایک ہفتے کے بعد اسی قبر کی پہلو میں دفن ہوئے ارباب تواریخ نے لکھا ہے کہ
جب وہ بیمار ہوئے اور ان کو یقین ہو گیا کہ وہ مرض الموت ہے خواہش کی اپنے ایک بیٹے کو عہد
مقرر کریں اور ان کے اونٹے جتنے تھے سب صغیر السن تھے ایک شخص نے ان کی مقرر ہوئیں سے

نصیحت کہا کہ اگر زمام اقتدار خلافت کا ایک کم سن لڑکے کو دیا جائیگا غالب ہے کہ عہدہ براہتو
 دور یہ امر موجب فتور اور پر اگندگی کا اہل اسلام میں ہوگا سلیمان نے کہا مجھ کو بھی ایسا لگتا ہے
 ایک بیٹا اونکا دواؤ نام وہ فی الجملہ سن رشد میں تھا مگر وہ افواج کے ساتھ قسطنطنیہ کی تسخیر
 کیواسطی مامور تھا اور دار الخلافہ سے غائب تھا اوسکے باہین لوگوں نے عرض کیا کہ اونکی حیات
 اور مات کا علم نہیں ہے اور انتظار کریں احتمال فتور ہے تب سلیمان نے کہا کہ عمر
 بن عبد العزیز کے باہین کیا کہتے ہو سبہون نے بالاتفاق کہا کہ وہ اخیر مسلمانو میں متصف
 بوسع و تقویٰ اور بلاشبہ لایق خلافت کے ہیں سلیمان نے کہا میں اونکو خلیفہ مقرر کرونگا
 اور بعد اونکے اپنے بھائی یزید بن عبد الملک کو اسے سب اضی ہونگے اور اگر تنہا عمر کو خلیفہ
 مقرر کروں تو میرے بھائیوں کی طرف سے احتمال فساد کا ہے مشیرون نے یہ رائے پسند کی
 تب اونھوں نے وثیقہ اس حکم کا لکھوایا اور اوسکو لغاذین بند کر کے سہر کی اور ایک کو
 اپنے مقربوں میں حکم دیا کہ سارے بنی امیہ کو ایک مقام پر جمع کرے اور وہ وثیقہ سب پر
 رجا بن حیات کو دیا اور کہا یہ وثیقہ اس پر سے سب پر بنی امیہ کے مجمع میں لیاؤ اور کہو حکم
 جسکا نام اس وثیقے میں لکھا ہے بغیر ظہور اوسکے نام کے اوسکے ساتھ بیعت کرو اور جب
 تک میں زندہ ہوں وہ وثیقہ کھولا جائے اور خلیفہ کا نام ظاہر نہو۔

راقم کہتا ہے کہ حکم اخفاے نام کا اسواسطے ہوا ہوگا کہ شاید اوس مرض سے
 صحت ہو جاوے تو اوس وثیقہ کو منسوخ کر کے تبدیل کا اختیار باقی رہے۔

الغرض رجا بن حیات وہ وثیقہ بنی امیہ کے پاس لیگیا اور جو حکم تھا اوسکا
 انفاذ کیا سارے بنی امیہ نے کہا ہم خلیفہ کے بالمشافہہ بیعت کرینگے رجا سب کو

خليفة کے حضور میں ليگيا حليفہ نے وہی حکم ديا کيکو کچھ چارہ بجز کاغذ کی بیعت کر نيکے نہوا
 سبہون نے بیعت کی - رجا بن حیات سے منقول ہے کہ جب سب لوگ متفرق ہو گئے
 عمر بن عبد العزیز اس کے پاس گئے اور کہا اگر تم کو معلوم ہے کہ امیر المومنین نے یہ بوجہ خلافت کا
 میرے سر پر ڈالا ہے تو مجھے کہہ دو میں جا کے امیر کے پاس استعفا کروں مجھ کو
 خواہش خلافت کی نہیں ہے رجا نے جواب دیا مجھ کو معذور رکھئے میں امیر المومنین کا
 راز افشا نہیں کر سکتا عمر بن عبد العزیز بہت ناراض ہو کے چلے گئے بعد اس کے
 ہشام بن عبد الملک رجا کے پاس گئے اور خلیفہ مندرجہ وثیقہ کا نام پوچھا رجا نے
 وہی جواب دیا ہشام نے کہا کہ اگر امیر المومنین نے عبد الملک کی اولاد کو محروم کیا
 تو بڑا فساد ہو گا - رجا بن حیات ناقل ہے کہ جب امیر المومنین نے قضا کی اس نے
 ایک چادر سے اونکو چھپا کے لوگوں کو تاکید کی کہ خبردار ابی امیر کی موت کا ذکر زبان
 نہ آوے اور باہر آ کے اوہون نے ظاہر کیا کہ امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ سب لوگ مسجد
 جامع میں جمع ہوں اعلیٰ اور ادنیٰ میں سے کوئی غیر حاضر نہ ہو جب سب جمع ہوئے تب
 رجا نے کہا کہ حکم صادر ہوا ہے کہ مجدد لوگ مندرجہ وثیقہ کے ہاتھ پر بیعت کریں
 جب سب بیعت کر چکے تب رجا بن حیات نے وہ وثیقہ کہو لا اور کہا امیر المومنین نے تقدیر
 ابی سے قضا کی اور وثیقہ کو پڑھا سب لوگوں نے بظہور نام خلیفہ عمر بن عبد العزیز
 رحمۃ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا شروع کی مگر ہشام بن عبد الملک نے کہا ہکو بیعت انہیں
 عذر ہے رجا بن حیات نے کہا اگر تم نے بیعت نہ کی ہم کو حکم ہوا ہے کہ اس وقت تمہارا
 سرتن سے جدا کر دینگے مجبور ہو کر اونھوں نے یہی بیعت کر لی اور عمر بن عبد العزیز

باتفاق عام خلیفہ ہو گئے مینقول ذکرہ سلیمان پوشاک بہت مکلف پہنتے تھے اور جو شخص میلے
 اور بڑے کپڑے پہن کے دربار میں آتا تھا بہت ناراض ہوتے تھے اور کھانا بہت عمدہ کھاتے تھے
 بعضے اقسام کھانا نوٹے عرب میں اونکی ایجاد سے مروج ہیں کثیر الاشہاب بھی تھے نقل ہے کہ ایک دن
 تیس بکریوں کے احشا بھونے ہوئے ان کے سامنے آئے تیس چیتوں کے ساتھ سب کھا گئے
 بعضے تواریخ میں لکھا ہے والہدۃ علی الراوی کہ سلیمان سورطل کھانا برطل عراقی ہر روز کھاتے تھے
 جو قریب ایک من کے سیر اور پرند و سائے ڈنگوا اس تحریر میں جو روضۃ الصفائے منقول ہے
 نہایت مبالغہ معلوم ہوتا ہے اور یا فعی نے مرآۃ الجنان میں ایک روایت لکھی ہے اوسے کہ بویختی
 کی اس روایت سے آتی ہے وہ لکھتے ہیں ایک حکیم مالک ہندوستان آیا اور اوسنے دعو کیا کہ تین
 دوائیں میرے پاس ہیں ایک قوت ہضم کی کہ جب قدر کھانا کھائے وہ ہضم ہو اور دوسری قوت
 شہوت جملع کی کہ جتنی کثرت سے صحبت نہا کے ساتھ کیجے سیری ہو اور تیسری دوا بالون کے
 خضاب کی کہ ایک دفعہ استعمال سے پھر کبھی بال سفید نہوں سلیمان نے کہا ان تینوں دواؤں کے
 طرف عاقل کو لازم ہے کہ رغبت نہ کرے کثیر الاشہاب ہونین اقل مرتبہ یہ ہے کہ کثرت سے اجابت
 ہوگی اور مکر پانچا نین جاننا ہوگا اور مباح خبیثہ متعفنہ کثرت سے دفع ہونگے اور کثیر الشہوت
 جماع کے ہونین اقل مرتبہ یہ کہ عورتوں کی صحبت کا اسیر ہو جا جو امر بالخصوص خلیفہ ابو بکر
 کیواسطی بڑا عیب ہے اور بالون کا سیاہ کرنا نہایت بد ہے کہ جو نور اللہ تعالیٰ نے مرد مسلم کی
 بزرگی کیواسطی عطا کیا ہے اوسکو کالا کر ڈالے یہ اخیر قول اقتباس ہے حدیث شریف کا
 من شباب شبہ فی الاسلام کانت لہ نور الیوم والقیامۃ خلاصہ مضمون حدیث کا
 یہ ہے سلیمان جبکہ بال بڑا بے سے سفید ہو جائیں وہ سفیدی قیامت کے دن ایک نکت ہوگی۔

مسامرہ میں لکھا۔ ان سلیمان کی وہی تہیں جو ولید کی ان تہیں اونکی مہر کا کندہ تھا۔ اہل سنت
باللہ وحدلہ حاجب انکے ابو عبیدہ تھے اور غشی اونکے چار تھے ابو سلیمان بن نعیم بن سلامہ
اور یزید بن مہلب اور فضل بن مہلب اور عبد الغزیز بن الحارث بن الحکم۔

راقم کہتا ہے کہ ظاہر تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ چاروں غشی ایک وقت میں تھے یا شاید
ایک کے بعد ایک ہو ہوں اور کو تو ال اونکے کعب بن خولید تھے اور قاضی اونکے عہد کے محمد بن
خرم تھے ذات الجنب کے عارضے سے پتالیس برس کی عمر میں اونھوں نے قضا کی دو برس
پانچ مہینے پانچ دن خلیفہ رہے ۳۶۹ھ میں والی مقرر ہوئے اور ۳۹۹ھ میں قضا کی۔

آٹھویں خلیفہ بنی امیہ مروان بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ

سبا کی اللہ رب میں لکھا ہے وہ خلیفہ صالح الخامس خلفائے راشدین تھے سفیان ثوری نے کہا ہے
خلفائے راشدین پانچ تھے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور محمد بن عبد العزیز اخراج کیا ہے
اس روایت کو ابو داؤد نے اپنی سنن میں گنت اونکی ابو حفص تھی حلوان ایک قریہ ہے
مصر میں وہاں وہ پیدا ہو جب اونکی باپ عبد العزیز بن مروان مصر کے حاکم تھے باختلاف روایات
۳۶۹ھ میں ۳۶ھ میں ان اونکی ام عاصم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں آپ کے
بیٹے عاصم کی بیٹی جب وہ متولی خلافت ہو سارے منظام جو پچھلے خلفائے بنی امیہ کو تھے
اپنی عدالت اور انصاف سے دور گئے اور ساری زمین ممالک اسلام کی عدل سے پھر دی مناقب
اونکے حدیث زیادہ ہیں جسکو ذکر کی گنجائش اس مختصر میں نہیں ہے دو برس پانچ مہینے خلافت کر کے
جنت نصیب ہوئے۔ اور شیخ ابکر نے مسامرہ میں اونکی ان کا نام ام عاصم قریہ لکھا ہے اور شیخ
ابن حجر نے اپنی کتاب تقریب میں ہی لکھا ہے کہ عمر بن عبد العزیز کی ان حضرت امیہ بن عبد العزیز

رضی اللہ عنہ کی پوتی تین مگر شیخ اکبر نے مسامحہ میں خلاف اور مؤرخین کے روایت کی ہے کہ جب ابن
 سلیمان نے قضا کی کہ لوگوں نے عمر بن عبد العزیز کے ہاتھ پر بیعت کی بغیر سلیمان یا عبد الملک اور کچھ وصیت کی
 بلکہ سلیمان نے اپنی بہائی یزید بن عبد الملک کی خلافت کیواسطی وصیت کی تھی لیکن یزید ان کے مرنے کی موت
 والہذاقت میں نہ تھا اسواسطی سلیمان نے محمد بن شہاب ہریری اور کچھ اور رجاء بن حیات اور جو لوگ باب
 طرہ عقد سے اوست حاضر تھے انکو حکم دیا کہ تا ایام غیبت یزید کے مسلمانون میں سبکو چاہو انجام کام خلافت
 کیواسطی مقرر کرلو۔ لوگوں نے باتفاق عمر بن عبد العزیز کو مقرر کیا جب یزید بن عبد الملک شام میں داخل ہوا
 تب اس نے عمر بن عبد العزیز کو برقرار رکھا اور برضا و رغبت انکو ہاتھ پر بیعت کی مگر اس شرط پر کہ انکو بعد
 وہ خلیفہ مقرر ہو۔ اور یاقعی نے مرآۃ الجنان میں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا نام
 بڑی تعظیم سے اسطرح سے لکھا ہے السید الفاضل الامام العادل المیر المومنین و خالص الخفاء الراشدین
 ابو حفص عمر بن عبد العزیز بن مروان الاموی اور سلیمان کے وثیقہ کا ذکر سببہر متضمن وصیت
 خلافت عمر بن عبد العزیز کے بطرح سے روضۃ الصفا کی روایت سے لکھا گیا کچھ تھوڑے فرق سے
 اوس کتاب میں ہے، یعنی روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ خود سلیمان نے عمر بن عبد العزیز کو خلیفہ
 کرینکا ذکر کیا جسکو باتفاق لوگوں نے پسند کیا اور وثیقہ سببہر لکھنے کا خود اوہ نہیں نے حکم دیا اور
 مرآۃ الجنان میں لکھا ہے کہ رجاء بن حیات نے عمر بن عبد العزیز کے تقرر کا مشورہ دیا جب
 سلیمان نے کہا کہ ایسا ہنوکہ میرے بھائیوں کی طرف سے کچھ فساد اٹھے تب رجاء بن حیات نے وثیقہ
 سببہر پر بیعت کرانے کا مشورہ دیا جسکو سلیمان نے قبول کیا اور بموجب اسکو عمل میں آیا بعد
 اوسکے یافعی لکھتی ہیں مناقب عمر بن عبد العزیز کے بہت کثرت سے مشہور ہیں بہت سے علما نے
 صرف وہیں کے محاسن و فضائل اور کمالات عجیبہ ذکر میں بڑے بڑے مجلدات لکھیں مانا اودعا سمع

بن الخطاب رضی اللہ عنہما تھے اور نانی اوکلی وہ لڑکی تھی جو دو دودھ دینے کی وقت اوسکی مانگے کہا تھا اوسین
پانی ملا دو اسکو جواب دیا امیر المومنین نے دورے میں پانی لانے کو منع کیا ہے اوسکی مانگے کہا کیا امیر المومنین
یہاں کہڑے دیکھتے ہیں تیرے لڑکی نے کہا قسم خدا کی یہ مجھ سے نہ ہوگا کہ ظاہر میں اوکلی تابعدار کی ہیں
اور مخفی اوکلی نافرمانی کریں اور جناب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہیں قریب ان دونوں کے
کہڑے تھے اور دونوں کی باتیں سن رہے تھے اوس لڑکی کی عقل اور فطانت سے بہت متعجب اور
خوش ہوا اپنے بیٹے عاصم کے ساتھ اوسکی منگنی کر کے نکاح کر دیا اوسی کے پیٹ سے ام
عاصم حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی مان پیدا ہوئیں رجا بن حیات راوی ہیں کہ
ایک شنبہ میں عمر بن عبدالعزیز کی حضور میں حاضر تھا چراغ گل ہونے لگا تو میں اوٹھا کہ
اوسکو درست کروں اوہوں نے مجھ قسم دی کہ تم بیٹھو اور خود اٹھ بیٹھو اور چراغ کو درست کیا
تب میں نے عرض کیا یا امیر المومنین خادم کے ہوتے مخدوم فی تکلیف اٹھائی اودھون فرمایا
مجھے کیا گھٹ گیا جب میں گیا تھا جب بھی عمر تھا اور پھر کے آیا اب بھی عمر ہوں - اور
اوصین سے روایت ہے کہ اپنے ایام خلافت میں ایک دن خطبہ پڑھتے تھے اوسوقت جو پوشاک
پہنے تھے اوسکی قیمت لوگوں نے لگای کل بارہ درہم تھیں اس میں ایک قبا ایک عمامہ ایک قمیص
ایک سر اوہل ایک چادر اور ایک تلمسہ تھا - اور روایت ہے کہ قبل خلیفہ ہونے کی
ہزار درہم کی قیمت کی پوشاک پہنتے تھے اور فرماتے تھے کیا عمدہ پوشاک تھی اگر اوسین خشت
نہوتی اور جب خلیفہ ہوئے تو پانچ درہم کے قیمت کی پوشاک پہنتے تھے اور فرماتے تھے
کیا عمدہ پوشاک ہے اگر اس میں تنعم نہوتا لوگوں نے عرض کیا سبب اختلاف کا ان دونوں حالتوں میں
کیا ہے فرمایا میرا نفس لوامہ آفت کا پرکالہ ہے جو نعمت اللہ تعالیٰ نے اوسکو دی اوسپر

حل من مزید کا خواہشمند اور اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اسکی خواہش حل من مزید پوری
 کی اب خلیفہ ہونیکے بعد یہی وہی خواہش حل من مزید باقی ہے اب دنیا میں تو اس غلط فہمی
 حل من مزید ممکن نہیں رہی باقی رہی نما سے عقبی وہ بغیر دنیا چھوڑنے کے ملتی نہیں اس واسطے
 اوسکی خواہش حل من مزید نے دنیا چھوڑا دی - اور روایت ہے سلمہ بن عبد الملک
 ایک دن عمر بن عبد الغزیز کی عیادت کو گئے جب بیمار تھے دیکھا کہ وہ کمرے نہایت میل
 پہنے تھے اوہوں نے اپنی بہن فاطمہ سے جو اونکی زوجہ تھیں کہا کہ امیر المومنین کے کمرے
 بدل دو اور جو پہنے ہیں اوکو دلو او فاطمہ نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ میں ایسا کروں گی پھر سلمہ
 کئی مرتبہ اونکی پاس آئے اور وہی میلے کمرے دیکھ کر تب اوہوں نے اپنی بہن کو ولایت کی
 کہ تم وعدہ کیا تھا مگر کمرے امیر المومنین کے نہ دلو اوہوں نے کہا میں کروں اس کے پاس
 اوس جوڑے کے سوا دوسرا جوڑا نہیں ہے جسکو پہن کے وہ میلا اوتاریں تب یہ جاگ
 اور وہی رجا بن حیات راوی میں جیسا اوپر مذکور ہو چکا ہے قبل ایشہار سلیمان کے
 قضا کرنے کے سارے امرا اعلیٰ اور ادنیٰ کو جمع کر کے پہلی وثیقہ سر یہ مہر کی مجد و ابیت
 کروائی بعد اوسکے وثیقہ کہول کے پڑا اور باعلان عمر بن عبد الغزیز کی سپہوں نو سیت کی
 قب سلیمان کا خازنہ دفن کیواسطہ نکالا گیا سب اولاد عبد الملک کی سوار ہو کے خازنہ
 کے ساتھ چلے مگر عمر بن عبد الغزیز پیادہ پاؤں تک گئے اور دفن سے فراغت کر کے جب
 پہرے تب آج بی بیون کے پاس پیغام پہنچا جو تم میں سے دنیا کی طالب ہو وہ اپنے مائناپ کے گھر میں
 جاے میں ایسی مصیبت میں پہنسا ہوں کہ تمہاری خدمت دنیا داری کی اب مجھے نہیں ہو سکتی
 مائناپ کے گھر میں جانا یا بہ طلاق تہی سار اوںکی گھر میں رو پیٹے اور نوسے کی آواز بلند ہو گئی

انتہی مافی سرائۃ الجنان ۔

اب کچھ حالات خلافت عمر بن عبد الوہاب کی روضۃ الصفا نقل کرنا سب
 معلوم ہوا اوسین لکھا ہے جو سلیمان کے دفن سے فراغت ہو میرا خور نے خلیفہ کی صطبل
 تازی بہت عمدہ گھوڑے پیش کئے کہ جو اوسین مرغوب ہوا سپہ سوار ہوں امیر المؤمنین
 فرمایا کہ جو جانور میرا اپنا ہے وہی چھکوپند ہے اوس سپہ سوار ہوں کے اپنے گھڑ کی طرف مراجعت
 کی امرانے عرض کیا اب آپ دار الخلافت میں قیام فرمائیں سکونت کیواسطی قصر خلافت
 موضوع ہے جواب فرمایا کہ سلیمان کے متعلق اور متنب لوگ وہاں مقیم ہیں میں وہاں
 نجا و نکامیرا اپنا جو پڑا میرا اسطی کافی ہے جب تک سب اہل و عیال سلیمان کے
 اپنی خوشی سے دار الخلافت سے نہیں نکلے وہ اپنے گھر ہی میں انجام امور خلافت
 کرتے رہے اور بعد اجلاس کے سریر خلافت پر سے پہلے ایک خط سلم بن عبد الملک کو
 لکھا جو تسخیر استنبول پر مامور تھے مضمون اسکا یہ تھا کہ ہوں نے اپنی خوشی سے میرے
 ماتعہ پر بیعت کی اس شرط پر کہ بموجب خصائل ائمہ عادل کے میں عدل کروں اور
 مسلمانوں غنیمت کا مال بہ مساوات تقسیم کروں پس میں اللہ تعالیٰ سے امید واپوں
 کہ چھکوپنق عطا فرما دے تاکہ سارے اعمال اور افعال بموجب اوسکی رضا کو وقوع
 آویں مگر لازم ہے کہ میری اطاعت اور بیعت قبول کرو اور راہ راست پر رہو تاکہ جناب
 ایزد تعالیٰ و تقدس تم سے خوش ہو اور نہ ہمارے مخالفت اور عصیان پر کمر باندھو تاکہ جو
 اعمال پسندیدہ تم سے صادر ہوے میں وہ راگن ہوں اور بچہ دور و اس سیر خط کے
 تم مع سب مسلمانوں کے جو تمہارے ہمراہ ہیں محاصرہ استنبول کا چوڑے کے اسطریح مراجعت کرو

جب یہ خط مسلم کو پہنچا تو ہون سٹار سے ابرو ارمیان سپاہ کو جمع کر کے سبکو وہ خط بتایا اور سب سے مشورہ پوچھا کہ اطاعت حکم کی کریں یا نہ کریں باتفاق سب کی رائی یہی ہوئی کہ اطاعت اور فرمان برداری خلیفہ کے حکم کی لازم ہے مسلم نے اس سے کو پسند کیا اور مع سپاہ کے دمان سے روانہ ہوا جب طبریہ میں سارا لشکر داخل ہوا سب ارباب فوج کو حکم دیا کہ اپنے اپنے گھرنین جاؤ اور خود ہمراہی خواص امرا اور مقرّبوں کے دار الخلافہ دمشق کے طرف روانہ ہو جب دمان پہنچے بہت برے تھل اور احتشام کے ساتھ قصر خلافت میں گئے مگر امیر المومنین نے ملاقات نہ کی کئی مرتبہ اسی جلوس اور شوکت کے ساتھ گئے مگر دوبار کا بار نہ پایا جب معلوم ہوا کہ شوکت اور شان امیر المومنین کو پسند نہیں ہے تب صرف ایک غلام ہمراہ لیکر دوبار میں گئے خلیفہ نے بہت محبت اور چٹائی سے ملاقات کی منجملہ اور باتوں کے خلیفہ نے فرمایا اے مسلم تم جہان کے گرو خوب گھوسے اور بڑے کام کئے اگر وہ سارے افعال اور حرکات تمہارے واسطی تقویت دین میں اور موجب رضا رب العالمین کے تھے تو تمکو مبارک ہوں والا افسوس اور حسرت ہے تمہارے واسطی اللہ ہمارے اور تمہارے گناہوں کو بخشے۔ نقل ہے کہ عمر بن عبد العزیز کو خبر پہنچی کہ مسلم کے باور چھینٹن ہزار درہم روز خرچ ہوتے ہیں یہ امر اوکو بہت ناگوار ہوا ایک دن مسلم کو پیغام دیا کہ آج کھانا ہمارے ساتھ کھاؤ اور اوس دن بہت اقسام کے کھانے تکلف کچھ اے منجملہ اور کھانوں کے آش مسور کی پیاز اور روغن زیتونیں بگھاری ہوئی بھی تھی عمر بن عبد العزیز نے مسلم کو اتنا باتونین لکھا کہ وہ نہایت بہو کے ہوئے اور شہتر سے خدام سے کہہ رکھا تھا کہ جب میں کھانا مانگوں تو پہلے صرف مسور کی آش لے آنا اوس

حکم کے بموجب وہ آتش پیش کی گئی مسلمہ نے بسبب کھال اشتہا کے دہ آتش خوب پیٹ بھر کے کہا ئی کہ گنجائش اور کھانے کی باقی نہ رہی اس کے بعد جب اور اقسام تکلف کے کھانے چنے گئے اور عمر بن عبدالعزیز نے مسلمہ سے کہا کہ مانتے کیونکہ پہنچا کھانا تو اب آیا ہی اوہنوں جواب دیا کہ میں خوب سیر ہو گیا اب گنجائش اور کھانے کی باقی نہیں ہے، عمر بن عبدالعزیز نے کہا ای ابو سعید سبحان اللہ تم صرف اس مسو کی آتش سے سیر ہو گئے جس میں ایک درہم کے خرچ سے دس آدمی سیر ہوں پھر ایک ہزار درہم جو تم ہر روز اپنے باورچی خانہ میں صرف کرتے ہو کٹا برا اصراف ہر ای ابو سعید خدا سے ڈرو کہ قیامت کے دن تمہارا نام مصرفوں میں لکھا جا اگر وہ مان جو اس طرح سے یہودہ خرچ کرتے ہو اباب احتیاج پر صرف کرو اور بجو کو ٹو کھلاؤ تو وہ صوٹ رضا سے سبحانہ تعالیٰ سہ قریب سے مسلمہ نے عرض کیا حکم امیر المومنین کا بجان و دل قبول ہے آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی کروں گا جیسا ارشاد ہوا عمر بن عبدالعزیز او کی گفتگو سن کر راضی ہوئے۔

واضح ہو کہ معاویہ بن سفیان کے عہد خلافت کے ذکر میں مذکور ہو چکا ہے کہ انہوں نے با تمام رسم و رسم بدسب و لمن کے خطبوں میں جمعہ اور جماعات کی اون بزرگوں پر جاری کی تھی جو اس کے مستحق نہ تھے اور وہ طریقہ مذمومہ سارے خلفائے بنی امیہ میں عمر بن عبدالعزیز کے عہد تک گویا واجبات سے شمار ہوتا تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ منجملہ اور کمالات اور فضائل کے ایک بڑی فضیلت یہ تھی کہ اس بدعت شنیعہ کو اوہنوں نے موقوف کیا لیکن چونکہ ایسے امر کے موقوف کرنا عین غاڈان میں

ضروری موجب دوام و قیام خلافت تصور ہوتا تھا البتہ اپنی بہائی بند نکاح خوف لین ہوگا
 کہ مبادا بلوہ کر دین اور یہ بھی تصور ہوگا کہ اگر سینے اپنے عہد میں موقوف کیا شاید بعد ازاں
 پھر وہی رسم عادیہ کیجائی اس واسطیٰ اسکے واسطیٰ اونھوں نے ایک بہت تدبیر عمدہ
 سوچی جسے پھر کسی کو جرات اسکے ترک کے شکایت کی باقی نہ رہی اور وہ رسم مذہب
 ہمیشہ کیواسطیٰ نیست و نابود ہو گئی وہ تدبیر یہ تھی کہ ایک یہودی طبعیہ خوب ظاہر اور بار بار
 اور مصاحبہ کا تھا اسکو اونھوں نے مخفی تعلیم کیا کہ ایک دربار عام میں آیا جہاں
 سارے امراء شام اور سارا خاندان بنی امیہ کا جمع تھا اور خلیفہ سے درخواست کی کہ اپنی
 صاحبزادی کے ساتھ میرا نکاح کر دیجئے لوگ بہت برفروختہ ہوئے اور خلیفہ نے
 یہ آہستگی فرمایا یہ امر غیر ممکن ہے میں مسلمان ہوں اور تم منائیر ہماری ملت ہماری شریعت
 میں یہ وصلت جائز نہیں ہے یہودی نے جواب دیا کہ آپ کے پیغمبر نے جو اپنی بیٹی کا نکاح
 علی بن ابی طالب کے ساتھ کیا تھا عمر بن عبد العزیز نے کہا وہ بہت بڑے عطاے ملت
 محمدی سے تھی یہودی نے کہا پھر ایسے بڑے عطاے ملت پر خطبہ نہیں لعت کیوں ہوئی ہے
 عمر بن عبد العزیز نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کے کہا اسکا جواب دو لوگ ساکت اور نادام ہوئے
 اور اسی وقت اونھوں نے حکم صادر کیا کہ خطبہ سے وہ الفاظ ناسزا نکال ڈالے
 جائیں اور بجائے ان لفظوں کے یہ جملہ داخل کیا جائے سر بنا اغفر لنا ولاخواننا
 الذین سبقونا بالایمان اور بعضی روایت میں یہ جملہ اس رسم بد کے عوض
 میں برائی یا ان الله يامر بالعدل والاحسان وابتاع ذی القربى
 ونهی عن الفحشاء والمنکر والبغی - لکھتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز کو امشج

بنی امیہ کہتے تھے شیعہ اوسکو کہتے تھے کہ جسکی پیشانی پر شتر زخم اور شکستگی کا ہول زد کین میں
 اونکی سر پر گھوڑے نے لات ماری جسے چہرہ پھٹ گیا تھا اوسکا نشان ماتھے پر باقی تھا
 روایت ہے کہ جب گھوڑے نے اونکو لات ماری تو وہ گہرین گئے اونکی مان ام عاصم خون
 دھو رہی تھیں کہ عبدالغزیز اونکی باپ گھر میں آئے ام عاصم خفا ہو کے اپنے شوہر سے کہنے لگیں
 کہ خادمہ لڑکے کے ساتھ ہین مقرر کیا جاتا کہ ایسی افات سے اوسکو بچاؤ اوصون فرما کہا
 چپ رہو اگر میرا لڑکا وہ ہے جو اشج بنی امیہ کہلاؤ تو زہر سادات اوسکی یہ اس نظر کر
 کہا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص اشج بنی امیہ کا ایسا خلیفہ
 ہوگا کہ عالم کو عدل و داد سے بھر دیکھا چنانچہ اسی بابین عبدالبن عمر رضی اللہ عنہما سے
 روایت ہے کہ وہ آرزو کرتے تھے کہ میں دیکھوں مروان کی اولاد میں کون شخص ہے جسکی
 چہرے پر نشان ہوگا اور وہ عالم کو عدل سے بھر دے گا۔

راقم کہتا ہے مشکوٰۃ میں ایک حدیث حذیفہ صحابی رضی اللہ عنہ سے

روایت کی ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ نبوت تم لوگوں میں جبکہ اللہ تعالیٰ چاہیگا کہ رہے
 بعد اوسکے اٹھالیکا اللہ تعالیٰ اوسکو پھر پہلی خلافت نبوت کے طریق پر جبکہ اللہ تعالیٰ
 چاہیگا کہ رہے پھر اٹھالیکا اللہ تعالیٰ اوسکو پھر پہلی ملک ایک دوسرے کو کاٹنے والا جبکہ
 اللہ تعالیٰ چاہیگا کہ رہے پھر اٹھالیکا اللہ تعالیٰ اوسکو پھر پہلی ملک غلام ہوا جبکہ اللہ تعالیٰ
 چاہیگا کہ رہے پھر ہوگی خلافت نبوت کے طریق پر بعد اوسکے اپنے سکوت کیا جب
 جو ایک راوی اس حدیث کے ہیں وہ کہتے ہیں جب عمر بن عبدالغزیز خلیفہ ہو گیا میں نے
 اونکو یہ حدیث لکھی تھی اور یاد دلائی اور لکھا کہ میں امید کرتا ہوں کہ بعد ملک کا شرواے

ایک دوسرے کے اور بعد ملک ظلم بھر کے آپ میرا مومنین نبوت کے طریقے پر سونگے اونھونے
 نہایت تعجب کیا اور خوش ہوئے انتہی ترجمۃ الحدیث - پھر اسی روضۃ الصفا کی ترتیب
 ہے کہ جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہو حکم صادر کیا کہ جو بنی امیہ نے لوگوں سے بظلم تحصیل کیا
 اونکے مال کو نکو پھیر دیا جائے اور مصلوبین اور مقلوبین نے عرض کیا کہ آپ ایسا حکم دیتے ہیں
 اپنے قوم کے رنج و لال سے نہیں ڈرتے اور انھوں نے جواب دیا مجھ کو صرف وزیامت کا خوف ہے
 کسی اور چیز سے مجھ کو ڈراؤ۔ ہمیشہ دیوانہ تحقیقات مظالم میں بغیر فرس کے زمین پر
 بیٹھتے تھے ہر چند لوگ کہتے تھے فرس بچھا لیجئے والا ہیبت اور شوکت خلافت کی باقی
 نرہنگی ہرگز قبول نہ کیا۔ کہتے ہیں کہ خلافت سے پیشتر وہ نہایت غم و نشان کے
 ساتھ رہتے تھے جب خلیفہ ہوسا مال اور اموال بیت المال میں داخل کر دیا اور اپنے
 مال کے ساتھ فاطمہ بنت عبد الملک اپنی زوجہ کامل بھی داخل بیت المال کیا اور اپنے
 سب اہل و عیال سے کہا کہ اگر فقر اور درویشی سے بسر کرنا منظور ہو تو میرے ساتھ ہو
 والا سب رخصت ہو جہاں چاہو چلے جاؤ سبھوں نے رونا شروع کیا اور کہا ہوں مکار
 آپ کی منظور نہیں ہے جیسا کہ آپ بسر کرینگے ہم بھی اوسیلہ سے بسر کریں گے۔ اور انھوں
 اوکلی زوجہ روایت کرتی ہیں کہ وہ اپنا حق خلافت بیت المال سے اپنی اور اپنی متعلقہ
 خرچہ کو اسلئے صرف دو درہم روز لیا کرتے تھے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز نے
 باغ فذک جو خلفائے بنی امیہ کے تصرف میں تھا حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی اولاد
 سپرد کر دیا۔ اور فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام عمر بن عبد العزیز کی
 بہت تعریف کر کے فرماتی تھیں کہ اگر وہ زندہ رہتے تو ہم لوگوں کو بغیر اہل بیت کو کسی کی امتیاز نہ دیتی

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرماتے تھے کہ ہر قوم میں ایک مرد صالح نیکو اور اپنا
 بنی امیہ کی قوم میں عمر بن عبد العزیز تھے اور فاطمہ بنت عبد الملک سے روایت ہے کہ ایک
 شب کو میں اپنے شوہر میسر بن عبد العزیز کے پاس گئی دیکھا میں نے کہ نماز پڑھتے تھے اور بڑا غنا
 روتے تھے سارا چہرہ اور داڑھی تر تھی جب نماز پڑھ چکے بنے پوچھا مزاج کا کیا حال ہے
 اور اتنا زار زاریوں روتے ہو فرمایا کہ میں متعبد امور امت مرحومہ کا ہوا ہوں اور مجھ کو ہوتا
 فکر اور اندیشہ ہے کہ چاروں طرف ملکوں کے لوگ ننگے اور بیوکے اور خستہ اور غلام عیال دار
 اور مفلس ہونگے اور فردا سے قیامت کو اللہ کا جو مجھے پوچھ لگا کہ ایسے لوگوں کی کیا تو نے
 خبر گیری کی تو میں ڈرتا ہوں کہ جواب مجھ سے بن نہ پڑے اور عذر میرا قبول نہو اس سبب سے
 چمکھو اپنے نفس کی رحم ہو اور رقت پیدا ہوئی۔ واضح ہو کہ عمر بن عبد العزیز یزید بن مہلب سے
 اور اس کے بھائی بندوٹنے یا منی نہ تھے اور فرمایا کرتے تھے وہ سب بڑے ظالم لوگوں میں
 جب بند خلافت انکی اجلاس فرمیں ہوئی تب یزید بن مہلب کو جو والی خراسان ہوا
 حکم بھیجا کہ لے لے لے اوس ولایت میں نائب مقرر کر کے خود دار الخلافت میں حاضر ہو یزید نے اپنے
 بیٹے محمد کو واپس اپنا قائم مقام مقرر کر کے بوجہ حکم کے روانہ ہوا جب وہ دریائے مہفل پر
 پہنچا بصرے کے حاکم نے جسکو پیشتر سے حکم پہنچ گیا تھا یزید کو قید کر کے دار الخلافت میں روانہ
 کیا عمر بن عبد العزیز نے یزید سے اوس سب مال کا مطالبہ کیا جو جر جان اور طبرستان میں اس کے
 ماتمہ میں آیا تھا اور اسکی فہرست اسکیلئے بن عبد الملک کے پاس بھیجی تھی جسکا پیشتر مذکور
 ہو چکا ہے یزید نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین کو معلوم ہے کہ سلیمان کو اس قسم کے اموال میں ہرگز
 مضائقہ نہ تھا کہ میں اسکو خرچ کر دین پس نظر و ثلوق اور اعتقاد کے انکی اوپر وہ سب مال

مین نے خرچ کر ڈالا کچھ اوسین سے باقی نہیں رہا جو مین داخل کروں یہ عذر امیر نے قبول نہیں کیا اور حلقے مجلس میں اوسکو قید رکھنے کا حکم دیا اور امیر کا یہ قول تھا کہ وہ سب مال کثیر ہے اور مسلمانوں کا حق ہے اور چونکہ بیت المال کا مین مستفصل ہوں اوسکو مین چھوڑ نہیں سکتا۔

راقم کہتا ہے کہ بیشیزند کو روچکا ہے کہ یزید مہلب کی نیت ڈالو ڈالوں ہوئی کہ بغاوت پر کمر باندھے اور خراسان میں اپنے تئیں حاکم مستقل غیر مطیع خلافت بناوے اور کثرت تمول اوسکی باعث ہوئی مگر ظاہر اور امر آہستہ اوسکی اوسکی اس نیت بدیر متفق نہوے اور کمر لوگوں کے عراض اوسکی اس نیت فاسد کی اطلاع کو واسطی سلیمان کے پاس پہنچے تھے اور وہ آمادہ اوسکے تدارک کے لئے تھے کہ انھوں نے قضا کی چونکہ تدارک ایسے مفیدہ محتملہ کا قبل وقوع کے ضرور تھا تو ممکن ہے اوس دور اندیش سے امیر نے یزید بن مہلب کو مقید کیا ہو اور چونکہ وہ سزا قبل وقوع جرم تھی اس واسطی دوسرا جرم شرعی یعنی تصرف بیت المال اوسپر قائم کیا گیا انرض بعد یزید کے مقید کرنے کا امیر نے جراح بن عبد اللہ کو حاکم خراسان مقرر کیا جب وہ وہاں پہنچے محمد بن یزید نے حکومت اونکو سپرد کی اور خود دار الخلافت میں حاضر ہوا اور حضوری دربار کا بار پایا اور امیر کے حضور نہایت حاجت اور ساجت سے عرض کیا کہ ایک عالم امیر المؤمنین کے الطاف اور شفقت اور سعایا پر دردی کا شکر گزار ہے مگر میرے بوشے باپ پر کو واسطی نظر عتاب ہی امیر نے جواب دیا کہ تصرف بیت المال کا موجب اوسکے مقید کر لیا ہوا ہے جب وہ سب داخل کر لیا تب رہائی ہوگی محمد نے ایسا جواب شافی قریب سناٹے کے دیا جسے امیر راضی ہوئے اور بعد ازاں

باہر جانے کے قصر خلافت سے امیر نے فرمایا کہ مخلد سید ہی راہ پر چلے میں آپ سے بہتر ہی آدمی
 عرصہ قریب میں بالفاق تقدیر مخلد نے قضا کی اور امیر اس کے خزانے پر شریف لگا اور اس کو
 خزانہ کی ناز پڑائی اور حکم دیا کہ یزید کو محبس سے رہائی دو کہ اپنے بیٹے کی تعزیت میں شریک ہو مگر
 بعد فراغت کے تعزیت سے بھر محبس میں جائے اور جب عمر بن عبدالعزیز بیمار ہو تب یزید محبس سے
 بھاگ گیا ظاہر بہت سخت قید تھی اور سب اس کو بھاگنے کا یہ ہوا کہ یزید بن عبدالملک کے دلیں یزید
 مہلب کی طرف سے بلب امر کے جکا ذکر بہت طوالت چاہتا ہے عداوت تھی اور وہ کہا کرتے تھے کہ
 جب میں والی ملک ہو جاؤں گا تب اس کا غبار اس کی طرف سے نکالوں گا اس واسطے یزید بن مہلب
 ڈرا کہ اگر عمر بن عبدالعزیز نے قضا کی تو یزید بن عبدالملک چونکہ ولیعہد ہی لا محالہ خلیفہ ہونگے
 پس خدا جانے کس بری طرح سے اسے پیش آدین اس واسطے وہ محبس سے بھاگ گیا اور ایک
 عرضی عمر بن عبدالعزیز کو اس مضمون کی لکھتھی کہ اگر مجھ کو یقین ہو تا کہ آپ اس مرض سے
 صحت پاؤں گے تو میں آپ کے محبس پر جنت کو ترجیح نہ دیتا مگر میں ڈرتا ہوں کہ اگر یزید بن
 عبدالملک خلیفہ ہونگے تو مجھ کو بہت بڑی سختی کے ساتھ ہلاک کر نیگے اس مجبوری سے
 میں بھاگتا ہوں جب وہ عرضی عمر بن عبدالعزیز کے پاس پہنچی تو اسے بخون فرمایا بار خدا ایا
 اگر یزید بن عبدالملک بدخواہ مسلمانوں کا ہی تو اس کو موت نصیب کر۔ واضح ہو کہ
 ایام خلافت عمر بن عبدالعزیز میں ایک شخص بنی لشکر کے قوم کا جھگڑا شوق کہتے تھے اور بڑا نام
 بھی اس کا نام تھا اس نے گمان وقوع بدعات کے خلافت میں اسی آدمی کو ہمراہ لے لیا
 خروج کیا جب دار الخلافہ میں یہ خبر پہنچی تب امیر نے عبدالرحمن بن عبداللہ بن یزید بن خطاب کو
 جو کوفہ کے حاکم اس کی طرف سے خط لکھا کہ ایک آدمی ہوشیار اور تجربہ کار کو دفع فساد و راج کی واسطے

مامور کرو مگر یہ شرط ہے کہ مسلمانوں کا خون نہ ہو عبد الرحمن بن محمد بن جریر بن عبد اللہ مکی کو
 دو ہزار آدمیوں کو ساتھ بھیجا اور حکم دیا کہ جیسا امیر نے لکھا ہے اس پر عمل کرو کہ بدون
 وقوع قتل و خون کے مسلمانوں میں خوارج کا فساد دغ ہو محمد بن جریر مع اپنی سپاہ کے
 قریب لشکر گاہ شوذب کے جا کے اترے اسی عرصہ میں ایک خط امیر کا ظاہر اہل بادا
 اوس سپاہ کے بالا بالا شوذب کے نام پر پہنچا اوسکا مضمون یہ تھا سمیع ہوا ہے کہ تیرا فرج
 بہ تعصب دین میں اور احیاء سنت سید المرسلین کیواسطی ہر گھر تجھ کو غور کرنا چاہئے جو کہ دین
 خلیفہ اور امیر المؤمنین ہوں اوس امر خیر کی تعمیل کے واسطی بہ نسبت تیرے میں
 احق ہوں پس لازم ہے کہ بدون جنگ و جدل کے تو میرے پاس یہاں آجا کہ تیرے
 شبہات پر بالمشافہہ ہمارا منظر ہو اگر حق ہماری جانب ہو تو تو بھی سب اہل
 اسلام کے ساتھ اتفاق کر اور اطاعت اور فرمان برداری کر اور اگر حق ہمارا جانب ہوگا
 تو تیرے شبہات کے تدارک کیواسطی ہم غور اور تامل کریں گے جب بھام کو یہ خط پہنچا اوسنے
 پڑھ کے کہا عمر بن عبد العزیز نے انصاف کی بات لکھی ہے پس اس سنے عاصم نام ایک شخص کو
 مولیٰ بنی مشیمان سے اور ایک شخص بنی یثکر سے دار الخلافہ میں روانہ کیا جب
 دونوں پہنچا مبر شوذب کے دار الخلافہ میں پہنچے اور باریاب امیر کے دربار میں ہوا امیر نے
 پوچھا تم لوگوں نے کیوں تمرد کیا ہے اور کس بات کی تم کو شکایت ہو ان لوگوں نے کہا
 ہم کو آپ سے کچھ شکایت نہیں ہے اسواسطیکہ آپ عطا پر عدل اور انصاف فرماتے ہیں
 اور آپ کے عمال اور نواب بھی آپ ہی کی پیروی کرتے ہیں صرف ایک بات میں
 خلاف ہے اگر وہ خلاف دفع ہو جا تو ہم کو کوئی مقام گفتگو کا باقی نہ بیگا امیر نے پوچھا وہ

ہر اونھوں نے کہا ہم دیکھتے ہیں کہ پچیلے خلفائے بنی امیہ کے اعمال کو آپ ظالم
 کہتے ہیں اور حتی المقدور آپ فی تدارک رد مظالم کا کیا ہے آپ لامحالہ صراط مستقیم
 پر جاتے ہیں مگر قوم آپ کی ارباب غواہیت کے حتی آپ اوپر لعنت کیجی اور اونسویزاری
 ظاہر کیجئے پھر ہر کوئی محل سخایت کا باقی نہ رہیگا امیر نے فرمایا ہر چند مطلوب تمھاری
 اجرت ہی تم طالب دنیا نہیں بولیں اس ایمان جو تمہنی مجھ کی ہے تمہنی خطا کی ہی اس واسطے
 کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پیغمبر کو لعنت کرینا حکم نہیں دیا ہے اور کلام مجید میں حضرت ابراہیم
 علیہ السلام کا قول منقول ہے فمن تبعنی فانه مني ومن عصاني فانه غفوة
 مرحیم اور اگر تم کہتے ہو کہ لعنت کرنا اہل جہنم پر فرض ہے تو بتاؤ دلیل اسکی فرضیت کی
 کیا ہے فرعون جو بدترین خلائق سے تھا کس روایت کے حکم اوپر لعنت کرینا ثابت
 ہوتا ہے پھر میں اپنے اہل بیت پر جو نماز گزار اور روزہ دار تھے سو اسطرح لعنت کروں
 پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو کئی شرح کر دی، اور آدمی گناہ کرنی سے کافورین
 ہو جاتا ہے کئی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی دعوت کی ہے اور اقرار
 اپنی رسالت کی پھر جو شخص اونکی احکام پر عمل نہ کرے اوہنے اقرار رسالت نہ کیا امیر نے
 فرمایا میری قوم کے لوگ یہ نہیں کہتے کہ احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم عمل
 نہیں کرتے مگر وہ مرکب محومات کے ہوئے اور اپنی نفس پر ظلم کیا الغرض اسطرح سے
 جو کچھ اون لوگوں نے اعتراف کیا امیر نے اسکا جواب شافی دیا اور اونکو قائل کیا
 اخیر میں اون لوگوں نے کہا یا امیر اگر ایک شخص جو مسلمانوں کے جان اور مال پر
 حاکم ہے وہ عدل اور انصاف کرتا ہے مگر اپنی جگہ پر ایسے شخص کو مقرر کر دیں جو

یقین جانتا ہوں کہ ظلم کرنا وہ شخص آپ کی دانست میں کیا، امیر فرمایا اس شخص نے
 میرے دانست میں اس امر میں خطا کی اور خون نے کہا آپ پر خوب روشنی ہے کہ
 یزید بن عبد الملک آپ کے مثل خلافت میں نیک راہ ہنیں اختیار کر لیا ہر آپ نے
 اور اگر ولیعہد کیوں کیا ہے یہ بات سننے امیر نے رونا شروع کیا بے اختیار روئے
 اور ان لوگوں نے کہا تین دن مجھ کو مہلت دو کہ میں اس امر میں فکر کروں اور اگر
 اسکا سوچوں تاہر امیر کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ یزید بن عبد الملک کی ولایت عہد
 منسوخ کر کے دوسرے کسی شخص کو سوا بنی امیہ کے ولیعہد مقرر کریں بالجملہ اون دونوں
 آدمیوں نے کہا کہ جو یقین معلوم ہو گیا کہ آپ امیر عادل ہیں اور اقوال اور افعال آپ کی
 موافق حق اور مطابق صدق ہیں امیر نے اون دونوں کو بالغام و اکرام اور مدارات کے
 بہت راضی کیا کہتے ہیں کہ سارے بنی امیہ کو نہایت توحش ہوا ایسا ہونہ کہ غرق
 لوحون عبد الغزیز ولیعہد کریں اس واسطے ہونے ایک لونڈی پیش خدمت امیر سے
 لائے کہ او کو زہر دیدیا اور امیر المومنین عمر بن عبد الغزیز رضی اللہ عنہ کا کام تمام
 ہو گیا اور دھڑلہ شوزد اور محمد بن جریر غفرلہ معاودت اون دونوں آدمیوں کے تھ جب
 کوئے میں خبر امیر کے قضا کر نیکی پہنچی فوراً عبد الرحمن نے محمد بن جریر کو حکم دیا کہ شوزد
 کے ساتھ جنگ کر کے اسکا کام تمام کرو چنانچہ نتیجہ اسکا یزید بن عبد الملک کی خلافت
 میں لکھا جائیگا یہاں تک انتخاب اخبار روضۃ الصفا تھا آپ ہم بعض کو اللہ علیہ السلام
 العربی کہ سمرہ سے نقل کرتے ہیں معین بطریق حدیث کے روایت کرتے ہیں کہ
 فاطمہ بنت عبد الملک بن مروان زوجہ عمر بن عبد الغزیز کی ملکیت میں ایک لونڈی تھی

اوسکے ساتھ اوسکو تشق پیدا ہوا اوسکو اونھون نے اپنی بی بی سے طلب کیا کہ اوسکو ہمہ
 کردین فاطمہ نے سب غیورمی اور سد کے ندی اور عمر بن عبدالغزیز کو برابر اوسے
 اتھوڑا جب خلیفہ ہو گئے فاطمہ نے اوسکو ہلا دھلا کے اور مکلف لباس پہنا کے
 اپنے شوہر کے پاس لگیں اور اوسے کہا یہ فلاں میری لونڈی کو تم پیار کرتے تھے اور
 مجھے تمہاری تھی میں نے ندی اب میں خوشی سے کہتی ہوں کہ میں تمکو ہمہ کی تم لیلو
 عمر بن عبدالغزیز نہایت خوش ہوا اور چہرہ اونکا خاش اور شاش ہو گیا جب اوسے
 خلوت کی تو اور زیادہ تر اوسکو رغبت ہوئی اسواسطی کہ اوسکے دلین بھی نہایت غربت
 اور تشق اپنے طرف سے پایا پہلے اوسے کہا کپڑے اتار و جب اوسے سارے کپڑے
 اتارے تب کہا ذرا ٹھیر جاؤ پھر پوچھا تم پہلے کسکی ملکیت میں تھین اور فاطمہ نے
 پاس کیونکر آئین اوسنے کہا حجاج بن یوسف نے ایک عامل کا اہل کونے سے مال اور
 اموال ضبط کیا میں اوسی عامل کی ملکیت میں تھی اوس ضبطی میں میں بھی آئی تو
 مجھکو حجاج نے عبداللہ بن مروان کے پاس بھیجا یا اور میں لم سن تھی عبداللہ نے
 میرے تین اپنی بیٹی فاطمہ کو ہمہ کیا امیر نے پوچھا وہ عامل کیا ہوا اوسنے کہا وہ مر گیا
 پوچھا اوسکی کوئی اولاد ہے اوسنے کہا ہاں ایک بیٹا ہے بہت مفلس بر حالین
 امیر نے کہا اپنے کپڑے پہن لو اور اوسی وقت عبدالحمید کو جو اونکی طرف سے عامل کوئی
 کا تھا اوسکو حکم بھیجا کہ فلاں بن فلاں کو برید پر پہان بھیج دو برید اوسوقت کی ڈاک
 تھی جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایجاد کی تھی جب وہ امیر کے حضور میں پہنچا
 امیر نے اوسے پوچھا کہ حجاج نے تمہارے باپ کا کیا مال ضبط کیا تھا جو اوسنے تیرے

سبقت الال سے اوسکو واپس کر دیا اور وہ لونڈی بھی اوسکو سپرد کی اور کہا کہ تم
کم سن ہو احتیاط کرو اس کے ساتھ صحبت سے تناید تمہارے باپ کے تصرف میں آئی
اوسنے کہا یا امیر المؤمنین یہ لونڈی میں حضور کو سہیہ کی آپ نے فرمایا مجھی نہیں
اوسنے کہا اگر آپ میری نذر نہیں قبول فرماتے تو اوسکو مجھے مول لے لیجئے آپ نے
فرمایا اگر میں مول لے لوں تو اس آیت کے مضمون میں داخل ہو گا و اما من
خاف مقام ربہ ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي
الماویٰ جب وہ اوس لونڈی کو چلا تب اوس لونڈی نے عرض کیا یا امیر المؤمنین
آپ کا عشق میرے ساتھ کہہ گیا فرمایا بدستور ہے بلکہ اور بڑھ گیا مضمون فرمایا
کہ عمر بن عبد العزیز کو اوس لونڈی کے ساتھ عشق مرتے دم تک رہا اس روایت
کے مسامرہ میں اوس سطر سے معنی بطور حدیث کے دو خطے حضرت عمر بن
عبد العزیز کے نقل کئے ہیں چونکہ نہایت ضعیف اور بلیغ اور کمال مرقق قلب میں
ہم بعینہ نقل کرتے ہیں مع ترجمہ جو لفظی ہے - خطبہ اول -

اعلم ان لكل سفر زاد الا محالة فتر ودو السفر کم من الدنيا

جانتو کہ یہ تحقیق واسطے ہر سفر کے توشہ ضرور ہے پس توشہ لو تم واسطے اپنے سفر کے دنیا سے

الی الاخرة التقوی و کو لو امن عاين ما عند الله من ثواب عباد

طرف آخرت کے پر سیرگاری کا - اور ہو جاو اس شخص کو جس کو کہا ہے جو ادا ہے اس کے اندر اپنی نواب اور نواب

ترغبوا وترهبوا ولا یطولن علیکم الا مل فتقسی قلوبکم فوالله ما

رغبت کہو اور ڈرتے ہو لیکن خوف درجا کہو و نہ درجو جا تمہارے سر پر آرزو پسخت ہو جائے دل تنہا پس قسم ہے

خطبہ اول

بسط امل من لا يدري لعله لا يصبح بعد مسامه ولا يمسي
 وصت پادگی آرزو او کی جو نہیں جانتا کہ شاید وہ صبح نکرے بعد اپنے شام کے اور شام نکرے بعد اپنی صبح کے
 ولم يما كان ذلك خطفات المنايا فكم سرايم سرايت
 اور ہر آئینہ اکثر ہے کہ ہو درمیان اوس صبح اور شام رہو گمان آرزو کی بعین موت پس دیکھا ہو تم کو اور دیکھا ہو تم کو
 من كان في الدنيا مغرور واما القتر عین من وثق بالنجاة
 او سکو جو تھا دنیا میں مغرور اور نہیں تہند تک پادگی آنکھ گراو کی جسکو اعتماد ہو نجاکا
 عذاب الله وانما يفرح من امن احوال يوم القيمة فاما من
 خدا کے عذاب سے اور نہیں خوش ہو گا گردہ شخص کہ محفوظ رہے دوزخ نے روز قیامت کے پس لیکن جو شخص
 لا يدادى كلما اصابه جرح من ناحية اخرى نحو ذباله
 نہیں دوا کرتا ایک خستگی کی گریھ پھینکا او سکو زخم اور عرف سے
 ان امر كما انهم عند نفسي فتحنس صفقتي لقد عنيتم بامر لو
 ان کی دھم کرو نہیں نکرو سکا کہ باز کہتا ہو نہیں او آخر فقر کی گھٹ چاکی سری قیامت ہر آئینہ تحقیق قصد میں ہر تہی او کم کہ اگر خدا
 به النجوم لا فلك سرت ولو عند من الجبال لذابت ولو عند به
 او سکا ستارے تو ہر آئینہ بنے نور ہو جائیں اور اگر قصد کریں او سکا پہاڑ تو ہر پہاڑ کل جائیں اور اگر قصد کریں او سکا
 الا ورض لا شقت اما تعلم ان الذين الجنة والنار منزلة وانكم صايرون
 زمین تو ہر آئینہ صحت سچا کیا نہیں جانتے ہو تم کہ یہ تحقیق نہیں ہے دنیا بہشت اور دوزخ کے کچھ فرق اور تحقیق تم جانتے ہو
 الى احداها ودر انطبہ اما بعد فان الله عز وجل لم يخلقكم عبثا
 ایک ہی عزت من و لو نہیں مگر بوجہ وغیرہ کے پس یہ تحقیق اللہ عز وجل نے نہیں پیدا کیا و تو نے نہ

ولم یلدع مشیاً من امرکم سدی فان لکم معاد ینزل الیہ

اور ہمیں چاہیے کسی چیز کو تمہارا کاموں میں پہلے پہل پر تحقیق تمہارا واسطی ایک معاد ہو کہ تو تاریخاً اللہ بس

الحکم بینکم فخاب وخسر من خرج من حرمة اللہ وحریم الجنة التي عن

حکم تمہارا دنیا میں اپنا امید ہوا اور نقصان اٹھایا اس شخص نے جو عمل کیا خدا کی حرمت اور محروم کیا اور جنت میں حکم

السموات والارض واشترى قليلاً بکثیر فایناباق وخوف

اسمان اور زمین میں اور بول لیا اوسنے فقور کو بہت کم عوض اور خفہ و الیکو اتی کا بڑے اور ڈر

بما من الاثمرون انکم فی اسلاب الہا لکین وسیخلفها لکم الباقون

اور کہ بڑے کیا ہمیں دیکھتے ہو تم کہ تحقیق تم اسباب الہی اموال مرنے والے اور پھر قائم ہو ہوا قریب سے کہ غنیہ ہو اور پھر

لذلک حتی تود الی خیر الامر ثلین فی کل یوم وليلة تشیعون

اسی طرح یہ جاگتا یہاں تک کہ تم پھر بجاو گے اچھے وارث کی طرف ہر دن اور رات کے ہر ای کرتے ہو تم بغیر ان کی

غادیا و سراجا الی اللہ عز وجل قضی نحبہ وانقضی اجلہ حتی تقبوا

اوسکو صبح کرینو اور شام کرینو الا طرف خدا عز وجل کے موت آئی اوسکی اور منقضی ہوئی اوسکی اصل یہاں تک چہاں تو

فی صدع من الارض فی بطن صدع ثم قلع عولا غیر مہمد ولا

پہچ ایک گڑبے کے زمین سے گڑبے کے پیٹ میں پھر چھوڑ دیتے ہو اوسکو بغیر چھوڑنے کے اور بغیر

موسد قد خلع الاسباب وفارق الاحباب سکن التراب

کھینچے کے تحقیق چھوڑا اوسنے اسباب کو اور جدا ہوا دوستوں سے اور سکونت کی مٹی میں

و و اجد الحساب مرتھنا بعمد فقیر الی ما قدم غنیاً عما ترک

اور سامنے کیا حساب کا دران حالیکہ گروی ہوا اپنے عمل کا محتاج اوسکا جسکی طرف آیا ہے بڑا زور ہو

فَاتَّقُوا اللَّهَ قَبْلَ نَزُولِ الْمَوْتِ وَإِيْمَ اللَّهِ إِلَى لَا أَقُولُ لَكُمْ هَذَا الرِّقَالَةَ

پس ڈرو اللہ سے قبل موت کے آنے کے اور قسم یہ خدا کی تحقیق میں نہیں کہتا ہوں تمہارا درستی لکھو
وَمَا أَعْلَمُ عِنْدَ أَحَدٍ مِنَ الذُّنُوبِ مَا أَعْلَمُ عِنْدِي وَمَا يَبْلُغُنِي

اور نہیں جانتا ہوں میں کیسے گناہوں کو جو جانتا ہوں میں ہے اور نہیں معلوم ہوگی مجھ کو
احد منكم حاجة الا اجبت ان امن حاجته ما قدرت عليه وما يبلغني ان

ایک تم میں سے کوئی حاجت مگر دوست رکھتا ہوں یہ کہ کتاؤں کی حاجت جانتا ہوں مجھ کو قدرت ہو اور پس نہیں پہنچا
احد منكم لا يسعه ما عندى الا ووددت ان يمكنني تغييره حتى يستق

کہ تحقیق ایک تم میں سے نہیں کجائش کرتی ہوں جو میرے پاس مگر دوست رکھتا ہوں کہ میں ہو جاؤں جو کچھ تغیر دے کی یا نہ کہ ہر ہر جا
عشنا وعيشه وإيم الله لو امرت غير ذلك من الغضا سراة

ہماری زندگی اور اوسکی زندگی اور قسم یہ خدا کی اگر ارادہ ہو میرا سو اوس خوشی زندگی کے
والعيش لكان اللسان منى به ذلولا عالما باسبابه ولكن سبق

اور عیش کے ہر آئینہ ہو زبان میری سبب اوس کے لگتا کہ ان عاویہ عالم ہوں کے اور سبب سے کچھ پہلے چلی ہو
من الله كتاب فاطق وسنة عادلة دل فيها على طاعته ونهي فيها

اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب فاطق اور سنت عادلہ کہ راہ دکھائی ہے اور میں نے فرما ہوا کہ یہ اور میں نے
عن معصية ثم وضع طرف ردا يده على وجهه وبكى وشق

یعنی: فرمائی سے پہر رکھ لیا کنارہ چادر کا اپنے منہ پر اور ردا اور ردا ہوا تھا
بلى الناس فكانت اخر خطبة خطبها

روئے سب آدمی پس تہا وہ اخیر خطبہ جو اوہ ہوں نے پڑھا تھا

وآنحضرت سولہ عبد الملک بن مروان کے عہد خلافت کے ذکر میں جو ولایت ممالک روم
 پر چڑھائی کی بسپہ سرداری مسلمہ بن عبد الملک لکھی گئی ہے عبد اللہ بن سعید
 بن قیس کی روایت سے اوسکا قتل یہ ہے۔ مسلمہ کے پاس تققوریہ میں رجاء
 بن حیات کا خط اس مضمون کا پھنچا کہ سلیمان بن عبد الملک نے قضا کی اور اوسکا
 عمر بن عبد العزیز کے خلیفہ کرنیکا حکم دیا پس بتحقق میں اور سب کمانوں نے
 اوسکے ہاتھ پر بیعت کی اور وہ بڑے عادل ہیں اور موجب رضا مندی ساری
 رعیت کے ہیں تقسیم بیت المال کی بساوات کرتے ہیں اور سارے بنی امیہ
 اور قریش کے لوگ اوسکی خلافت سے راضی ہیں اور سارے ممالک اور اوصار
 کے لوگ راضی ہوئے اور اوسکی فرمانبرداری قبول کی اور اوسکی بیعت میں داخل ہوئے
 اور تحقیق اویہوں نے آپ کو خط لکھا ہے جس میں حکم ہے کہ آپ کی طلب کا اور مغزول کرنیکا
 حکومت بلاد روم سے اور حکم کیا ہے آپ کو اپنی بیعت کرنیکا اور فرمانبرداری کرنیکا
 پس آپ اوسکا خط قبول کریں اور اوسکے حکم کی اطاعت کریں انشاء اللہ تعالیٰ
 راہ راست پاویں گے اور نہ ہمارا نہ ہمارا عزم ہمارا خستہ اوسے دین نہ کہئے اس
 صورت میں آپ اپنی نیکیوں کو برباد کرینگے اور میں ڈرنا ہوں آپ کو عقاب عذاب
 شدید آخرت سے مسلمانوں کے عصاے اتفاق کے پھاڑنے کے سبب اور امت
 میں خلافت الٰہی کے سبب پس آپ قبول کریں میری وصیت کو اور آپ آگاہ ہیں
 میری نصیحت سے والسلام اخیر فقر کیا یہ مطلب ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ میری نصیحت
 ہمیشہ خالص اور خیر خواہی کی ہوا کی ہے اوسکی بعد خط عمر بن عبد العزیز کا آیا اوسکا ترجمہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از جانب عمر بن عبد العزیز امیر المومنین بنام مسلم بن عبد الملک
 ابابعلیس بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا خلق کو جیسا چاہا اپنی تقدیر سی اور تدبیر کی اور انکی اپنی
 ارادہ اور مشیت سے پس اسی کے واسطے ہی حمد اور شکر اور منجملہ اس کے قضا اور قدر کے یہ تھا کہ والی
 کیا مجھ کو مسلمانوں کی کام کا اور خلیفہ بنایا مجھ کو زمین پر پس دعا کرنا ہو نہیں اس کے کہ کھا۔ ے
 مجھ کو اس سے حسین مجھ کو اس نے داخل کیا ہی برابر سلامت غیر اودہ کہ کچھ الزام ہنم اور کچھ عذاب
 ہوا اس کے سبب سے پس تحقیق دراز ہو گیا ہی میرا رنج اور بہا ہو گیا ہے میرا اور اس کے
 ہو گیا ہی میرا اجر اس کے سبب سے اور بہ تحقیق سارے بنو امیہ نے اور سارے ملکوں کو لوگوں نے
 میری بیعت کی پس اتفاق کرو تم جماعت کے ساتھ اور مع اپنے سارے ہمراہیوں کے یہاں
 چلے آؤ اور ایک سیکو ومان پھوڑو پس بہ تحقیق مسلمانوں پر وہاں اور بہ نسبت پر
 ہے و اسلام۔ جب یہ خط مسلمہ کو پھینچا تو ادنا کا چہرہ اور رنگ ہنسی اور اٹھواں
 سارے امرا اور سرداروں کو جو ان کے ساتھ تھے بلا اور امیر المومنین کا خط پیش کر کے سب سے
 مشورہ پر پہنچا کیا کرنا چاہئے محمد بن الحنف نے کھا اسے امیر اتفاق کیجئے مسلمانوں کے
 ساتھ اس واسطے کہ راہ نیک اور توفیق اسی اتفاق سے نصیب ہوگی بعد اس کے عبد
 بن جریر کے پوچھا اونھوں نے بھی وہی جواب دیا جو محمد بن الحنف نے کہا تھا پھر
 عبد الرحمن بن صعصعہ سے پوچھا اونھوں نے کہا آپ یہیں توقف فرمائے تمہارے
 ان کے حکم طلب کیے گئے اور اگر عمر بن عبد العزیز صرف خواستگار بیعت کے ہوں تو انکی
 بیعت کر لیجئے اور اگر انکو اصرار آپ کی طلب پر ہو تو آپ نسبت اس کے اولیٰ میں خلافت
 کی واسطے ہم آپ کے ساتھ بیعت کرتے ہیں اس پر محمد بن الحنف نے کہا در خدا کا خوف کرو

پس تحقیق سات برس تک شمن کے ساتھ بڑا جھیلنا جھیل چکے پس زنہار ایسا نکود کہ
آخر کام تمہارا منجر ہو گا کیلئے طرف سوا سٹیکہ یہ اول ہلاکی ہے کہ خلاف کرو سنت کے اور
بھانڈو مسلمانوں کے عمامہ کا کو چلو ہمارا ساتھ پس تم مقام فضل اور بزرگی میں ہو اسکے
ساتھ یہ بھی ہے کہ گھر بیٹھو اور کھاؤ اور کھلاؤ اپنی ال دلاؤ اور اہل قرابت کو اس جھٹ
اور مصیبت فساد والے میں پیڑا اگرچہ مسلمانوں کو تمہاری حاجت بسبب تین خصلتوں کے ہو
تم میں ہیں بہت سے ایک فہم اور علم دوسری شجاعت اور دلاوری اور تیسری بزرگی
تمہارے اپنے اہلیت میں ان خصلتوں کو مسلمانوں کے خلاف اور شقاق سے ضائع نہ کیجیے
یہ سب باتیں سننے مسلمہ نے کہانی سبکے مشور کو سنا اور جو ایک نے تم میں سے خلاف
کیا وہ بھی سنا کچھ شبہ نہیں ہے تمہاری سبکی نیت خالص نصیحت اور شفقت کی
مجھ پر ہے اور دنیا کی عیش میں بہتری خلاف اور خوف اور رعب نہیں ہے اور جو ہمارا پر
والی مقرر ہوئے ہیں اپنی پرہیز گاری اور نینداری کے سبب لایق اسکے ہیں اور تحقیق
رجاء بن حیات کے خط سے اونکے عدالت اور انصاف کا حال سننے میں بہت خوش
ہوا اور اونکا سا شخص مجھ سے شخص کے ساتھ کچھ برائی نہ کر گیا اور نہ مجھ کو چھوڑ دیا وہ نسبت
سب بھائیوں کے بہت نظر مہربانی کی مجھ پر رکھتے ہیں اور میرے حقوق اور میری فضیلت اور میر
خوب روشن ہے اس واسطے کہ بہ نسبت اور بھائیوں کے میرے ساتھ بہت اچھی طرح سے پیش
آتے ہیں اور میری قدر کرتے ہیں قطع نظر قرابت بنی عم کے قرابت مصاہرت یہ تو قرابت
سرالی موجب اونکے شفقت اور مہربانی کی مجھ پر ہوگی میں غم مصم کیا کہ میں اونکی حضوری
میں حاضر ہو سکا پس جیسا میرا مان ہے اگر اچھی طرح سے پیش آئے تو وہ اونکی اپنی بزرگی ہے

اور اگر خلاف اسکا ہوا تو وہ میرا اپنا قصور ہے کہ پہلے میرے گناہ اس کے موجب نہ ہو وہ سب تقیر
 مسلمہ کی ہم لوگوں نے سننے کہا اے تعالیٰ آپ کو توفیق رفیق کرے نہایت عمدہ بات ہے
 کہ آپ انکی بیعت کریں اور مطیع اور منقاد اس کے رہیں بعد اس کے اس خون نے تیاری کوچ
 کی اور ترتیب فوج ہمراہی کی اس طرح کی مقدمہ الجیش محمد بن احنف کو اور مہینہ پر عبد الرحمن
 بن صعصعہ کو اور میرے پر اپنے بیٹے محمد بن مسلمہ کو مقرر کیا اور قلب فوج میں خود آپ
 ٹھہرے اور سابقہ پر عبد اللہ بن سعید بن قیس راوی اس حکایت کو قرار دیکر روانہ ہوا قبل
 روانگی کے شہر تغوریہ کو خراب ویران کر دیا پس عمرویہ میں پہنچے وہاں تین دن توقف
 اور حصار عمرویہ کا سمار کر کے وہاں سے روانہ ہوئے اور سارے اپنے عمال کو جو بلاد روم
 میں مامور تھے ان خدمات سے انکو مغفول کر کے اپنے پاس طلب کر لیا یہاں تک کہ ہم
 لوگ دمشق میں ہمراہی تیس ہزار فوج کے داخل ہوئے دس دن ہمارے داخل ہونی
 سے پیشتر رجا بن حیات نے قضا کی تھی یہ خبر جب تک پہنچی انکو نہایت رنج و الم ہوا
 اس واسطے کہ وہ بڑے دوسرے صادق اور نیک تھے وہاں پہنچے مسلمہ نے اطلاع اپنے داخل
 کی امیر المومنین کو کی تین دن تک انکو حکم شہر میں آنے کا نہوا یہاں تک کہ جب سارے
 بنی امیہ کو جمع کر لیا تب انکو حکم شہر میں آنے کا ہوا اور اسی طرح سے مسلمہ ہمراہی جمیع
 خدم و حشم اور سپاہ کے امیر المومنین کی دیوڑھی پر گئے مگر انکو باریابی نہوی دوسرے
 دن مسلمہ صرف ہزار آدمی لیکے گئے پھر باریاب ہوئے تیسرے دن صرف اہلیت اور فوج
 کو ہمراہ لے گئے پھر باریاب ہوئے چوتھے دن صرف اپنے بھائیوں کو اور چچا کے بیٹوں کو
 لیکے حاضر ہوئے پھر ہی باریابی نہوی پانچویں دن تنہا گھوڑے پر سوار ہوئے گئے

پھر پھر دے گئے تھے دن پادہ تنہا حاضر ہو اوس وقت اونکی طلب ہوئی اوس وقت
 دربار میں سارے ساقیش کے اور جمیع امرا اور سردار جمع تھے پس سلمہ نے یہ آداب خلعت
 سلام سنون عرض کیا امیر المومنین نے ضعیف سا جواب دیا اور تھوڑی دیر تک
 اجازت پیش کی نہ ہوئی تب مسکے رو اور عرض کیا آپ مجھ کو عاصی اور نافرمان تصور فرما تو
 میں پس اگر میں عاصی ہوں تو جو لوگ بہتر مجھے تھے انھوں نے بھی عصیان کیا ہے اور
 اگر مجھے کچھ ممانعت ہوئی تو اختیار نے مجھے بھی زیادہ ممانعت کی ہے پس میں کچھ میرا جرم
 نہیں ہی جزا سزا کہ مشرکین کے بلاد پر مینے چڑھائی کی اور اونکو رو لایا اور قتل کیا اور حق اللہ
 ادا کیا اور خدا کے دشمن کو ذلیل اور قتل کیا اور حق اللہ کے ادا کرینین لومۃ لایم نے مجھ پر اثر
 نہیں کیا اور وہ جو کچھ میں نے کیا مجھ کو حکم اور وصیت خلفائے پیشین کے کیا اپنے طرف سے اور
 اپنی راسے نہیں کیا اگر وہ سب جرم تھا تو یہی میرا عذر ہے یہ سب سب کے امیر المومنین نے فرمایا
 اے ای مسلمانو کثیر مسلمانو کثیر لیکے متہما سے بلاد روم کو تم پہنچے پس ضعیف کو متنبہ کیا اور
 قوی کو مصیبت اور مشقت میں مبتلا کیا صرف بخوش بزرگی اور ریاست کے کیا تسخیر بلاد روم
 میں صرف قبضہ عمومیہ کے بلاد پر کافی نہ تھا لیکن وہ سب تنہا بریا و سمعہ کیا تاکہ لوگ کہیں
 دیکھو سلمہ بن عبد الملک کیسے خدیہ الغرم اور شجاع اور جرئی بن حسرت اور افوس سے تمہارے
 اگر اللہ تعالیٰ ایک نفس مسلم کے قتل کا تم سے مواخذہ کرے افوس ہے تمہارے آئینہ مجھے پہنچی
 ہے خبر بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا حسرت ہے اوس شخص پر کہ ایک نفس
 مسلم کو ہلاک کرے تمہارے سب سے ہزاروں مسلمان اور ہزاروں نفس انسان ہلاک
 ہوئے خیر ہمنہ عفو کیا اوس تمہارے جرم کو جو جہالت سے تمہارے صادر ہوا اللہ تعالیٰ تم کو معافی ہو

اور تمھارے گناہوں کو عفو کرے، جیسو بعد اونکے بیٹھنے کے کو اُلف بلاد روم اور صُطینیہ اور
اونکی صورت اور شکل اور حال و بان کے کینہ عظمیٰ کا اور لوگوں کو مزاج اور طریقہ اونکے تمدن کا
پوچھتے رہے جبکو مسئلہ نے بے تفصیل بیان کیا اخیر سخن امیر المومنین کا یہ تھا اللہ کا تمھاری عزت
کرے - راقم کہتا ہے وہ کینہ عظمیٰ صُطینیہ کا ظاہر اویسی جو منقلب کا معراج

ہو گیا ہے اور بلقب جامع ایا صوفیہ مشہور ہے کہتے ہیں دس ہزار آدمی کی ایک حالت دُعا
ہوتی ہے - بعد اوسکے امیر المومنین نے سراقہ بن عبد الرحمن کو ایک جماعت فوج پر امیر مقرر
کر کے روانہ کیا کہ عمو ر یہ میں جا کے قیام کریں تاکہ نشان اُن فوجات بلاد روم کا باقی رہے
اور اُن کو حکم ہو کہ اُسے آگے نہ بڑھا اور مسئلہ کو اپنے پاس حاضر رہنے کا حکم دیا -

دافع ہو کہ پیشتر عینہ روضۃ الصفا کی روایت سے عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ
نخستین فدا اللہ و اطہار حضرت خاتونِ جنت علیہ السلام کو سپردِ کرنا بجا حال لکھا ہے
اب اسکی کیفیت کچھ تفصیل سے جو مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے وہ ہم لکھتے ہیں البینہ ترجمہ
حدیث کا یہ ہے - مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے جب خلیفہ ہوا
بنی امیہ کو جمع کیا اور فرمایا کہ یہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں تھا فدا کے اُسکے
محاصل کو آنحضرت خرچ کرتے تھے اور بنی ہاشم کے لڑکوں کو اوس میں سے دیتے تھے اور اُنکی بڑائی
اور بیوہ عورتوں کا اُسکے محاصل سے نکاح کرتے تھے اور یہ تحقیق حضرت فاطمہ علیہا السلام نے
آنحضرت کو درخواست کی کہ اُنکو حبیہ کر دین آپ نے انکار کیا پس آنحضرت کی زندگی میں
وہ اسے طرح سے رہا یہاں تک کہ آنحضرت نے اپنی راہ لی حسین و آلِ ہو ابوبکر و انھوں نے
اپنی زندگی میں اوس میں وہی عمل کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے یہاں تک کہ اُنھوں نے

اپنی راہ لی پس والی ہو عمر بن الخطاب اوصون نے اوسین مثل اوصین دونو کے عمل کیا
یعنی مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق کے یہاں تک کہ اوصون نے اپنی راہ لی
پھر مروان نے فدک جاگیر کر دی وہ جاگیر عمر بن عبد العزیز کے قبضہ میں آئی۔

راقم کہتا ہے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وراثت یا کسی اور عقد شرعی سے
اون کے قبضہ میں وہ جاگیر آئی ہوگی پھر وہ فرماتے ہیں میں دیکھتا ہوں وہ چیز جسکو رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو مانگنے سے ندی اوس چیز کا میں سستی نہیں ہوں میں
مکو گواہ کرتا ہوں کہ میں فدک کو پیہر دیا اوسی حالت پر جس حالت پر تھا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اور ابو بکر اور عمر کے عہد میں انتہی ترجمۃ الحدیث شیخ
عبد الحق دہلوی نے اس حدیث کی شرح میں بہت مساطات متعلقہ مملوکہ و مقبوضہ خاصہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مباخات و مطارات جو آپسین بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے اوس باب میں ہوئے ذکر کر کے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے توبہ
اون اموال کی حضرت علیؑ اور حضرت عباس سلام اللہ علیہما کو سپرد کی تھی اس شرط پر
کہ جو مصارف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسین کرتے تھے اور وہی طریقہ حضرت ابو بکر
صدیق نے اور دو برس تک حضرت عمرؓ نے جاری رکھا اعل میں آوے چنانچہ صحیح
بخاری سے بروایت عروۃ الغیرہ لکھتے ہیں وہ اموال حسین فدک بھی شامل تھا حضرت
علیؑ کے قبضہ میں رہے اون کے بعد حضرت امام حسنؓ کے قبضہ میں آئے پھر حضرت امام حسینؓ
اور نیز قابض ہوئے اون کے بعد مشترک قبضہ حضرت امام زین العابدین اور حضرت حسن بن حسن
کار نامہ اون دونو کے بعد زید بن حسن کا قبضہ رہا سلام اللہ علیہم اجمعین۔

راقم کہتا ہے کہ بنی امیہ نے کب اہل بیت کے قبضہ سے وہ اموال نکال لئے تو حمیین مروان نے مذک کو کسی کی جاگیر میں دیدیا تھا یا صرف مذک اسنے اہل بیت سے چہین کے کیل جاگیر کر دی تھی جبکہ اب عمر بن عبد الغزیز رحمۃ اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسکی کیا اور انھوں نے تو لیت اسکی کسی کو سپرد کی تھی یہ امر اس حدیث اور اسکی شرح سے معلوم ہو العبد تجرکے اور کتب سے نکلیگا۔

اور ایک حکایت حضرت عمر بن عبد الغزیز کی راقم نے ابداً عمر بن اپنے والد ماجد مغفور سے سنی تھی یا د پڑتا ہے کہ مستطرف سے اپنے روایت کی تھی اسکا ذکر بھی یہاں مناسب معلوم ہوا ایسے قریب ایک عید الفطر کے ایک عمر بن عبد الغزیز کی بی بی نے اپنے شوہر کی شکایت کی کہ تمہاری خلافت سے ہم کچھ بھی متمتع نہ ہوئے محلہ میں عوام نے اپنے لڑکوں کے لئے نئی نئی پوشاکیں تیار کروائیں ہمارے لڑکے پیوند لگے پیٹے پرانے کپڑے پہنتے ہیں بھوکھنات شرمندگی ہوتی ہے اس تقریر سے عمر بن عبد الغزیز نے متاثر ہو کے بیت المال کی خزانچی کو قہر لکھا کہ ہمارا جو حق خلافت مقرر ہے ایک مہینہ پیشگی ہیجہ وادو کے جواب میں ہاتھم بیت المال نے لکھا کیونکر آپ کو یقین ہو کہ ایک مہینہ کا مال آپ زندہ رہے گا حق آج واجب الہو یہ جواب سنئے عمر بن عبد الغزیز نے اپنی بی بی سے کہا ہمارے لڑکوں کی واسطے جنت میں پوشاک لطیف تیار ہے یہاں نئی پوشاک کی کچھ احتیاج نہیں ہے یہ حکایت حقیقت میں بہت موجب استعجاب ہے خباب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کے م والدہ جبکہ عہد خلافت میں خلیفہ کا حق خلافت ایک کچھ تیس ہزار درہم سالانہ سے زائد تھا پس عمر بن عبد الغزیز کے عہد میں لامحالہ اسے بہت بڑھ گیا ہو گا اسواسطے کہ حضرت اسد اللہ کے عہد میں ملک شام کا

خزائن بیت المال میں بالکل داخل نہیں ہوتا تھا اور سیکڑوں ممالک پر قبضہ
بسبب فتوحات جدیدہ کے بڑھ گیا تھا پس یا عمر بن عبد العزیز کے مصارف مخفیہ حیرات
و مبرات کے اتنے کثیر تھے کہ خود او کو اور او کی اہل بیت کو آسائش نہیں ہوتی تھی
یا کل حق جو خلیفہ کا تھا وہ بیت المال سے لیتے ہی نہ تھے جیسا روضہ الصفا سے بروایت
او کی بی بی فاطمہ بنت عبد الملک اور پر مذکور ہوا ہے کہ وہ اپنے واسطی اور اپنی اہلیت کے
واسطی بیت المال سے دو درہم روز سے زیادہ نہیں لیتے تھے اور اسی کتاب سے ایک
روایت یہ پیشتر منقول ہو چکی ہے کہ جب وہ خلیفہ مقرر ہو کر انپا مال اور اپنی بی بی فاطمہ
کا مال سب بیت المال میں داخل کر دیا اور عبد الملک کے عہد خلافت کے ذکر میں حیات
المیوانج وہ حکایت جو قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ نے مہدی باللہ خلیفہ عباسی سے بیان
کی ہے وہ بھی مؤید اسی کی ہے۔ الغرض فضائل اور کمالات عمر بن عبد العزیز کے موز خلیفہ
جو یکے میں اسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ انسان فرشتہ فرتے۔

سارہ میں منقول ہوا ہے کہ او کی محرمین کہدا تھا عیسیٰ بن ماریہ علیہ السلام
حاجب او کی تین تھے ایک کا اپنا غلام حی نام دوسرے قیس قیس سے من احمد بنی
اون کے دو تھے لیث بن ابی مر قید اور رجا بن حیات گندی کو تو ال اون کے عہد
میں منیاد بن قیس سلکی اور قاضی اون کے عبد الدین سعد الارطی تھے ویر سمان
جو حص کی زمین میں تھا اونھوں نے قضا کی اونٹالیس برس ایک مہینے کی عمر میں
صرف دو برس پانچ مہینے وہ خلیفہ رہے قبر عمر بن عبد العزیز کی امین قبور بنی امیہ
شیخ اکبر لکھتے ہیں اس طرح ذہبی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے مگر میں نے اون کی

قبر کی زیارت کی دیر بقیہ میں جو مقابر بنی امیہ کے ایک نسخ کی مسافت پر اور وہاں
اوس مقام کے نام سے شہور ہے ظاہر اوس مقام سے مراد عمر بن عبد العزیز کی قبر ہے

لوان خلیفہ بنی امیہ وانیہ کا یزید بن عبد الملک کے مروان

بعد قضا کرنے عمر بن عبد العزیز کے بموجب وصیت سلیمان بن عبد الملک کے مقرر ہوا
پہلے اوسے ارادہ کیا تھا کہ سیرت عمر بن عبد العزیز کی اختیار کرے یا لیسٹس لکے وہ
طریقہ مرعی رکھا مگر اوسے نبھ نہ سکا پھر امر کا جابرہ میں داخل ہو گیا۔

یاقی مرآۃ الجنان میں لکھتے ہیں ابو خالد یزید بن عبد الملک مروان
یزید بن معاویہ کا نواسہ تھا حالانکہ اوسکی بیٹی کا بیٹا جبہ خلیفہ ہوا تو اوسے حکم دیا کہ
عمر بن عبد العزیز کی سیرت پر انجام کار خلافت ہو اور باب خلق عتق طماع اور دنیا داروں
فساق نے چالیس بوڑھے پیش کئے جنہوں نے گو اسی دی کہ خلفا کا عقبی میں نہ کیجئے
ہو گا نہ اوپر کہیہ عذاب ہو گا یزید کی طبیعت حیلہ جو کو اوسکا ایتھ ہو گیا اور اوس
عزم خیر سے باز رہا۔

راقم کہتا ہے ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اون چالیس شیطان الائنس نے
کچھ جھوٹی روایتیں بنا کے پیش کئے ہونگے۔

پھر یاقی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ یزید بن عبد الملک نے حج کیا اور حجام کو بلایا
حلق کو اسطرح بعد فراغت کے خلق سے ایک ہزار درہم اوسکو عطا کی حجام نے وہ نعمت
بغیر مترقبہ پا کے بہت خوش ہوا اور کھایہ میں اپنے مان کے پاس لیجا کے دکھائو گا
یزید نے حکم کیا ایک ہزار درہم اوسکو اور دو وہ پا کے اوسے کہا کہ اوس شخص کی جو پور

یہ کہتا ہے جو کہ بنی امیہ کے
خلافت میں خلفائے بنی امیہ کے
قبو کے بعد کہ بنی امیہ کے
کسی بنی امیہ کے بنی امیہ کے
علاء بنی امیہ کے بنی امیہ کے
لیاقت معلوم نہ ہو کہ اوس
مقام میں نقل میں ہو اور نہ

ملاق ہے اگر آج سے پھر میں کیسا سر موندوں یعنی حجامی سینے آج سے چھوڑ دی اپنے
حکم دیا دو ہزار درہم اور اسکو دو مجموع ایک حلق کے عوض میں چار ہزار درہم دیدئے
یہی حکایت یا فنی سے یزید بن مہلب کے ترجمے میں لکھی ہے اور یزید بن عبد الملک کے
ترجمے میں لکھکے لکھتے ہیں مجھکو نہیں معلوم ہے کہ یزید بن مہلب کا نام شاید کاتب کی غلطی
سبک یزید بن عبد الملک کے لکھا گیا ہے۔

راقم کہتا ہے مورخین کہتے ہیں کہ عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بڑی خوش
نصیب تھی کہ اس کے ذی رحم محرم جنگ سامنے اسکو اڑھنا اوتارنا شرعاً جائز تھا
آٹھ خلیفہ ہوئے اور حقیقت میں عاتکہ بنت یزید بن معاویہ کے ذی رحم محرم گیارہ
خلیفہ ہوئے ہیں یعنی معاویہ بن سفیان داؤد اور یزید بن معاویہ باپ اور معاویہ بن یزید
بھائی اور مروان بن الحکم سر اور عبد الملک شوہر اور چار بیٹے عبد الملک کے اپنے ولید
بن عبد الملک اور سلیمان بن عبد الملک اور ہشام بن عبد الملک بن عیینہ صرف یزید
بن عبد الملک ظاہر اس کے اپنے پیٹ سے تھا اور ولید بن یزید بن عبد الملک اسکا اپنا
پوتا اور یزید بن یزید بن عبد الملک شوہر کا پوتا مگر کچھ تحقیق نہیں معلوم ہے کہ ولید اور
سلیمان اور ہشام عبد الملک کے بیٹے اسی عاتکہ کے بنے تھے یا عبد الملک کی اور زبیر
بالجملہ وہ جو مورخین نے لکھا ہے کہ آٹھ خلیفہ اس کے ذی رحم محرم
ہوئے ظاہر مطلب اسکا یہ ہے کہ اسکی اپنی حیات میں آٹھ خلیفہ ہوئے اور ہشام
بن عبد الملک اور دونو پوتے عبد الملک کے غالباً بعد اس کے مرنے کے خلیفہ ہوئے ہیں
انقصہ یزید بن عبد الملک کے عہد میں دو مگر بہت سخت ہو اول مگر

شوذب خارجی کے ساتھ ہوا جبکہ عمر بن عبد العزیز نے خروج سے باز رکھا تھا اور وہ
 اونکا معتقد ہو گیا تھا مگر مجروح ہونے کے بعد الحجد والی کوفہ نے جریر بن عبد اللہ
 کو جو شوذب کے زیر کر نیک واسطی مع دس ہزار فوج کے مامور ہوا تھا حکم بھیجا کہ اسے قتال کر
 جب آمادہ ہوا تو شوذب نے اسے پوچھا کہ تمہیں تمسعا بدہ تھا کہ جب تک ہمارے مرد لوگ
 دار الخلافہ سے پھر کے نہ اونٹے جنگ ہنوی اوسے جواب دیا کہ ہکو حکم جدید ناسخ
 اوسکا پھنجا شوذب سمجھا کہ عمر بن عبد العزیز نے قضا کی اور وہ صرف اپنے ستر ہی
 آدمی لیکے دس ہزار آدمی کی مدافعت پر آمادہ ہوا خوب گھمٹائی لڑائی ہوئی جس میں
 جریر بن عبد اللہ سخت مجروح ہوا اور اوسکی فوج بھاگ کھڑی ہوئی جبکہ دور تک
 شوذب نے تعاقب کیا اور سیکڑوں کو قتل کیا۔ یزید بن عبد الملک نے خبر انہزام
 جریر بن عبد اللہ کی سننے کے تمیم بن جابر کو بہر اسی بارہ ہزار سوار کے اوسن جمعیت قلیل
 کے مقابلے کیواسطی مامور کیا بعد مقابلے کے تمیم کی فوج بھی منہزم ہوئی۔ پھر
 نجدہ بن سلم بہت جمعیت کے ساتھ مامور ہوا نجدہ قتال سخت کے خود مقتول ہوا اور
 سپاہ اوسکی بھاگ گئی اسی طرح مکرر لوگ مقابلے کیواسطی شوذب کے مامور ہوئے
 اور جو گیا مجروح و مقتول ہوئے منہزم ہوا یہاں تک کہ جب سلمہ بن عبد الملک کو یزید
 بن عبد الملک نے والی کوفہ مقرر کیا اوھوں نے سعید بن عمرو الجریفی کو بہر اسی دس
 ہزار سپاہ جبار کے مامور کیا اس فوج کی ماموری سے شوذب نے اپنے ہمراہیان قلیل سے
 کہا ہر چند اب ہکو طاقت مقابلے کی اس جمعیت کثیرہ کے ساتھ باقی نہیں رہی لیکن
 چونکہ ہکو صرف نصرت بشہادت مطلوب ہے اپنی طرف سے کوشش میں قصورت کو

جو کچھ ہمراہی اوسکے باقی تھے اونھوں نے اپنی تلواروں کے میان توڑ کے پھینک دیئے اور مثل شیروں کے اوس انبوه عظیم فوج میں گھس پڑے اور ایسی مردانگی سے قتال کیا کہ فوج بھی قریب بھاگنے کے تھی سعید نے سپاہ کی سرزنش شروع کی کہ ادھیجا و شرم ہنن آتی کہ اس جمعیت قلیل سے بھاگے جاتے ہو تب ساری فوج نے بہیئت اجتماعی اون تھوڑے آدمیوں پر ملہ کیا الغرض باقیماندہ ہمراہی شوذب اپنے چہار چند کو مار کے مع شوذب سب مقتول ہوئے اور اونکا معرکہ ختم ہو گیا۔

دوسرا معرکہ یزید بن مہلب کے ساتھ ہوا تفصیل اوسکی یہ ہے کہ جب یزید بن عبدالملک نے مسند خلافت پر اجلاس کیا عدی بن ارطاط بصری کے حاکم کو حکم لکھا چونکہ یزید بن مہلب حلب کے محبس سے بھاگ گیا ہے اوسکے مفدہ پر دازی کے انسداد کی فکر رکھو اور اوسکے متعلقین اور بھائی بند جو عمان ہوں اونکو قید کر و عدی بن ارطاط نے مفصل اور حبیب مروان یزید کے بھائی کو قید کیا اور عبدالحمید کو فی حاکم نے بموجب حکم یزید بن عبدالملک کے دوسرا مع فوج کثیر کے سربراہ بصرے پر مامور کئے اور عدی بن ارطاط نے بھی جو فوج بصرہ میں تھی اوسکو بانہر بھیجا کہ اگر یزید بن مہلب بصرے کا قصد کرے تو اوسکو روکین اور قید کر لین مگر یزید باتفاق اپنے بھائی محمد بن مہلب کے بے تکلف ہاشم و خدم بصرے میں داخل ہو گیا اور جو شکرا و سکے روکنے کو مامور تھا وہ ہرگز روک نہ سکا اور یزید اپنے گھر میں جا کے اترا اور بڑی فیاضی سے روپیہ بانٹنا شروع کیا ایک جماعت کثیر اوسکے ساتھ جمع ہو گئی اور عدی بن ارطاط سپاہ کو ہمگی آدمی پیچھے دو دو درہم دیئے اور کہا اسے زیادہ مجمع اختیار صرف کا بیت المال

بیت المال میں نہیں ہے جب یزید بن مہلب کے پاس بہت لوگ جمع ہو گئے تب
 اوسنے عدی بن ارطاط کو پیغام بھیجا کہ ہمارے تینوں بھائیوں کو چھوڑ دو تو میں اس
 شہر سے کسی اور طرف چلا جاؤنگا جب عدی بن ارطاط اوس کے بھائیوں کو نہ چھوڑا
 تو وہ آمادہ لڑنے پر ہوا خوب لڑائی ہوئی یزید بن مہلب غالب رہا اور عدی بن ارطاط
 کو قید کر کے محبس میں بھیج دیا اور اوسے کہا اگر تم میرے بھائیوں کو چھوڑ دیتے تو میں تم کو
 قید نہ کرتا الغرض ساری ولایت بصر پر یزید بن مہلب کا قبضہ ہو گیا واپس کے نامور لوگوں میں
 بعض وہاں سے نکل کے شام کے ملک میں چلے گئے اور بعضی کو فرخین گئے یزید بن مہلب نے
 باقیہ : لوگوں کو ایک دن جمع کر کے سب سے کہا کہ میں تم لوگوں کو کتابِ رسنت پیغمبر صلی
 علیہ وسلم پر دے کر دے کر دے ہوں کہ اس شام پر جہاد کرو اونکے ساتھ جہاد ترک اور دین پر
 جہاد کرینے مرجع ہے اس واسطیکہ اونھیں لوگوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو بخاری
 اور زاری قتل کیا اور حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام پر لعنت کرتے ہوئے
 اور کرتے ہیں اور اولاد رسول اللہ علیہ وسلم کی اونکے ظلم اور بیداد سے آوارہ ہو گئے
 ترکستان اور ہندوستان کی طرف بھاگ گئی ہر اسی جنس کے کلمات اور گفتگو کرتا رہا
 جب وہ اپنے گھر میں چلا گیا تب نہ بن انس بن مالک اور حسن بصری مسجد درواز پر
 کھڑے ہوئے اور پکار کے کہنا شروع کیا کہ یہ یزید بن مہلب ہی ہے جس نے کل سیر
 مسلمانوں کا سر کاٹ کئے بنی مروان کے پاس بھیج دیا اور آج جب اوسے مخالفت ہوئی
 تو تم کو کتاب اور سنت پر دعوت کرتا ہے وہ مکار اور غدار ہے اگر قرآن اور حدیث
 پر عمل کرنا چاہتے ہو تو ج طرح عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ نے اوس کو قید کیا تھا تم اوس کو قید کر لو

تا کہ غبار فتنہ اور فساد کا ترقی نہ کرے یہ خبر یزید بن مہلب پہنچی مگر کچھ اسنے اس پر التفات نہ کیا
 الغرض مسلمہ بن عبد الملک اسکی مدافعت پر آمادہ ہوا اور یزید بن مہلب
 صرف اپنی جرات اور شجاعت سے خلاف مشورے اپنے ہمراہیوں کے آمادہ قتال اور جدال
 پر ہوا طرفین سے بڑی گھسائی لڑائی ہوئی جہین یزید بن مہلب اور حبیب اسکا بھائی اور
 بعضے اور ہمراہی اس کے مار گئے باقی ماندہ مع معاویہ پسر یزید بن مہلب خراسان وغیرہ
 کے قصد پر روانہ ہوئے اور تین سو آدمی کو مسلمہ نے قید کر کے کوفہ میں بھیج دیا حاکم
 کوفہ نے بموجب حکم یزید بن عبد الملک کے سب کو قتل کیا اور ادھر سے مسلمہ کا حکم کو نو کو
 پھنچا کہ سب قید لو کو چھوڑ دو جب وہ سب بچا قتل ہو چکے تھے۔

بعد اس کے مسلمہ نے لوگ واسطی تعاقب ان سب متعلقین یزید بن مہلب
 کیواسطی جو بہ ارادہ خراسان وغیرہ روانہ ہوئے تھے بھیجے انھوں نے سب لو کو نو جاگیر
 باہم خوب لڑائی ہوئی آخر شن بہت گہما ہی بند اور بیٹے یزید بن مہلب کے مار گئے
 باقی ماندہ کو مع مقتولوں کے جہین ایک سو عورتیں مہلب کے خاندان کی تھیں سردار
 اس لشکر نے مسلمہ کے پاس بھیج دیئے مسلمہ نے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ یزید کی
 عورتوں اور لڑکوں کو بیچا لوں گا جراح بن عبد المد حکمی نے کہا میں نے سب کو ایک کھہ درہم
 کے عوض خرید کیا تاکہ قسم امیر کی پوری ہو مسلمہ نے سب کو جراح کے سپرد کیا گویا
 او کو بیچا مگر اس روپے کی بازخواست جراح سے بہنیں کی۔

اس یزید بن عبد الملک نے اپنے بھائی هشام بن عبد الملک کو اور بعد
 هشام کے اپنے بیٹے ولید بن یزید بن عبد الملک کو ولیہد مقرر کیا تھا روضۃ الصغایر

لکھا ہے کہ وہ سنہ میں سل کے مرض سے چالیس برس کی عمر میں قضا کر گیا پڑا سال
 کچھ اوپر سند خلافت پر متمکن رہا - اور ایک حکایت عجیب سن لکھی ہے کہ اوسکو
 ایک عورت کے ساتھ عشق تھا وہ مرگئی ایک ہفتے تک اوسکو دفن کرنے دیا اوسکو
 اپنے خواب گاہ میں رکھا اور کئی مرتبہ اوس مرد ساتھ اوسنے مباشرت کی جب مقبروں
 اور مصاحبوں نے بہت لعنت اور ملامت کی تب اوسکو دفن کر نیکی اجازت دی اور
 اوسکی مفارقت ابدی سے بیمار ہو کے مر گیا مہر میں اوسکے کندہ تھا قضي السمیات
 یا عزیز حاجب اوسکے اپنے غلام تھے خالد اور سعید منشی اوسکا مسلہ بن زیاد تھا بڑا
 سامرہ مقام اور غات میں متعلقات بیت المقدس سے اوسنے قضا کی اور وہیں دفن ہوا
 چالیس برس کی عمر نصیب ہوئی اور چار برس ایک مہینا پانچ دن خلیفہ رہا سنہ میں خلیفہ
 ہوا اور شبان سنہ میں قضا کی جب پانچ دن اوس بیٹے میں باقی رہے تھے
 و سوان خلیفہ بنی امیہ مروانہ کا ہشام بن عبد الملک تھا جسکی
 کینت ابو الولید تھی -

یہ ہشام بڑے دور اندیش اور دانشمند تھے چالیس برس کی عمر میں جو عمر بڑے تجربہ
 کی ہے شہر رصافہ میں جو دریائے فوات پر واقع ہے یزید بن عبد الملک کے چار دن کے
 مرنے کے بعد لوگوں نے اوسنے بیعت کی بروایت سامرہ اور روضۃ الصفا میں منقول
 ہے کہ یزید کے قضا کرنے کے وقت وہ رصافہ میں تھے یزید کی خبر مرنے کی سننے تکین کے
 بعد دمشق میں آئے اور سلج شبان سنہ میں تخت خلافت پر جلوں کیا اور عمر بن حبیرہ
 جو عراق عرب کے عراق عجم اور خراسان کا حاکم تھا جسکی متعلق ممالک مغتوحہ ہندوستان بھی

تھے اوسکو معزول کر کے اوسکی جگہ پر خالد بن عبداللہ شیری کو مقرر کیا سنہ ۱۸۱ھ
 هشام نے حج کیا صاحبِ روضۃ الصفا ناقل ہے کہ ابوالزیراوی ہین کہ وہ اس سفر میں
 هشام کے رفیق تھے سعید بن عبداللہ بن ولید بن عثمان بن عفان نے وقتِ داخلہ
 مکہ منظر کے اوسکا استقبال کیا اور باتوں باتوں میں اونے کہا ای امیر لوگ یعنی آپ کے
 آبا و اجداد ہمیشہ یہاں ابوتراب پر لعنت کرتے رہے اگر آپ تجدید اسکی کریں تو مناسبت
 هشام کو وہ تقریر ناپسند ہوئی اور گران گزری جواب دیا میں حج کر نیو آیا ہوں بس یہ
 لعنت کر نیو نہیں آیا ہوں اور اوسکی طرف سے اعراض کر کے راوی سے مناسک
 حج پوچھنے لگے جو مجھ پر معلوم تھے وہ سینے بیان کئے راوی کہتا ہے وہ سید باب مجھکو
 دہشتے تھے اثر افعال کا اوسکے چہرے پر معلوم ہوتا تھا۔ واضح ہو یہ هشام بن
 عبدالملک نے کچھ دن کم بیس برس خلافت کی بجز اوسکے باپ عبدالملک کے بنی
 امیہ کو ی خلیفہ اتنی مدت تک نہیں رہا اور اوسکے باپ عبدالملک نے بھی باجماع عام
 کل تیرہ برس خلافت کی ہے هشام کے عہد خلافت میں بہت بڑے معارک
 جنگ کے دونوں طرف عالم کے یعنی جانبِ شرق ترکوں اور مغول کے ساتھ اور جانبِ غرب
 فرنگستان وغیرہ کے عیسائیوں کے ساتھ ہوئے حسین اکثر فتح فوج اسلام کو نصیب
 ہوئی کتبِ مخازی میں بالتفصیل سب لکھے ہوئے ہیں ہم یہاں تھوڑے معارکِ شرقی
 نقل کرتے ہیں هشام ولات اور احکام کی تغیر اور تبدل بہت کیا کرتے تھے وہ ہنسا
 دور اندیشی اور دانشمندی سے کرتے تھے چونکہ مغول اور ترکوں نے باعانتِ خاقان
 اہل اسلام جو ممالک خراسان اور ماوراء النہر اور آذربائیجان وغیرہ میں سسلے تھے

اونکو بہت تنگ کر رکھا تھا اس سبب ہشام کی توجہ اون ممالک پر بہت تھی
 ۹۰ سنہ میں ہشام نے خالد بن عبداللہ اور اسد دکنی بھائی کو جو خراسان اور عرقین
 کی حکومت پر تھے معزول کر کے حکم کبی کو اونکی جگہ پر مقرر کیا تھوڑے عرصے کے بعد اونکو
 معزول کر کے اشروس بن عبد اللہ کو مامور کیا وہ بہت بڑے لایق اور فاضل تھے
 سبب کمال فضیلت کے لوگ اونکو کامل کہتے تھے۔

جراح نام ایک امرا خراسان سے تھے بن عبداللہ الحکمی انھوں نے
 ولایت خرمین جا کے بہت مقابلہ کیا بہت سے کفار کو قید کیا اور غنائم کثیرہ لیکے
 آذربائیجان میں پھر آئے بادشاہ خزن نے خاقان سے استعانت کی اسے تین
 لاکھ فوج سپہ سرداری اپنے بیٹے کے روانہ کی وہ فوج جراح کے سامنے آگے اتری
 جراح کے ساتھ جو کچھ فوج تھی وہ لیکے مدافعت پر آمادہ ہوا آذربائیجان کے روسا عظام
 میں مردانشاہ نام تھا جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوا تھا اسنے جراح سے کہا اٹھا
 کی فوج بہت کثیر ہے تم اس جمیعت قلیل سے مدافعت نہیں کر سکتے مصلحت یہ ہے کہ
 کوہستانکو پشت چھوڑ کے ایک مقام محفوظ پر قیام کرو اور دار الخلافہ سے
 استدادر و جراح جواب دیا تمھاری عورتیں کہیں گی کہ جراح ڈر گیا جو کچھ سپاہ اس کے
 ساتھ تھی لیکے آمادہ مدافعت پر ہوا اور وہ مردانشاہ بھی مسلمان ہوا اور پھلے
 اوسینے یورش کی اور داد شجاعت کی دیکے شہید ہوا بعد اس کے جراح نے نہایت
 ہتور اور جلادت سے قتال اور جدال کر کے شہرت شہادت پیا اور سب لڑکے
 بالے جراح کے کفار کی اسیری میں آئے اور بہت سے مسلمانوں کو انھوں نے

قتل کیا اور لشکر ترکوں کا ممالک ایران اور آذربائیجان پر مسلط ہوا اور جہاں مسلمانوں کو
 پایا قتل کیا جب یہ خبر دار الخلافت میں پہنچی ہشام بہت متروک ہو اور سید بن عمرو اور
 کوہمراہی بڑی سپاہ جزار کے کفار ترک پر مامور کیا ایک لاکھ درہم نقد سید بن عمرو کو انعام دیا
 اور جو کچھ اوہنوں نے آراستگی فوج کے واسطی چاہا سب عطا کر کے اونکو روانہ کیا جب
 سید بن عمرو ارض روم میں پہنچے بہت سے ہمراہیان ^{سید بن عمرو} سید کے پاس آئے اور
 کوائف مفصلہ بیان کئے سید نے اونکو لباس اور اسلحہ اور نقد و جنس عطا کر کے کہا پھر
 معاودت کرو انشاء اللہ تعالیٰ ہم انتقام اس ظلم کا کفار سے بخوبی لینگے۔ انفر عن سید
 نے ارض روم سے کوچ کر کے شہر اخلاط کا محاصرہ کیا اور بڑی شجاعت اور دلادہی
 سے اسکو فتح کیا بہت سے کفار مقتول ہوئے اور غنائم کثیرہ ہاتھ آئے وہ سب
 اوہنوں نے سپاہ پر تقسیم کئے وہاں سے روانہ ہوئے جو راستے میں مقبوضات کفار
 کے لے اوپر قابض ہوتے ہوئے شہر بیلقان میں داخل ہوئے وہاں خبر معلوم ہوئی کہ
 خاقان کے بیٹے نے مسلمانوں کے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا ہے اور قریب ہے کہ اس
 قلعہ پر کفار قابض ہو جائیں مسلمان جو مخصوص ہیں اونکو طاقت مدافعت کی باقی نہیں
 رہی سید نے فارس کے شانہزادوں میں سے ایک شخص جو مسلمان تھا اور اسکو
 لوگ ابلق گھوڑے والا شاہزادہ کہتے تھے اور وہی فارسی زبان بولتا تھا اونسے کہا
 تم مرد مسلمان ہو خدا پر توکل کر کے جا سکتے ہو کہ قلعہ کے لوگوں کی خاطر جمع کرو کہ شجاعت
 سے مدافعت کرو عنقریب مدد تمہاری پہنچتی ہے ہرگز قلعہ خالی نہ کرو اور خون نے قبول
 کیا اور بڑی جوانمردی اور جرأت سے روانہ ہوئے مگر کفار نے اونکو گھیر کے قید کر لیا

اور اونسے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں جاتے ہو اوصخون نے صاف دہی کہہ دیا
 جسواسطرح جاتے تھے کفار نے اونسے کہا اگر تم اپنی خلاصی ہمارے ہاتھ سے چاہتے ہو تو تھوڑی
 دروازی پر جا کے کہہ دو کہ تم مانتے ہو مصیبت میں مبتلا ہو مسلمانوں کی فوج بہت دور ہے تمہاری
 مدد پہنچ نہیں سکتی مصیبت یہی ہے کہ قلعہ خالی کرو اوصخون نے کہا بہت خوب مجھ پر وہاں تک
 بھٹنے دو کفار اونکو حراست کے ساتھ قلعہ کے دروازے پر لٹکے اوصخون نے وہاں چنگو
 پکڑ کے کہا اے مسلمانو مجھ کو تم پہنچاتے ہو لوگوں نے اونکو دیکھ کے کہا ہاں پہنچاتے ہیں
 تم صاحب اسباب الیقین ہو اوصخون نے کہا سعید بن عمرو ہم اسی فوج کثیر سلیقان میں
 ہیں دو تین دن میں تمکو مدد پہنچے گی تم مردانہ مدافعت کرتے رہو ہرگز قلعہ خالی مت کرنا
 قلعہ میں خوشی کی ایک دھوم مچ گئی اور ہر طرف سے نعرہ تکبیر کا بلند ہوا اور ترکوں نے
 اوس پچاسے پہلے مسلمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور سعید کے قریب ہونیکے خبر سنکے
 قلعہ کا محاصرہ چھوڑ دیا اور ادھیل کھیرف کوچ کر گئے اور قلعہ کے مسلمان کفار کے محاصرے
 نجات پانے کے دو ہزار مرد ہزار سعید کے ہمراہ ہوئے۔ اتنے میں ایک شخص نعرہ گھوڑے پر سوار
 سفید پوشاک پہنچو سے سیکہ سامنی آیا اور سلام سنون ادا کیا سعید نے جواب سلام کا
 دیکے پوچھا آپ کون ہیں اور کہاں سے تشریف لائے اوصخون نے کہا میں ایک
 بندہ خدا ہوں اے سعید اگر تمکو ثواب جہاد کا اور فلاح بنائیم مطلوب ہے تو اٹھو بلا
 مقام پر دس ہزار خرمی پانچ ہزار مسلمانو کو قید کئے ہوئے لیے جاتے ہیں اور ہر جہاد
 کرو سیکہ چار ہزار مرد ہزار چنگے ہمراہ لئے اور باقی لشکر کو دین چھوڑا اور اوس جمعیت کفار پر
 بیخبر شیون مارا سیکو قتل کیا اور مسلمان قیدو کو چھوڑا یا اور لاکھوں روپے کا نقد اور

جنس اموال غنیمت ہاتھ آیا اور سید نے بفرخی اور فیروزی اپنے لشکر گاہ میں معاہدت کی اور معدودہ چاند کفار کے لشکر سے بچکے جو بہاؤ تھوڑے اونھوں نے خاقان کے بیٹے کو اس مصیبت کی اطلاع کی اتنے میں پھر وہی سوار نقرہ ہوڑیکا سامنے آیا سید فیروزی کو دیکھتے کہا آپ کیواسطی میں صلہ اوس خوش خبری کا رکھا ہے جو آپ نے ہکودی تھی اونھوں نے جواب دیا وہ صلہ میرا آپ کے پاس بحفاظت پہنچا میں اسوقت ایک اور مال غنیمت کی اطلاع کیواسطی آیا ہوں کہ ایک اور لشکر خزیو کا جسکے قیدی ہن جراح کے لڑکے بالے اور بہت سے مسلمان ہن اور لاکھوں کا اموال افرکے ساتھ ہے فلا نے مقام پر مقیم ہن سید نے یہ خبر سنکے پھر تیاری کی تو معلوم ہوا کہ بیس ہزار سوار جراح کفار کے ایک مقام پر مسکر کئے ہوئے تھے سید نے نہایت شجاعت اور بہادری اودن پر پورش کی اکثر کفار ترک مقتول ہوئے اور اہل اسلام کے مقیدین رہائی پائی سید نے جراح کے متعلقین کو عطا یا گران بہا سے مسرور کیا خاقان کا بیٹا اودنوں شکست غنیمت کی خبر سنکے بڑی دلاوری سے سجد کے ساتھ تہنہ کرنے کو آمادہ ہوا اور ہر سید نے بھی ترتیب افواج شروع کی اتنے میں پھر وہی نقرہ گھوڑیکا سوار سید کے سامنے آیا اونھوں نے کہا امر و مقبر کہ آپ کے ہن قدم سے ہکا بہت فلاح ہوئی آپ اپنا صلہ کیوں نہیں لیتے سوار نے جواب دیا جب مجھ کو ضرورت ہوگی تب میں لوٹنا اب میں اس اطلاع کے واسطے آیا ہوں کہ خاقان کا بیٹا چالیس ہزار فوج لیکے تمہارے مقابلے کے واسطے آمادہ ہوا اگر خواہش جہاد کی اور اموال غنیمت آمادہ ہو جائے۔

راقم کہتا ہے کچھ نام و نشان اوس سوار نقرہ گھوڑیکا بجز اوسکے جواب
 نہ کیا گیا تاریخ منقول عند من مندرج ہین ہے ظاہر اوہ ولی کامل صنف انسان کے تھے
 یا شاید جناب اقدس ابی نے کسی فرشتے کو بصورت انسان اہل اسلام کی مدد کیواسطی
 مامور کیا تھا۔ انقض سید آمادہ محاربہ ہوا بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی وقت
 زوال آفتاب کا غروب محرکہ قتال وجدال گرم رہا آخرش کفار کو ہزیمت ہوئی اور
 سعید اپنے پیروں میں سعادت کی صبح کو پھر وہی سوار نقرہ گھوڑے کے تشریف لائے
 اور خبر دی کہ خاقان کا بیٹا اپنی افواج منتشرہ کو جمع کر کے پیر آمادہ محاربہ پر ہوا
 آپ تیار ہو جائے اور تشویش نہ کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو نصرت دیگا سعید جب تیار
 ہو کر محرکہ پر آئے تو لوگوں نے پوچھا کوئی جانتا ہے کہ خاقان کا بیٹا کس مقام پر ہے
 لوگوں نے تجسس کر کے خبر دی وہ جو ایک آدمی کا سر نیزے پر بلند معلوم ہوتا ہی اوی
 مقام پر وہ گھوڑے پر کھڑا ہے اور وہ سرجراح کا ہے سعید نے انا للہ وانا الیہ راجعون
 پڑھ کر دفعۃً حملہ کیا اور ایک وار تلو ار کا خاقان کے بیٹے کے سر پر ایسا کیا کہ وہ گھوڑے
 سے جدا ہو کر زمین پر گر اڑا اوسکے ہمراہیوں نے پھراوٹھا کے سوار کرایا اور ناسرہ
 قتال وجدال کا پھر گرم ہوا آخرش افواج کفار کو ہزیمت ہوئی ہزاروں مار گئے
 اور اموال غنیمت بے انتہا افواج اسلام کو ملا سعید نے خمس غنائم موافق معمول کے دارالخلافہ
 مدین روانہ کیا اور ایتیہ اوسکی چالیس ہزار فوج پر تقسیم ہوا مورخین لکھتے ہین کہ سترہ
 آدمی پیچھے تقسیم ہوئے۔

ہشام کو جب خبر شکست خاقان کی میٹھی کی پہنچی سعید بن عمرو کو دارالخلافہ مدین

طلب کیا اور اپنے بھائی مسلمہ بن عبد الملک کو خراسان کی حکومت پر مامور کیا اس پر
 برابر دمان عزل و نصب کرتے رہے تا آنکہ سال ۷۸۵ھ میں نصیر بن سیار کو مامور کیا وہ
 برابر وائلی حکومت پر ابو مسلم کے خروج تک رہے جو بانی خلافت بنی عباس کے تھے
 انہیں ہشام بن عبد الملک کے عہد میں واقعہ ہائے حضرت زین العابدین سلام اللہ
 علیہما پیش آیا جنکے پیرو اب شیعہ زیدیہ کہلاتے ہیں اور وہ مذہب ممالک من میں
 اور جنگونین اطراف مدینہ منورہ کے بکثرت شائع ہے اصل مذہب اونکا یہ ہے
 کہ حضرت شیخین یعنی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بہت منظم اور
 مکرم جانتے ہیں مگر لاریب حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو افضل سمجھتے ہیں
 اور کہتے ہیں کہ خلافت حق اونکا تھا مگر اجماع اہل اسلام اونکی خلافت پر نہوا۔
 یافعی نے مرآۃ الجنان میں لکھا ہے کہ پھلی مقتدا اس قوم کے
 رافضی کہلاتے ہیں حضرت زید کے ساتھ جمع ہوئے پھر اونے کہا کہ ابوبکر اور
 عمر کی طرف سے آپ بیزاری ظاہر کیجئے اونھوں نے فرمایا جو لوگ اوسو بیزاری اور
 بیزاری رکھتے ہیں ہم اونے بیزار بن شیعہ نے کہا اذن نہر فضک
 یعنی تو ہمیں چھوڑ دیا تمکو اسی سے حضرت زید نے اور اونکے ہمراہیوں نے اوس
 قوم کا نام رافضہ مقرر کیا یعنی چھوڑنے والے اور اپنے پیرو لوگوں کو شیعہ زیدیہ
 کا لقب دیا۔

راقم کہتا ہے بنظر معنی کے رافضی کچھ بد لفظ یا دشنام نہیں ہے
 مگر اب شیعہ اثنا عشریہ اس لفظ کے اعلاق سے اونکے اوپر نہایت ناراض

ہوتے ہیں تو وہ ناراضی یا بسبب جہالت کے اوسکو معنی سے ہے کہ اوسکو گالی سمجھتے
 ہیں یا یہ کہتے کہ اند ہے کو اگر بصیر یعنی ڈھٹیا را کہتے تو وہ ناراض ہو اوس قسم سے
 ناراضی سے بہ بالکل ایک جماعت کثیر نے اہل کوندہ میں سے حضرت زید کے ساتھ
 جمع ہو کے اوس طرح بیوفائی کی جیسے اوندکے دادا حضرت امام حسین علیہ السلام کے
 ساتھ کی تھی اور حضرت زید نے اوس بیوفاقوم پر اعتماد کر کے خلاف مصلحت
 زناہ اور خلاف نصائح اپنے دوستان صادق اور عزیزوں کے ناحق اپنی زمین
 ہلاکت میں مبتلا کیا اسی طرح سے اوندکی صاحبزادے یحییٰ بن زید نے ولید بن یزید کی
 خلافت میں اپنے تئیں ہلاک کیا جسکا ذکر اپنے محل پر ہوگا۔ مختصر کیفیت حضرت
 زید کے واقعے کی بروایت روضۃ الصفا یہ ہے کہ کوفیوں نے خطوط بھیجے حضرت
 زید کو وہاں طلب کیا اور چالیس ہزار آدمیوں نے اوندکی ماتھے پر بیعت کی ہر چند
 اوندکی دوستوں اور عزیزوں نے ممانعت کی کہ کوفیوں کا کچھ اعتناء نہ کرنا چاہئے۔
 اوصوں نے آپ کے دادا کے ساتھ بیوفائی کی اونہیں کی اولاد یہ لوگ ہیں اونی
 وفائے عہد کی توقع نہ کہنے لیکن چونکہ مقتول ہونا حضرت زید کا مقدر ہو چکا تھا
 ہرگز ناصحوں کی نصیحت نے کچھ اثر نہ کیا منجملہ اون ناصحوں کے ایک شخص مسلمہ
 بن کبیل نے حضرت زید سے پوچھا کہ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں فرمائیے
 کتنے آدمیوں نے آپ کے ماتھے پر بیعت کی ہے فرمایا چالیس ہزار آدمی فی
 ہر پوچھا آپ کے دادا کے ماتھے پر یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام کے کتنے لوگوں
 نے بیعت کی تھی فرمایا اسی ہزار آدمی نے پھر پوچھا کہ آپ کے دادا آپ کے افضل

یا آپ اونسے افضل ہیں اور عہد اور زمانہ اونکا آپ ک زمانہ سے بہتر تھا یا آپکا
 زمانہ بہتر ہے فرمایا وہ مجھے افضل تھی اور اونکا زمانہ میرے زمانے سے بہتر تھا تب
 مسئلہ نے کہا اوس زمانے میں آپ کے دادا کے ساتھ اوس جمعیت کثیر نے وفانہ کی
 آپکو اوس جمعیت قلیل کے قول و فعل پر کس طرح اعتماد ہوا۔ اوسے عرصہ قریب میں
 بعضے نامور کوفے کے لوگوں نے جنھوں نے پہلے بیعت کی تھی آپ سے آکے پوچھا کہ
 آپ ابو بکر اور عمر کی شان میں کیا کہتی ہیں فرمایا بجز اونکی نیکی اور حسن کردار کے کسی
 امر بد کو میں اونکی طرف متنبہ نہیں کرتا بعضے لوگوں نے ہماری قوم میں صرف بقدر
 البتہ کہا ہے کہ نسبت اونکی ہم لوگ مستحق تر خلافت کے تھے مگر جب وہ دونو خلیفہ ہو گئے
 تو اونھوں نے کتاب پر اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا اور
 کسی پر ظلم نہیں کیا اون لوگوں نے کہا بنی امیہ بھی کہتے ہیں کہ ہم کتاب اور سنت
 پر عمل کرتے ہیں اور اونھوں نے بھی آپ پر کچھ ظلم نہیں کیا آپ نے فرمایا اونکو کیا
 نسبت ہو اون دونو بزرگوں کے ساتھ وہ مجھ پر اور تم پر اور اپنے نفس پر ظلم ہیں۔
 الغرض اون لوگوں نے اپنا عہد بیعت توڑ ڈالا اور کہا حقیقت میں ہمارے
 امام حضرت جعفر صادق علیہ السلام ہیں آپ ہمارے امام نہیں ہیں آپ نے فرمایا
 یا قوم ہر قسم کی بیعتیں اے قوم تم نے مجھ کو چھوڑ دیا اسی سے شیعہ اثنا عشری
 پر لفظ رافضی کا اطلاق کیا گیا بالجمہ جب ہلال محرم ۱۱۰ھ دیکھا گیا حضرت زید نے
 عزم خروج کا کیا اگرچہ تدابیر یوسف بن عمرو الی کوفہ سے شب یکم صفر ۱۱۰ھ کو جو
 حضرت زید نے تاریخ خروج مقرر کی تھی ساری جمعیت بیعت کر نوا اونکی آپ کی شریعت

ایک روایت ہے کہ صرف پانسو آدمی اور ایک روایت سے دو سو اٹھارہ آدمی ساتھ دیا
 اور حضرت زید بڑی شجاعت اور بہادری سے لڑتے رہے یہاں تک کہ ایک تیریشانی
 مبارک پر لگا اور سکی حد سے آپ گھوڑے پر سے جدا ہو گئے تو ایک اونکی معاون
 گھوڑا اور اٹھائیس ایک جراح نے تیریشانی سے نکالا اور زخم کی دوا کرتا رہا مگر فائدہ
 نہ ہوا آپ نے قضا کی یارون نے ایک مقام مخفی میں دفن کیا اور یوسف بن عمر والی
 کو فہدفن کی تلاش میں تھا کہ میں بتا نہیں ملتا تھا آخر آپ کے ایک غلام کو قتل کی
 ہتھکڑیاں لگا کر اسے پوچھا اس نے اپنے جان کی خوف سے بتا دیا یوسف نے نعش
 شریف قبر سے نکال کر ستر سے جدا کیا اور ہشام کے پاس بھیج دیا اور تن مبارک کو
 سولی پر چڑھایا فاعتبہر وایا اولی الہابصامر ہشام بن عبد اللہ کے
 ذکر میں یافعی نے لکھا ہے کہ ایک تہ ہشام ایک ہرن کے پیچھے دوڑے ظاہر اوہ ہرن
 لاکھ نہ آیا وہاں ایک لڑکا بکریاں چراتا تھا ظاہر استہزاء اسے کہا تیرے
 پاس ہرن کے آؤ اسکو اس لڑکے نے جواب دیا تیری موت آئی جو میری طرف
 بخمارت نظر کی اور مجھ سے معاشرت بخمارت کی تیری گفتگو جاری ہے اور
 فعل تیرا جاری ہے ہشام نے کہا او چھو کرے تو مجھ کو پہچانتا نہیں ہے اس نے
 کہا تو نے تو بی ادبی سے پہلے ہی اپنے تئیں پہچنو ادب کا بغیر سلام علیک کے بات کرنا شروع
 کر دی ہشام نے کہا میں ہشام بن عبد اللہ ہوں لڑکے نے کہا خدا تیرے گھر کے پیچھے
 نہ نیچا ہے اور نہ کسی زندہ کو تیری قبر دکھلائے وہ یہ کہی رہا تھا کہ ختم و ختم ہشام کے
 وہاں تھنچے اور ہر ایک نے کہنا شروع کیا السلام علیک یا امیر المؤمنین ہشام نہایت عصبانی

تیرے گھر کے پیچھے
 نہ نیچا ہے اور نہ کسی
 زندہ کو تیری قبر
 دکھلائے وہ یہ کہی
 رہا تھا کہ ختم و ختم
 ہشام کے وہاں تھنچے
 اور ہر ایک نے کہنا
 شروع کیا السلام علیک
 یا امیر المؤمنین

گہوڑے پر سو اور لوگوں نے کہا اس راہ کے کو ساتھ لے آؤ جبہ دار الخلفاء میں پہنچے اور پھر
 اور امر حاضر ہو ہر ایک آواز بخت بجا لایا اور وہ لوگ ایک پس بھر جھکائے ہو کھڑا تھا اور خدیفہ کو
 سلام نہ کیا تب بعض وزراء کو دیکھا اوتے عرب کے کس چیز فی باز رکھا ہی تھیکو امیر المؤمنین پر سلام کر نیسے
 اوسنے جواب دیا او بالان گدہ کو اتنی دوسرے چلتی چلتی میرا دم چڑھ گیا ہی جو اس ٹھکانے میں ہیں بعض
 مذہبانے کہا او گدہ ہے کچھ عرب کے بہت فضول تو بکا امیر المؤمنین کے سامنے اور اوسنے لفظ بلفظ تو فی
 مخاطب کیا اوسنے جواب دیا او بھو کھی سنگستہ انکی اور سرمہ لگانے والے بے وفرا نہ کیا تو فی نہیں سنا قول اللہ عزوجل
 اپنی کتاب نزل میں اپنی نبی مرسل پر یوہ قاتی کل نفس تجادل عن نفسها پس جب اللہ تعالیٰ
 کے سامنے آدمی جہاں کر نیگے ہشام کی کیا حقیقت ہے کہ اوتے کوئی لفظ بلفظ مخاطب نہ کرے اس بات کے
 ہشام اور زیادہ غصہ ہو اور حکم ہو اکیسین ہمارا منہ اسکا سر کاٹ ڈالو جلا و طلب اور نطع بچھا کی
 او سپر وہ دار کیا گیا اور جلا دین مرتبہ پوچھا یا سید میر میں تمہارا بندہ ذلیل لب گوہوں اسکا سر کاٹ
 ڈالوں اور میں برسی ہوں اوسکو خون سے ہر مرتبہ ہشام نے کہا کاٹ ڈال اوسکی گردن مگر تیسرے مرتبہ
 جب حکم دیا تو وہ لوگ پڑا پڑا ہنسنے لگا تب ہشام نے کہا پھر کھڑا کر اوسکو جب کھڑا ہوا اوتے کہا او ہوسکر
 سر نہ پرتو نہ ہتا ہے اور جینی پرتو اتنا ہی کیا تو ہم سے چہل کرتا ہی یا اپنی نفس سے مسخر این کرتا ہی تب اسنے کہا ہاں
 امیر المؤمنین میری دو باتیں سن لیجئے پھر جو جی چاہی سو کجی حکم ہو اکہڈال اوسنے کہا یہ میرا اول وقت ہے آخرت
 اور آپکا آخر وقت ہے دنیا سو اور ہر آئینہ اگر اس مہین کو تا ہی ہوئی یا اجل میں کچھ تاخیر ہوئی تو آپکی
 گفتگو کچھ ہی ضرر نہ کر گی نہ تھوڑی نہ بہت لیکن یا امیر المؤمنین کچھ اشعار مجھ پر یاد آئے ہیں اوسکو سن لیجئے
 ثم قال تب او پڑی قلمہ بنعت ان الباء مطلق مرة + عصفور سہر ساقمہ المقدور +
 ثم عصفور ی النصارہ + والباء منھا علیہ یطیو + ما یغنی لثلاث شعبۃ +

وَاللّٰہِ اَکَلْتُ مَا نَفِیْ لِحَقِیْہِ فَتَجِبَ الْبَیْضُ الْمَذَلُّ لِنَفْسِہِ عَجِبًا وَاَقَلْتُ ذٰلِکَ الْحَصْفُ
 حشام یہ سیکھتے ہنستے لوٹ گئے اور کہا خدا کی قسم اگر ابتدا سے یہ اسطر علی گفتگو کرتا تو سو فیصلہ
 جو کچھ گفتا میں اسکو قتل دیتا پھر کہا او چہو کرے اپنا منہ کہول جب اسے منہ کہولا تو موتی اور جواہر
 اسکا منہ بھر دیا و بہت کچھ نقد اور جنس اور خلعت پہنا کے رخصت کیا۔

راقم کہتا ہوں اس لڑکے کی گفتگو کا عربی سے اردو میں ہنسی ترجمہ کیا ہے مگر وہ فصاحت
 اور بلاغت جو عربی میں تھی وہ اردو میں کہاں اور حشام بیشک باوصف اسکی سختی گفتگو سے نہایت
 غصے میں تھی لیکن اسکی فصاحت اور بلاغت سے متیر اور متعجب تھی اور اوسکی ہماری ذہن میں گذرنا ہی کہ
 اسکا قتل کرنا مشغولہ تھا صرف خوف تھی۔ اسطر کا ایک قصہ نہایت عجیب کا رونقہ الصفا میں بتول
 کہ حشام ایک دن اپنے شکار کے سفر میں ایک روہن میں جا پہنچے وہاں ایک بوڑھے آدمی کچھ حقارت سے
 گفتگو کی اٹھتے ہر سوال کے جواب میں باوصف اونکی آگاہ کرنے کو کہ میں حشام بن عبد الملک ہوں بہت
 دلیری اور کمال ہے ادبی سے گفتگو کی اور سارے عیوب بنی امیہ کے امیہ کی وقت سے اونکو عہد تک نقل کر
 مگر وہاں اونکا حشم اور خدمت نہیں بھیجا صرف ایک غلام ساتھ تھا اونکی آنکھوں میں غصے سے خون اتر
 آیا اور اس غلام سے پوچھا کہ تجھ کو یاد ہے اس بوڑھے نے کیا کیا کہا اور اس غلام نے کہا یا امیر المؤمنین
 میں اسکی گفتگو مسلسل بے ادبی کی۔ سیکھ ایسا بد جو اس بوڑھے کی کچھ ایک لفظ اسکا یاد نہیں ہے کئی بار میں
 قصہ کیا کہ تلوار نکال کر اسکو قتل کروں مگر مال کا رستے ڈر کے ساکت ہو رہا حشام نے کہا کہ اگر تو
 اسکی خلاف گفتگو کرتا تو میں تجھ کو قتل کرتا خبردار اگر کچھ بھی تجھ کو یاد ہو تو کسی کے سامنے مطلق زبان نہ نکالنا
 بعد ازیں لشکر میں آئے تو نوٹو بھیجا کہ اس بوڑھے کو پکڑ لاؤں مگر اسکا کہیں تپ نہ لگا اور حشام سونے اونکا
 تلاش میں رہے مگر کہیں نہ ملا اور اونکو ساری عمر حشر رہی کہ اسکو فوراً کیوں نہیں گرفتار کیا یہ قصہ

روضۃ الصفا میں تاریخ اعظم کو مثنیٰ سے منقول ہے سبب تظویٰ کے نغذہ لفظ کلام اوس بوڑھے کا جو منہ نقل
 بنین کیا۔ یاقنی لکھنوی کہ ہشام سفید رنگ اور خوبصورت تھی اور سیاہ خضاب ایا کم کہولت میں کرتی تھی
 مگر وفتۃ الصفا میں اوس بوڑھے آدمی کی طعن و تشنیع کے ذکر میں لکھا ہے کہ ہشام احوال اور کردار میں منظر تھی
 اس معلوم ہوتا ہے کہ اوس بوڑھے کی قصہ میں صاحب روضۃ الصفا کی شاعری خلاف اصلیت کے بہت تھی
 اس طرح روضۃ الصفا میں بخل کی نسبت ہشام کی طرف کی ہے اور بدوی چھو کرے کے قصہ میں جو
 انعام اوسکو لکھا گیا ہے وہ بخل کے بہت خلاف ہے مگر چونکہ نہایت دانشمند اور دور اندیش تھی ظاہر اسرا
 بیچل بنین کرتے تھی۔ مسامرہ میں ہے او کی مہر کا کندہ تھا الحمد للہ غشی او کی سالام نام او کا اپنا ایک غلام تھا
 اور حاجب سر غلام خالد نام تھا قاضی او کی عہد میں عربین صفوان تھی اور کو تو ال یزید بن یعلیٰ جہمی عسبی
 تھی سئلہ میں وہ خلیفہ ہو کر ربیع الثانی ۱۳۰ھ میں شہر رصافہ میں قضا کی وہیں دفن ہوئے
 او کی ماں ام اسمعیل بنت ہشام بن اسمعیل مخزومی تھی اسٹھ برس او کی عمر ہوئی اور انیس
 برس نو مہینے پانچ دن خلافت کی۔

گیا زہوان خلیفہ بنی امیہ کا ابو العباس ولید بن یزید بن عبد الملک مرواہتا
 یافعی نے ولید بن یزید بن عبد الملک کے ذکر میں لکھا ہے وہ بہت خوبصورت تھا اور بڑا شہ زور اور شاعر
 غرا تھا لیکن اس کے حالات میں بہت امور بد خلاف و نیداری اور خلاف حیا اور شرم کی او کی طرف
 لوگوں نے نسبت کئے ہیں بکا ذکر یافعی کو مکر وہ معلوم ہوا اور چند عالم بھی اسکا بغیر ان روایات کی
 صحت اور غلطی کا اور اسی سبب اسکی بنی عم یزید بن ولید نے اس پر خروج کر کے اسکو قتل کیا کل ایک
 برس تین مہینے وہ متولی خلافت رہا جہادی الثانی ۱۳۰ھ میں وہ مقتول ہوا۔ مسامرہ میں لکھا ہے
 او کی ام المجلج بنت محمد بن یوسف ثقفی تھی روز وفات ہشام بن عبد الملک کے لوگوں نے

اوسکی ماتھے پر حیت کی اوسکی مہر کا کندہ تھا یا ولید، احد المعروت حاجب کا قطری تھا
 او نشی اوسکا یوسف بن محروہ تھا کو تو ال اوسکا عبدالرحمن بن حسیل کہی تھا اوسکو چاکر بیٹے یزید بن
 عبدالملک نے اوسکو قتل کیا باغبان دلیس کے باسروہ دفن ہوا او تالیس بن کی عمر پائی ایک سو بیس و ہجرت مائیس دن
 متولی خلافت ربیع الثانی ۳۵۱ھ میں اوسکی ماتھے پر حیت ہوئی سہادی الثانی ۳۵۲ھ میں وہ قتل ہوا
 انتہی روایت المسامرہ - بالجہد وہ اپنی باپ کی وصیت سے بعد چاکر کی مرئی خلیفہ ہوا تھا جس وصیت کا ذکر
 اوپر ہو چکا، اور سبائک نے ہب میں لکھا ہے وہ فاسق ملعن دائم الخمر تھا محلات پر اوسکو امرار اور ہری
 جرات تھی حج کر نکلا ارادہ کیا اس نیت کے کہ شریفیہ کی چھت پر بیٹھ کے شراب پیائے اس وقت اوسکو چاکر
 بیٹے نے اوسکو قتل کر کے اوسکو قتل کیا -

راقم کہتا ہے اگر خبر اوسکی فاسق ہونے کی صحیح ہے تو عجیب نہ ہو کہ وہ شریف بن
 معاویہ کے نصف کا ہر گاہ اس کو اوسکی بیٹی غامکہ کا پوتا تھا اور یہ بھی عجیب نہ ہو کہ یزید بن ولید بن
 عبدالملک اوسکو چاکر کو بیٹو فی و سپر فروج کی اوسنے اور اوسکی بھان فی و کو حرکات بد کی شہنا میں
 نہایت سبوتا کیا ہے چنانچہ وصفہ الصفا میں اجسے شہزادہ کو قتل کر کے بیٹے ہو اوسکے کفر و فتنہ
 پر دلالت کرتے ہیں بہر اوسکو جو یہ بھی لکھا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ سب بزرگ اس نسبت
 اور بہتان کی ہیں اور عوید اس گمان کا یہ قصہ ہے کہ ایک روز مہدی باللہ خلیفہ عباسی نے
 اپنی مجلس میں ذکر کیا کہ ولید بن یزید بن عبدالملک نے کہا تھا ابو العلامہ خثیمہ اس مجلس میں حاضر
 وہ ہوں نے کہا یا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ بڑا عادل ہے ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ اپنی جدیجہ سے اس
 صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہو سیکم تمام ایک شیعہ کو مقرر کرے جو لوگ اوسکی مجلس میں حاضر
 رہتے تھے میں نے اس وقت سنایا کہ جب نماز کا وقت آتا تھا وہ فوراً اپنی مجلس عیش و عشرت اور شراب

و کہا ہے اونٹنی پوشاک بد لگو ناز پڑتا تھا بعد فراغت کو ناز سو بھر دیتی پہلی پوشاک پہن کے
 عیش و عشرت کی مجلس میں آتا تھا ایسے شخص کو یہ نہیں کہہ سکتی کہ زندیق تھا اور خدا کا ایمان نہیں
 رکھتا تھا مہدی باللہ فی کہا بارک اللہ علیک یا ابا العلامہ اسی ولید بن یزید بن عبد الملک کے
 عہد میں یحییٰ بن زید بن زین العابدین بن حسین سلام اللہ علیہم ممالک خراسان میں مقتول
 ہوئے محل حکایت اوسکی روایت روضۃ الصفا یہ ہے کہ جب واقعہ ہائے حضرت زید کا پیش آیا
 تشریف حضرت یحییٰ مخفی و اسلئے نکلے خراسان کی طرف چلے گئے اور بلخ میں حریش نام ایک شخص
 کی گھر میں شہر سر پرستام بن عبد الملک کے قضا کی اور ولید بن یزید بن عبد الملک متولی خلافت
 ہوا تو یوسف بن عمرو نے جو ظاہر اولیہ کی طرف سے ارباقبہ اربن تھا نصر بن سیار والی خراسان
 کو کہا کہ یحییٰ بن زید کو گرفتار کر کے عراق میں بھیج دو نصر نے یہ تفتیش کریش کو گرفتار
 کیا اور کہا یحییٰ کو حاضر کر کے اسے انکار کیا کہ میں نہیں جانتا ہوں وہ کہاں ہیں نصر نے جستجو
 کی جسے حریش کو اسے اپنا پیش قدمی کہہائی کہ اگر یحییٰ میرے پاؤں کی نیچے ہو اور تم ہزار تلواریں
 میرے سر پر مار دو میں ہرگز پاؤں نہ اٹھاؤں گا مگر قریش حریش کی بیٹے نے جب دیکھا کہ اسکا باپ
 مارا جاتا ہے اسنے یحییٰ کا نشان بتا دیا اور نصر بن سیار نے اسکو قید کر کے ولید کو اطلاع کی ولید
 حکم لکھا کہ حضرت یحییٰ کو مطلق العنان کر دو اور اونسے تعرض نہ کرو نصر بن سیار نے ایک ہزار
 و نیاں حضرت یحییٰ کو نذر کر کے اونسے کہا کہ آپ خراسان کی ملک سے کہیں باہر تشریف لیجئے
 میرے خدا قدار کو مالکیت قیام نہ فرمائے حضرت یحییٰ جو ظاہر نصر بن سیار کا دار الحکومت
 تھا یا اوس عزمین وہ وہاں مقیم تھا سرخس میں تشریف لیگئے اور وہاں نیشاپور کی
 عازم ہوا اوس نواح میں بعضے تجارت سے حضرت یحییٰ نے کچھ گھوڑے اور اور دو اب اس

وعدہ پر خرید کئے کہ جب وقت آویگا تب ہم اوسکی قیمت ادا کریں گے عربین زرارہ جو اوس طرف کا
 حاکم تھا اوسنے نصر بن سيار کو اوس واقعہ کی اطلاع کی اوسنے حکم دیا کہ حضرت یحییٰ سے
 میزاق کرالیا ہو کہ وہ سیرحد و دہلیک سے باہر چلے جائیں اگر وہ ہمارے ممالک چھوڑ دیں تو بہتر
 والا اونکی ساتھ محاربہ کرو عربین زرارہ ایک فوج کثیر سوار اور پیادہ کی جمع کر کے حضرت یحییٰ کو
 مقابل ہوا اوفضول فرمایا میں یہاں جنگ کر سکیوں نہیں آیا ہوں روبراہ ہوں تم کیوں مجھے
 مستعرض ہوتی ہو اوس بیبیانے بغور حکومت حکم اونکی قید کر لیا کیا حضرت یحییٰ ہمگی ستر آدمی
 اپنے ہمراہ لے کر ساتھ آواؤہ مدافعت پر پو خوب لڑائی ہوئی یہاں تک کہ عربین زرارہ خود مارا گیا
 اب حضرت یحییٰ کو لازم تھا کہ اگر مجبوری نہ تھی تو فوراً رد و خراسان سے باہر ہو جاتی یا جمیعت کثیر
 ہمراہ نہ رکھتی لیکن چونکہ ارادہ ازلی نے اونکی ایام حیات کو ختم کر دیا تھا دونو امر میں سے ایک
 بھی وقوع میں نہ آیا آپس میں مشورہ کیا کہ سر دست ہمارا ارادہ جنگ نہایت یہ تھی کہ عراق
 میں جا دیں مگر اب سرف جانا دشوار ہے سات سو آدمی آپکی ملازمین کے تھے اس جمیعت کے ساتھ
 جرجان کی غریت کی نصر بن سيار نے یہ خبر سنکے فوراً خود عازم جرجان کا ہوا اور مسلم
 بن احمرازنی کو دس ہزار سپاہ کے ہمراہ مقدمہ الجیش کر کے روانہ کیا اب بھی اگر حضرت یحییٰ انہی
 تین نصر بن سيار کے سپرد کرتے تو لا تعلقو یا یدیکم الی التھلک سے نجات پاتے
 اور چونکہ ولید نے پیشتر حکم اونکی مطلق العنان کر دیا تھا اگر تنہا وطن کی طرف معاودت کرتے
 یا ممالک کی طرف چل جاتے تو مصلحت نہ تھی اودنیوی اوسی کی مقتضی تھی اور اگر چہ پہلا مقابلہ
 عربین زرارہ کو ساتھ بدافعت ظاہر تھا لیکن بعد کامیابی کے اوس مقابلہ میں اس جمیعت
 کثیرہ کے ساتھ خلاف اپنے اقرار اور وعدہ کے جب تک خراسان کو ترک نہ کیا اگر چہ سر دست

نیت فوج کشی کی بہتر سب سامانی کے نہ ہوا ورنہ اپنی تین تہا سپرد کر دیا پھر اباقتدار دنیا دار
 کلب او کی طرف سے مصلحت ہوئی ہر صورت مسلم بن اہور مازنی نے حضرت یحییٰ کو حدود و جرجان
 میں جا گھیرا وقت چاشت سے نماز اہ آفتاب سے کہ قتال و جدال کا طریقہ سے گرم رہا
 بعد زوال کے حضرت یحییٰ نے مسلم سے استجارت کر کے قتال واسطی ادا نماز ظہر کے موقع
 کرایا بعد نماز کے پھر قتال شروع ہوا مسلم کی طرف بہت لوگ ریگئے تب مسلم نے ایک عجات
 تیر اندازوں کی صف برابر کر کے تیر فکی بارش کر دی ایک تیر حضرت یحییٰ کے مقتل پر
 جا بیٹھا اور او کو آؤ کر دیا ناکش و نالہ راجون۔ الغرض مسلم نے سر او نکا کاٹ کے نصر بن
 سیار کے پاس بھیج دیا اور جسے کو مع دو اونکی ہمارا ہونکی جکا نام ابو الفضل اور ابراہیم تھا
 بموجب نصر کے حکم کے سولی پر چڑھا دیا جب ابو مسلم مڑوڑی کا فراسان پر تعلق ہوا تب اس نے
 اون لاشوں کو اوتار کے دفن کیا واضح ہو کہ نفاق اور شقاق کسی قوم میں صرف قوت
 اور طاقت اوس قوم کی نہیں گھٹتا بلکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ بالخاصہ وہیں ایسی
 نحوست ہو کہ اگر چند سے کوئی قوم آپس کے نفاق اور شقاق اور خبا و جدال سے کل منقہ
 ہنوی تو جو باقی رہ جاتے ہیں وہ ذلیل اور خوار اور معدوم الاقتدار رہتی ہیں کتب تواریخ
 سے سیکھو ان اقوام پیشین کا یہی حال دیکھئے میں آیا قوم نبی امیہ میں جب تک اتفاق رہا
 خلافت اوس قوم میں بڑے شوکت اور احتشام سے قائم رہی جو خلیفہ مقرر ہوا ساری
 قوم نے برضا و رغبت اوسکی فرمانبرداری کی جب مشیت ایزدی اوس قوم کے زوال
 اقتدار کی مقتضی ہوئی اسی ولید بن یزید بن عبد الملک کے عہد میں آپس میں جو قی
 پیرا شروع ہوئی اور شروع اس نفاق اور شقاق کا یزید بن ولید بن عبد الملک کے

نامہ اعمال میں ثبت ہو کہ اوسنے باہم یا انتساب ولید کے حرکات قبیلہ منجر کفر و زندہ
کو اوپر خروج کیا اور باہم جنگ و جدال واقع ہوئی طرفین سے لوگ مقتول ہو کر خارجی غلبہ
آیا اور ولید کو قتل کیا اور حقیقت یہ ہے کہ بعد خلافت راشدہ کی امامت اور خلافت شرعی تو
باقی نہیں رہی تھی ظاہر میں البتہ ارباب محل و عقد اہل اسلام کے فاسق معن کے ہاتھ پر بیعت
نہیں کرتے تھے اور واقع میں خلافت سلطنت موروثی ہو گئی تھی پچھلا خلیفہ اپنی اولاد یا اقربا
میں جسکو چاہتا تھا وصیت خلیفہ مقرر کرتا تھا تو غالباً ولید بن یزید بن عبد الملک پیشتر خلافت
سے فاسق معن تھا اگر بعد خلافت کے اوسکے فسق کا اعلان ہوتا تو یہ مسئلہ شرعی ہے
الامام لا ینعزل بالفسق یعنی امام اگر بعد خلیفہ ہونے کے فاسق ہو جا تو خلافت ہی
سقوط نہ کیا جائیگا۔ اور فرض کیجئے اگر وہ پیشتر سے فاسق معن بھی تھا وہ عیب کا ذاتی
تھا امامت اور خلافت شرعی تو تھی نہیں سلطنت موروثی تھی اور انتظام سلطنت کے
بابین وہ عادل اور رعایا پر ورتھار وضة الصفا میں منقول ہے کہ شام کے ممالک میں
جتنے اندھے اور لولہ تھے اذکی واسطے وظیفہ مقرر کیا اور ہر ایک کیواسطی ایک خادم مقرر کر دیا
نگے اور جھونکھونکو لباس اور کھانا دلوا دینہ طیبہ زادہ اللہ شرفا کے لوگوں کیواسطی صلوات
اور لباس پہنچایا ارباب فوج اور لشکر کو نیکی و مسومات بڑا دیئے مطالب اور مسؤلات حاجتیں
پورا کرتا رہا ایسے بادشاہ پر خروج کرنا اور اوسکو قتل کرنا محض دنیا طلبی اور خواہش نفسانی سے
وینداری کے پر دین واقع ہوا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جو بانی اس حرکت کا تھا یعنی یزید بن ولید
بن عبد الملک اوسکو بھی سلطنت ساز دار نہ ہوئی لوگوں کی زبانوں پر متغلب شہور رہا اور
تھوڑے دنوں میں مر گیا اوسکی جگہ اوسکا بہائی ابراہیم ہوا اوپر مروان حارثی خروج کیا

اور آپس کے لُٹاق اور شقاق سے دو مہینے کے بعد اوسکو خلافت سے دست بردار ہونا پڑا پھر مروان حمار بن
 خاندان بنی امیہ کی ختم ہو گئی اور وہ قوم ایسی مٹی کی کہ اب نام و نشان اوس قوم کا عالم میں سننے میں نہیں آتا
 بارہواں خلیفہ بنی امیہ کا ابو خالد یزید بن ولید بن عبد الملک تھا جس کا لقب **یدناقص** تھا
 لکھتے ہیں کہ ناقص اوس کا لقب اس سبب ہوا تھا کہ اوس کو واجب فوج کا گھٹا دیا تھا اور خروج اوس کا ولید بن یزید
 بن عبد الملک بھی باعث اس لقب ہوا کہ بغیر استحقاق کے بڑے شمشیر متغلب ہوا تھا یا فعی نے مرۃ الجنان
 میں لکھا ہے کہ یزید کو کاٹھ پر بعد قتل ولید بن یزید بن عبد الملک کے جمادی الثانی ۲۶۷ء میں بیعت ہوئی
 اور اوسے سال کی بیسویں ذی الحجہ میں اوس کو قضا کی جہتیں برسی عمر میں اور وہ زاہد اور عادل اور نیک تھا
 مگر قدری تھا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ یزید بن ولید بن عبد الملک جب متولی خلافت ہوا
 تب اوس کو خلق کو مذہب رکی دعوت کی یعنی مذہب معتزلہ کا سکھایا جنکو قد یہ کہتے ہیں سب اس کو کہ وہ تقدیری
 کے منکر ہیں۔ روضۃ الصفا میں منقول ہے کہ وہ یزید بن ولید بن عبد الملک جب متولی خلافت ہو گیا
 اونیوں کو خطبہ پڑھا جس میں ولید بن یزید بن عبد الملک کو الخاد اور بداعتقاد کی طرح فرمایا جو مذہب
 اوس کو قتل کرینکا اور اپنا متولی خلافت ہونیکا اور بیان کیا کہ میں ہرگز بیت المال میں تصرف نہ کرونگا اور ہر
 ملک کی آمدنی جب تک خود اوس ملک کے مصارف سے فاضل نہ ہو دوسری جگہ پر نقل نہوگی اور میں دروازہ اپنے
 گھر کا کسی کیواسطے بند نہیں کرونگا میری طرف سے اذن عام ہے جس حاجتمند عام اور خاص کا جو مطلب ہو
 بغیر روک ٹوک کے خود آئے مجھے ظاہر کرے اور حکم کرونگا کہ جو کچھ جس کا حق مقررہ ہے ماہ ماہ اوس کو بھیجے میں
 مینویہ وعدے میں اگر اوسکو ایفا کروں تو سب لوگ میری فرمانبرداری کرو اور اگر اوسکا ایفا مجھے نہ ہو
 تو بے تکلف خلافت سے مجھ کو معزول کرو۔

راقم کہتا ہے یہ یزید بن ولید بن عبد الملک قبل خلافت کی بھی بہت متقی اور پرہیزگار تھا

اور بعد خلیفہ ہونیکو بھی اوسنی غم عدالت اور انصاف اور دینداری کا کیا اس صورتیں بنظر اوسکی
اتقا اور تدین کے ممکن ہے کہ اوسکا خروج اپنی بنی عم خلیفہ پر اور اوسکا قتل کرنا محض دنیا طلبی اور نواہش
نفسانی سے نہ ہو خیال دینداری کا زیادہ اوسکا باعث ہوا ہو لیکن تب بھی اوسکی خدایا احتیاد میں کچھ شک
نہیں ہے کہ عرصہ امتکا ہی اہل اسلام کو اوپر اٹھائے اور آپس میں نفاق اور شقاق پیدا کیا جسکی خورشت بنی امیہ کے خاندان
میں دیا چنانچہ اوسی روضۃ الصفا کی روایت سے ثابت ہے کہ باوصف اوسکے غم دینداری کے ہر طرف مملکت میں
فتور اور فساد برپا ہوا سلیمان بن ہشام جو عمان میں مقید تھا اوسنے وہاں خروج کیا اور علم بغاوت بلند کیا
حمص کے لوگوں نے ولید کے قتل پر بہت تعزیت کی اور وہاں فتور اور فساد برپا کیا میں کے لوگ بھی باغی ہو گئے
اور شامیوں کو ساتھ نوبت جنگ و جدال کی بھیجی خراسان میں یزید نے نصر بن سیار کو معزول کر کے منصور
بن جہور کو دہانکی ایالت پر مامور کیا تھا نصر نے اوسکو دخل دیا اور مخالفت پر آمادہ ہوا تب یزید نے عبد اللہ
بن عمر بن عبد العزیز کو وہاں مامور کیا اور منصور کو واپس طلب کیا مروان بن محمد بن مروان بن حکم حکم کا لقب
مروان حمار تھا بنی امیہ کے خاندان میں بڑا نامور اور شجاع تھا اور ارمنیہ کی ولایت میں حاکم باقتدار تھا اگرچہ
یزید کی زندگی میں اوسنے خروج نہیں کیا مگر ولید کو قتل سے اور یزید کی تسلط سے وہ ناراض تھا بعد یزید کی مرئیکہ
اوسنے خروج کیا جبکا ذکر آئندہ ہو گا ان سبے انتقامیوں کا اور مفسد کا کچھ بند و بست یزید کے ہنسکا اور
چھ ہی مہینے کے عرصہ میں اوسنے قضا کی بنی امیہ کے خاندان میں ایک دوسری کو قتل کرنا شروع کیا جو موجب
زوال اقتدار اوس قوم کا ہوا۔

مسامہ بن شیعہ اکبر نے لکھا ہر مان یزید کی ام ولد ظریفہ نام نبات یزید جو تھی تو نبات
سے مروان مٹی ہے پوتی ہے اسواسطیکہ روضۃ الصفا کی روایت سے معلوم ہوا کہ اوکی مان کا نام ماہ آفریدیہ
نیت فیروز بن زید بن حارثہ تھا ہر بیان نام خاندانی اوں کا بد لکھی ظریفہ رکھا گیا ہو گا اور یزید جو کی تو

تین بیٹیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آئی تھیں اور انکی بوجہ شورش حضرت علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کے شادیاں انبیا صحابہ کبار کے ساتھ ہوئیں اس واسطے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ شادی ہوں انکو ساتھ مثل عوام لونڈیوں کی نہیں بیش آنا چاہئے چنانچہ ایک اونین سے شہر بانو تھیں جنکی شادی حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہوئی جنکے بطن سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام پیدا ہوئے اور دوسری شادی محمد بن ابی بکر کے ساتھ ہوئی جنکی بطن سے حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے اور تیسری کی شادی عبد بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی اونکی بطن سے ایک نامور بزرگ پیدا ہوا جسکا نام راقم کو اقسوت یا ذہین کہتے ہیں کہ یزید بن ولید بھی بفاخر کہتے تھے افابن کسری والی مزان وجہ قیصر وجدی خاقان تو مروان کا اونکی تابین ہوا تو ظاہر ہے کہ وہ یزید بن ولید بن عبد الملک مروان تھے اور چونکہ یزید بن زید جد کی ماں شہر ویہ کی بیٹی تھی اور شہر ویہ کی بیٹی کی ماں یزید اوسکی جو رقیہ کی بیٹی اور شہر ویہ کی ماں خاقان کی بیٹی تھی پس یزید جو اپنے کسر اور قیصر اور خاقان یزید کے اجداد وادری ہوئے اور سارہ میں لکھا ہے کہ یزید بن ولید بن عبد الملک کعبہ شریفہ میں پیدا ہوا اور کوی خلیفہ سوا اوسکی کعبہ میں نہیں متولد ہوا۔ ظاہر اس شیخ اکبر کو یہ روایت نہیں پہنچی جو روایت الاحباب میں منقول ہے جسکو عینہ ہم نقل کرتے ہیں کہ ولادت با سعادت اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب سلام اللہ علیہ روز جمعہ سیر دوم ماہ رجب بعد از سی سال از عام الفیل اندرون خانہ کعبہ رودادہ و امام ابو داؤد آورده کہ پیش از ان جناب و بعد از ان پیچس حاصل نشد کہ در خانہ کعبہ متولد شدہ باشد وین معنی عزیزان گفته اند۔ شعر۔ ولدتہ فی حرم المعظم امہ طابت و طاب ولیدھا المقلد۔ گوہر جو پاک بود صدف نیز پاک بود۔ آمد میانہ حرم پاک و در وجود۔

راقم کہتا ہے شعر فارسی گویا ترجمہ عربی شعر کا ہے پس قول شیخ اکبر کا ظاہر ہاں تھا

خائفے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہو گایا یہ ہو کہ ولادت یزید بن ولید کی شاید مسجد الحرام میں ہوگی اسواسطیکہ مسامرہ میں قید اندر دن کعبہ کی بہنیں ہے اور مسجد الحرام پر بھی اطلاق کعبہ کی ہے اور تحفہ اثنا عشریہ میں بر وقول مفضلین حضرت علی کے شیخین پر بدلیل ولادت آپ کے اندرون خانہ کعبہ میں لکھا ہے کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ جو زمرہ اصحاب میں ہیں اوکئی ولادت بھی خانہ کعبہ میں ہوئی تو جاسے کہ وہ بھی افضل شیخین سے ہوں و ہذا خلف پس یہ روایت خلاف ہے اسکی جو روضۃ الاجاب میں لکھا ہے کہ پیش از ہذا ولید از ان پیچیدہ حاصل نشد کہ در خانہ کعبہ متولد شدہ باشد۔ پھر مسامرہ میں لکھا ہے یزید بن ولید کی مہر کا کندہ تھا قم بالحق تنصر حاجب نکاح ایک اپنا غلام سلامہ نام تھا اور نشی بکربن شہناخ تھو اور کو تو ال جو نشی کا بھی کام کرتے تھے ثابت بن سلیمان تھو اور قاضی اوکئی عہد کے عثمان بن عمر بن موسیٰ بن عمر تمیمی تھے ۱۲۶ھ میں چھیا یس بر سکی عمر بن قضا کی اور یافعی کی اور روضۃ الاجاب کی روایت سننی الحیرۃ میں قضا کر نیکا حال اوپر لکھا ہے۔

تیسرے خلیفہ بنی امیہ کا ابراہیم بن ولید بن عبد الملک مروان تھا جسکی کنیت ابو اسحاق تھی اس ابراہیم کو خلافت پر استقلال نصیب ہوا مسامرہ میں لکھا ہے یزید وفات یزید ناقص اپنے بھائی کے وہ خلیفہ مقرر ہوا جسے کہتے ہیں بھائی کی وصیت سے نصف کہتے ہیں بغیر وصیت کے اور دو مہینے چوبیس دن کے بعد پڑتین ہفتہ تک علی اور مروان حمار کی ماتھے پر بیعت کی جو خاتم خلافت بنی امیہ تھا اسکی مہر کا کندہ تھا۔ تو کائنات علی الحی القیوہ ابراہیم بن ابی حمزہ وغیرہ کئی آدمی نشی تھے اور مروان اوکنا غلام حاجب تھا اور عثمان بن عمر تمیمی قاضی تھے وہی جو اوکئی بھائی کی وقت میں تھو مان اوکئی ام ولد تھی نعمت نام۔ اور سہایک الذہب میں لکھا ہے کہ ابراہیم کو سترات خلیفہ ہونے سے گزری تھ کہ مروان کا رنوج کیا لوگوں نے اوکئی اتھے پر بیعت کی اور ابراہیم دار الخلافہ سے بھاگ گئے پھر وہ آئے ابو کی تو

خلافت سے خلع کیا اور مروان کو سپرد کردی اور برضا مندی اونکی ہاتھ پر بیعت کی اور ۳۳۳ھ تک زندہ رہا
جب صلاح عباسی نے خروج کیا تب ابوبنی امیہ کے ساتھ وہ بھی مار گئے۔ اور روضۃ الصغایین لکھتا ہے کہ دمشق
کے لوگوں نے بعد یزید بن ولید کے مرینکو ابراہیم کے ہاتھ پر بیعت کی مگر اونکی خلافت کا کچھ استحکام نہ ہوا لوگ اونکو کبھی
رتبہ خلافت سے سلام کرتے تھے کبھی رتبہ امارت سے کبھی دونوں میں کوئی رتبہ ملحوظ نہیں رہتا تھا مثل احادناس کے لوگ
خیال کرتے تھے یہاں تک کہ ۲۳۵ھ میں مروان حمار نے اونکو خلافت سے خلع کیا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مروان
کو قتل ولید کا اور تسلط یزید کا ناگوار تھا جب اس نے یزید کی بیماری کی خبر سنی خروج کر کے ملاو جزیرہ پر بھی تشریف
ہوا اور بعد وفات یزید ناقص کے اسی ہزار فوج ارمینیا اور جزیرہ کی جمع کر کے ولایت شام کی طرف متوجہ ہوا
جب قسیرین میں پہنچا یزید بن عمر بن ہبیرہ جو عظماء بنی امیہ کا کھاکم تھا وہ بھی شریک ہو گیا جب
حمص میں آیا سا رو مانکو لوگ جو خیر طلب ولید بن یزید بن عبدالملک کے تھے اور تسلط یزید بن ولید بن عبدالملک
سے ناراض تھے مروان کے شریک ہو گئے اور وہ بنام حکم اور عثمان انبا ولید بن یزید جو ابراہیم کی قید میں تھے سب سے
بیعت کی ہاتھ پر کالہ کرنا تھا جب ابراہیم کو خبر مروان کے پیشقدمی کی ہوئی ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ ہمراہ
لیکے چشمہ آب گرم پر اوسنی معسک کیا پہلے مروان نے ابراہیم کو پیغام بھیجا کہ اگر حکم اور عثمان کو قید سے چھوڑ دو تو ہم تم سے جنگ
نہیں کریں گے مگر ابراہیم نے اونکو چھوڑا لہذا امر کہ کارزار گرم ہوا خوب گھسانکی لڑائی ہوئی مگر ابراہیم کو شکست ہوئی بولہ
ہزار سپاہ شامی قتل ہوئی اور بیس ہزار آدمی مروان نے قید کرے اور اونسی حکم اور عثمان انبا سے ولید بن یزید
بن عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کرائی ابراہیم مع عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک جو ابراہیم کا ولیعہد تھا اور یزید بن خالد
بن عبداللہ قسیری بھاگ کے دمشق میں چلے گئے اور وہاں یہ راقرا روی کہ اگر حکم اور عثمان با اقتدار ہو گئے
تو سیکو اپنا باپ کے قاتلین میں سے زندہ چھوڑینگے اونکو مجلس میں قتل کرنا چاہئے اسواسطیکہ اونکا قتل موجب حیات
ہزاروں آدمیوں کا ہے اور موجب اس مشورہ کی اون پرارونکو قتل کرڈالا اور سلیمان بن هشام جس نے ابراہیم کی بیعت

کر لی تھی اوسنے سارا خزانہ بیت المال دمشق کا لوٹ کر اپنی نوکروں پر تقسیم کر دیا بعد مقتول ہو حکم اود عثمان کے
اہل اسلام نے علانیہ مروان کے ہاتھ پر بغاوت بے حد کی اس واسطی کہ وہ بہت بڑا شجاع تھا اوسکی سوانحی یہ
کے قوم میں ایسے وقت نازک شیوع مفسد اور اختلافات میں کوئی دوسرا ذی رعب لائق انتظام
خلافت کے معلوم نہوا اور اوسکا لقب حار را تحقیر کا نہ تھا صرف اوسکی شجاعت کو سب سے وہ لقب دیا پایا تھا
اس واسطی کہ اگر مگر جنگ سے ہرگز پانہ نہیں اٹھاتا اور نہ نہیں بھیرتا اگرچہ قریب موت کی مجموع ہو جا داتا
اُس کے پڑھتا جیادتا ہر اسی لشکر کی پیش مشہور ہے اصبر من الحمار فی الحرب اوس شخص پر وہ مثل
اطلاق ہوتی ہے جو لڑائی میں کیسی ہی مصیبت پڑنے سے منہ نہ موڑے مروان کا یہی حال تھا کہ یورش کرتے
اور غنیمت کے مجمع میں بے تحاشا گھس جائیں مطلق اوسکو خوف و خطر نہیں ہوتا تھا کیسی ہی شرت کی مار
پڑتی ہو وہ سب کا متحمل ہوتا تھا اور لڑائی کی مصیبت عظیم پر وہ صبر کرتا تھا ہرگز متوحش نہیں ہوتا تھا
چودہواں اخیلہ بنی امیہ جو خاتم خلافت اس قوم کا تھا مروان بن محمد بن مروان بن حکم
بن ابی العاص کے چچ کا لقب تھا اور جدی تھا

تھا لقب ہونکی وجہ یہی ہم کہہ چکی ہیں شاید وہ مثل عرب کی اصبر من الحمار اول نہیں مروان پر اطلاق ہوئی
اس واسطی اوسکا لقب اس سبب سے ہوتا تھا کہ جب بن درہم اوسکا تالیق اور بودب تھا ان اوسکی ابا ب نام ام الولد
تھا جس نے خلافت کے گمنی ولایتوں میں وہ والی رہا تھا اور بھی حکومت کر چکا تھا جب بڑے مقتدر لوگوں نے ارباب حل
عقد اہل اسلام کو اوسکی ہدایت خلافت کی کر لی ابا ب اسیم اور اوسکی مقتدر عہدہ ہونے مخالفت مناسب بنائی
اور مروان سے امان طلبی اور ابا ب اسیم نے رضامند بنی تین خلافت کھلے کر کے اوسکو سپرد کردی اور اوسکی ہدایت
سے مروان حار را ب اسیم اور اوسکی ولید عبد العزیز بن حجاج بن عبد الملک کے ساتھ بہت مہربانی اور
مظف کرتا تھا تا ایک بعد خروج سفاح عباسی کے ہمراہ سار بنی امیہ کے وہ بھی قتل ہو اور ایک روایت ضعیف

یہ ہے کہ خود مروان نے او کو قتل کیا۔ الغرض مروان اگرچہ باجماع عام خلیفہ ہوا لیکن اس کو بالکل فرست
انتظام خلافت کی نہ ملی ہر طرف سے بغاوت اور خروج شروع ہوا ایک طرف اوسنے باغیوں کو زیر کیا
دوسری طرف بغاوت اوشی پہاڑ بنی امیہ کے خیر السین لڑتے بھڑتے رہے یہاں تک کہ ہزاروں کو اپنی
قوم کے خیر طلبوین کے اور سیکڑوں کو اپنی قوم میں سے اوسنے بسزائے بغاوت قتل کیا آخر میں یہ نوبت چھنی کہ
سفاح عباسی نے خروج کیا اور اس کو غلبہ ہوا کہ اوسنے خلافت کو بنی امیہ کے خاندان سے میٹ دیا۔ سفاح
کی خلافت کا حال تو آئندہ شروع خلافت عباسیہ ان کا جہان سے ہو گا وہ ان مفصل لکھا جا چکا مگر یہ ان
اس قدر لکھنا مناسب معلوم ہوا کہ تداہم مخفیہ ترقی خاندان عباسیہ کی مدت سے ہو رہی تھیں اس عرصہ میں
جن بنی امیہ کے خاندان میں نفاق اور شقاق شروع ہوا اور آپس کے قتال اور جدال سے اوس خاندان کے
اقتدار اور شوکت میں ضعف آیا اور ہر طرف مفسد بغاوت کے پھیلتے تھے ہجری میں سفاح نے علانیہ خروج کیا
اور ان کو معاویہ نے خلافت کی بیعت اونکی ہاتھ پر کی سفاح نے عبداللہ بن علی اپنے چچا کو ایک سمیت فوج
پر جو اونکی اعانت کیو اس طرح ہوئی تھی سپہ سردار مقرر کیا تاکہ مروان پر حملہ کریں قریب موصل کے مروان
حار اپنی جمیعت فوج کے ساتھ مدافعت پر آمادہ ہوا نہایت کھسائی لڑائی ہوئی دونوں طرف بہادری سے لڑا
اور بہادری کی دی لیکن چونکہ بنی امیہ کا ستارہ اقبال بایل ہبوط اور کو کب سعادت عباسیہ کا
ترقی اور عروج پر تھا مروان حار کو نہریمیت ہوئی وہ شام کے ممالک کے طرف بھاگا عبداللہ بن علی نے
تعاقب کیا مروان شام میں پانوں نہ جاسکا مصر کے ممالک کے طرف چلا گیا عبداللہ نے شام کے ممالک پر
بخوبی تسلط کر کے وہیں اقامت کی اور صالح بن علی اپنے بہائی کو مروان کے تعاقب میں مصر کے طرف
روانہ کیا مروان موضع بوصیر متعلقات مصر بلند میں رکا اور صالح کی جمیعت کے ساتھ آمادہ مقابلہ
ہوا لیکن افواج منہزمہ کا پھر پانوں جمانا دشوار ہے مروان کی حقیقت میں وہ حرکت مذہبی تھی

مگر وہ اپنی شجاعت اور دلیری جلی سے تا دم واپسین لڑا کیا اور خود مع سار بنی امیہ کے جو اس کی ہزار
تھ تو اس کی شب کو جب تین راتیں شہر ذی الحجہ سے باقی تھیں ۳۲ھ میں مقتول ہوا اور خلافت
بنی امیہ کی ختم ہو گئی۔ مسامرہ میں لکھا ہے محمد بن مروان بن الحکم جب لایت خزیرہ کا والی اور
حاکم تھا اون دنوں میں ۲۸ھ میں یہ مروان حمار اس کا بیٹا پیدا ہوا تھا اور ۳۲ھ میں وہ خلیفہ مقرر ہوا اور
۳۲ھ میں اختبر بسکی عزمین مقتول ہوا پانچ برس دس مہینے سات دن خلیفہ رہا عامر بن اسماعیل
منی جو صالح بن علی کی فوج کا مقدمہ الجیش تھا اوسنے اس کو قتل کیا مہرین اس کو کاندہ تھا اذکر
الموت یا غافل حاجب کا سفیان نام اس کا غلام تھا اور نشی عبد الحمید بن یحییٰ اور کو تو ال کوثر
بن اسود منیری اور قاضی وہی عثمان بن عمر تمیمی تھے جو یزید بن ولید بن عبد الملک کے عہد میں مقرر
ہوئے تھے۔ مورخین لکھتے ہیں سو اس کو جو جلال اور قتال میں مار گئے جب تسلط عباسیہ کا ہوا بنی امیہ کی
قوم کا اعلیٰ اور ادنیٰ جو جہان ملا وہ ان مقتول ہو یا فعی کی روایت سے صرف شام کے ملک میں جو عبد اللہ بن
علی کی ہاتھ سے مقتول ہوا اس کا عدد کئی ہزار کو پہنچا تھا۔ منجلد بقیۃ السیف کے عبد الرحمن بن معاویہ بن
ہشام بن عبد الملک مروان بن حکم بن ابی العاص بھاگ بچے اور اندلس کے ملک میں چلے گئے وہاں کوثر
اور ان کے ممالک کا والی مقرر کیا اور ان کا لقب ہو گیا عبد الرحمن داخل اس سبب کہ وہ اس ملک میں
داخل ہوئے تھے اونکی اور ان کے اولاد کی سلطنت وہاں بڑے شوکت اور زور کی ہو گئی بہت سے ممالک
فرنگستان کی اوسھوں نے فتح کئے قرطبہ شہر دار السلطنت اوائل میں مقرر ہوا جب اس خاندان نے
دعویٰ خلافت کیا تب دار الخلافہ مشہور ہوا وہ سلطنت اسلام کی اوس خاندان میں اور بعد زوال اوس
خاندان کے اور خاندانوں میں قریب آٹھ سو برس کے بڑے قوت اور شوکت کے رہی یورپ میں فرنگستان
کے عیسائی سلاطین متحدہ کی ممالک جمع کر کے وہ سلطنت قائم ہوئی تھی قریب کل سلطنت اسپانیول کی

اور پر تگال اور فرایس اور انا لیا اور متقا یا و غیرہ کے کچھ کچھ نام کے ہیں شاہی ہو تھے اس عرصہ درازی
سلطنت میں ان بلاد میں بڑے بڑے نامی علماء محدثین اور فقہا اور ارباب سلوک و ان پیرا ہوا اور
گذرے پھر باہم اہل حلام کے اتفاق اور اتفاق سے مشیت الہی نے اس سلطنت کو ایسا پیشہ کا پہلا
بلاد میں اسلام کا نام باقی نہیں رہا اور اتفاق اور اتفاق اور خود پرستی سے جو ادنیٰ مان کر لوگوں نے
کفران نعمت کیا اور اس سائیش اور آرام اور عزت اور شوکت اسلام کا جو باہم اتفاق سے اور نامور
سلطنت حاصل تھا اس کا شکر بھول گئے اور نہ مضمون اس آیت کا خوف صادق آیا قریبہ کانت
امنة مطمئنة یا تیھار من قھا غدا امن کل مکان فکفرت بالنعمة اللہ فاذا
قھا اللہ لباس الجوع والخوف بما كانوا يصنعون ترجمہ اس آیت کا یہ ہے کہ جیسا کہ تھی
چین امن سے چلی آتی تھی اس کو روزی فراغت کی ہر جگہ سے آتی تھی پھر ناشکری کی اللہ کی احسانوں کی
پھر حکم کیا اس کو اللہ فرما بھوکھ اور ڈر کے کپڑے پہنا کر سے بدترین اون کی حرکات کے صدق اللہ و
رسولہ عینہ ہی حال ہوا اس زمانے کے لوگوں کا اس مملکت میں سلطنت اسلام کی مٹ گئی لوگوں
میں افلاس یا عیسائیوں فرنگ نے جنگی عملداری ومان ہوئی کھانہ پینے کی تجارت اپنا تھہ میں کر لی
سوا عیسائیوں کے کسی کو کھانہ کی چیز نہیں ملتی تھی باوصف روپیہ ہونیک کھانا نہیں ملتا تھا جو لوگ نکل سکے
ملک چھوڑ دیا سیکڑوں نے اپنی گھر کا دروازہ بند کر لیا اور مر گئے لاکھوں عیسائی ہو گئے اس سے زیادہ ڈر
اور بھوکھ کیا ہوگی۔ انرض چونکہ بانی سلطنت قرطبہ کے بنی امیہ کی قوم میں سے ایک شخص ہو پس خلفا کی
بنی امیہ کے ذکر کے تتمہ میں ذکر ومان کی خلفا کا ہم مناسب سمجھو لیکن اس عرصہ میں ہمارے پاس کوئی تاریخ
عربی یا فارسی نہیں ہے جس میں اس سلطنت کا حال مفصل لکھا ہو ماسرہ اور سبایک الہتہ صرف نام
و مانکی سلاطین اور خلفا کی اور کچھ مختصر کیفیت لکھی ہے چونکہ وہ ساری سلطنت فرنگستان کی ہے انگریزی

تہ ذہن البتہ مفصل حال ہوگا لیکن کوئی انگریزی تاریخ مفصل بھی اس عرب میں نہیں ہوئی سیکلو پیڈیا
 اسوقت موجودہ کا وہ بین مور کی نسبت میں قرطبہ کے خلفاء اور سلاطین کا کچھ حال لکھا ہے البتہ وہ بھی مختصر ہی کی نسبت
 مسامرہ اور سیلیا کے کچھ زیادہ تفصیل سے اس واسطے ہم اسکا ترجمہ کر دیا کہ مسامرہ اور سیلیا کے نسبت ہی اسکا
 ترجمہ فرنگستان میں اہل اسلام جو مسلمہ تھے وہاں کے ہاں کوئی مورخ نہ تھا اور اس میں بھی کہتی تھی سر اس میں تو شرقیوں
 کی زبان سے لکھا ہے کہ لوگ نسبت فرنگستان کی مشرقی میں اس سبب یہ نام مقرر ہوا اور چونکہ لقب اس سبب سے ہوا
 کہ اہل اسلام جنھوں نے فرنگستان کی ممالک فتح کی وہ افریقیہ یعنی بربر کے ممالک سے گئے تھے اور وہی لوگ ان ممالک کو
 ماریطین کہتے تھے تو ظاہر اس سے مراد مسکان ماریطینہ اور اسی نام کے سبب سے ابشت مغازیہ اہل اسلام جو
 باقی ہی اس کو مقرر کرتے ہیں۔ الغرض اسی سیکلو پیڈیا میں اس سلطنت اسلامی فرنگستان کی چار عہد بعد
 عبد الملک بن پہلہ عہد ابتدا و تسخیر اندلس کے ہاں کو امرائوں کا ہی جو خلفای بنی امیہ کے زیر حکم وہاں حکمران تھے دوسرے
 عہد عبد الرحمن بن معاویہ بن هشام بن عبد الملک کے تسلط سے جب تک خلافت قرطبہ کی قائم اور حکم رہی
 تیسرے عہد عبد الرحمن بن زوال خلافت کے بعد جب ساری سلطنت طوائف الملوک ہو گئی اور چوتھا عہد اسی زوال خلافت
 قرطبہ کی بعد طوائف الملوک کی سلطنت گردا گرد کا حال ہے جو طوائف الملوک میں مقتدر رہی شروع
 میں اس دستان کا وہ بین اسطر سے ہے۔ اصل مادہ جو موجب سما ہوا کہ عرب کے لوگ عین یورپ کے قلب
 پہلے ہو گئے افسانوی تاریکی میں چھپا ہوا البتہ یہی کہتے ہیں کہ جولین نام ایک فرنگستانی امرائین سے
 تھا جس کے ولین ارباب حکومت کی طرف سے کچھ کینہ تھا اوس نے مخفی عرب کو لوگوں کو سلطنت اسپانیول کی
 تسخیر کیو اسطر طلب کیا مگر وہیں اس شہرت کی تصدیق نہیں کرتے حقیقت واقعی یہی کہ جغرافی محل
 اوس جزیرہ کی سلطنت کا اور اسکا خوش آب و ہوا ہونا اور نہایت دولت مند دی و ہاں کی اور کثرت
 بربری لوگوں کی جنھوں نے اسلام قبول کیا تھا اور بیکار بیٹھے تھے اور وقوع کینہ اور نفاق مابین امرائی

سلطنت یہ امور باعث ہو کہ عرب کے سپہ سرداروں نے اس سلطنت کی تسخیر کا ارادہ کیا اور
 ان کی اس ارادہ کی پیروی کی قوم نے جو اکثر وقت مند و نام کی سکان میں تھی اور بعضی دیگر مسلمانوں نے
 ان پر ظلم اور ستم کئے تھے نہایت اعانت کی۔

راقم کہتا ہے نہایت شجاعت اور بہادری اور تصہیم عزیمت اور اتھاق
 قوم جو باقتضای اقبال انزال اس عہد کے اہل اسلام میں تھا ہمارے دانستہ میں اصل
 سبب اس تسخیر کا تھا۔ پہلا عہد اسلام ناجوز حکومت خلفائے مشرقی بنی امیہ کے سلطنت
 اسپانیول وغیرہ میں حکمران رہی اور کابینہ ہم ترجمہ نہیں کرتے مگر بحال استند وہ حال نگاہ اسکا
 معلوم ہوا کہ شروع اس عہد کا طارق بن زیاد بربری غلام ازاد موسیٰ بن نصیر والی ممالک مصر اور
 افریقہ کی تسخیر اندلس وغیرہ سے ہی جسکا حال ہمیں ولید بن عبد الملک کی خلافت میں لکھا ہوا ہے
 سیکلو پیڈیا میں لکھا ہے کہ طارق بن زیاد مذکور یا بخون رجب ۲۹ ہجری مطابق تیسویں اپریل
 ۷۱۱ عیسوی کو تھوڑی سی جمیت فوج لیکے پہاڑی کاپی کے دامن میں اور تراجو مقام ابدوسکی جہاں
 طارق کو نام سے مشہر ہوا اور اہل فزنگ اپنی لہجے میں اسکو متغیر کر کے جبرالٹر کہتے ہیں اسکی دہلیز
 کے بند مشہور زائی گھمسانکی ساحل دریہ گوادالیٹ پر طارق کی فوج سے اور قوم کا تھک کے بادشاہ
 سے جو سلطنت اسپانیول پر حکمران تھا ہوئی جس نے اس قوم کی سلطنت کو اسپانیول سے میٹ دیا
 اور طارق جھٹ پٹ اس سلطنت کو بڑے نامور شہر ونپر جو دارالسلطنت اور اور دارالحکومت اسپانیول
 کے تھے قابض ہوا بعضو کو اس نے بزر و فتح کیا اور بعضوں نے اسکی شوکت اور غنیمت دیکھ کر دروازے
 محول دیے جس میں سب زیادہ نامی کارڈووا اور گرانادا اور چھٹائیں اور ملاگا اور تولید و تھی۔
 راقم کہتا ہے ان بنادین اول شہر کا نام ہمارے عربی لہجے میں قرطبہ ہے اور باقی چار

شہر و مکان نام بہین بہین معلوم ہوا کہ کس لہجے سے ہماری قوم کی زبان نو پیر تھا مگر گانا دا اغلب ہے کہ
 غنا طہ ہو۔ بالکلہ قبل اسکی کہ موسیٰ بن نصیر خاند طارق بن زیاد کا جو فوج جزاریکے افریقیہ سے
 انما ملک کی طرف روانہ ہوا تھا وہاں پہنچنے طارق بن زیاد نے سارے دو تہند او متمول شہر اور
 ممالک اس سلطنت جزیرہ نما کو مسخر کر لیے تھے اور او پیر قابض ہو گیا تھا جب سہی بن نصیر براہ دیا
 وہاں پہنچا اور اسکی جہازوں کے اوان سواحل پر جو بنام الخزار مشہور تھے لشکر کیا او سے ساری فوج
 اوتاری اور کل ممالک اس جزیرہ نما کے زیر کر لئے اور او پیر قابض ہو گیا صرف سلسلہ کوہستان
 استمیریہ نہایت دشوار گذار تھا وہ باقی رہ گیا جسکو فارسی اہل فرنگ نے اپنا امن مقرر کیا
 راقم کہتا ہے کہ ہمنو وید بن عبد الملک کی خلافت کے ذکر میں پیشتر لکھا ہی
 کہ موسیٰ بن نصیر ششمین افریقیہ کے والی مقرر ہوئے وہ یافعی کی مراۃ الجنان سے ہم نے نقل کیا ہے
 مگر یہ اوستی نقل کیا ہے کہ بعضی کہتے ہیں کہ وہ ششمین عبد الملک کے عہد میں مامور ہوئے تھے یہی
 روایت صحیح ہے اسواسطیکہ جیسا او پرسیکلو پیڈیا سے منقول ہوا تیسرے سلطنت اسپانیول کی
 طارق بن زیاد نے ششمین کی ہر گراوسی میں لکھا ہے کہ موسیٰ بن نصیر بسبب بعضی تہمتوں کی جو
 او پیر ہوی تھیں دار الخلافت میں طلب ہو گئے تھے زمانہ اونکی طلب کا ۱۲۴ عیسوی جو مطابق
 ۵۷۰ ہجری کے ہے تو شاید بعد اسکی وہ ششمین پھر وہاں مامور ہوئے ہوں مگر سیکلو پیڈیا میں
 پھر معادوت اونکی بہین مذکور ہے بلکہ اوس میں منقول ہے کہ موسیٰ بن نصیر اپنی بیوی عبد العزیز کو
 اپنی جگہ پر مقرر کر کے دمشق میں گئے تھے اور وخنون نے اپنی باپ کی غیبت میں قریب
 دو برس کے اونما ملک میں حکومت کی اور بہت عمدہ انتظام کیا بعض نے ممالک فتح کئے اور سلطنت
 اسلامی اسپانیول کو خوب مستحکم کیا اور دفعۃً ۱۲۵ عیسوی میں بموجب حکم سیدان بن عبد الملک

خلیفہ کے جب وہ جامع سویلیا میں جو اس عہد کے مسند اسلامی اسپانیول کا دار الحکومت تھا
 صبح کی نماز پڑھتا تھا قتل کیا گیا۔ بالجمہ سیلکو پیڈیا میں لکھا ہے۔ پہلا عہد سلطنت
 اسلامی اسپانیول کا زیر فرمان خلفا کوئی امیہ مشرقی ۱۵۰ عیسوی سے شروع
 ہوا اور لغایت ۷۵۶ء رہا۔ جس میں اکیس امیر مقرر ہوئے جن کا تقرر والی مصر اور افریقہ
 کی طرف سے ہوتا تھا بلکہ بلاشبہ خلیفہ کی منظوری سے اسکو استحکام ہوتا ہوگا اور اکثر یہ بھی
 ہوا کہ اونما کے سکان اہل اسلام کے انتخاب برضا مندی سپہ داران فوج کے کوئی امیر مقرر
 مقرر ہوا پھر خواہ دار الحکومت سے یا والی افریقہ کی طرف وہی بحال رہا یا دوسرا کوئی امیر مقرر
 ہوا ان اکیس امراؤں میں جو چچیا ایس برس کے عصیمین وہاں مامور ہوئے بڑے منتظم اور باعرب
 اور شوکت تھے بعض ممالک فرایس اور اطالیہ کے اونھوں نے فتح اور مسخر کیے بڑے بڑے شہر کے
 جنگ کے واقع ہوئے بعض معرکوں میں شکست بھی ہوئی کہ وہ ممالک نے مسخر کئے ہوئے چھوٹے
 کئے بعض امرا ایسے مقرر ہوئے جو سخت غیر منتظم تھے اور ارباب فوج اور سکان اہل اسلام اونکی حکومت
 سے بسبب ظلم و ستم کے ناراض تھے اخیر اس عہد میں یہ نوبت پھینچی کہ آپس میں جنگ و جدل شروع
 ہوئی حکومت وٹانکی بہت ضعیف ہو گئی اہل فرنگ جنھوں نے کوہستان اسٹوراکر
 اپنا امن کیا تھا اونھوں نے سہرہ اپنے مقبوضات کی بڑھالی اب وٹان و دوسرا
 عہد شروع ہوا جسکی ابتدا ۱۵۰ عیسوی سے ہوئی اور ۷۵۶ء تک رہا
 کیفیت اسکی یہ ہے جب خلافت خلفائے بنی امیہ کی تمام ہوئی اور خلفائے عباسیہ
 مسلط ہوئے نیز اور کبیر خاندان بنی امیہ کے ہر جگہ اور ہر مقام پر قتل کئے گئے بنو وٹانکی
 عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک ۱۵۰ عیسوی میں دمشق سے ہجرت کے

چندے مالک مصر اور بربرین توارہ پھرتے رہی اور شروع شہسہ عیسوی میں دربار کے مستحق
 اسپانیول کو ساحل پر اترے چونکہ وہاں کی سکان اہل اسلام تسلط عباسیہ کے راضی نہ تھی اونھوں نے
 عبدالرحمن کے درود کو غنیمت جانا اور اپنی اور پراد کو حاکم مقرر کیا خلافت عباسیہ کے معین سپہ سردار
 تھے اور عبدالرحمن سے دو لڑائیاں ایک سے میں شہسہ عیسوی کے اور دوسری اسی سال کی
 سپٹمبر میں ہوئیں ان دونوں لڑائیوں میں عبدالرحمن مظفر اور منصور کے خلیفہ کی فوج اور سپہ داروں کو
 شکست دینی ہوئی اور عبدالرحمن نے سپٹمبر شہسہ عیسوی میں شہر کار دووہ یعنی قرطبہ میں بغضت اور
 شوکت داخل ہو کر اور اس کو دار السلطنت اپنا مقرر کیا الداخل اور نکال قب ہو گیا اوس زمانہ سے
 یہ سلطنت اسپانیول کی تبتیت خلفائے مشرقیہ سے الگ ہو گئی اور عبدالرحمن وہاں کی بادشاہ
 مستقل قرار پائے لیکن اطلاق لفظ خلیفہ اور امیر المؤمنین کا اہل اسلام نے جو ادنیٰ معین تھے مناسب
 نجانا اس واسطیکہ وہ خلیفہ کا عالم میں ہونا خلاف شریعت تھا صرف وہ خلیفہ زاد سے کہلائی تھی
 اونکی حکومت اور سلطنت بہت دراز ہوئی بہت خوب انتظام اونھوں نے کیا اور ملک جو
 ضعف حکومت اسلامی کے سبب پہاڑوں سے اتر آئے تھے پھر نکال دیئے گئے شہر قرطبہ کی
 آبادی بہت بڑھ گئی گرد اور اسکی حصار بنایا گیا اور آبادی اسکی بہت حسن و خوبی کے ساتھ
 ہوئی ہنر و شے ذریعہ سوتام شہر میں پانی پھنچایا گیا بہت بڑی جامع مسجد بنانا اونھوں نے
 شروع کی خرما اور انار کے درختوں کی ایجاد ایسے مالک میں جہاں کی آب و ہوا اس کے
 مخالف تھی علم فلاحت کی تدابیر موثرہ سے کی کہ اب وہاں بہت عمدہ پیدا ہونی لگی ہر طرح علوم
 اور صنائع کو ترقی دی ایسا بڑا عمدہ اور منتظم بادشاہ اونیسویں سپٹمبر شہسہ عیسوی میں
 چونتیس برس ایک مہینہ فرما فرمائی کر کے قضا کر گیا۔ اور مسارہ میں لکھا ہے کہ عبدالرحمن

بن معاویہ کی ہاتھ پر اندلس کو لوگوں نے ۳۹ھ ہجری میں بیعت کی جو غالباً مطابق ۶۵۷ء
 کے ہوگی اور انکی وفات غرہ جمادی الاولیٰ ۸۲ھ ہجری میں ہوئی اور مدت ۱۲۵ سال
 کرینکی تینتیس برس چار مہینے شمار کی ہے۔ اور سبایک الذهب میں مذکور ہے کہ عبد الرحمن
 عالم اور نہایت عادل تھے اور ربیع الثانی ۸۲ھ میں انھوں نے قضا کی۔ بالجواب یسوی
 کی روایت سے عبد الرحمن کی بیس بیٹے تھے انھوں نے سب سے چھوٹے بیٹے کو ولید مقرر
 کیا تھا جو انکی وصیت کے سبب انکی جگہ پر بادشاہ ہوا جو دوسرا بادشاہ قرطبہ کے
 تھے اور کانام هشام بن عبد الرحمن تھا اور لقب اونکا الراضی تھا انکی سلطنت
 اگرچہ بہت مختصم اور آسائش کی تھی مگر زمانہ انکی حکومت کاکم ہوا هشام کے دو بھائی
 فیثو سیلمان بن عبد الرحمن اور عبد اللہ بن عبد الرحمن نے باپ کی وصیت هشام کو
 کرینکی موجب اپنی حق تلفی کا تصور کر کے آمادہ جنگ پر ہو کر کئی لڑائیوں میں انکو ہزیمت
 ہوئی آخرش انھوں نے مجبور ہو کے هشام کی اطاعت قبول کی اور انکی ہاتھ پر بیعت کی
 اہل فرنگ سے بھی هشام کو جنگ وجدل یہی مگر ہر معرکے میں وہ مظفر اور منصور ہوئے
 برمیو و قوم و قوم و یکان کا بادشاہ اکسٹوریا کا ایسا زیر اور مجبور ہوا کہ ۹۱ھ عیسوی میں
 عہد نامہ اطاعت اور فرمانبرداری کا نہایت بیزرقی کے ساتھ اوسنے دستخط کیا اور
 هشام کے سپہ داران فوج نے ۹۳ھ اور ۹۴ھ میں فرایس کے مالک پر یورش کی
 شہر مشہور اور معمور نار بونی با اموال اور دولت فراوان پر قابض ہو کے اوسکو خوب لوٹا
 اور سارا شہر جلا دیا و ہانے آگے بڑھے کاسون میں ڈیلوک ولیم نائب چار لیمان
 بادشاہ فرایس کا بہتر ہی فوج کثیر مداخلت پر آمادہ ہوا بڑے گھسٹنکی لڑائی ہوئی

آخرش ڈیوک ولیم کو ہزیمت فاش نصیب ہوئی اور سپہ داران اسلام بے انتہا احوال غنیمت لیکر اپنے ممالک میں پھر آئے اور عہد میں ظاہر قبضہ دائم کسی مملکت فراہم مناسب نہ معلوم ہوا هشام نے پانچواں حصہ اوس مال غنیمت کا جو فراسیہ سب ممالک سے حاصل ہوا تعمیر مسجد جامع قرطبہ میں جسکی بنیاد انکی باپ عبد الرحمن نے شروع کی تھی صرف کیا اور ادھون نے جون ۹۳۱ء عیسوی میں قضاکی مسامرہ کی روایت سے هشام نے سات برس نو مہینے سلطنت کی اور بموجب روایت سب ایک الذہب کے صفر ۳۸۰ ہجری میں ادھون نے قضاکی - حکم بن هشام بن عبد الرحمن - تیسرے بادشاہ قرطبہ کے بن جو بعد اپنے باپ کے مرنے کے بادشاہ ہوئے انکی کینت ابو العاصی تھی انکی سلطنت میں بہت سے مفاسد برپا ہوئے بجز حکم کے تسلط کے انکو دونو چچا سلیمان اور عبد اللہ دونو بیٹے عبد الرحمن کے پھر مدعی سلطنت ہوئے اور جنگ بغاوت پر آمادہ ہو جس میں سلیمان قریب شہر والنشیا کی ۹۹۹ء عیسوی میں مار گئے اور عبد اللہ کا قصور حکم نے معاف کیا اس شرط پر کہ وہ افریقیہ میں سکونت کریں حکم کے عہد میں رعایا کے دو غدر ہوئے ایک ۳۸۰ عیسوی میں شہر ٹولیدو میں ہوا اور دوسرا ۳۸۱ء عیسوی میں عین حصار دارا کے اندر یعنی قرطبہ میں اون دونو غدر میں حکم کی طرف سے نہایت سختی اور مظالم ہوئے مورخ سیکلو پیڈیا کا لکھتا ہے کہ اون دونو غدر وفسے ثابت ہوتا ہے کہ ساری رعایا حکم سے ناراض تھی ۳۸۱ء عیسوی میں حوالی قرطبہ کے ایک شہر میں کچھ تہوڑا سافساد ہوا تھا اس جیلے سے سارا شہر ویران کر کے مسمار کر دیا اور

اوسکو شکست فاش نصیب ہوئی۔ اندرونی انتظام اپنی سلطنت کا بھی عبدالرحمن دوم نے بہت عمدہ عدالت اور انصاف کو ساتھ کیا عمارت رفاه عام کی کثرت سے اونھوں نے بنائے مسجد اور اسکے ارد گرد میں ہر طرف اپنی مملکت سلطنت میں تیار کین جا جا بہترین زراعت کی سیرابی کیواسطی تیار ہوئیں علوم اور صنائع کے وہ نہایت عاشق تھے اوسکی اشاعت میں بڑی کوشش کی ایسا عمدہ بادشاہ اگست ششم عیسوی میں قضا کر گیا جبکہ وفات کا غم عالم علی العموم اوس سلطنت کے رعایا کو ہوا۔

راقم کتبا پر اوپر ہم نے لکھا ہے کہ یہ سارا حال سلاطین اور خلفاء قرطبہ کا انگریزی تاریخ میں سیکلو پیڈیا میں لکھا ہے اور آخر بادشاہ کے عہد کے ذکر میں حال مختصر جو سبایک تھا اور سامرہ میں تھا وہ بھی نقل کر دیا مگر ہکوڑا افسوس ہے کہ شہر دن اور ملکوں کو نام جو سیکلو پیڈیا میں تھے وہی انگریزی لہجہ کے لکھے گئے ہیں خدا جانے اہل عرب کی زبان میں وہ کس نام سے مشہور تھے اگر کوئی عربی یا فارسی تاریخ اوس سلطنت کی ملیگی تو اس فرو گذاشت کا تذکرہ ہوگا۔

سبایک الذہب میں عبدالرحمن دوم کی سلطنت کی باب میں لکھا ہے کہ اونھوں نے بڑے زور و شور اور بہت اور جلالت سے سلطنت کی لباس طرر کا اونھیں کے عہد میں قرطبہ اور اندلس میں جاری ہوا طرر جمع ہر طرہ کی شاید مراد یہ ہے کہ لباس میں قوری یا سنجاف لگانا اونکی ایجاد ہی یا عامی کا طرہ مراد ہے یا وہ کوئی لباس خاص ہے کسی دولتمند اور عالم عرب سے اوسکی تحقیقات ہو سکتی ہے بعد اوسکی وہ لکھتے ہیں کہ اونھوں نے دار الضرب ومان جاری کی اوسے پیشتر مشرقیہ سکے ومان چلتے تھے جسے اہل اسلام کی عملداری ومان ہوئی خاص سکے ومان کا مضروب نہیں ہوا تھا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ یہ عبدالرحمن دوم جبروتیت میں

ولید بن عبد الملک کے مشابہ تھی اور اشاعت علوم اور فنون اور تراجم کتب فلسفہ میں یونانی
 عباسی کے مثل تھی اور وہ پہلے بادشاہ ہیں جس نے فلسفیات کا رواج قرطبہ اور اندلس میں
 کیا تین تیس برس کچھ اوپر فرمانفرمائی کر کے ۳۹۰ ہجری میں انھوں نے قضا کی انتہی
 محمد بن عبد الرحمن دوم بن حکم بن هشام بن عبد الرحمن اول پانچویں بادشاہ
 قرطبہ اور مالک اندلس کے ہیں جو باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ ہوئے اور کئی عہد میں اس
 سلطنت میں بہت مفاسد برپا ہوئے اور اکثر ممالک غیر منظم ہو گئے بسبب غدر اور فساد
 اندرونی رعایا کے عیسائیوں کو موقع ملا انھوں نے خوب ہاتھ پائی پھیلانے الفونسو سوم
 جو والی اسپینہ ریاست تھا موروٹی گالاتیا اور اسٹوریا کا تھا منجمد اور نمالک کے جو اس ریاست
 سے نکل کے سلطنت قرطبہ میں شامل ہو گئے تھی مملکت لین کا کچھ حصہ اولڈ کیا اسل یعنی پرتگالی
 گڈ ہی یا قلعہ کہنے اسٹریما ڈورا اور بہت بڑا حصہ مملکت لوسی ملائیا کا انھوں نے پھر لیبیا
 کہ بعضی اوسمین وسط مقبوضات اسلام میں تھی ان مفاسد جنگ و جدل کو ساتھ جو مداخلت
 میں عیسائیوں کی یورش کے ہوئے اور اہل اسلام کی فوج کو ہر معرکہ میں ہزیمت ہوئی ایک
 قہر اسمانی واقع ہوا کہ ۸۶۷ عیسوی میں قحط نے سال بھر کامل رعایا اہل اسلام پر مصیبت
 ڈالی آئرش دعاؤں نے اور نماز استسقاء سے اسکا زور شور گھٹا ۸۷۱ عیسوی میں ایک
 آفت ارضی تباہ کیا یعنی ایک زلزلہ آیا جسے کتنی قصبات اور قریات منہدم ہو گئے دریائے
 ڈاکون اور سارگون شمالی عیسائی کے ۸۷۱ اور ۹۱۱ میں سواحلی مالک کے لوگوں کا
 میں دم کر دیا ان سب مصائب اور آفتوں کو ساتھ سلطنت محمد بن عبد الرحمن دوم کی بہت
 دراز ہوئی چونتیس برس گیارہ مہینے فرمانفرمائی کر کے جولائی ۸۷۶ عیسوی میں انھوں نے

قضا کی مسامرہ میں بھی اونکی سلطنت چونتیس برس گیارہ مہینے لکھی ہے اور سبایک الذہب
 کی روایت کے بموجب صفر ۳۳۲ ہجری میں اونھوں نے قضا کی۔ منذر بن محمد بن
 عبد الرحمن دوم بن حکم بن هشام بن عبد الرحمن اول چھٹے بادشاہ قرطبہ
 اور مالک اندلس کے ہیں جو باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ ہوئے لیکن انھوں نے انعام
 سلطنت کا نہو سکا اونکی باپ کی عبد میں ایک شخص بڑا جرات کا بلوائی جسکا نام سیکلو پڈیا
 میں ایسا لکھا ہے کہ صحیح پڑھا نہیں جاتا شہر ٹوڈیلو اور اسکی متعلق اضلاع پر قابض ہو گیا
 تھا اور اسکی ساتھ لڑائی میں اونکو شکست ہوئی اور ظاہر ادغے سے جولائی ۳۳۲ عیسوی میں
 مار ڈالے گئے کل ایک برس گیارہ مہینے اونھوں نے سلطنت کی مسامرہ میں زمانہ اونکی سلطنت
 کا ایک برس گیارہ مہینے تیرہ دن لکھا ہے جو سیکلو پڈیا کی روایت کیوناقی ہے اور اسکی
 کہ اوسین عیسوی شمسی سال کا حساب ہے اور مسامرہ میں قمری سال ہے تو تیرہ دن کا زیادہ
 ہونا تعجب نہیں ہے اور سبایک الذہب کی روایت سے منذر کو لکھا ہے کہ صفر ۳۳۲ میں
 اونھوں نے قضا کی مار ڈالے جانے کا حال اوسین نہیں لکھا۔ عبد اللہ بن محمد بن
 عبد الرحمن دوم بن حکم بن هشام بن عبد الرحمن اول۔ منذر کی بجائی
 ساتویں بادشاہ قرطبہ اور اندلس کے ہیں جو اپنے بہائی کے بعد بادشاہ ہوئے اونھوں
 نے بہت شجاعت اور بہادری سے سلطنت کی اول اونکو معرکہ آرائی اوس قلاب
 یا کالب بلوائی سے کرنا پڑی جس نے شہر ٹوڈیلو اور اسکی اضلاع پر اونکی باپ محمد کی وقت
 میں قبضہ کر لیا تھا مگر ظاہر نتیجہ اسکا اسے قدر ہوا کہ مقبوضات اسکی بڑھ نہ سکی بعد ازاں
 اونکی اپنے دو بیٹے یعنی محمد اور قاسم ان سے باغی ہو گئے اور باپ کے ساتھ جنگ کرنے پر

اوسین عیسوی شمسی سال کا
 پڑھا جائے اور معلوم نہیں اصل
 کیا نام ہے

آمادہ ہو جسیدین اول یعنی محمد کے ساتھ قریب شہر کالاشراوا کے ۳۹ عیسوی میں بڑی
 لڑائی ہوئی اور سین محمد کو شکست ہوئی اور وہ گرفتار ہو کے مقید ہو اور اسی قید میں
 باپ کے حکم سے قتل کئے گئے اور قاسم بھی ۳۹ عیسوی میں جنگ پر باپ کے ساتھ آمادہ ہو
 مگر کچھ خفیف سا مقابلہ ہوا تھا کہ قاسم بھی گرفتار ہو گئے لیکن اونکا قصور باپ نے عفو کر دیا۔
 راقم کہتا ہے محمد اور قاسم کا باپ سے باغی ہونیکا بڑا تعجب ہے سو اسطیکہ اونکو
 اپنے باپ کے موجود ہوتے ہوئے چچا کی قائم مقامی کا کچھ اونکو استحقاق نہ تھا سبب اونکی
 بنادت کا سیکلو پیڈیا میں کچھ نہیں لکھا ہمارے ذہن میں یہ خظور کرتا ہے عجب
 نہیں ہے کہ وہ دونوں مندر کے داماد ہوں اور مندر زنی اونکے ولیعہدی کی وصیت کی ہو
 یا بے وصیت کے بسبب رشتہ دامادی مندر کے اپنے تین مستحق سمجھتے ہوں اگر یہ امر
 نہ تھا تو باپ کا سلوک اونکو ساتھ جس طرح سے وہ متوقع تھے نہ ہوتا ہوگا۔ پھر سیکلو پیڈیا میں
 ہے کہ یہ عبداللہ اکبر ۱۹ عیسوی میں پچیس برس سلطنت کر کے قضا کر گئے اور ایک
 پوتے کو ولیعہد مقرر کیا جو محمد کا بیٹا تھا جسکو خود انھوں نے قتل کیا تھا۔ مسامرہ میں لکھا
 کہ عبداللہ نے پچیس برس اور ادھا مہینا سلطنت کی اور سبب ایک اللہ ب میں ان عبداللہ
 کا نام عبدالملک لکھا ہے تو ظاہر وہ بھی نام اونکا ہوگا اور لکھا ہے وہ بڑے عالم اور
 دیندار تھے پچیس برس پندرہ دن سلطنت کر کے بیچ الاول ۳۳۰ ہجری میں قضا کر گئے
 عبدالرحمن سوم ابن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن دوم بن حکم بن هشام
 بن عبدالرحمن اول آنھوں بادشاہ قرطبہ اور اندلس کے تھے جنھوں نے دعویٰ
 خلافت کیا اور بلفظ امیر المومنین لقب ہوا وہ اپنے دادا کے مرنے کے بعد اونکی وصیت

تحت نشین ہوئے اوتھون نے اپنا لقب الناصر لدین اللہ مقرر کیا وہ سلاطین اسلام اسپانیولی
 میں بڑے باشوکت اور جلالت بادشاہ تھے کہ پچھلے سلاطین میں کوئی مثل اونکی نہیں ہوا اور
 اسکو کہ وہ کم سن تھے اور اونکی چچا بہت ہوشیار اور انتظام سلطنت کی بخوبی لیاقت رکھتی
 تھی لیکن عبدالرحمن سیوم کی رحم مزاجی جبلی اور فیاضی اور شوق علوم سیکھنے کا باعث ہوا
 کہ علی العموم اہل اسلام اونکی بادشاہ ہونے سے راضی اور خوش ہوئے اور وہ محبوب
 اور پسندیدہ عام ہوئے اول توجہ اور فکر عبدالرحمن سیوم کی بلوائیوں کی مٹانے اور زیر کرنے
 میں مصروف ہوئی جنہوں نے پچھلے سلاطین کے عہد میں بہت عمدہ اور زرخیز اضلاع
 اس جزیرہ ماسطنت پر قبضہ کر لیا تھا اون سب میں بڑا بااقتدار وہی قالب یا کالب
 تھا جسکے قبضہ میں بہت بہتر مقامات سلطنت اسلام اسپانیولی کے آگے تھے اور اوسنے
 عیسائیوں کی اعانت سے بڑی قوت پکڑی تھی اوسکو فوج سلطانی کے مقابلے کی تاب و طاقت
 نہ رہی وہ ایک اپنے قلعے سے دوسرے قلعے میں بھاگتا پھرا اوسکی ساری جمعیت بلوائیوں کی
 مقتول اور منتشر ہو گئی اور وہ خود تبدیل وضع اور ہیئت سے کوہستان ارکان میں
 جا چھپا اور وہیں مفقود الخیر ہو کے مر گیا اور اگرچہ اوسکے دو بیٹے سلیمان اور جعفر بہت
 خوشش کی کہ پھر بلوائیاں جمع کریں مگر اونکی تدبیریں سب رائگان ہوئیں اور توڈیلو اور
 سب ہر جو اتناک اوتھین کے قبضہ میں تھے ۹۳۴ عیسوی میں مسخر ہو گئے عیسائیوں کی
 یورش اور فوج کشی میں بھی وہ منظر اور منصور ہوئے ۹۳۸ عیسوی میں رارو دوم بادشاہ
 میں پرورش کرئیں وہ فتیاب ہوئے اور ۹۴۰ میں قریب سنٹ استیوان کے اوسے
 بادشاہ پر جو بذات خود اپنی فوج لڑا رہا تھا اوسکو شکست فاش دی پھر آریفیو دوم

یہ تین تو تین بادشاہ
 و ہر کسی کو اپنے
 اور سلطان عبدالرحمن
 یقیناً خیرین ہوئے ان
 اور وہ فخریہ اور
 اور اسکو شہنشاہ ملک قرار دیا
 اور چونکہ وہ عظیم
 بادشاہ تھے

بادشاہ لین پر اوکو فتح عظیم ملی اونکی سلطنت کے ممالک بہت بڑھ گئے بہت بڑا حصہ ممالک ماریٹانیا کا اور شہر فازاوسکا دارالسلطنت اور سیو نسے اونکی قبضے میں آیا۔

راقم کہتا ہے ادریسی ایک قوم سادات حسینہ کا تھا جس نے اقصامتین میں سلطنت کی ہے اونکا کچھ حال قرطبہ کی سلطنت کے ذکر کے بعد سب ایک الذہب سے ہم لکھیں گے سیکلوئیڈ یا میں شہر فازاوسکا دارالحکومت مملکت ماریٹانیا کا لکھا ہے اوسکو ویسٹری کی ڈکشنری میں لکھا ہے کہ اوسکو فاس بھی کہتے ہیں تو غالباً بلکہ بالیقین وہ فاس وہی ہے جو دارالحکومت سلطنت مراکو کا ہے اور وہاں کی بادشاہ جو اپنے تین سادات حسینہ سے کہتے ہیں اوس زمانے میں وہی ادریسی تھے جسے عبدالرحمن سیوم نے بڑا حصہ مملکت ماریٹانیا کا اور اوسکا دارالحکومت فاس مسخر کر لیا تھا لیکن ظاہراً کچھ اوس مملکت کے حصے پر اوس خاندان معظم کے کچھ لوگ قابض رہے جب خاندان بنی امیہ قرطبہ میں تباہ ہوا تو غالباً علی بن حمود نے صرف اپنے مملکت موروثی پر قبضہ نہیں کیا بلکہ خلافت قرطبہ کی بھی حاصل کی جسکا ذکر آئندہ ہوگا اوسی خلافت کی کچھ مملکت غالباً مراکو کے بادشاہ کی کسی جد اعلیٰ نے اپنی مملکت موروثی قدیمی اور دارالحکومت فاس کے ساتھ ملتی کی ہے جہاں اب مراکو کی مملکت ہے یہ قیاس ہمارا اس قرینہ سے ہے کہ بنظر اوس خلافت قرطبہ کے باوصف ایسی چھوٹی سلطنت کے مراکو کا بادشاہ اہل فرنگ کی ساری سلطنتوں میں بلفظ امپیر یعنی شاہنشاہ لکھا جاتا ہے مگر آئندہ تحریر سے معلوم ہوگا کہ ایک اور قوم عقب بلفظ مرابطین فاس اور مراکو کی سلطنت مسلط ہوا جسکے اصل بانی بھی سادات حسینہ سے دوسرے خاندان کے ہیں ہوا اب تک تحقیق

نہین ہوئی کہ اس بادشاہ مراکو کے اور سی ہی ہین یا مرالطین کی نسل سے ہین۔
 پھر سیکو پیڈیا میں لکھا ہے جب عبد الرحمن سیوم کو ایسے بڑے بڑے فتوحات
 حاصل ہوئے تب انھوں نے اوس قاعدہ اتحاد کو توڑ ڈالا جسے بنظر مذہب اسلامی
 کے یہ سلطنت مغربی اہل اسلام کی زیر حکم خلفائے مشرقیہ تھی اور اپنے تئیں بلقب
 امیر المومنین اور خلیفہ اور امام لقب کیا شہر قرطبہ کو دار الخلافت سے لقب
 کر کے اوسکی آبادی اور عمارت وسیع کردی اور اوسکو بہت خوش وضع اور خوبصورت
 کر دیا اور اپنے رعایا کی بہبودی اور فلاح کی ترقی کی اور نہایت اوسمین کوشش
 کی جامع مسجد قرطبہ کی عمارت بڑھادی بہت سے مدرسے اور مکتب خانے جاری
 کئے اور اونکو مصارف کی جائداد الگ کردی ایک نیا شہر آباد کر نیکی اور اوسمین
 بہت عمدہ قصر شامانہ بنانے کی بنا ڈالی اور اوسکا نام الزاہرہ مقرر کیا بہت سی
 سرکین اور نہرین اور نالیاں جا بجا پانی پھنچا نیکی بنوائیں ان سب امور سے ثابت ہے
 کہ اونکی جبلت اور مزاجین نہایت عظم و حشم اور کمال شوق صنائع کا اور نہایت
 ہوشیاری اور چالاکی تھی مورخین اہل اسلام نے اونکے فرمانفرمائی کے عدالت
 اور انصاف کی ایسی تعریف اور توصیف کی ہے کہ اہل اسلام میں کوئی اونکا نظیر
 نہ تھا انھوں نے اپنے بیٹے حکم کو ولیعہد مقرر کیا اسپر اونکے ایک چھوٹے بیٹے کو
 جسکا عبد اللہ نام تھا نہایت حسد ہوا اوسنے ایک مخفی سازش کی کہ کیسے طرح سے
 حکم کو مار ڈالے مگر اوسکی وہ تدبیر اور سازش کھل گئی وہ قید کیا گیا اور بعد قید
 ہونیکے ہرچند اوسنے نہایت منت اور سماجت اپنے عفو قصور کیواسطے کی مگر وہ مقبول

نبوی حکم اوسکی قتل کا جاری ہوا اور ۹۵۱ عیسوی میں وہ قتل ہوا۔ الغرض عبدالرحمن سیوم بہت مرفہ اور آسودہ سلطنت کچھ اوپر چاس برس کر کے سو بیویں کنویر ۹۵۱ عیسوی میں موت طبعی سے بہتر برس کی عمر میں قضا کر گئے۔

راقم کہتا ہے یہ جو سیکندرو پڈیا میں لکھا ہے کہ سلطنت مغربی اہل اسلام کی زیر فرمان خلفائے مشرقیہ تھی تو حقیقت میں تو وہ تابع خلفائے عباسیہ کی تھی مگر چونکہ دو خلیفہ کا ہونا عالم میں مذہب اسلام میں جائز نہیں ہے اس واسطے اہل اسلام مالک مغربیہ کی اپنی بادشاہ کو دیکھ کر خلافت نہیں کرنے دیتے تھے اور جب تک یہ خلفا عباسیہ کی شوکت خلافت کا زور شور ناخود بخیر سلاطین اور اہل اسلام کو خوف اسکا ہو گا کہ مبادا دعویٰ خلافت کر نیسے خلفائے عباسیہ کی طرف سے اوسکی مداخلت کیواسطے فوج کشی ہو تو ایک فساد برپا ہو جا۔ مسامرہ میں عبدالرحمن سیوم کا بایں صرف اسقدر لکھا ہے کہ اونھوں نے اپنی تین سسی بہ امیر المؤمنین کیا اور اونی پیشتر وہ ان کے سلاطین خلفا زادے کہلاتے تھے اور وہ پچاس برس والی رہے۔ اور سب ایک الذہب میں منقول ہے چونکہ اس عرصہ میں سب مداخلت ترکوں کے خلفائے عباسیہ میں کچھ ضعف اور کمزوری شروع ہوا تھا اور جو بہت اور جبروت خلفا عباسیہ کا پیشتر تھا وہ باقی نہ رہا تھا اسواسطے عبدالرحمن سیوم نے اپنی تین لقب بخلیفہ اور امیر المؤمنین کیا اور بطور خلفا عباسیہ لقب اپنا ناصر باللہ قرار دیا خلفا عباسیہ میں وہ زمانہ مقتدر باللہ کا تھا ان عبدالرحمن نے پچاس برس خلافت کی اور ۹۵۱ عیسوی میں قضا کی۔ حکم دوم بن عبدالرحمن سیوم بن محمد بن عبداللہ برادر منذر بن محمد اول بن عبدالرحمن دوم بن حکم اول بن ہشام اول بن عبدالرحمن اول۔ نوین بادشاہ اور دوسرے خلیفہ قرطبہ اور اندلس کے ہیں جو باپ کے مرید عبدالرحمن

وصیت سے اور ولیہد مقرر کر نیے خلیفہ ہو اوصون نے اپنا لقب المستنصر باللہ مقرر کیا اور اپنے
 باپ کے بہت سے اوصاف حمیدہ کے ساتھ متصف تھے بالخصوص علوم اور صنائع کی نہایت شائق
 اور راغب تھے اور اسکی ترویج میں بہت کوشش کی اذکی ایام خلافت میں نہایت امن و آمان
 رہا عیسائیاں اہل ہنگ کے ساتھ بہت کمتر جنگ و جدل ہوئی بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ بالکل نہیں لڑا
 ممالک موروثی افریقیہ کی صرف حفاظت کی تسخیر اور فتوح اور ممالک کی ہرگز کوشش نہیں کی
 اسواسطیکہ تمام تر اونکی ہمت مصروف ترقی علوم اور فنون کی طرف اپنی ممالک میں تھی حقیقت
 میں اونکی خلافت اور سلطنت کو سنہلہ عہد اسپانیولی عرب کا علوم اور فنون میں کہہ سکتے ہیں
 سو اچھے مدارس اور کتابت کو نئی نئی مدرسے اور مکتب اوصون نے جاری کئے اور اسکے
 مصارف کی جائداد مقرر کی اور بڑی فیاضی سے علما اور فضلہ ہر مملکت کی اپنی سلطنت
 میں اوصون نے جمع کئے ایک بڑا کتب خانہ دارالخلافت قرطبہ میں اوصون نے جمع کیا جسکا نام
 کتب خانہ مروانی اپنی جد اعلیٰ کو نام پر مقرر کیا مورخین عرب لکھتے ہیں کہ اس کتب خانہ کی قدر
 جو ہنوز نا تمام تھی چو ایلیس جلدین فولیو کاغذ کی تھیں -

راقم کہتا ہی فولیو ایک پیمائش کاغذ کی ہے جسکی دو ورق قریب آدھ گز
 لمبے اور قریب پاؤ گز کے چوڑے ہوتے ہیں مگر اس پیمائش سے حجم جلد کا نہ معلوم ہوا اسکو
 متوسط سمجھنا چاہئے اور چونکہ عربی تاریخوں سے یہ مقدار نقل ہوئی ہے معلوم نہیں عربی میں کونسا
 لفظ تھا جسکا ترجمہ فولیو کیا ہے۔ بالجمہ حکم دوم اکٹوبر ۱۷۹۹ء عیسوی میں پندرہ برس کے اوپر فرما لیا
 کہ کو قضا کر گئے۔ مسامرہ میں صرف زمانہ سلطنت حکم دوم کا لکھا ہے کہ کئی مہینے اوپر پندرہ
 برس تھے اور سب ایک الذہب میں وہی زمانہ لکھا ہے کہ صفر ۱۲۰۰ء ہجری میں اوصون نے

تقاضا کی اور کچھ تفصیل حال نہیں ہے۔ ہشام دوم بن حکم دوم بن عبد الرحمن سوم بن محمد
 محمد اول بن عبد الرحمن دوم بن حکم اول بن ہشام اول بن عبد الرحمن
 اول۔ دسویں بادشاہ اور تیسرے خلیفہ قرطبہ اور اندلس کی تھی جو گیارہ برس کی عمر میں بڑا
 سیکلو پیڈیا نامہ دلفراغ فرمایا خلافت اور سلطنت پر اقب اور نکالنا العوید بالہ قرار پایا بسبب کم سنی کے
 انھوں نے محمد منصور بن ابی عامر قحطانی کو جو اونکی باپ کو وزیر تھی بالکل انتظام خلافت سپرد کر دیا اور
 وکیل مطلق اوکو انھوں نے کیا یا خود وہ مالک اور قابض ہو گئی اور خلیفہ کو مجلس امین بنو رقیہ کے
 رکھا اور خود اونکی نام سے سلطنت کرنی لگی۔ سیکلو پیڈیا میں لکھا ہے کہ موزین عرب کے محمد منصور بن
 ابی عامر کو بادشاہ متغلب قرطبہ لکھتے ہیں لیکن اگرچہ منصور کو ہوس اور جس سلطنت کی خود وہ اپنی
 یساعت اور دشمنی اور فیاضی اور شجاعت اور عقل سپرداری اور عدالت اور انصاف
 جبل سے لایق سلطنت کے تھی انھوں نے ساری اپنی عمر میں لاقا ستائش معرکہ حرابہ یوش کی
 عین قلب ممالک عیسائیوں میں کئے جس میں سارے سلاطین عیسائیوں کو مطیع اور منقاد سلطنت
 اسلام کا بنادیا ۹۸۳ عیسویں انھوں نے بڑا نامی اور متبر قلوکار مارزا مسخر کر لیا ۹۸۵ عیسویں
 سما نکاس پر قبضہ کر لیا سپلوڈا کو ۹۸۶ میں لیا اور ۹۸۷ عیسویں شھر کا ممبر کو لیکر ویران کر دیا
 شہر لین جسکا تلفظ لاہی والی سلطنت پچھلی اسپانیولی بادشاہت پر ۹۹۰ عیسویں یوش کی اور
 اوکو جلا کر خاک سیاہ کر دیا شہر سانیا کو جس پر ۹۹۰ میں انھوں نے قبضہ کیا تھا وہاں کی لکھیے کے
 کہا سٹالین خود گہرس گئے جبین ظاہر تبرکات مذہبی مدت امانت تھی اوکو بڑے گھنے کو
 او تر و الیا اور جامع مسجد قرطبہ میں بھیجا وہاں گلا کر اوکو قید سوزنا بڑے افریقہ میں بھی
 سرحد اوکی سلطنت کی بہت بڑھ گئی الغرض محمد منصور بن ابی عامر کی چھتیس برس کی انتظام

هشام دوم مین یا اونکی اپنی سلطنت کہو سلطنت اسلامی اسپانیولی فی بڑی ترقی اور ناموری
 حاصل کی جو موزنین کے دفاتر میں بڑا عمدہ اور منور زمانہ لکھا گیا ہے سار اونکی عمر بہر کے فتوحات
 کی ابتدا خیر میں اونکو ایک ایسا بحر کھنٹ لڑائی کا پیش آیا جس کیلئے اسی معرکے سے اونھوں نے
 اپنی نیل مقصد و معاودت کی دہلیں پھرتے ہوئے راہ میں اگست سنہ مین اونھوں نے قضا کی
 بعضے کہتے ہیں اثر رنج و ملال اس شکست سے اونھوں کی بہت کمزوری بسبب مجروح ہونے کے اس معرکے میں
 گنریسیلو پیڈیا مین یہ نہیں لکھا کہ وہ لڑائی کہاں اور کسے ہوئی مرتے وقت اونھوں نے اپنے
 بڑے بیٹے عبدالملک کو قائم مقام مقرر کیا اونھوں نے اپنے باپ کی طرح حرمی هشام دوم کو اونکی اپنی مجلس میں
 مقید رکھا مگر وہ عقل و دانش اپنی باپ کیسی نہ کہتے تھے بڑے معرکوں میں جو عیسائیوں کی ساتھ اونکو پیش
 آئے سب میں وہ بے نیل مقصد و کامیابی اندرونی انتظام سلطنت کا بھی اونسی چاہا نہیں ہوا چھ برس
 چار مہینے سنہ ۱۰۸۷ء کو وہ سنہ عیسویں قریب مین مر گئے غالباً زہر کے اثر سے جو اونکو دیا
 گیا مگر یہ نہیں لکھا کہ کس نے زہر دیا۔ عبدالرحمن بجائی عبدالملک کے اونکی قائم مقام ہوئے
 اور مثل نیاپ باپ اور بجائی کے هشام دوم کو مقید رکھا اور وہ اپنی مجلس میں تماشہ بینی اور
 عیاشی میں بسر کرتے رہے اس عبدالرحمن بن منصور فی قیامت اپنی اقتدار اور اختیار شانہ
 پر جو بنظر وزارت هشام دوم کے تعانہ کی اور چاہا کہ خلافت مستقلہ حاصل کرے اس واسطے
 هشام دوم کو ترغیب دی اور اونھوں نے لڑکا پن سے عبدالرحمن کو اپنا ولیعہد مقرر کیا مگر مشہور ہے
 چونکی کی موت آتی ہے جب اسکی پر نکلتے ہیں یہی امر عبدالرحمن کی زوال و ولت کا باعث ہوا
 محمد ایک شاہزادہ اسی خلافت کا سرحد سلطنت پر جا کر اونھوں نے ایک فوج جمع کی اور آگے
 قریب کا محاصرہ کیا عبدالرحمن نے مدافعت پر کمر باندھی مگر اونکی خیر طلبوں نے اونکی اعانت سے ہاتھ

کہنچا محمد نے اونکو گرفتار کر کے سترہویں جنوری ۹۷۸ء عیسوی میں قتل کیا اور خود ہشام دوم کے نام سے
 نظم خلافت اور سلطنت کرنا شروع کیا ظاہر میں تو معلوم ہوا کہ محمد کے بلوسے کے سبب خلیفہ مقتید باقتدار
 اور اختیار ہو جائیگا مگر جو نہیں اونکا اقتدار اور اختیار کا عمل امور خلافت میں ہو گیا اونھوں نے
 ہشام دوم کو نسبت سابق کی زیادہ ترقید میں رکھا اور تھوڑی دنوں کو تختہ سہو کیا کہ وہ مر گئے
 اور خود خلیفہ ہو گئے۔ راقم کہتا ہوں چونکہ ہشام دوم کو عہد روایت مسامرہ اور سبایک الذہب
 مختلف اور پریشان ہے لہذا اب سیکلو پیڈیا کا ترجمہ تازوال دولت بنی امیہ سپانیولہ کے انتخاب
 اون دونوں کو تاکو کیا جائیگا۔ محمد دوم بن ہشام بن عبد الجبار بن عبد الرحمن
 سیوم بن محمد بن عبد اللہ برادر منذر بن محمد اول بن عبد الرحمن دوم
 بن حکم اول بن ہشام اول بن عبد الرحمن اول۔ گیارہویں بادشاہ اور
 چوتھی خلیفہ قرطبہ اور اندلس کے ہیں جو بزرگ و شریف خلیفہ ہو جیسا اوپر ذکر ہوا اور اپنا لقب مہدی
 باللہ مقرر کیا لیکن وہ بہت دنوں منتفع اوس خلافت منسوب بہ بنین ہوسلیمان نام جو
 وہ بھی اسی خاندان خلافت کی شاہزادہ بن سیدھی افریقیہ سی فوج لیکر محمد دوم کے مقابلہ پر آمادہ
 ہو باہم سخت جنگ ہوئی اور ۹۷۸ء عیسوی میں محمد کی فوج کو ہریمت ہوئی اور سلیمان دار الخلا
 پر چندے قابض رہ گئے مہینوں کے بعد محمد دوم نے پھر قرطبہ پر قبضہ پایا لیکن سکان شہر کے محمد دوم
 ناراض ہو گئے تھو اونھوں نے اونکو ۹۷۸ء عیسوی میں قتل کر کے اور اونکا سر کاٹ کر سلیمان کے پاس
 بھیج دیا اب سلیمان خلیفہ مقرر ہو۔ سلیمان بن حکم دوم بن عبد الرحمن سیوم بن
 محمد بن عبد اللہ برادر منذر بن محمد اول بن عبد الرحمن دوم بن حکم
 اول بن ہشام اول بن عبد الرحمن اول۔ بارہویں بادشاہ اور پانچویں

خلیفہ قرطبہ اور اندلس کے بین جو بزور شمشیر خلیفہ اور بادشاہ ہو اور لقب اپنا المستعین باللہ ٹھہرایا
 اور سبا کیلئے ہب کی بیٹا سر سلیمان تیر سوین بادشاہ اور چھٹے خلیفہ بین جسکا ذکر آئندہ ہوگا اب
 سیکلو پیڈیا بین ایک تحریر تصفادی یعنی باوصف اسکو کہ اونکو لکھا ہو کہ اونھون نے اپنے تین بلقب
 بلقب خلافت کیا پھر لکھتا ہے کہ سلیمان ہشام دوم کی نام سے انتظام خلافت کرتا رہا اگرچہ بعض
 مؤرخین گمان کرتے ہیں کہ ہشام دوم مخفی حکم سے اونکو قتل کئے گئے لیکن اب اقتدار خلافت خاندان
 بنی امیہ کا ممالک مغربیہ میں بلکہ شوکت سلطنت اسلامی اسپانیولی مشرف بزوال ہوئی حکام
 اور وایان ممالک بیرونی نے فراقہ اور بلوائی شاہزادوں کا جو بزور شمشیر مدعی خلافت ہو تسلیم
 نہ کیا اور ہر ایک نے اپنی تین اپنی ممالک مقبوضہ میں بادشاہ مستقل قرار دیا اور خلافت اور
 سلطنت موروثی قدیمی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ہزاروں چھوٹی چھوٹی سلطنتیں بن گئیں جسے اسی
 بڑی سلطنت اسلامی باشوکت اور عظمت ضعیف اور کم طاقت ہو گئی اور عیسائی ان انفرنگ
 کو موقع یورش اور حملہ کا ہر ایک پر ملا یہاں تک کہ تدریج بالکل اسلام اونممالک سے نیست اور
 نابود ہو گیا خاص تخت گاہ قرطبہ پر بڑے بڑے نامی متغلبین مسلط ہو علی بن حمود نام ایک
 شخص نے اسلئے عیسویین فوج کشی کی اور سلیمان کی ساتھ لڑائی ہوئی اور اونھون نے ہزیمت
 پائی اور مارے گئے اور وہی علی بن حمود دار الخلافہ قرطبہ پر مسلط ہو مگر اسلئے عیسویین علی
 بن حمود کو اونکی اپنی اور غلام خواجہ سراؤں نے قتل کر ڈالا اور اسکی بد تیرہ برس کی عمر میں
 چار خلیفہ اسی خاندان عبدالرحمن اول کے مقرر ہوئے جنکے ساتھ قاسم اور یحییٰ علی بن حمود
 کے بھائی اور بھتیجے برابر لاتے رہے یعنی عبدالرحمن چہارم جسکا لقب مرتضیٰ تھا اور عبدالرحمن
 پنجم اور محمد سیوم جو اسلئے عیسویین لڑائی میں مارے گئے اور ہشام سیوم ان چار و خلفاء

سلطنت اور خلافت کا عدد اور نسب اور کائنات و سبائک الذہب سیم لکھنے کے اسپیکلوپیڈیا میں
 هشام کو آخر سلاطین قرطبہ لکھا ہے یعنی محمد سیوم کی بعد اور سبائک الذہب میں آخر سلاطین قرطبہ
 محمد سیوم ہیں اور هشام سیوم کو او سیمین محمد دوم کے بعد اور سلیمان کی قبل لکھا ہے پس دونوں میں
 ایک روایت خواہ مخواہ غلط ہے کہ سبب اشتراک محمد کے نام کی جنگ کے بعد هشام سیوم ہیں ایک کسی
 روایت میں اون دونوں روایتوں سے غلطی ہو گئی ہے الغرض اسپیکلوپیڈیا میں لکھا ہے یہ هشام
 سیوم آخر سلاطین قرطبہ ہیں جن پر نامی گرامی خاندان سلطنت نبی امیہ ختم ہوا جنہوں نے تہوڑے
 یعنی پانچ برس کے طفیل سے دو سو اکان برس قرطبہ میں سلطنت کی اور اوس خاندان کے سترہ بادشاہ
 وہاں ہوئے۔ راقم کہتا ہے اسپیکلوپیڈیا میں خود عبد الرحمن اول کو سولہ بادشاہ لکھا ہے میں پھر یہاں
 جو سترہ بیان کیے تو شاید جب اسپانیول خلفا بنی امیہ شرقی کی تحت تھا اوسکو ایک شمار کیا ہو مگر حقیقت
 میں شروع اسپانیول کی عملداری ولید بن عبد الملک کو عہد میں ہوئی اور وقت سے مروا حال
 خاتم خلافت نبی امیہ تک بہت خلیفہ برہین اونکو ایک شمار کیا اسے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف
 اسپیکلوپیڈیا کو شمار میں غلطی ہوئی ہے چونکہ خلفاء قرطبہ کی نسب میں ایک محمد بن عبد اللہ ہیں
 عبد الرحمن سیوم کو پانچ خلیفہ نہیں ہو مصنف اسپیکلوپیڈیا نے بی غور اونکو بھی خلیفہ شمار کر لیا ہے
 اب آئندہ اسپیکلوپیڈیا میں تیسرا زمانہ سلطنت اسلامی اسپانیولی کا لکھا ہے حسین وہ ممالک طوائف
 الملوک ہو گئے۔ اور سارہ میں هشام دوم کو لکھا ہے کہ اونھوں نے اوس تالیس برس فرمانفرما
 کی بعد اوسکی اونکو اونکو چاکر کی سی سلیمان نے قتل کیا سنہ ہجری میں اور خود خلیفہ ہو گئے وہ تین
 برس خلافت کر کے سنہ ہجری میں مر گئے بعد اوسکی خلافت نبی امیہ کی زائل ہو گئی اور اندلس
 ہر جانب و بائیکا امیر فرمانفرما ہو گیا بعض اوس نواح میں ایک صاحب لاد امام بن نبی اللہ

والی ہو اور انھوں نے اپنا لقب مامون مقرر کیا سامرہ میں یہاں تک بنی امیہ کے خاندان کا حال
 لکھ کے بنی عباس کی خلافت کا ذکر شروع کیا ہے۔ اور سبایک الذہب میں کچھ اور تفصیل ہے اور
 لکھا ہے کہ ہشام دوم کو محمد دوم نے ۹۹ھ ہجری میں خلافت سے خلع کر کے قید کیا اور خود خلیفہ ہو گئے
 اپنا لقب مہدی مقرر کیا وہ ہلکی سولہ ہجری خلیفہ رہے تھے کہ اونپر ایک شخص فی او کی اقارب میں سے
 خروج کیا اور کانام ہشام سیوم تھا بن سلیمان بن حکم بن سلیمان بن عبد الرحمن سیوم
 بن محمد بن عبد اللہ بن اور منذر بن محمد اول بن عبد الرحمن دوم بن حکم
 اول بن ہشام اول بن عبد الرحمن اول۔ سبایک الذہب کی روایت
 سورہ بارہویں بادشاہ اور پانچویں خلیفہ قرطبہ اور اندلس کہ ہیں جو بڑے شہیر خلیفہ ہوئے اور
 علی العموم لوگوں نے اس سے بیعت کی مگر سیکلو پیڈیا میں اونکو سولہویں بادشاہ اور خاتم خلافت
 سلطنت اسپانیہ کی لکھا ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ الغرض انھوں نے اپنا لقب رشید
 مقرر کیا مگر محمد دوم سے اور اونسے بہت بڑی لڑائی ہوئی جہیں ہشام سیوم مقتول ہوئے
 اور کانام مقتول ہونا علی العموم لوگوں کو ناگوار ہوا لوگوں نے محمد دوم کو خلافت سے خلع کر لیا اور وہ
 کیا تھا اس واسطے وہ مخفی ہو گئے مگر بعد تجسس کے پکڑ لیئے اور قتل ہوئے پھر لوگوں نے علی العموم سلیمان
 کے ہاتھ پر بیعت کی جنھوں نے لقب اپنا مستعین ٹھہرایا اب زمانہ فساد اور بغاوت کا ہر طرف
 شروع ہوا لوگوں نے سلیمان کو ساتھ محاربہ کر کے ۱۰۹ھ ہجری میں اونکو قید کر لیا اور ایک اور
 شاہزادے کے ہاتھ پر بیعت کی جب کانام عبد الرحمن چہارم تھا بن عبد الملک بن عبد الرحمن
 سیوم الناصر لدین اللہ وہ چودہویں بادشاہ اور ساتویں خلیفہ قرطبہ اور اندلس کو تھے
 انھوں نے اپنا لقب مرفعی مقرر کیا آخر سالین وہ بھی مقتول ہوئے اور بنی امیہ کی دولت

زوال آیا اور ششہ ہجری میں دولت حسنیہ علویہ شروع ہوئی جنگ کئی خلیفہ قرطبہ میں ہوئے اونکا
 مجمل حال بعد ختم خلافت خلفا بنی امیہ کو لکھا جائیگا وہی زمانہ طفریکا ہی جسکو بروایت سیکلو پیڈیا
 پیشتر چنے لکھا ہے کہ بنی امیہ کو خاندان میں سلطنت اسپانیولی دوسوا کا ون برس بطرفہ قلیل
 پانچ برس کے رہی اوسکو بعد پھر دولت بنی امیہ نے اعادہ کیا۔ عبد الرحمن بن یحییٰ بن ہشام بن
 عبد الجبار بن عبد الرحمن سیوم الناصر لدین اللہ خلیفہ ہوئے جو قرطبہ اور اندلس کے
 پندرہویں بادشاہ اور آٹھویں خلیفہ تھے مگر وہ پچاس دن کل خلیفہ رہے بعد اوسکو وہ مقتول
 ہوئے اونکو بعد محمد سیوم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الرحمن سیوم الناصر
 لدین اللہ خلیفہ ہوئے انھوں نے اپنا لقب معتمد مقرر کیا جو سولھویں بادشاہ اور نویں خلیفہ
 قرطبہ اور اندلس کے بنی امیہ کے خاندان سے تھے وہ ایک مدت تک خلیفہ رہے جسکا تعین
 سبا یک الذہب میں نہیں ہے پھر لوگوں نے اونکو خلافت سے خلع کر کے قید کر لیا اور اوسی قید میں
 وہ مر گئے یہ روایت سیکلو پیڈیا کی روایت سے جو اوپر ذکر ہوئی مختلف ہے اوسمیں محمد سیوم کا
 مقتول ہونا لڑائی میں لکھا گیا ہے اونکو خلافت سے معزول ہونے سے اور مرجانے
 سربن امیہ کا نام قرطبہ اور اندلس میں مٹ گیا۔ ذکر خلافت اور سلطنت ساوا
 حسنیہ علویہ کا ممالک مغربیہ میں بالخصوص خلافت اور سلطنت
 قرطبہ اور اندلس کی اوس خاندان والا شا نہیں۔ سبا یک الذہب میں
 لکھا ہے کہ ادیس نام ایک سید زاد ابن عبد اللہ بن حسن ثقی بن حسن مجتبیٰ سلام اللہ علیہم
 اجمعین حامدی باللہ خلیفہ عباسی کے خوف سے بھاگ کے ملک مغرب کی طرف چلے گئے
 ششہ ہجری میں اقصیٰ مغرب میں کیس قدر مملکت پر وہ قابض ہو گئے اونکو وفات کے بعد

اونکو والد اکبر قابض رہی جنگا لقب بنانو پیر اور سر یا اور یسی تھا ترتیب اونکی اولاد کی
 جو بعد اونکی اوس مملکت پر قابض ہوئی اسطرح جبریتی بعد اور یس کے عمرو بن ادیس
 پھر عبد اللہ بن عمرو پھر علی بن عبد اللہ پھر احمد بن علی پھر یعقوب بن احمد پھر حمود
 بن یعقوب ان حمود تک ظاہر ہوئی مملکت قدیمی اقصی مغرب کی اونکی قبضے میں رہی
 اور سیکلو پیڈیا کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مملکت ماریٹانیا تھی اور شہر فاس اوسکا۔۔
 دار الحکومت تھا جسکے بڑے حصے پر مع دار الحکومت کی عبد الرحمن سیوم الناصر لدین اللہ
 قابض ہو گئی تھی اوس تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ کچھ حصہ اوس مملکت کا ہنوز اونھیں اور یونکے
 قبضے میں باقی رہا تھا مگر نہ معلوم ہوا کہ جو ادیس لوگ ہمیں اور یونکے میں کنکی حکومت میں رہے
 بڑا حصہ مملکت کا مع دار الحکومت کی نکل گیا تھا بہر صورت ان حمود بن یعقوب کی اولاد نے
 بہت ترقی کی ظاہر جب بنی امیہ کی سلطنت اور خلافت کو قرطبہ میں سامان زوال میں ہوا
 تب بنی حمود صرف اپنی مملکت قدیمی واپس لینے پر قناعت نہیں کی بلکہ قرطبہ پر اور اوسکی
 متعلقات پر جہان تک تھ آئے وہ قابض ہو گئے اور اپنی تین ملقب بن خلفا کیا چنانچہ حمود
 دو بیٹے تھے ایک علی اور دوسرے قاسم پہلی علی مسلط ہو مگر اونکو کوئی اپنا لقب ٹھہرائی کی نوبت نہیں
 آئی اور جیسا سیکلو پیڈیا سے پیشتر منقول ہوا اونکو اپنے دو خواجہ سراؤں نے حمام میں قتل کیا اور
 بعد قاسم علی کے بھائی مسلط ہو اونھوں نے اپنا لقب مامون مقرر کیا اونکی بعد یحییٰ بن علی
 مسلط ہو اونکو سیکلو پیڈیا میں علی محتجب اور سبا یک الذہب یحییٰ بن علی لکھا ہے اونکا لقب
 محتجب مقرر ہوا اونکی بعد بھائی اونکی اور یس بن علی بن حمود ہو اونکا لقب متاید باللہ
 ہوا اونکی بعد اور یس بن یحییٰ المعتلی بن علی بن حمود خلیفہ ہو اونکا لقب عالی قرار پایا بعد اونکے

محمد بن ادیس المتاید باللہ بن علی بن حمود ہو اور نکال قب مستحلی قرار پایا بعد اوسکی
سیایک الذہب میں لکھا ہے قاسم بن حمود لقب بہ مامون پھر خلیفہ ہوئے لیکن چونکہ
پیشتر اوکی معزولی کا خلافت سے ذکر نہیں ہوا اسے ہمارے ولین مشہد ہے کہ شاید اونکا نام توالد
خلیفہ آئندہ کے لکھا ہے اعادہ اوکی خلافت کا مقصود نہیں ہے پھر قاسم بن قاسم بن حمود خلیفہ
ہوئے انھوں نے اپنا نام واثق مقرر کیا انھیں پر یہ سلسلہ خلافت سادات کا بلکہ نام خلافت کا
قرطبہ سے ختم ہو گیا اور ایسی بڑی سلطنت باشوکت اسلامی امرا مالک بیرونی کی ہوا اور جس
شیطانی سے طوائف الملوک ہو گئی بلکہ تدریج نام اسلام کا اونمالک میں مٹ گیا لیکن جو خلافت
قرطبہ کی خاندان عالیشان سادات عظام میں آئی تھی اگرچہ بروایت سیکلو پیڈیا زمانہ اوسکا
ہمکی پانچ برس ہوا جسکو اوسمین زمانہ طفریک خلافت بنی امیہ اسپانیولی میں لکھا ہے مگر ہمارا گمان
قریب یہ یقین ہے کہ اب تک اس خلافت کا نشان باقی ہے یعنی مراکو جسکو اہل عرب سلطنت
مخاربه کہتے ہیں تناسل اوسی خاندان خلافت قرطبہ سے ہے اس قرینے سے کہ باوصف
اوس سلطنت کی چھوٹی ہونیک ساری فرنگستانکی سلطنتوں میں وائیکا بادشاہ امپریلیمینشاہ
کہلاتا ہے اور سلطان روم باوصف ایسی وسعت سلطنت کے امپریلیمین کہلاتے ہیں جس کی طرف
پیشتر ہم نے کچھ اشارہ کر دیا ہے۔

راقم کہتا ہے چونکہ بیان خاندان عالیشان سادات کی خلافت کا ذکر ہوا
ہو کہ مناسب معلوم ہوا کہ بعض سادات کے خاندان جنہوں نے مملکت حجاز اور حرمین شریفین میں
حکومت کی ہے اونکو بھی لکھ دیوں۔ واضح ہو سلیمان بن داؤد بن حسن ثمنی بن حنظلہ
سلام اللہ علیہم اجمعین جنکی اولاد سلیمانوں کہلاتی ہے بعد القراض دولت خلفا عباسیہ

کتنی پشتون ملک اور سلیمانوں نے مکہ معظمہ میں حکومت کی ہے۔ اونکی زوال دولت سے ایک اور
 سلسلہ سادات کو حکومت مکہ معظمہ کی ملی جو ہاشم کہلاتے تھے اور ہاشم کا سلسلہ نسب ہاشم
 نام ایک بزرگ کو پہنچتا ہے بن محمد بن حسن بن موسیٰ بن عبد اللہ ابی الکرام بن موسیٰ الجون بن
 عبد اللہ بن حسن شیبی بن حسن مجتبیٰ سلام اللہ علیہم اجمعین۔ ایک اور سلسلہ سادات کے خاندان کی
 حکومت کا موسیٰ الجون تک منتہی ہوتا ہے اس سلسلہ کی ترقی کا یہ سامان ہو جب مہدی علیہ السلام
 خلیفہ عباسی عبد اللہ بن حسن شیبی بن حسن مجتبیٰ سلام اللہ علیہم کے ایک بیٹے کو قتل کیا یا قید کیا
 تو عبد اللہ کے دو سر بیٹے جنکا نام موسیٰ الجون تھا وہ مخفی ہو کے بھاگے اور اوسے آوارگی اور پریشانی
 میں قضا کر گئے اونکو دو بیٹے تھے ایک عبد اللہ ابی الکرام اونکی اولاد میں ہوا ہاشم ہوئے جنکا پہلی
 ذکر ہو چکا۔ اور ایک صالح بن عبد اللہ تھے اونکی اولاد نے بلا و غانہ میں جو سودان کو ملک میں
 بجانب بحر محیط غوی ہے حکومت کی ہے اونکی ابتدا اور انتہا کا کچھ حال نہیں معلوم ہوا۔ اور ایک
 بیٹے موسیٰ الجون کے ابراہیم تھے اونکی بیٹے یوسف بن یوسف کے دو بیٹے تھے ایک اسماعیل اور
 دوسرے محمد بن خضر اسماعیل نے ۲۵۱ ہجری میں مملکت حجاز میں خروج کیا اور مکہ معظمہ میں جا کر خلیفہ اپنے
 استیلا کا پرانا اونکو قضا کر نیلے بعد اونکی بھائی محمد بن خضر ۲۵۲ ہجری میں مسلط ہو اونکی کئی بیٹے تھے
 محمد اور ابراہیم اور یوسف اور عبد اللہ محمد بن خضر کے بعد اونکی بیٹے قلم مقام ہو یوسف کے بعد اسماعیل
 اونکی بیٹے ہوئے اسماعیل کے بعد حسن بن یوسف اونکی بھائی مسلط ہو حسن کے بعد اونکی بیٹے
 احمد بن حسن ہو ان احمد کے عہد میں قرامطہ مصری کا غلبہ ہوا اور سادات کے خاندان کی حکومت
 حجاز کی اور مکہ معظمہ کی نخل گئی۔ اور بعض کہتے ہیں وہ صالح بن عبد اللہ تھے بلکہ صالح بن
 یوسف بن محمد بن خضر تھے۔ جانا چاہئے بالفضل شریف مکہ معظمہ جو ملک حجاز کہلاتا ہے

افوکی دو خاندان ہیں ایک خاندان کا رئیس درجہ شرافت پر رہتا ہے اور دوسرے خاندان کا
 رئیس دارالسلطنت سلطان روم میں مقید بطور نظر بند کے رہتا ہے جب سلطان شریف ہو کر
 معزول کرتے ہیں تب وہ شریف نظر بند کو شریف مقرر کرتے ہیں اور معزول جا کر وہاں
 نظر بند ہوتا ہے یہ سلسلہ برابر اسطر سے جاری رہتا ہے لیکن یہ نہیں معلوم ہوا کہ معزول اور امور
 دونوں ایک ہی خاندان سے متناسل ہیں یا دونوں کا مختلف خاندان ہے اور راقم کا گمان یہ ہے
 محجب نہیں ہے کہ شریف امور اور شریف معزول دونوں تینوں خاندان میں سے جنہوں نے
 پیشتر مملکت حجاز میں حکومت کی ہے یعنی سلیمانوں اور ہوشام اور بنی اخیر ایک کسی
 خاندان یا دو خاندانوں سے متناسل ہوں اس واسطے کہ وہ بھی سادات حسنی کہلاتے ہیں
 یہاں تک سادات کی حکومت کا حال ہو کہ معلوم ہوا جو اہل سنت و جماعت تھے اور شرفاء کہ
 اہل سنت و جماعت ہیں باقی حال قرامطہ کا جو اپنے تین فاطمین کہتے تھے اور بد مذہب تھے
 اور افوکی نسب کو خلفاء عباسیہ نے باطل کیا تھا کہ وہ دعویٰ غلط کرتے تھے اور اسماعیلیہ کا حال
 اولاد اسماعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ جنہوں نے مذہب باطل اپنے خلاف خاندانوں کو
 اختیار کیا اور کوہستان عجم پر مدت تک انھوں نے حکومت کی ہے بڑی تاریخوں سے
 معلوم ہو گا ہم کہہ نہیں سکتے۔ تیسرا احمد سلطنت اسلامی اسپانیولی کا
 ۱۲۳۰ عیسوی سے ۱۲۳۰ تک ہے جس میں وہ سلطنت طوائف
 الملوک ہو گئی۔ بسبب ضعف اقتدار غفلت قرطبہ کے چھوٹے والی اور حکام ممالک
 اور اضلاع نے بطور من اور ہوس اپنے استقلال حکومت کے اطاعت اور بیعت خلیفہ کی
 چھوڑ دی جسے خلافت اور سلطنت اس جزیرہ کی سلطنت کی مٹ گئی اور ہر ایک والی

اور حاکم ممالک نے اپنے تین بادشاہ مستقل اپنی مملکت محکومہ میں قرار دیا ابن عباد سویلی میں
 اور یس بن علی نے طاکا میں دعویٰ سلطنت کیا اور اگرناڈا کے لوگوں نے مابوس
 بن گسان کی اطاعت کی والنشیا کا حاکم عبد الغزیز نامی ایک شخص معروف اور مشہور منصور
 بن ابی عامر قحطانی کی اولاد کے تھا باداجوز اور سارا ستریمادور پر عبد اللہ بن الافطاس
 حاکم تھا سرالوشیا اور ہواسکا اور کثیر علاقہ ارگون کا مندر بن یحییٰ کے تحت حکومت تھا اسماعیل
 بن ذی النون تو ڈیلا پر حکومت کرتا تھا تہور قرطبہ پر حاکم تھا دو غلام خواجہ سراجو شام دوم کے
 ساتھ مجلس میں رہتے تھے ایک اونین بن طہیر نام المیر یا اور مرشیا کا حاکم تھا اور خیر نام
 وینا اور کاتاس کا حاکم تھا یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے علاقے اور شہر جیسے کارمونا الجلسیا
 البراسن اونین بھی علمدہ علمدہ حاکم تھے اون سب نے دعویٰ سلطنت مستقکہ اپنی اپنی
 علاقہ زیر حکومت میں کیا الغرض وہ ساری خلافت اور سلطنت خاندان بنی امیہ قرطبہ
 اور اندلس میں اتنی سلطنتیں ہو گئیں جتنے والی اور حاکم اوس سلطنت کو ممالک
 بیرونی میں تھے شرح اوقفیصل ان چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کی حسین سے بعض قریب سو برس
 رہیں اور بعض محض چند روزہ تھیں نری تطویل لا طائل ہے صرف اتنا لکھنا کافی ہے کہ
 کہ بعد بڑے قتل و خون اندرونی مملکت کے بہت سی چھوٹی چھوٹی سلطنتیں مٹ گئیں
 اور چند بادشاہ بڑی بڑی مملکت میں رہ گئے چنانچہ آخر گیارہویں صدی عیسوی میں اسپانیا
 کی اسلامی سلطنتیں چار ہو گئیں محمد بن عباد سویلی کا بادشاہ تھا یحییٰ ٹو دیلو کا بادشاہ ہوا۔
 ساراگوسا کے بادشاہ نے اپنا لقب المستعین مقرر کیا عمر نام بلقب المتوکل باداجوز اور
 سیفہ مملکت پر لگال پر بادشاہ ہوا اور اوس باہم اندرونی مملکت کے قتل و قتال کے

زمانے میں عیسائیوں اہل فرنگ کو خوب موقع ملا بہت بڑا حصہ مملکت پرتگال کا اور ممالک کثیرہ
 سلطنت نوکیاسل کے جو سلطنت اسلام میں داخل ہو گئے تھے اور پھر عیسائیوں نے قبضہ کر لیا
 سلاطین لیس اور ناروی اور بارسیلونا کے گونٹون نے اپنی آپس کا بغض اور نفاق ملتوی
 کر کے اتفاق کیا اور عازم ہو کہ سلطنت حریف و رقیب اسلامی جو معرض زوال میں تھی
 اوسکو کچھ کچھ حصہ پر جو باقی آئے قبضہ کرین چنانچہ شہر تو دیو کا محاصرہ کیا تین برس کے محاصرے
 اور جنگ کے بعد بادشاہ تو دیو نے تبعیت محامدین کی قبول کی یعنی کچھ شہر الپیرا و نکی زیر حکم
 ہو گئے اور پچیسویں مئی ۱۵۸۰ء عیسوی میں الفنسو اوس دارالسلطنت پرانی سلطنت قوم
 کو تہک میں داخل ہوا پھر سار ممالک نوکیاسل کے ضل انہی دارالسلطنت کے الفنسو کے
 قبضے میں آ گئے اور اوسکو ان فتوحات کو حاصل ہونے سے حوصلہ ہوا کہ دوسری سلطنت اسلامی
 پر جو ابن عباد کے قبضے میں تھی یورش کرے جو اوس زمانہ میں بہت زبردست اور باجوہ
 اور اقتدار تھی اس عرصہ میں مذہبی جوش اور خروش سے ایک نئی سلطنت اسلامی پیدا ہوئی
 جس نے وہ عیسائیوں کا زور و شور جو سلطنت اسلام اسپانیولی میں اٹھونے کر رکھا تھا
 بند کر دیا یہ نئی سلطنت مرابطین کی ہے جسکی ابتدا اور انتہا ہم لکھیں گے ابن عباد وغیرہ
 اہل اسلام اسپانیول نے اٹھے استعانت کی مرابطین نے عیسائیوں کو جو ممالک اسلامی
 اسپانیول پر یورش کر رہے تھے مار کے اونہا ملک سے نکال دیا مگر وہاں کی قافضان سابق کو بیدخل
 کر کے خود متصرف ہو گئے اور انکی زبان حال کو شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی اس قطعہ سے مترجم کیا
 قطعہ شنیدم گو سفندے را بزرگے + رہا نند از دمان و دست گرگی + مٹبالگہ کار و بر
 حلقش مالید + روان گو سفند از دنیالید + کہ از چنگال گرگم در بودی + پوچیدم قہار و درگاہی

تفصیل اور ان کو الف کی مرابطین کی سلطنت کی ذکر سے معلوم ہوگی۔ کیفیت سلطنت
 مرابطین کی اسپانیول میں اور انکی ابتدا اور انتہا جو سنہ ۹۹۹ء سے ۱۰۳۱ء عیسوی تک
 رہی۔ سیکلو پیڈیا میں لکھا ہے اور اسطی کیا ہون صدی تینم دواوی ایک یحییٰ بن ابراہیم جو
 حاجی تھی اور مکہ معظمہ میں اوضوں نے الہیات اور علم شریعت سیکھا تھا اور دوسرے عبد اللہ بن
 یونس جو مشہور معلم علم شریعت اور الہیات کی تھی دونوں نے باہم اتفاق کر کے افریقیہ کی ایک گروہ
 جابلون کو جو کہ ہستان اطلس کے اوس پار رہتی تھی تعلیم مذہبی کے جیسے سوائے قابو میں کر لیا
 راقم کہتا ہے پیشتر ہم نے سادات حسنی کے خاندان کے ایک صاحب صالح بن عبد اللہ کو
 لکھا ہے سبا کے ایک روایت سے کہ اونکی اولاد نے ممالک سودان کے بلاد غنائین میں حکومت کی ہے جنکی
 ابتدا اور انتہا کا حال نہیں معلوم ہوا عجب نہیں ہے کہ یہ یحییٰ بن ابراہیم اوضین کی اولاد ہوں
 یا وہ ابراہیم وہی ہوں جنکے بیٹے یوسف نام لکھی ہیں یا وہ عبد اللہ معلم شریعت وہی ہوں
 جنکو روایت سبا کے ایک لکھا ہے کہ اونکی بیٹے صالح تھی اس قرینے سے کہ آئندہ سیکلو پیڈیا
 کی روایت ہم لکھیں گے کہ اوضین کے اقارب میں سے ایک صاحب یوسف نام فی فاس وغیرہ
 ممالک مراکو کو سفر کیا۔ حال کے بادشاہ مراکو اپنے تین سادات حسنی میں شمار کرتے ہیں
 لیکن چار خاندان جنہوں نے وہاں بقا سلطنت اسلامی اسپانیول تک سلطنت کی ہے
 حال کے بادشاہ اوضین خاندانوں میں سے ایک کسی خاندان کے ہیں یا کسی نئے خاندان کے
 ہیں یہ اب تک ہم پر نہیں ثابت ہوا لیکن کیا عجب ہے کہ وہ یوسف وہی ہوں جنکو سبا کے
 ان کے روایت سے یوسف بن ابراہیم لکھا ہے اور اسطی کہ سیکلو پیڈیا میں یوسف کے
 باپ کا نام جو لکھا ہے وہ کچھ بے حسنی سا نام ہے کہ کہی سننے میں نہیں آیا۔ انور سیکلو پیڈیا

میں لکھا ہو کہ اول عبد اللہ معلم شریعت بہت سہل میں اپنے متعلمین تاجداروں کو آمادہ کیا کہ اپنی ہمسائیگی کے اقوام پر یورش کریں اور انہیں لڑیں پس گرد پیش کے اقوام متفرقہ کو زیر کر کے اپنی قابو میں لائے اور ایک جماعت کثیر مذہبی اکٹھا ہو گئی اور اپنا نام مرابطین یعنی باہم دوستدار اور مروجین مذہب مقرر کیا اور عبد اللہ کا لقب امیر مقرر ہوا بعد ازاں ایک شخص افکنی قائم مقام ہوا اور اپنا مسکن قدیم دشت و صحرا چھوڑ کے روانہ ہوا کہ ممالک شمالی افریقیہ کے فتح کریں اور سکونی غم یوسف بن تشکین نے شہر فاس اور بڑے مملکت مارشانا پر قبضہ کیا بالجمہ شہنشاہ عیسویین نے انہیں اور اختیار مروجین مذہب کا علی العموم ممالک شمالی اور کچھ حصے ممالک وسط افریقیہ میں یونان نے تسلیم اور قبول کیا۔ اب سلاطین اسلام اسپانیول نے جنکو الفنسوا ایک بادشاہ فرشتائی نے تنگ کر رکھا تھا اس جماعت مرابطین اور مروجین مذہب کے بادشاہ کو اپنے اعانت پر طلب کیا یوسف بادشاہ فاس جسکی ہوس اور خواہش اپنے اقتدار اور ممالک کے بڑا بڑی کچھ حد تک تھی وہ ایک بڑی باقوت اور عظمت فوج لیکر گشت شہنشاہ عیسویین آگیا اسپانیول کے عبور کر آیا اور قریب باوا جوڑ کو ایک مقام پر جبکو زلا کا کہتی تھی الفنسوا کی فوج سے مقابلہ ہوا اور اکثر شہنشاہ عیسویین یوسف نے الفنسوا پر بڑی فتح حاصل کی اسکی اجداد کو مکرر فتوح ہوئیں جو جسے وہ زور و شور و فخر و کبریا کی عیسائیوں کا اہل اسلام کے ممالک اسپانیولی پر جو سب تباہی سلطنت اور خلافت قرطبہ کے تھا بالکل جاتا رہا مگر مقتدران اہل اسلام اسپانیول کو اگرچہ اس چند روزہ کی فتوح سے مستغنی ہوئے آئرش اوکو حضرت اور انفسوس امنگیر ہوا کہ ایسے دوست پر خوف و خطر کو اپنی اعانت کیواسطی طلب کیا کہ وہ بہ نسبت اپنی ممالک دشت و صحرائی کے اسپانیول کے ممالک ریز و آبادان پر قبضہ اور اقتدار حاصل کر کے کیونچھوڑ

بالجہد یوسف نے کچھ بھڑا اور قریب سے اور کچھ بڑا ویشیر سار ممالک اہل اسلام اسپانیول پر اپنا اقتدار اور اختیار جما دیا اور سب دہاکم سلاطین کو اپنا مطیع اور تابعدار کر لیا اور بعضوں کو نوبت و نابود کیا۔
انقصہ یوسف پہلو بادشاہ اس قوم کے پٹھن عیسویین مراکو میں قضا کر گئے اور انکی بیٹی علی انکی
قائم مقام مقرر ہوئے اور علی نے شہ عیسویین کستان نیونکی فوج کو جبکہ بادشاہ الفسوق
بڑی شکست فاش قریب مقام اکلس کے دی اور ظاہر الفسوق کو مر جانے سے اور نکانا بالغ بیٹا
ڈان ساچو کو اطاعت کے عہد نامی سے اپنی تابعداری میں باندھ لیا مگر شہ عیسویین بڑا شہر نامی اور
معتبر سار اگو اہل اسلام کے قبضے سے نکل گیا اور ممالک شمالی اسپانیولی سے بالکل عداوت
اہل اسلام کی برآمد و ام جاتی رہی۔

راقم کہتا ہے تحریر سیکلو پیڈیا سی معلوم ہوتا ہے عیسائیوں نے فرنگستان شہر
ساراکو اور ممالک شمالی اسپانیول پر دخل کر لیا جو کہ اہل اسلام کے قبضے سے جا رہے مگر اسکی
تشریح نہیں ہے کہ کس قوم نے عیسائیوں میں سے اونپر قبضہ کیا اور وہ شہر اور ممالک پہلی مسلمانوں کی
والیوں کے ماتھے سے گئے یا علی بن یوسف کے ماتھے سے۔ بالجہد علی بن یوسف نے شہ عیسویین
قضا کی اور انکی بیٹی تشکین بن علی انکی قائم مقام ہو انکی عہد میں عیسائیوں نے فرنگستان اسپانیول
میں بڑی ترقی کی اسواسطیکہ کہ وہ مجبور ہو گئے تھے اپنے قدیم ممالک ماریٹانیا کی چاقو پر ایک نئی قوم
اہل اسلام سے ملقب مہدویہ جو افریقہ میں پیدا ہوئی تھی اس سبب حفاظت اپنی ممالک مفتوحہ
اسپانیولی کی نکر سکے۔

راقم کہتا ہے ظاہر اس مہدویہ کی قوم کے سردار یا بادشاہ نے دعویٰ امام مہدی
آخر الزمان ہونیکا کیا تھا اس سبب اسکو ترقی ہو گئی اس مہدویہ کی فوج نے تشکین کا مقام

محاصرہ کیا اسی حالت محاصرہ میں وہ جولائی ۱۲۳۵ء عیسوی میں مر گئے ابراہیم ابوالسحاق بن تشکین
 اخیر بادشاہ قوم مرابطین یا مروجین مذہب کے ہیں جو اپنی باپ کے قائم مقام ہو کر اذکی سلطنت
 تھوڑے ہی دنوں میں رہی اذکی طاقت مدافعت مہدویہ کی باقی نہ رہی اور اس قوم نے
 ساکرشہر اور ابادیوں مملکت ماریٹانیا کی ایک کے بعد دوسرے پر قبضہ کر لیا ابراہیم نے اپنے تین بیٹے
 دارالسلطنت مراکومین محصور کر دیا عبدالمومن سپہ سردار فوج مہدویہ مراکو کو فتح کر لیا اور ابراہیم
 بن تشکین جب عبدالمومن کو پاس آئے اوسنے فوراً اذکی کو قتل کیا۔ ذکر سلطنت مہدویہ
 کی مراکو اور اسپانیول میں جس نے مرابطین کی سلطنت کو مٹایا اور ۱۲۱۱ء
 ۱۲۳۶ء عیسوی تک سلطنت کی۔ ابتدا مہدویہ کی یہ تھی کہ ایک شخص محمد بن عبد
 ساکن افریقیہ کے ایک محموریکا جسکا نام ہرگاتھا دعویٰ کیا کہ میں مہدی آخر الزمان امام
 دوازدہم ہوں اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ وہ قرطبہ کی مسجد جامع کے قندیل افروز کا بیٹا تھا
 الغرض اوسنی جتنے صفات مہدی آخر الزمان کے روایات پیشین گوئی حضرت پیغمبر آخر الزمان
 صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول اور مشہور ہیں وہ اپنے میں مشہور کئی اور عوام کو یقین کرایا کہ
 ساری دنیا میں سلطنت کرونگا اور بالفعل مرابطین کے مظلمے اور بدعات مٹانے واسطے
 جو اذکی مقابلہ میں مارا جائیگا وہ شہید ہوگا اور سیدہ جنت میں جائیگا اذکی مرابطین کے
 اوسنے بھی اسی دشت و صحرائیں جو محمد و کوہستان اطلس سے تھا جہاں وحشی اور جہاں
 آدمیوں کی سکونت تھی خروج کیا اور بہت جلد ساکر ممالک افریقیہ میں اذکی کا ڈکبا بنے لگا ایک
 صہبار نوجوان عبدالمومن اذکی کا شریک ہو گیا اور ۱۲۳۵ء عیسوی پہر اسی فوج کثیر مرابطین کو تباہ
 جنگ کر لیکر روانہ ہوا اور ۱۲۳۲ء میں مرابطین کی فوج جو مدافعت مہدویہ کی واسطے سپہ سرداری

ابو بکر نام ایک شخص کے مامور ہوئی اوسے مقابلہ ہوا جس میں مرابطین کی فوج کو شکست فاش
 ہوئی آئندہ سال میں ایک اور بڑی فتح مہم دیوئی کی اور ۳۸۰ھ میں مراکو اور فاس اور اور سب بڑے
 معتبر اور نامی شہر مرابطین کے عبدالمومن نے جو سپہ سردار مہم دیوئی کی فوج کے تھے مسخر کر لئے
 انکے ۳۹ھ عیسویں سال شمالی ممالک افریقیہ میں اقتدار غیبی اور شوکت ظاہری علی
 مہدی آخر الزمان کی قبول ہو گئی مگر وہ محمد بن عبد اللہ مہدی جلی ۳۹۰ھ میں مر گئے وہی
 عبدالمومن اونکی قائم مقام ہوئے اب اونھوں نے ارادہ کیا کہ ممالک اسپانیول کو بھی اپنے اون
 ممالک افریقیہ کے ساتھ مل کر کرین اگرچہ اونکی سپہ سرداروں نے اس ارادہ کو سہل میں پورا
 کیا مگر خود عبدالمومن جب ارادہ ہو کہ بذات خود اپنے افواج کی سپہ سرداری کر کے عیسائیوں
 فرنگ کے سلاطین پر یورش کرین اور آبنائے اسپانیول سے عبور کر نیکی تیاری کر رہے تھے
 کہ باختلاف روایت مارچ یا مئی ۳۹۰ھ عیسویں عبدالمومن نے قضا کی اور اونکی ایک نوجوان
 بیٹی ابو یحیٰ یوسف باب کی قائم مقام ہو آئندہ این اور نکاح ارادہ کسی کے ساتھ جنگ وجدل
 کا نہ تھا اور اونھیں فی سوبلی میں بہت عمدہ جامع مسجد ۳۹۰ھ عیسویں بنوائی اور ایک بہت
 خوبصورت مربع عمارت اوسے جامع کے متعلق تیار کی جو بالفصل ایک جز کینہ فائز بقی رومی کا
 ہی اور ایک پل کشتیوں کا دریا گوا دلکور پراونھوں نے تیار کروایا اور ۳۹۰ھ عیسویں انھوں
 الفنسو بادشاہ کیاسل پر بہت بڑی فتح نمایان حاصل کی اور ساری مملکت اونکی تخت
 و تاج کر کے اور چند قلعوں پر قبضہ کر کے مظفر اور منصور افریقیہ کی طرف معاودت کر گئے
 پھر ۳۹۰ھ عیسویں دریا شور سے عبور کر کے ممالک اسپانیول میں گئے اور تا وفات
 اپنی جو جولائی یا اگست ۳۹۰ھ عیسویں واقع ہوئی وہیں قیام کیا ایک مہر کہ لڑائی کا قریب

سانشارم کے مملکت پر نکال میں اونکو پیش آیا تھا اوسین وہ زخمی ہو گئے تھی اسی جراحت سے
 اونھوں نے قضا کی۔ ابویوسف یعقوب جبکا لقب المنصور تھا اونکی قائم مقام ہو وہ الجزائر
 پر دریا کے راستے سے اترے اور کیا سل کے آٹھویں الفنسو کے ساتھ میدان الارکاس
 میں اونسوی جنگ عظیم ہوئی جسین الفنسو کی فوج کو شکست فاش ہوئی بعد اوسکی ابویوسف
 فرہان سے کوچ کر کے توڈیلو اونمالک کے دار الحکومت کا جو اوس عرصین الفنسو فی اہل
 اسلام سے مسخر کر لیا تھا محاصرہ کیا اگرچہ ابویوسف باوصف بڑی کوشش کے اوسکو مسخر
 نہ کر سکی لیکن اور سیکر بلدان اور محورات گرد و پیش اوسکی مثل ماڈیرڈ کے جو بالفعل
 بادشاہ اسپانیول کا تخت گاہ ہی اور گواڈالاکرا کی اونکی قبضہ میں آ گئے یہ ابویوسف
 باختلاف روایت جنوری یا اگست ۱۴۹۲ عیسوی میں قضا کر گئے وہ بڑا مور بادشاہ
 لایق اور شجاع اور متصف باوصاف حسنہ شامانہ تھی۔ محمد بن عبداللہ طقب بلقب
 الناصر لدین اللہ آخر سلاطین مہدویہ کی تھی جو تخت گاہ اور ممالک سلطنت اسپانیولی
 پر قابض ہوئے جو روز بروز مشرف بزوال تھی محمد بن عبداللہ مجرد جلوس کے تخت سلطنت
 عازم ہوئے کہ جو ممالک سلطنت اسلامی اسپانیول کے اونکی آبا اور اجداد سی عیسائی ان
 فرنگ فی مسخر کئے ہیں اوپر ہر قبضہ کرین بنظر اس غریمیت کی مشہور ہے کہ کئی لاکھ آدمی
 فوج لیکو وہ افریقیہ سے ۱۴۹۲ عیسوی میں روانہ ہوئے اور ساحل اسپانیول کو اوس جمعیت سے
 بھر دیا الغرض اونھوں نے آبتائی اسپانیول سے عبور کر کے اوس قلعہ جبال کے سلسلے پر
 مسخر کیا جسے نوکیاسل کو اندلس سے جد کیا ہی وہاں عیسائیوں کی طرف یہ سامان ہوا کہ
 پوپ اونسٹ سیوم نے کرڈیسڈ یعنی عیسائی جہاد کا وعظ کیا تھا اوسے افواج کثیرہ

سلاطین متفقہ کی اور ممالک بیرونی کے ہزاروں عیسائی بطور گہار کے جمع ہو گئے تھے
 مقام لاس ناواس میں دونوں گروہوں کا مقابلہ ہوا بڑے گھمساکی لڑائی ہوئی جس میں
 مہمدویہ کی فوج کو شکست فاش ہوئی وہی شکست موجب تباہی اور زوال سلطنت
 اسلامی اسپانیول کی ہوئی اور محمد بن عبد اللہ مراکو میں جولائی ۱۲۱۳ء عیسوی میں قضا
 کر گئے مشتبہ ہی کہ کسینے اونکو زہر دیا۔ یوسف دوم مکنی بہ ابو یعقوب محمد بن عبد اللہ کی
 بیٹی گیارہ برس کی عمر میں باپ کے قائم مقام ہوئی سلطنت میں برابر فتور اور فساد رہا
 اور وہ خود چھوڑی عیسویں قضا کر گئے اور کوئی وارث بھی اپنا نہیں چھوڑا۔ ابوالک
 عبد الواحد جو انکی قائم مقام ہوئے تھے چند مہینے کے بعد اوسی سال کی ابو محمد ملقب بہ العادل
 کے ہاتھ سے قتل ہوئے جس نے خود کو اس سلطنت کیا مگر وہ بھی اکٹوبر ۱۲۲۲ء عیسوی میں قتل
 ہوئے۔ ابو علی ملقب بہ الامون عادل کے قائم مقام بھی برگشتہ بخت تھے افریقیہ میں تو
 اونکی اقارب میں سے بھی نام بر سر جنگ تھا۔ اور اسپانیول میں ابن ہود نام ایک
 چھوٹا سردار مخالفت پر آمادہ ہوا جس نے اپنے تین سلطنت اسلامی اسپانیول کا بادشاہ
 قرار دیا اور اس مملکت کو مہمدویہ کے ہاتھ سے نکال لینے میں فائز ہو گیا۔ النضر
 الامون ۱۲۳۲ء میں قضا کر گئے۔ محمد قائم مقام الامون نے بیفائدہ کوشش کی کہ ممالک
 اسپانیول پر پھر اپنا اقتدار جہادین انھوں نے اگرچہ فوج کشی اونممالک پر کی مگر ہزیمت
 پائی اور مجبور ہو کر اونممالک سے ہاتھ اٹھاوین اور سلطنت اسلامی اسپانیول کی تین
 شخصوں پر اونکی مخالفین سے تقسیم ہو گئی جمعیت بن زین نام ایک شخص مملکت الشیشا
 اور اوسکی حوالی اور جوار پر قابض ہوا ابن ہود کی ارکان اور کچھ حصہ اندلس کی لوگوں نے

اطاعت اور تبعیت قبول کی محمد بن الاحمر مملکت چین اور اچھے حصے مملکت گرانادا پر ظالمانہ حکومت کر رہا تھا اور یہ تینوں بھی باہم کبھی کبھی لڑتے رہتے تھے اور وہ تینوں عیسائیوں فرنگ سے مغلوب ہو گئے تھے کیسین طاقت اور کمزوریت کی نہ تھی قرطبہ جو معتبر اور نامور دار الخلافہ سلطنت اسلامی اسپانیول کا تھا جون ۱۲۳۶ء عیسوی میں عیسائیوں نے لیا والنسیا ستمبر ۱۲۳۸ء عیسوی میں اہل اسلام کے ہاتھ سے گیا وینیا ۱۲۴۴ء میں نکل گیا۔ ۱۲۴۷ء عیسوی تک سارے قلعہ دونو کنارے پر دریا گواو لکویر کے مسخر ہو گئے جو چین کے شہر سویلی کے دروازے تک عیسائیوں کی قبضے میں گئے ایک بادشاہ گرانادا صرف بر آ نام اہل اسلام کا محمد بن الاحمر اتنی بڑی نامی سلطنت اسلامی اسپانیول میں باقی رہ گیا جس نے اطاعت اور تبعیت فردینانڈ کی قبول کی اور فردینانڈ نے شہر نامی سویلی کا بھی مسخر کر لیا۔ چوتھا عہد سلطنت اسلامی اسپانیول کا صرف سلطنت گرانادا سے متعلق ہے جو ۱۲۳۸ء عیسوی سے ۱۲۹۲ء عیسوی تک قائم رہی۔ یہ سلطنت آخر سلطنت اسلامی اسپانیول کی ہے جس کے زوال سے نام اسلام کا ادنیٰ ملک میں باقی نہ رہا جہاں بڑے بڑے محدثین اور فقہاء اور فقراء اور ارباب کمال گذرے ہیں اور سیکڑوں معابد اور مقابر اور خانقاہیں اور عمارات نامی اہل اسلام کی جو تھیں وہ سب معدوم ہوئیں یا متبدل ہو گئیں اور محابد عیسائیوں کے ہو گئیں نام بعض عمارات نامی کا باقی ہے اور اگرچہ علی العموم اب وہاں مذہب عیسائی ہے مگر عمارات میں بعض ممالک کے اہل اسلام کے پردے کی رسم باقی ہے کہ عورتیں بدون برقع پہننے کے باہر نہیں نکلتیں جیسا

کی گرانادا کا بادشاہ تھا
۱۲۳۶ء میں

عرب کے ممالک میں دستور ہی۔ بالجلد چونکہ محمد بن الاحمر فریونینا ند سیوم بادشاہ کی اسل کے
 مطیع اور منقاد ہو گئے اس کی حیات تک اپنی مملکت میں بصلح و سدا دوسری فریونینا ند
 کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا النسودیم قائم مقام ہوا اس کی مرنے کے بعد دونوں طرف سے
 عہد نامہ مصالحت کا توڑ ڈالا گیا اور باہم معرکہ جنگ قائم ہوا مدت تک قتال و جدال رہا
 مگر ۱۲۶۶ء عیسوی میں عہد نامہ موقت لکھی برسا منعقد ہوا جسے سردست لڑائی موقوف ہوئی
 محمد بن الاحمر جنوری ۱۲۷۳ء عیسوی میں قضا کر گئے اون کی بیٹی محمد دوم باپ کے قائم مقام
 ہوئے انکی عہد سلطنت میں ابن یوسف بادشاہ فاس امر اکو نے پھر قصد اپنا اقتدار
 ممالک اسپانیول میں قائم کر لیا کیا اور ۱۲۷۳ء عیسوی میں بہر اہی فوج کثیر آنا سے اسپانیول
 عبور کر آئے اور معرکہ جنگ کا مابین محمد دوم اور ابن یوسف کے گرم ہوا اس معرکہ
 کے شروع میں تھوڑی سی بہرہ یابی ابن یوسف کی طرف ہوئی مگر آخر میں اونکو ہزیمت
 فاش ہوئی اور وہ مجبور ہوئے اپنی ممالک کی طرف معاودت کر گئے پھر محمد دوم نے عزم
 صہم کیا کہ جو ممالک اونکی باپ کے عہد میں عیسائیوں نے مسخ کئے تھے اون سے نکال لین
 اس عزیمت کی سبب سے اوتیس برس تک برابر وہ ابلق رنگ سے لڑتے رہے لیکن فیصلہ
 مقصود رہا اور ۱۲۷۳ء عیسوی میں اونھوں نے قضا کی اور حشر بے نیل مقصود رہنے کی
 اپنے ساتھ لیکے۔ اونکی بیٹی ابو عبد اللہ محمد سیوم باپ کے قائم مقام ہو مگر زمانے نے
 اونکو ساتھ بہت نامساعد کی اونکو اپنے ممالک میں دو جگہ پر رعایا کا بلوہ ہوا یعنی گواوس
 بین اور المیر یا میں اس فتنہ اور فساد کے وضع کی فکر میں مصروف تھی کہ عیسائیوں نے اونکی
 مملکت پر یورش کی حتی المقدور وہ مداخلت کرتے رہی آخر میں ۱۲۷۳ء عیسوی میں قلعہ اور شہر

معتبہ جبل الطارق جو آج کل جبرائیل کہلاتا ہے عیسائیوں نے اونکی فوج سی جہین لیا ۳۰۹ء میں المیر پاتا
 بادشاہ ارکان نے قبضہ کیا تھا او سکی استرداد کیواسطی وہ گنو تھی مگر جب بی نیل مقصود و ناسی واپس
 آئے اور اپنی دار السلطنت میں پہنچ کر علی العموم لوگ اونسی ناراض ہو گئے اور اونکو مجبور کیا کہ
 سلطنت چھوڑ دیں چنانچہ وہ سلطنت سے مستعفی ہوئے۔ اور اونکی بھائی ناصر بادشاہ مقرر ہوا ابتدا
 سلطنت ناصر کی بہت اچھی ہوئی مملکت المیر یا جو قبضے سے جاتی رہی تھی پھر غاصب کے چھین
 لی گئی سیوٹا جو افریقیوں کی یعنی بادشاہ فاس اور مراکو کے قبضے میں تھا اور جسی جبل الطارق پر
 عیسائیوں نے قبضہ کیا تو وہ مملکت حقیقت میں کہنی آ بنا سے اسپانیول کی تھی او سکو بھی
 ناصر کے سپہ سرداروں نے مسخر کر لیا مگر ۳۱۴ء عیسوی میں اونھیں لوگوں نے جنھوں نے ناصر کو بادشاہ
 کیا تھا اونسی پھر گئے۔ اور اسماعیل بن فوج کو بادشاہ کیا ناصر مدافعت پر آمادہ ہو با ہم خوب
 لڑائی ہوئی آخر ش ناصر کو شکست ہوئی اور وہ ترک سلطنت پر مجبور ہو وہ اسماعیل بن فوج
 ایک خاندان سلطنت کے شاہزادے تھے جنکی کنیت ابو الولید تھی اور وہ بڑے شجاع اور مدبر
 اور لایق سلطنت کی تھے ۳۱۶ء عیسوی میں اونھوں نے قلعہ جبل الطارق کا محاصرہ کیا اور خوب
 لڑے اگرچہ او سکو فتح نہ کر سکے مگر ۳۱۹ء عیسوی میں اونکو بہت بڑی فتح عیسائیوں کی فوج حاصل
 ہوئی جیسی سپہ سرداری خود پذیر و بادشاہ نابالغ کیا سل اور او سکا چچا جان کرتا تھا وہ دونو
 میدان جنگ میں مقتول ہو ممالک مارتاس اور بوزا اونکی قبضے میں آئے اور شرقی حد اونکی سلطنت
 اسی سبب اونکی فتوح کے ممالک مشیا میں بہت بڑھ گئی۔ با اہمہ اونکو اندرونی دشمنوں کے نجات ملی
 محمد نام ایک شاہزادی کی اوسی خاندان سلطنت کے ایک طرف سے کچھ بہتک ہوئی تھی او سکو قسم کہای کہ میں
 او سکا بدلہ لوں ۳۲۵ء عیسوی میں ایک دن وہ مع اپنے ایک وزیر کے قصر الحمراء کے صحن میں چہل قدمی

کرتے تھے وہ محمد بنده انشاخص کو ہمراہ لیکر دفعۃً وہاں گہس اور بادشاہ اور وزیر دونوں کو قتل کر ڈالا اسماعیل کو مقتول ہوئی اور انکو بڑی محمد چہارم۔ باتفاق اسرار باب حل وعقد بادشاہ گرانادالئے مغناطہ مقرر ہو شروع انکی سلطنت میں کچھ فتنہ اور فساد پیدا ہوا عثمان نام ایک شخص جو کپتان یعنی چوٹا سپہ سالار اور انکی سپاہ محافظ ذات بادشاہ کا تھا اونکو عذر کر دیا اور محمد بن فرج کو بادشاہ مشہور کیا ۳۲۸ عیسویں کستلانیوں نے ویرا اور البیرا اور بعضی اور قلعوں پر قبضہ کر لیا۔

راقم کہتا ہے کستلانی ظاہر عیسائی قوم تھی اور اگر اس لفظ کی اصل قسطلانی ہو تو شہر کے نام قوم مشہور ہے۔ محمد چہارم بذات خود اس فتنہ کی مدافعت کیواسطی نکل کر انکو نہایت ہوی اور فوج انکی منتشر ہو گئی اور عثمان بلوای جو خاندان سلطنت فاس اور مراکو کی تھا اسکو افریقیہ سے مدد پہنچی اور اسنے الجزائر اور مارابلا اور رونڈا پر بھی قبضہ کر لیا۔ مگر آخر ایام انکی سلطنت میں کچھ سخت مساعد ہو ۳۲۹ عیسویں بڑا شہر نامی اوستبر بانیان کو ظاہر عیسائیوں نے مسخر کیا اور اسی سال میں جبر السریع و جبل الطارق پھر مسخر کر لیا گیا اور ۳۳۰ عیسویں سے بلوای حکام مطیع اور منقاد ہو گئے مگر ۳۳۳ عیسویں محمد چہارم ابوالحسن بادشاہ فاس اور مراکو کی دوستانہ ملاقات کیواسطی افریقیہ میں جانے لگے تھے اور بزم عبور دریا شور کے جبل الطارق میں مقیم تھے وہاں انکو دشمنوں نے قتل کر ڈالا ابو الحجاج یوسف۔

محمد چہارم کے بھائی جو اوس عرصہ میں السلطنت غناطہ میں تھے فوراً بادشاہ مشہور کی گئی موزین عرب کی روایت کے یوسف بڑے صلح جو و محبوب ظن لغاہ خواہ عام اور بڑے دشمن اور لایق بادشاہ تھے کہ مثل انکو سلاطین گرانادالئے غناطہ میں کوئی دوسرا بادشاہ نہیں ہوا انھوں نے اپنے صلح اور سدا کی سلطنت میں بڑی کوشش اور توجہ انتظام حکومات عدالت میں کی صنایع ترقیل اور ارمیہ عام ہنر و کو بڑی ترقی دی انکو ایام سلطنت میں ابوالحسن بادشاہ فاس اور مراکو نے بڑی آخری کوشش

کی کو وسط ممالک اسپانیول میں جہاں عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا تھا پھر نشان اسلام کا اڑا دینا شروع
 اس کو شش میں بے نیل مقصود کے اکوڑ برس ۱۳۲۲ عیسوی میں دریا سالادو کو کنارے قریب ٹارفا کے
 ابوالحسن کی فوج سے اور پرکیز اور کستلانیوں کے فوج سے بڑی جگہ کی لڑائی ہوئی جس میں افریقیوں
 فوج ابوالحسن کے فوج میں تھے شکست فاش پائی اگرچہ انھوں نے پائی شباتی کی مگر اکثریوں نے مارا اور
 مگر عیسائیوں کو بہت مال غنیمت ملا یہاں تک کہ بروایت سیکلو پیدیا افریقیوں کی عورتیں بھی مال غنیمت
 میں تھیں ۱۳۲۳ عیسوی میں مملکت الجزائر سلطنت غرناطہ کی عیسائیوں کے مسخر کر لی اور ۱۳۲۴ عیسوی میں
 اور کئی مسمور معتبر اوس سلطنت کی کہیں لے جی اوس سلطنت کی سرحد بہت تنگ ہو گئی بالجمہ یوسف
 ابوالحجاج بھی مشن پہلے بعضی سلاطین غرناطہ کو قتل کئے گئے لکھتے ہیں ۱۳۵۲ عیسوی میں وہ جامع
 مسجد میں ناز پڑتے تھے ایک مجنون آدمی نے اونی کو قتل کر ڈالا محمد پنجم یوسف کو بے بی بی باپ کو
 قائم مقام ہوا اور بموجب مضمون الولد سر لابیہ وہ بھی صلح اور سرد کی طرف مائل تھے عیسائیوں کو
 ساتھ علی العموم انھوں نے مصالحوں کر لیا تھا اور ساری ہمت ان کی اپنی مملکت کی رفاه اور فلاح عام
 کی طرف مصروف تھی باہمیہ فتنہ پردازوں کو بلوے نے اون کی اوس نیت خیر اور عزائم عاقلانہ کو
 نیاچ نہ ظاہر ہونے دیے چونکہ یہ انتظامات رفاه اور فلاح عام میں باللزام متمولین کو کچھ ضرر پہنچتا
 بعضے چھوٹے چھوٹے رئیس اور سردار محمد پنجم کے اون انتظامات کو ناراض ہو گئے اور عزم مصمم کیا کہ اون کو
 سلطنت سے معزول کر کے اونھیں کو بھائی اسماعیل کو تخت نشین کریں ایک جمیعت فتنہ پردازوں کی
 ۱۳۵۹ عیسوی میں قصر سلطانی میں دفعہ گہس گئی اور سپاہ محافظین ذات بادشاہ کو جو قصر کو گرد گھر
 اون کو قتل کیا اس شورش کو عام ہو جانے سے محمد پنجم بچے قصر سے کی طرف نکل گئے فتنہ پردازوں نے
 جب قصر کو خالی پایا فوراً اسماعیل بن یوسف کو تخت سلطنت پر بیٹھلا کر اون کا بادشاہ ہونا شہر کر دیا

وہ اسمعیل دوم تھی مگر مشکل سے فتنہ پردازوں کی فساد صرف ایک برس بادشاہ رہی ابو سعید
 نام ایک شخص اون کی امر اوئین سے جس نے پہلے اون کی بادشاہ ہونے کی اعانت کی تھی دفعۃً باغی ہو گیا اور
 قصر الحمر میں اون کو قید کر لیا اور جولائی ۱۳۶۶ء میں اون کو قتل کر کے خود تخت سلطنت پر بیٹھا مگر وہ غاصب
 سلطنت بہت دنوں اپنے غضب سے منتفع نہیں ہوا پھر بادشاہ کیا سل کستان کی قوم کا جس کا
 لقب کرویل کنگ یعنی سیرجم بادشاہ تھا ابو سعید غاصب کے ساتھ لڑائی پر آمادہ ہوا اور خاص
 اپنی مملکت میں محمد پنجم بادشاہ معزول جن کو قبضے میں اتیک مملکت روڈ اور او سکے گرد و نواح
 کا علاقہ تھا اپنی سلطنت از دست رفتہ کی حاصل کرینے فکر کر رہے تھے غاصب نے دیکھا کہ دونوں
 لڑائیوں میں سر رہیں ہو سکتا بادشاہ کیا سل کے ساتھ مصالحہ تاجداری کا کر لیا اور نقد جنس
 سو بہت کچھ نذرانی میں او سکے دیار میں تدبیر سے ایک طرف سے اپنی دانست میں خاں جمعی حاصل
 کی اور بذات خود واسطی تمام بعض شرائط معاہدہ کی تھوڑی سی جمعیت محافظین کی ہمراہ لیکر
 سویلی میں بادشاہ کستان کی ملاقات کی واسطی گیا اوس بادشاہ نے خواہ اس طبع سے کہ بہت
 کچھ زراور جو اس کے ہمراہ تھا یا مخفی محمد پنجم بادشاہ معزول اورستی کے ساتھ سازش ہو گئی
 تھی خلاف قاعدہ صداقت اور مروت سلطنت کی مہمان کشی کی اور ابو سعید غاصب کو اس
 ۱۳۶۲ء عیسوی میں قتل کر ڈالا پس اگرچہ ابو سعید غاصب اسی لایق تھا جس کے قتل ہونے سے محمد پنجم
 بادشاہ مستحق غناطہ کے پھر تخت نشین ہو مگر کستان کی بادشاہ لاریب مہمان کشی کی بدنامی
 و ہیشہ کی واسطی ملعون ہوا۔ انرض محمد پنجم کو بعد دوبارہ تخت نشینی کے تھوڑی سی زحمت ایک
 بلویسے ہوئی مگر بہت سہل میں اونھوں نے اوس قلیل بلو کا انسداد کیا بعد اوس ۱۳۹۱ء میں مملکت
 بزاز و انھوں نے سر کر لی جو اس سلطنت کو قبضے سے جاتی رہی تھی ۱۳۹۱ء عیسوی میں محمد پنجم قضا کی

یوسف دوم اونکی بیترقیم مقام باپکے ہوسے جنگی کنیت ابو عبد اللہ تھی اونکی تخت نشین ہوتی
 ہو خود اونکی اپنی ایک بیٹی نے جسکا نام محمد تھا بلو کر دیا اور باپ پر یہ الزام لگایا کہ وہ عیسائیوں کی
 دوست بین ایک بڑی جماعت کثیرہ مسلمانوں کی اونکی ساتھ جمع ہو گئی اور بادشاہ پر یورش کی
 اتفاق تقدیر سے وہ اوس عوام کے ہتے بچ گئی اور بعد اوسکو وہ بلو افرو ہو گیا۔ القصہ یوسف دوم
 ۱۳۹۱ عیسوی میں مملکت مرثیا کو تاخت و تاراج کیا مگر اونکی سلطنت کو اوس ہی بہت نفع نہیں ہوا
 ۱۳۹۲ عیسوی میں ایک عیسائی رئیس جسکو گرانڈ ماسٹراف الکنٹرا کہتے تھے ایک جمعیت کثیرہ سازوں کی
 فوج لیکو یوسف دوم کی مملکت پر حملہ آور ہوا اور غرناطہ کی دروازہ تک پہنچ گیا یوسف دوم نے
 بڑی بہادری سے مدافعت کی گھمسان کی لڑائی ہوئی جس میں وہ گرانڈ ماسٹر خود مار گیا اور سارے سوار
 اوسکی ہمراہی کی جو یوسف کی تدبیر عاقلانہ حربی سے گھر گئے تھے قتل ہو بہت مال غنیمت یوسف دوم کو
 ملا۔ یوسف دوم ۱۳۹۵ عیسوی میں قضا کر گئے معلوم ہوتا ہے کہ اونکو زہر دیا گیا مجبوراً اونکی قضا کر کے
 اونکا وہی بیٹا جس نے اونکی ابتدائی سلطنت میں بلوہ کیا تھا اوسکی قصر سلطنت میں جا کی تخت
 و تاج پر قبضہ کیا اور بہام محمد ششم بادشاہ ہوا اور اپنی بڑے بھائی کو جو تختی سلطنت تھی اور اونکا
 نام بھی یوسف تھا قید کر لیا اور قلعہ سالو برنا کی محبس میں رکھا اول سال اونکی جلوس کا عیسائیوں
 ساتھ صلح و سدا دین گذر ابلکہ یوریکوی سیوم کی ملاقات کیواسطی بھی وہ تو ڈیلو میں گئی تھی لیکن
 بسبب بد نظمی اور نامردی قلعہ داران سرحدی کے دونوں طرف سے مسلمانوں میں اور عیسائیوں میں
 لڑائیاں شروع ہو گئیں ۱۳۹۷ عیسوی میں مسلمانوں نے مملکت ایانانی کو مسخر کیا اور اوسکی دوسرے
 سال میں دریائے گواڈیانا کے ساحل پر عیسائیوں کی ایک تھوڑی سی جمعیت فوج کو شکست دی
 مگر اس فتح و ظفر کے مقابل میں عیسائیوں نے ۱۴۰۰ عیسوی میں زاہرہ اور بعض اور معمرات پر قبضہ کیا

محمد چہارم سلسلہ عیسویں مرگئے لوگوں نے اونکی بہائی یوسف کو جو مقید تھی تخت پر بٹھایا۔
یوسف سیوم وہ مشہور ہوئے چودہ برس تک اونھوں نے صلح وسداوسی سلطنت کی صرف
ایک مرتبہ ۱۲۱۶ء عیسویں عیسائیوں نے جنگ وجدل ہوئی جب ڈان فردینا ندنا بالغ کی فوج نے انٹی
کویرا پر قبضہ کیا یوسف سیوم سلسلہ ۱۲۲۴ء میں قضا کر گئے محمد ہفتم اونکی بیٹو بادشاہ ہو جو محمد یسری
مشہور تھے یعنی ڈبر یا اول کوشش اونکی اس امر میں ہوئی کہ عیسائیوں کو ساتھ تجدید کی عہد نامہ
موقت کی جو اونکی پہلی سلاطین نے کیا تھا یہ امر علی العموم موجب رضامندی کا ہوا اور طرہ
اوپر یہ ہوا کہ وہ جبلت سے بہت ہی غیر متعل اور سخت غصہ ورتھو اور تیسرا امر یہ واقع ہوا کہ بعض
ملاہی اور ملا عیب کی طرف علی العموم لوگوں کو رغبت تھی او سکی اونھوں نے ممانعت کر دی
ان سب امور کے اجتماع سے علی العموم لوگوں کو اونسے نفرت ہو گئی ۱۲۲۵ء عیسویں غدر
اور بلوا ہو گیا لوگ قصر سلطانی میں گھس گئے محمد پنجم بھاگ کے بچ اور سلطان تونس جو اونکی
اقربا میں تھے اونکی پاس چلے گئے ایک صاحب محمد ششم کو لوگوں نے تخت نشین کیا دوسرے
سالین محمد ہفتم باعانت بادشاہ تونس ایک بھاری فوج لیکر اندلس میں پہنچے اور ۱۲۳۰ء
عیسوی میں غرناطہ میں داخل ہوئے اور قصر سلطانی کو گھیر لیا اور محمد ششم کو پکڑ کے قتل کیا
مگر یوسف بن احمد غرناطہ کے پہلی بادشاہ کے بیٹے نے جان دوم عیسای بادشاہ کیاسل کی
اعانت سے فوج کشی کی محمد ہفتم کی فوج مدافعت پر آمادہ ہوئی ۱۲۳۵ء عیسوی میں محمد ہفتم
کی فوج کو شکست فاش ہوئی اور دوسرے مرتبہ محمد ہفتم سلطنت سے معزول ہوئے اور بھاگ
کے ملاکامین پناہ لی یوسف چہارم بدون مانع اور مزاحم کے قصر سلطنت غرناطہ میں داخل
ہوئے اور بادشاہ مشہور ہوئے ہمگین چھ مہینے بڑے مصائب جنگ وجدل کے ساتھ اونھوں نے

فرمان فرمایا کی تھی کہ اوسى ۱۲۳۵ء میں قضا گئى محمد بن محمد تیسری مرتبہ بادشاہ شہر سوہ
 ابكى مرتبہ بھی وہ اشائش سے فرمانروائى نہ کر سکے اونكى ایک بھتیجى محمد بن عثمان نو غدر
 کر کے ۱۲۳۵ء عیسوی میں قصر الحمر کو گھیر لیا اور محمد بن محمد کو دنگى محبس میں مقید کر دیا جہاں
 بقیہ عمر اونكى بسر ہوئی اور خود بنام محمد بن محمد بادشاہ مشہور ہوا ان بادشاہ کو بھی اطمینان
 اور آسائش نصیب ہوئی ایک شخص محمد بن اسماعیل نے عیسائی بادشاہ کیاسل کی
 اعانت سے ایک قلعہ کو مسخر کیا جسکا نام مانسفر پوتھا اور اوس میں جا بیٹھى ہر چند محمد بن محمد بہت
 کوشش اوسکی مسخر کرنیکی کرتے رہے مگر وہ خالی نہ ہو سکا بلوائى محمد بن اسماعیل نے خوب فتنہ
 کی الغرض چار یا پنج برس تک سلطنت غرناطہ ہر طرح حکومت مصاب بلوائىوں کی اندرونی جنگ
 میں مبتلا رہی علاوہ اوسکی فتنہ اور فساد عیسائیوں نے اوس سلطنت کی ممالک کو تباہ کیا
 آخرش محمد بن اسماعیل بلوائى جو اب تک صرف مدافعت اوس قلعے کی کرتے رہے جسکو اپنا
 مامن بنایا تھا اونکو اور نئی فوج اعانت کیو اسطرح ۱۲۵۲ء عیسوی میں جان بادشاہ کیاسل نے
 دی اوسکی قوت پر وہ باہر نکلی اور غرناطہ کو جا گھیرا بادشاہی فوج نے حتی المقدور فتنہ
 کی مگر نہ ہمت نصیب ہوئی محمد بن اسماعیل منظر اور منصور قصر سلطنت میں داخل ہوا اور
 محمد بن محمد تبدیل صورت اور لباس کر کے بھاگ بچے محمد بن اسماعیل بادشاہ مشہر سوہ
 اور اکیس برس بہت آسائش اور آرام سے اونھوں نے فرمانروائی کی اور اونكى عہد میں
 بلوے ہنیں ہو جسکے کثرت وقوع سے تغیر اور تبدل وہاں کے پچھلے بادشاہوں میں ہوا کی
 لیکن روز بروز سامان زوال سلطنت غرناطہ کا نظر آتا تھا اسواسطیکہ عیسائیوں نے اوس
 سلطنت کو بہت ممالک پر قبضہ کر لیا تھا کہ یہی معاذانہ لڑ بھڑ کے قابض ہو اور بعض ممالک میں

بلوایونگی اعانت یا مدافعت کر کے دوستانہ دخل کیا۔ الغرض اہل اسلام کی طاقت اور ہمت کا
 زور کم ہوتا جاتا تھا اور عیسائیوں کی شوکت اور طاقت اور ممالک میں روز بروز ترقی برپا ہوتی گئی۔
 عیسویہ میں عیسائیوں نے جبر الٹرے نے جبل الطارق اور آرکید وناپر قبضہ کر لیا اور سارے ممالک
 متوسطہ کو مغلوب کیا اور روز بروز سرحدی ممالک کی نخل باغی میں سلطنت اہل اسلام کی
 بہت گھٹ گئی اب سرحدوں کی ممالک کی ایک طرف کو ہستان الودیر اسی مقرر ہوئی اور دوسری
 طرف دریا شورسی آخرش ایک عہد نامہ مصالحت کا ۱۶۶۳ء میں مابین بادشاہ غرناطہ اور
 عیسائی بادشاہ کیاسل کے منعقد ہوا اس شرط پر کہ اول باطاعت و تابعداری و دوم کی بادشاہ
 رہی اور دوس ہزار سپہ سالار جو اس زمانے کی اشرفی تھی سالیانہ پیشکش بادشاہ کیاسل
 کو دیا کرے۔ بالآخر محمد دہم ۱۶۶۶ء عیسویہ میں قضا کر گئے ملی ابو الحسن علی بڑے بیٹے محمد
 دہم کے باپ کے قائم مقام ہوئے۔

راقم کہتا ہے یہ لفظ کچھ ہمارے سمجھ میں نہیں آیا کیا ہے ملاہری یا مولوی ہے
 یہ دونوں غلطین تو ظاہر الجہی محاورے کی ہیں العرب کے محاورے میں اس کا استعمال نہیں
 سنا مگر شاید ملاہری۔ الغرض روز بروز بدتر امور اس سلطنت میں پیش آتے تھے ۱۶۷۰ء
 میں گورنر یعنی حاکم سلطنت اسلام جو ملاگا میں تھا اس نے بغاوت کی اور اپنی سلطنت کی
 تابعداری چھوڑ کے بادشاہ عیسائی کیاسل کی اطاعت قبول کی دار السلطنت غرناطہ
 میں عجب طرح کا فساد برپا ہوا یعنی ابو الحسن کی بی بیونین لڑائی شروع ہوئی سلطانہ
 عائشہ جو ابو عبد اللہ نام ایک شاہزادہ کی ماں تھی اور اس شاہزادے کا حق بھی
 ولیعہد کے بعد تھا ابو الحسن کی دوسری بی بی جو اسپانیولی ظاہر عیسائی عورت

مساقہ زریہ تھی اور اسکی بطن سے دو شاہزادے متعلقہ مناشقہ اور جہگڑا شروع ہوا۔ عجب نہیں ہے کہ اسکی
بطن سے دونوں ایک شاہزادہ عمرین ابو عبد اللہ سے بڑا ہوا اس سبب سے اسکی دعویٰ ولیمہ کی کا
ہوا اور سلطانہ عائشہ جو اول بی بی اور سلمان تھی اس سبب سے وہ تقدیم ابو عبد اللہ کی چاہتی ہو
یہی امر باہم مناشقہ کا ہوا اور وہ ایسا طویل ہوا کہ باہم تنگ و جدل کی نوبت پہنچی جو حقیقت
میں بالکل موجب زوال سلطنت اسلام کی ممالک اسپانیول سے ہوئی اور ہر تودار سلطنت
میں وہ عورتوں کا جہگڑا کہ ایک ایک قوم دونوں کے اعانت پر آمادہ ہوئی اور حسین السلطنت
میں آپس میں کشت و خون ہونے لگا اور اوپر دو بادشاہ عیسائی یعنی کپاسل اور ارلگن کہ
باہم متفق ہو کے ایسی حالت آپس کے نفاق میں اس ضعیف سلطنت کی ممالک پر یورش کرنی
لگی شروع اونکو مخالفت کی اسی ہوئی کہ معمورہ زاہرہ جو پیشتر عیسائیوں کی قبضہ میں تھی ہاتھ آئے
علی کو سپہ سرداروں کے ساتھ آئیں پھر سرخ کر لیا اسی سبب سے اردائی شروع ہو گئی شہر اہامہ
جو جان اس سلطنت کی تھی ۱۲۸۲ء میں عیسائیوں نے اس پر قبضہ کیا۔ اسکی آئندہ سائین
کئی معتبر قلعہ ہاتھ سے نکل گئے اور عیسائیوں کی قبضہ میں آئے اور شہر دار السلطنت یعنی غرناطہ میں
وہی زمانہ فساد برپا تھا سلطانہ عائشہ کی اعانت پر ایک قوم تھی جسکا نام صغریٰ لکھا ہے یا زکری
اور ملکہ زریہ کی اعانت پر قوم بنی سراج تھی ایک کامن قصر بازین تھا اور دوسرے کامن
قصر حر تھا اور غرناطہ کی گلی کو چے میں خون خرابہ ہو رہا تھا آخر شاہزادہ ابو عبد اللہ
سلطانہ عائشہ کی بیٹی نے ۱۲۸۳ء عیسوی میں اپنے باپ کو تخت پر سے اٹھا کے خود بادشاہ بن گئی
مگر ابو عبد اللہ خود اپریل ۱۲۸۳ء میں عیسائیوں کی اردائی میں مقید ہو گئے ابو الحسن ۱۲۸۳ء عیسوی میں
پھر چند مدت کی واسطی بادشاہ ہو گئے مگر پھر بھی اونکو آسایش اور اطمینان نہ حاصل ہوئی ابو عبد اللہ

پھر قیدِ فرنگ سے رہائی پا کر اپنے بوڑھے باپ کے ساتھ رہنے پر مستعد ہو سحالتین لوگوں نے باپ
 بیٹہ دونوں کو چھوڑا کہ آپس میں لڑ بھڑائیں اور ایک اور شاہزادہ کیونکا نام بھی عبد اللہ تھا غرناطہ
 کا بادشاہ مقرر کیا اور نکاح بھی ایک رقیب اور نکاح اپنا ایک بھتیجا تھا جس کا نام الصغیر مشہور تھا اور
 عیسائیوں کو فخر و جلال دینے والی تھی اور وہ برابر ایک مملکت کی بعد دوسری مملکت پر فتح اور ظفر حاصل
 کر کے تھے اور دافعت کی لڑائیوں میں مسلمانوں کو شکست پر شکست حاصل ہوتی جاتی تھی اس
 بد اقبالی پر بھی ناقہ قبت زایش مسلمانوں کی آنکھیں بند نہ ہو سکتی تھی وہی آپس کی نا اتفاقی
 سے جنگ و جدل اندر دینی بدستور تھی۔ عبد اللہ جس کا لقب زائل لکھا ہی خدا جانی صحیح
 لفظ یہ کیا ہے مگر اوس کے لئے کہی میں شجاع اور بہادر عیسائیوں کی مدافعت کیواسطی دار السلطنت
 کہیں باہر گئے تھے ابو عبد اللہ الصغیر نے موقع پا کر دار السلطنت میں قصر سلطانی اور تخت
 سلطنت پر قبضہ کیا اور خود بادشاہ ہو گئے یہ آخر بادشاہ اور مقیم سلطنت اسلامی اسپانیول
 کی تھی جس کو مورخین فرنگ بو عبدل لکھتے ہیں۔ موسم بہار ۴۹۱ھ عیسوی میں فریاد بادشاہ
 عیسائی کیا سل نے دار السلطنت غرناطہ کا محاصرہ کیا اور قریب ایک برس کی محاصرہ کے بعد
 اوس کو فتح کیا اور صلیب کا نشان سرخ برج قصر حمرہ پر نصب کیا جسے سلطنت اسلامی اسپانیول
 کی جو قریب آٹھ سو برس کے بڑی شوکت اور شان سے رہی تھی آخر ہوی انا للہ وانا الیہ
 راجعون۔ لیکن اب تک ایک سلطنت اسلام کی ممالک مغربیہ میں باقی ہے جس کی سلطنت مراکو
 کہتے ہیں اور دار السلطنت اوس کا فاس ہے اگرچہ وہ سلطنت چھوٹی ہے مگر بادشاہ و ملکا
 سے کہ یورپ کے ممالک میں یہ لقب امپریل یعنی شاہنشاہ پکارا جاتا ہے بسبب اس کی کہ وہ سلطنت
 اسلامی اسپانیول کی بقا پائین یعنی اجداد و ملکی بادشاہ کو اس سلطنت اسلامی کی

خلافت کر چکے ہیں اور چونکہ چار خاندانوں میں وہ سلطنت رہی ہے یعنی اوریسیہ اور بنی حمود اور زمران
اور مہدویہ کو بالیقین نہیں معلوم ہے کہ حال کے بادشاہ کس خاندان کی ہیں غالب ہے کہ مہدویہ
جو آخر دہائی سلاطین میں تھے اسی خاندان سے دہائی حال کی بادشاہ متاسل میں اور وہ اپنی
تین سادات حسنی میں شمار کرتے ہیں۔

راقم کہتا ہے یہاں تک حکایت سلطنت اسلامی یورپ نے فرنگت کی سیکڑیا
سے بہتر ترجمہ کی ہے مگر ہکو بڑا افسوس ہے کہ اسماعیل اور رجال کو بالکل غلط اصل محاورہ عرب
سے لکھ گئی ہیں اور چونکہ ناموں کا تلفظ انگریزی اسپیل یعنی تہجی کے بموجب بھی اصل قاعدہ معرہ
اسپیل پر نہیں ہوتا اس سبب سے انگریزی محاورہ کی بموجب بھی خواہ مخواہ اوس میں غلطی ہوئی
ہے مگر ایسی غلطی سے ہم مجبور ہیں اگر کوئی عربی تاریخ مفصل اوس سلطنت کی ہکویگی تو حقیقتہً
ناموں کی تصحیح ہوگی اور سیکڑیا میں بعد ختم وقائع اور حالات کے دستورات نظم اور نسق سلطنت
کی جو اوس سلطنت اسلامی میں مرعی تھے اور جو اوس سلطنت کی بدولت یورپ میں علوم اور
صنائع لطیفہ رائج ہوئیں وہ سب نقل کئے ہیں اوس میں سے کچھ مختصر رواج علوم اور صنائع کی بائیں
ہم ترجمہ کرتے ہیں اوس میں لکھا ہے اب علی العموم سارے یورپ کے لوگوں کی یہ راکھ اپائی ہے کہ عرب
کو لوگوں نے یونانی علوم اوس زمانہ میں حاصل اور جاری کئے جب جہالت اور جہالت کی ظلم و
ستم جمیع اطراف یورپ میں جہاں تک رومیوں کی سلطنت تھی شائع اور عام تھی اور فلاسفہ
کی حکمت اور ان کی علوم عرب کی اہل اسلام میں منحصر ہو گئی تھی بہت تھوڑے تفاوت سے تھی
جمیع اقوام یورپ سے جس نے یہی راہ تواریخ اہل اسلام کی حاصل کی ہے ثابت ہوتا ہے کہ سارے
اقوام یورپ کے ممنون ہیں ان اہل اسلام کے جنہوں نے ان کی ممالک پر یورش کی تھی پہلے ہی

علوم کا اور تعلم کا ساریہ روپ کے لوگوں نے اونیٹین اہل اسلام سے پڑھا ہے اور کس طرح کی خوبصورتی
 اور بہرہ مندی سے جمیع اقسام علوم کی جو ممالک شرقیہ میں رائج تھے وہ ساریہ روپ میں شائع
 ہوئے شرح و تفصیل اور سکی اس کتاب کی کئی انگلین میں میگی بیو آریا عبد اللہ اللطیف اونیٹین
 اور ایشیہ وغیرہ میں۔ راقم کہتا ہے یہ مقام اہل اسلام کو بڑے رنج و غم کا ہے کس طرح کا زمانے نے
 پٹا کیا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون صدق اللہ تعالیٰ و تقدس و ملک
 الایمانہ اولہا بلین الناس۔ یعنی ہم زمانے میں اولٹ پلٹ کرتے ہیں آدمیوں میں
 الغرض سیکلو پیڈیا میں لکھا ہے عبد الرحمن بن معاویہ بن هشام بن عبد الملک نے جیسا اوپر
 مذکور ہو چکا ہے وہ کس تعلیم کے بنائے اور انکی جانشینوں نے روز بروز اشاعت علوم کی ترقی کی
 کتب تک قائم کئے اور اپنی فیاضی اور یہی خواہی عام سے تعلیم اور تعلم میں بدون قید کسی
 اور مذہب کے بہت کوشش کی یہاں تک کہ رواج ہر قسم کے علوم کا بہ نسبت ممالک شرقیہ کے
 اسپانیول اور اور ممالک مغربی روپ میں جو انکی تحت اقتدار میں آئے بڑی کوشش سے ہونی لگا
 انسانہ مفیدہ عام کی طرف بھی عرب کے اہل اسلام نے بہت توجہ کی اور انکو خوب رواج دیا
 زراعت اور فلاح کو اور درختوں کی قلم نہلانے کو اور بیج بونے کو بڑی کوشش سے جاری کیا
 آب پاشی کی ہیرن اور نہا دیان ساریہ ممالک میں بنوائیں یہ تخصیص زراعت کی ترقی کیو اسطر
 جو اب تک مرثیا اور دانشیا اور غرناطہ کو میدانین موجود ہیں جسے معلوم اور ثابت ہوتا ہے
 کہ اس فن میں کسی دست گاہ اور قدرت اہل اسلام کو حاصل تھی۔ استعمال کہنے کے کاغذ کا
 یورپ میں اونیٹین اہل اسلام نے جاری کیا۔

راقم کہتا ہے قبل سلطنت اسلامی اسپانیول کو معلوم نہیں ہے یورپ میں

یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے
 یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے
 یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے
 یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے
 یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے
 یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے
 یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے
 یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے
 یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے
 یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے

خطوط اور کتابیں کس چیز پر لکھتے تھے شاید کسی قسم کے پتھر پر لکھنے کا رواج ہو جیسا اڑیسہ مین
تاز کے پتھر پر لکھنے کی نوک سے نقش کرتے تھے اور کہیں بھوج پتھر پر ہندوستان کی بعض ممالک
میں رواج لکھنے کا تھا۔ بارود کو بنانے کی اسپانیولی اہل اسلام نے بہت ترقی کی اور
جنگ و جدل میں پہلے انھیں اہل اسلام نے بارود کا استعمال کیا۔ اور بہت سی قرآن اور
دلائل سے ثابت ہے کہ جہازی قہط کا استعمال کا اعزاز بھی انھیں اہل اسلام کو حاصل
ہوا اسکی بعد سیکلو پیڈیا میں بہت سے کتابوں کا نام لکھا ہے جنسی سب وہ روایات منقول ہیں
جس میں سارے اقوام یورپ کی تاریخیں مندرج ہیں۔

ذکر شروع خلافت عباسیہ کا جو ابو العباس عبد اللہ السفاح
بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن العباس رضی اللہ عنہم اجمعین شروع ہوئے
قبل ذکر اس خلافت اور اسکی خلفاء کی کچھ تذکرہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
عنہ کا مناسب معلوم ہوا حضرت ممدوح بحر العلوم اور دانشمندان امت محمدی علی صاحبہا
الصلوٰۃ والسلام تھے اور ترجمان قرآن انکی صفت خاص تھی تین برس قبل ہجرت کے
انکی ولادت ہوئی شعب جہان قریش نے سب بنی ہاشم کو محصور کیا تھا وہ پیدا ہوئے
اور جب جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہان سے رحلت فرمائی تب انکی
محرقرہ برسی تھی ایک روایت میں پندرہ برس کی تھی حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی حق میں یہ دعا فرمائی تھی اللھم فقہ فی
الدین وعلہ التأویل اللھم علہ الحکمۃ و تأویل القرآن و
اجعلہ من عبادک الصالحین اللھم ضارۃ علما وفقہائین باذنک

اوسکو دین اسلام کا واقف اور ماہر کر اور سکھاؤ اوسکو تفسیر قرآن کی یا اللہ تعلیم کر اوسکو حکمت
 اور تفسیر قرآنی کی اور گردان اوسکو اپنے نیک بند و نین یا اللہ اوسکو علم اور مہارت کو ترقی دے
 یا فعی لکھتو میں عبد اللہ بن عباس ؓ ماشی فقیہ محدث مفسر کامل اور ماہر علوم میں تھی الکھتر
 برس کی عمر میں طائف میں اونھوں قضا کی اخیر عمر میں اونکی آنکھیں جاتی رہی تھیں بعض
 نقل کیا کہ اپنی نابینائی کی حالت میں یہ اشعار کہو تھے شعر ان یا اخذنا اللہ من عینی
 نورہما ففی لسانی و قلبی منحصا نوراً قلبی ذکی و ذہنی غیر ذی خل
 و فی فی صادرہ کالسیف مطس و رڈ یعنی اگر لے لیا اللہ فی میری دونوں آنکھوں سے اور کما
 نور پس میری زبان میں اور میری دل میں اون دونوں کا نور منتقل ہوا ہے میرا دل ذکی ہے اور میری
 زبان کا شمع والی ہے مثل تلوار کو تیزی سے ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اونکی سدا اور اعدا فی نابینائی
 کو سب سے کچھ شہادت کی ہوگی اوسکو جواب میں وہ اشعار کہو میں شجج عبد الحق مہلوی نے
 مشکوٰۃ کی شرح میں ایک مقام پر لکھا ہے کہ وہ شاگرد حضرت اسد اللہ علی ابن ابیطالب امیر المؤمنین
 کرم اللہ وجہہ تھے علوم اونھیں سے اونھوں نے اخذ کئے تھے با اینہم معاویہ کی ساتھ مدارات کر ڈری
 راقم کہتا ہے سیر اور تواضع سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد واقعہ صفین کی اونھوں نے رقت
 جناب حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی ترک کر دی تھی اور طائف میں جا کر بیٹھ رہے تھے اور
 پنج البلاغت میں ایک خط جناب امیر کا نقل کیا ہے اگرچہ اوس میں مکتوب ایہہ کو نام کی تصریح
 نہیں ہے اوس میں لکھا ہے جناب امیر کا خط بعض اپنے عمال کو نام پر لیکن مضمون اوس خط کا
 ولات کرتا ہے کہ وہ خواہ مخواہ عبد اللہ بن عباس کو نام پر تھا حقیقت میں بڑے تعجب کا خط ہے
 لفظ بلفظ اوس کا نقل کرتا ہوں اور اس سے سمجھ کر اسے مضمون ہم نقل کرستے ہیں لکھتے ہیں ہم نے

مکہ امانت دار سمجھو اپنا شریک کیا تھا اور اپنی اہل و عیال میں تم سے زیادہ کوئی مٹھدا اور امانت دار
 ہمارے نزدیک نہ تھا لیکن جب تم نے دیکھا کہ وہ ہمارے بنی عم کے ساتھ یونانی کی لوگوں
 دیانت اور امانت باقی نہ رہی اور اس امت میں خدا و برپا ہوا تمہاری مثل اور لوگوں کی ہمسایہ
 مفارقت اختیار کی اور مثل اور غایب ہو کر تمہاری ہمارے ساتھ خیانت کی پس نہ تمہاری اپنے
 چچا کو بیٹو کے ساتھ مواسات اور محبت باقی رکھی نہ وہ امانت والی جو تم کو سپرد ہوئی تھی پس
 گویا اوس جہاد اور کوشش سے جو تم کرتے تھے خدا مطلوب نہ تھا صرف دنیا مطلوب تھی اس
 امت کو ساتھ تم نکاری کرتے تھے اور ان کو حقوق کی خیانت کی تم کو فکر تھی پہنچنا تک تمہارے
 اختیار میں اس امت کو مساکین اور یتیموں کی مال تھی خیانت کر کے تم اوس میں متصرف ہو اور
 سب اوشکا کو حجاز میں لے گئے گویا وہ سارا مال تمہاری اپنے مان باپ کی وراثت میں پایا ہے
 تمہارے سوا اور کسی کے مان باپ موجود نہیں ہیں سبحان اللہ کیا تم کو معاہدہ کا یقین نہیں
 ہے اور روز جزا کے حساب کا ایمان تم کو نہیں ہے اوہ شخص جو ہمارے نزدیک الی الالباب
 میں تھا کیونکہ کھانا اور پینا تمہارے چچا کے تھے تو جانتا ہے کہ حاکم بقیہ ہے اور مول لیتا ہے تو نوٹ
 اور نکاح کرتا ہے تو عورتوں سے وہ اموال صرف کر کے جو تیمی اور مساکین اور یتیمین اور جو ہر
 تمہاری خیانت کر کے تو اوشکا لے گیا ہے پس خدا سے ڈر اور اوشکا مال جو تو اوشکا لے گیا ہے اوس کو پھیر
 اگر تو نہ پھیر اور پھر تو میرے قابو میں آیا تو قتل کرو گا میں تمہارے اپنی اس سیف سے جس کا قتل
 ہمیشہ دوزخ میں داخل ہوا ہے اور قسم ہے خدا کی اگر حسن اور حسین ایسا کام کرتے جو تو نے کیا
 تو اوشکا میں خواہ مخواہ ہی سزا دیتا اور وہی گردن سے وہ منظر اوتا رہتا اور میں قسم کھاتا ہوں
 کہ جو اموال تو نے تصرف کیا ہے وہ اموال میں اپنا نہیں جانتا ہوں کہ اپنی وارثوں کی واسطی

چھوڑ جاؤں وہ مال مسلمانوں کا ہے الی آخر مقال۔ ابن ابی الحدید فی اس خط کی شرح میں لکھا ہے کہ عبد اللہ بن عباس نے اس خط کے جواب میں لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ جو الزام مجھ کو تصرف بیت المال میں دیا ہے قسم ہی مجھ کو اپنے عمر کی جو آپ فی بیت المال میں تصرف کیا ہے میرا حق بیت المال میں اس سے زیادہ ہے۔

راقم کو نیز ایک شاید اگر خط امیر المومنین کا عبد اللہ بن عباس کے نام پر بھیج بھی ہو یہ جواب جو نقل ہوا ہے لاریب دو نو بزرگواروں کی اعدا اور حساد نے بنا کر مشہور کیا ہے ہرگز عقل قبول نہیں کرتی کہ ایسی بی ادبی اور گستاخی کی تہمت عبد اللہ بن عباس سے دشمنان جناب حضرت امیر علیہ السلام پر کرتے کہ وہ حرکت افواہی بہار دانت میں بیت المال کے تصرف سے انرا اونھوں نے کیا ہو میرا تب زاید ہے۔ پھر وہی ابن ابی الحدید لکھتا ہے کہ اس خط کو جواب میں حضرت امیر نے لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بڑا تعجب ہے کہ تو اپنا حق بیت المال میں ایک مسلمان کو حق سے زیادہ سمجھتا ہے اس گناہ سے تو بہ کر اور راہ راست اختیار کر اور میرے سامنے کہ تو نے مکہ شریف کو اپنا وطن مقرر کیا ہے جہاں مولدات ملی اور مدینہ اور طائف کی پرانے مال خرید کرے خدا کی طرف رجوع کر اور ایسی حرکات سے باز آسکر جواب میں بموجب سی کی نقل کے عبد اللہ بن عباس نے لکھا آپ میری نسبت بہت کچھ لکھا مگر قسم ہے خدا کی کہ اگر سارے خزانے زمین کو تصرف کر کے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جاؤں وہ سہل ہے میرا نزدیک اس کو کہ ایک مسلمان کا خون کر کے میں اللہ تعالیٰ کا سامنا کروں۔

راقم لکھتا ہے کہ اگر یہ جواب سچ ہے تو غالباً عبد اللہ بن عباس کا مطلب اس سے معذرت ترک رفاقت کی ہے کہ جنگ وجدل میں شرکت میں نکر دینا اور اگر مطلب اور

اوس جواب سی یہ ٹھہرائے کہ آپ فی لڑائیوں میں ہزاروں کا خون کیا اگر مینویت المال میں تصرف
 کیا تو وہ گناہ اوس پر بہت کم ہے تو وہ فی ادبی اور گستاخی کی تحریر پہلی جواب سے بمراتب زیادہ ہے عبد اللہ
 بن عباس کی طرف ہمارا حسن ظن ہرگز مجاہد نہیں کرتا کہ ایسا امر مکروہ اوصحون فی ارادہ کیا
 یہ سب کچھ نقل کر کے ابن ابی الحدید لکھتا ہے کہ اکثر لوگ اسکو قایل ہیں کہ مکتوب الیہ اوس خط کو
 جو بیچ البلاغت میں منقول ہے عبد اللہ بن عباس ہیں اور بہت تھوڑے لوگ اسکو قائل ہیں
 کہ ہرگز عبد اللہ بن عباس اوسکو مکتوب الیہ نہیں ہیں اوصحون فی ہرگز ترک رفاقت جناب
 امیر کی نہیں کی اور جب تک جناب امیر شہید ہو وہ برابر بصرہ کی والی رہی اور راوندی نے
 شرح بیچ البلاغت میں لکھا ہے مکتوب الیہ اوس خط کو عبید اللہ بن عباس تھا عبد اللہ بن عباس
 نہ تھا وہ امر بالکل غلط ہے عبید اللہ بن عباس جناب امیر کی طرف سے مین کردالی تھا اور انکی طرف
 کسی نے تصرف بیت المال کی نسبت نہیں کی اور جو لوگ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس جناب
 امیر کی شہادت تک بصرہ کے والی تھا وہ اوس خط کی دلیل لاتے ہیں جو ابو الفرج علی بن حسین
 اصفہانی نے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن عباس نے معاویہ کو بعد شہادت جناب امیر کے
 بصرہ سے بھیجا تھا جسکو ہم نے یعنی اوسے ابن ابی الحدید فی اپنی کتاب میں پیشتر نقل کیا ہے اور جو
 شخص سیر اور تواریخ کا ماہر ہے اور عبد اللہ بن عباس کے مباحثات مکروہ کو معاویہ کو ساتھ اوسکو
 دیکھا ہے لکھتا ہے فی خوف و خطر فضائل اور اوصاف امیر المومنین کو معاویہ کے سامنے وہ بیان
 کرتے رہی جسے ہنگ اور توہین معاویہ کی ہوتی تھی وہ یقین کر گیا کہ اگر کچھ خلاف اور کدورت
 عبد اللہ بن عباس کے دین جناب امیر کے طرف سے ہوتی تو وہ ایسا نہ کرتے بلکہ خلاف اوسکو
 بیان کرتے یہ نقل کر کے وہی ابن ابی الحدید کہتا ہے یہ دلیل واقعی ہے ۔

مکر اقم کہتا ہے ہمارے نزدیک یہ دلیل واقعی نہیں ہے عبد اللہ بن عباس کو ایسا
ایسا خلاف جناب امیر کی طرف سے تھا کہ انکی فضائل واقعی کے اظہار سے انکی دشمنوں کے
سامنے سکوت کرتے اور اگر وہ قصہ تصرف بیت المال کا سچ تھا تو انکی دلیں جناب امیر علیہ السلام
کی طرف سے مذمت ہوگی کہ ورت کی کون وجہ تھی۔ الغرض ابن ابی الحدید آخرین یہ لکھتا ہے
کہ اس معاملہ میں بڑی دشواری اور تفکر میں پڑے ہیں اگر جناب امیر کے اس خط کو ہم موضوع
کہیں تو مخالفت ہوتی ہے سارے روایت سے جو باتفاق اسکی راوی ہیں اور اکثر کتب سیر میں اسکا
ذکر ہوا ہے اور در صورت اسکی تصدیق کے جو فضائل اور کمالات عبد اللہ بن عباس کے باتفاق
مروی ہیں ایسی حرکت تصرف بیت المال کی انکی فضائل اور کمالات کی بالکل خلاف ہے اور اگر جناب
امیر کے خط کی تصدیق کیجئے اور عبد اللہ بن عباس کو اسکا مکتوب الیہ نہ کہی تو ہم حیران ہیں کہ جناب
امیر کے اہلیت میں جو آپ کا بنی عم ہو کو ان شخص تھا سوا عبد اللہ اور عبید اللہ بن عباس کے جسکو وہ
خط لکھا گیا۔ مکر اقم کہتا ہے کہ ہوا اس معاملہ میں کچھ دشواری اور تفکر نہیں ہے ہمارے نزدیک
مفارقت عبد اللہ بن عباس کی جناب امیر علیہ السلام سے بعد وقوع معاملہ حکم کے اور سکونت انکی
طائف میں بروایات متفقہ ثابت ہے جو اکثر کتب سیر اور تاریخ میں مذکور ہیں ممکن ہے جب جناب
امیر علیہ السلام نے عبد اللہ بن عباس کو حکم نہ مقرر کیا اور ایک شخص غیر یعنی ابو موسیٰ اشعری کو حکم
قرار دیا تو بنظر وقوع اسکی نتیجہ بد کے اور بنظر اسکی کہ وہ امر موعوم ہے اعتماد کیا عبد اللہ بن عباس سے تھا
انکی دلیں کہ ورت اور طال پیدا ہوا اسے انھوں نے رفاقت آپکی ترک کر دی۔ اسکی ساتھ ہوا کچھ
باک نہیں ہے اس خط کو موضوع قرار دینے میں جناب امیر کے اور سارے بنی ہاشم کے لوگ استغفر
عدو اور حاسد تھے حسین رضی اللہ عنہ مدبر اور دشمن مثل معاویہ اور عمرو بن عباس کے تھے اس مفارقت

عبداللہ بن عباس کا محل پاکو تاکہ عیوب عبداللہ بن عباس کے اور جناب امیر کو مستہر ہوں
 اور آپس میں تقاضا و رپھوٹ پڑے ایسی موضوعات خطوط کو اس دانشمندی سے کہیں بجز او کہیں
 بار تشا شہرہ دیا کہ اخیر زمانے میں کثرت روایات مرتبہ شہرت اور تو اتر کو پہنچ گئیں اور اگر موافق
 شہرے کو کل وقائع کی تصدیق کیجئے تب بھی ہمیں کچھ تردد نہیں ہے دنیا سخت بلا ہے اور بشریت سے
 کوئی خالی نہیں ہے انبیاء اور اولیاء سے بھی زلتیں اور لغزشیں وقوع میں آئی ہیں اس صورت میں اس
 مشاجرہ جناب امیر کو عبداللہ بن عباس کو ساتھ ہم اون مشاجرات میں شمار کریں گے جس میں اہل سنت
 و جماعت کا حکم سکوت کا ہے اور در صورت صدق اس روایت کو یہ بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ عبداللہ
 بن عباس بھی مجتہد تھے اور انکی اجتہاد میں وہ تصرف بیت المال کا جائز تھا جو جناب امیر علیہ السلام
 اجتہاد میں ناجائز ٹھہرا پس اگرچہ عبداللہ بن عباس کا اجتہاد مخالف اجتہاد جناب امیر علیہ السلام
 خطا تھا لیکن مجتہد تھے بھی مشابہ اس سبب سے اوپر کچھ محل طعن اور الزام نہیں ہے۔ یا فنی فی
 مرآۃ الجنان میں لکھا ہے کہ سبب انتقال خلافت کا مروانہ سی بنی عباس میں یہ ہے کہ بعد شہادت
 جناب حضرت امام حسین علیہ السلام کے شیعیان اہلبیت امامت محمد بن حنیفہ اور انکی بھائی مستعد تھے
 اور انکی قضا کر نیلو بعد انکی بیٹو ہاشم کو امام جانتے تھے لوگوں میں انکی بہت بڑی عزت اور قدر تھی وہ شام
 ملک میں لاؤ لہ قضا کر گئے اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو اپنا وصی مقرر کیا اور انسی کہا
 کہ تمہاری اولاد میں خلافت آویگی اور جو تحریرات انکی پاس تھیں وہ انکو سپرد کیں اور اپنی
 معاونین کو انھیں کی طرف رجوع کیا جب محمد نے قضا کی تو اپنے بیٹو ابراہیم کو اپنا قائم مقام کر گئے
 اور ابراہیم کی طرف رجوع خلائق کی دیکھ کر مروان حمار خاتم خلافت بنی امیہ فی ان توقید لیا جب
 ابراہیم کو یقین ہوا کہ مروان انکو قتل کرے گا تب انھوں نے اپنے بھائی سفاح کو اپنا قائم مقام

مقرر کیا وہ اول خلیفہ اولاد عباس کو تھو مخفق قصہ یہ ہے اور شرح اوسکی بہت دراز ہے۔ بالجلہ مروان
 سمار کی خلافت کو ذکر میں خروج سفاح کا اور مروان کا مقتول ہونا مذکور ہو چکا ہے۔ مسامرہ میں
 مکہ تھو بین ۳۲۰ میں دوسری ربیع الثانی جمعات کو دن اہل اسلام کو ارباب حل و عقد فی سفاح
 کو ہاتھ پر بیعت کی اوسکو دوسرے دن جمعہ کو علی العموم لوگوں نے اذکی بیعت کی اور اونھوں نے جمعہ کی
 نماز پڑھائی پوری نسب اونکا تو عنوان میں لکھا گیا ہے اونکی مان کا نام رطلہ خارشہ تھا بنت عبد اللہ
 ابن عبد المذان الحارثی حدیث کی روایت وہ اپنی بھائی ابراہیم بن محمد اور اپنی چچا عیسیٰ بن علی
 کرتے ہیں اور وہ منصور و النقی سے عمر میں چھوٹے تھے امام احمد حنبل نے اپنی مسند میں ابی سعید خدری
 رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اخراج کی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یخرج
 من اجل من اهل بیتي عند انقطاع النزع من ولصعود من الفتن یقال له
 السفاح اعطاء المال حتی یاء حدیث مسامرہ میں نہیں مذکور ہے اذکی تحریر کے پچھین
 اتفاقاً مذکور ہوئی ترجمہ اس حدیث کا یہ ہے یہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حکم کا
 میرے اہلبیت سے ایک مرد آخر زمانے میں اور وقت ظہور سادات کی جو سفاح کے نام سے مشہور
 ہوگا دست عطا اوسکا اموال میں ایسا ہوگا گویا وہ مٹی ہے یا یہ کہی بہت دگیا اور تھوڑا سمجھ گیا اونکی
 مہر میں کھداتھا تھے عبد اللہ و جلیو من اونکا حاجب ابو عسان اونکا غلام تھا اونکو وزیر
 اور منشی ابوالجهم و وزارت اور انشا کا عہدہ متحہ ہو گیا تھا صاحب شرط یعنی کوتوال اونکو عبد المجان
 بنی عبد الرحمن از دی تھے ارباب مشورہ اونکو امور عظام جنگ وغیرہ میں اونکو بھائی ابو جعفر منصور
 دو النقی تھو انھوں نے ولعہد بھی مقرر کیا تھا اور ابو سلم خراسانی اور قطیبہ بن شیبہ اور حسن
 اور حمید دو نو قطیبہ کے بیٹے اتوار کے دن تیرہویں ذی الحجہ ۳۲۰ ہجری میں حبشہ کے عارضی سرانبار میں

اوس شہر میں جو اوصہون نے آباد کیا تھا اور ہاشمیہ اوسکا نام رکھا تھا اوصہون نے قضا کی چار برس
 نو مہینہ اوصہون نے خلافت کی قاضی اوسکی ابن ابی یسلی تھی۔ اور ابن جریر طبری ناقل ہے ابتدائی عباس
 کو خلافت کی ایسی ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابنی چچا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا
 کہ خلافت تمہاری اولاد کی طرف رجوع کر گئی اس غیب کی خبر کے سبب سے ہر ایک شخص اوسکی اولاد میں سے
 اوسکی ظہور کا انچہ اور پر متوقع رہتا تھا۔ اور رشید بن کریم سے روایت ہے کہ ابوالقاسم عبد اللہ بن محمد
 حنیفہ بن علی بن ابراہیم رضی اللہ عنہم شام کے ملک میں گئے وہاں محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس
 رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی اوصہون نے اوس سے کہا ای بنی عم بھی ایک امر ہمارا علم ہے وہ میں تم سے
 کہا چاہتا ہوں مگر کسی سے اوسکا ذکر نہ کیجیو وہ یہ ہے کہ خلافت تمہاری اولاد میں آوے گی محمد بن علی نے کہا
 میں جانتا ہوں آپ کی بھی زبان سے بھی کوئی دوسرا نہ سنے۔ اور مدائنی نے ایک جماعت سے روایت کی ہے
 کہ امام محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے اوس جماعت سے کہا تھا کہ ہمارا خاندان میں خلافت کو آئیکو
 تین وقت ہیں ایک یزید بن ابی مسلم کے مرنے کے وقت اور دوسرا شروع صدی میں اور تیسرا افریقیہ میں
 باہم جنگ و جدل واقع ہونے کے وقت میں ان تین اوقات میں ہمارے ڈھونڈنے والے اوصہون کے
 پھر ہمارے میں اور مدگار مشرق سے چڑھیں گے اور اوسکی گھوڑے سے سوار ہو کر ہمارے ہاتھ میں آئیں گے اسی خبر کے
 بموجب جب یزید بن ابی مسلم افریقیہ میں مارا گیا تب امام محمد نے ایک آدمی کو خراسان میں بھیجا کہ ایک شخص
 رضی نام کو حضرت عباس کی اولاد میں سے ایک خط یا پیغام بھیجاؤ اور کرسی سے اوسکا نام ظاہر کر
 اوسے پیغام سے ابی مسلم خراسانی وغیرہ آمادہ ہو کر اپنے نقیبوں کو خطوط بھیجے اوس طرف کے
 لوگوں نے وہ آمادہ کی قبول کی لیکن یہ تدبیر بوجہ یہ نہیں ہونے پائی تھی کہ امام محمد نے قضا کی اور
 اپنی عمر ابراہیم کو وسیعہ مقرر کیا یہ خبر شائع ہو گئی مروان حمار کو بھیجی جو خاتم خلافت بنی امیہ کا تھا

اوسنے ابراہیم بن محمد کو قید کیا اور قتل کیا تب ابراہیم نے اپنے بھائی سفاح کو ولیعہد مقرر کیا تب
 سارے اوکلی اعوان اور انصار جمع ہوئے اور کوفہ میں اوکلی مائتہ پر بیعت کی جسکی کیفیت مروان حمار کی خلافت
 کے ذکر میں ہمیں لکھی ہے کہ وہ مار گیا اور خلافت سفاح بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی مستحکم ہو گئی
 اور اقصای مغرب لوگوں نے اوکلی خلافت قبول کی بہت بڑا معین اور مددگار استحکام خلافت بنی
 عباس کا ابو مسلم خراسانی تھا جو محمد بن حنفہ کے عہد سے اسی ترتیب سے حبشہ سے یا فنی کی روایت سے
 پہنچے اور ذکر کیا ہے ہر ایک کی وہ اعانت کرتا رہا اور تمام خراسان کے لوگوں کو اسی نے آمادہ کیا اور
 اوسین اوسنی بڑی شجاعت اور دلیری اور مدبری کی درحقیقت خلفا عباسیہ کی گردن پر اوسکا
 بہت بڑا احسان قائم ہوا گو اوسین نیت اوسکو اپنے فلاح اور رشد کی ہو مگر بنی عباس کی خلافت
 اوسنے قائم کی سارے حکایات اوسکی تدابیر کو بہت طویل ہیں جسکو دیکھنا ہو بڑی تاریخوں سے دیکھو
 مگر منصور دوانقی جو دوسرے خلیفہ بنی عباس کے تھے اونھوں نے ابو مسلم کی احسان فراموشی کی
 کہ اوسکو قتل کیا وہ بہت بڑے مدبر اور عاقل تھے یہ ہم نہیں کہتے کہ بنظر نظم سلطنت دنیاوی
 کو وہ حرکت اوسے خلاف عقل صادر ہوئی البتہ اہل دنیا میں ایسا محسن کسی شخص کا جب بہت
 بڑا صاحب شوکت اور مقتدر ہوا اندک خلاف میں شخص ممنون کی طرف سے انحراف کا چہین لینے
 میں اوسکو پاک ہوگا اسی نظر سے منصور دوانقی قبل ظہور خلاف کے ابو مسلم کی طرف سے اوسکی قتل کی فکر
 میں رہے تھے اور سفاح اپنے بھائی کو صلاح اوسکو قتل کرنے کو دیتے تھے مگر سفاح نے اختیار اوس احسان
 فراموشی کی حرکت کا قبول نہ کیا جب خود اوکلی اپنا وقت آیا اونھوں نے بے باکانہ ابو مسلم کو قتل کیا
 یہ صورت یہ ہم ضرور کہیں گے کہ اونھوں نے احسان فراموشی کی گو عقل دنیاوی دور اندیشی کی
 اوسکی مقتضی ہو۔ الغرض یہ سفاح بن محمد پہلے خلیفہ بنی عباس کے بہت بڑے سخی اور فیاض تھے

کہی کسی سو کوئی وعدہ نہیں کیا جسکا ایفانہ کیا ہو عبد اللہ بن حسن شنی بن حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہم
 نو ایک دن گفتگو میں اونسو کہا کہ دس لاکھ درہم کا ہمنو نام سننا کہی انکے ہی نہیں دیکھو اوسی وقت
 خزانی سے منگو اکی دس لاکھ درہم اونکو دیدیئے مگر اس جو دکی ساتھ وہ سفک دما میں بھی بڑ
 بیباک تھو اندک نارضا مندی پر حکم قتل کا صادر ہوتا تھا یہی حال اونکی اتباع اور عمال کا مشرق
 و مغرب میں تھا۔ راقم کہتا ہر اسی صفت بدنی اونکی اور اونکی اتباع کی اونکی خلافت کو مستقل
 اور مستحکم کر دیا کمال عب اور خوف فی جو خلق پر خلیفہ کے طرف سے اور اونکی اتباع کی طرف سے پیدا ہوا تھا
 کیسکو جرات اور طاقت لغاوت اور انحراف کی ہنوی بالحدیث عارضہ چپک میں مبتلا ہوے
 اپنی بہائی منصور و النقی کو ولیعہد خلافت مقرر کیا اور جیسا اوپر مذکور ہوا اونھوں فی قضائی
 دوسرے خلیفہ بنی عباس کی ابو جعفر عبد اللہ منصور بن محمد بن علی بن
 عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم تھے جنکو مورخین منصور و النقی کہتے ہیں
 مان اونکی ام الولد بربرہ ثقی سمات سلامت بنت بشیرہ ۹۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے تھو اپنی جد
 علی بن عبد اللہ بن عباس کی حیاتین لیکن اونسے کچھ روایت اونھوں فی نہیں کی ہر اپنے
 باپ امام محمد سے اور عطاء بن یسار سے وہ راوی ہیں اور اونسے اونکی بیٹی مہدی راوی ہیں وہ
 اپنی سار خاندان میں میت اور عب اور شجاعت اور دور اندیشی اور دانشمندی میں اور
 مال جمع کرینے غرور اور یتھو لہو و لعب بالکل اونکی جدت میں نہ تھا عقل کامل رکھتے تھو عالم
 اور ادیب اور فقیہ تھو مگر اوسکو ساتھ قسی القلب بھی تھو ہزاروں آدمیوں کو اونھوں نے
 قتل کیا بڑے فصیح اور بلیغ تھو اور ہر طرح سے اپنے زمانے کی امارت اور سلطنت کے لائق تھو مگر مر
 اور بخل میں بھی ممتاز تھو دوانیق پہلو زما نیکا بہت ہی چھوٹا سا کہتا ہے کاتھا کہ وہ عرب کے ممالک

میں شہر دستانی کوڑیوں کی جیتا تھا عوام میں خصوصاً ہندوؤں میں بلفظ دوانی وہ مشہور تھا
 چونکہ حال سے اور پیشہ ورنسہ وہ کوڑی کوڑی کا حساب لیا کرتے تھے اس واسطے دوانی اور گنا
 لقب ہو گیا وہ مگر سنی خدا میں آئے جہاں شروع شدہ میں لوگوں نے اونکی اتھ پر بیت کی
 پہلا کام خلافت کا ادھون نے یہ کیا کہ ابوسلم خراسانی کو ادھون نے قتل کیا جس نے عباسیہ کے
 خاندان میں خلافت پہنچائی تھی یہ حرکت اونکی بھی خالی دور اندیشی اور عقل کر پڑی تھی
 اس واسطے کہ ایسی شخص کو جبلت سے خیال اپنی حکومت کا خلفا پر بسبب اس احسان کی ہونا لازم تھا
 عجیب تھا کہ آئندہ خلفا کو عزل و نصب میں اپنا اقتدار جاتا۔ اس لیے جسے دوسری حرکت اندیشی
 اور کر پڑی کی اونکی یہ تھی کہ عباسیوں اور علویوں میں ادھون نے نقاضہ الایستہ ورنسہ
 سب بنی ہاشم ایک تھے آپس میں ایک دوسرے کے معین اور مددگار رہتے تھے منظور دوانی
 نے صرف اس دور اندیشی سے کہ اگر علوی لوگ خلفا عباسیہ کے ساتھ مل جل کر شریک اونکی
 شوکت اور شہرت میں رہیں، ممکن ہو کسی وقت میں بدحوہ اقدام اپنے رتبہ کے عباسیہ
 بسبب ذریت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلافت میں اوپر قدم چاہیں اور اوس کی جگہ
 لوگ بھی اونکی معین اور مددگار ہو جائیں اس واسطے علویوں کی طرف سے ادھون نے احتیاز اور
 اور بدگمانی شروع کی والقلب یحییٰ الی القلب علویوں کی دل بھی اوسے نفور ہو کر آخر
 یہ نوبت پہنچی کہ خلفائے کئی پشت تک قصور اور بقصور محض بدگمانی پر سادات کو قتل
 اور قمع اور قید و بند پر کمر باندھیں اور سادات میں بعض نا عاقبت اندیشوں نے بغاوت
 اور خروج بھی اختیار کیا اور ناحق تباہ ہوئے۔ ہمارے دانست میں وہ سب مفسد منظور
 دوانی کے نامہ اعمال میں لکھ گئی جو موجود بدگمانی کے علویوں کی طرف سے ہوئے اور بنی ہاشم

آپسین تفرقہ ڈالا اور خود منصور دوانقیؒ نے بھی بہت سے علما اور شرفا اور ذی تول لوگوں کو
 سزا قید اور بند اور قتل اور ضرب میں مبتلا کیا جو عباسیوں اور علویوں کی خروج میں موید اور مرز
 ہوئے یا اوپر گمان ترغیب دے تا نیکد کا ہوا علویوں میں منصور کی وقت میں محمد بن عبداللہ الحنفی
 اور اونکی بہائی ابراہیمؒ نے خروج کیا اور عباسیوں میں بھی کئی آدمیوں نے خروج کیا مگر سب کے
 سب ناکام رہے ابو مسلم وغیرہ نے اوں کو زیر کر دیا آخرش خود ابو مسلم بھی مقتول ہوئے
 اور ایسی سیاسات شدیدہ سے منصور دوانقیؒ کا رعب قلوب پر خوب جما اور سارے ممالک
 اسلام پر اونکا تسلط بہت استحکام سے ہو گیا بجز ممالک اندلس اور قریطہ کی جہاں عبدالرحمن
 بن معاویہ بن هشام بن عبدالملک مسلط ہوئے وہاں بھی کئی پشت تک خلافت عباسیہ
 کو رعب اور سطوت سے دعوی خلافت اور امیر المومنینی کا نہیں ہو سکا جسکی کیفیت اوپر مذکور
 ہو چکی ہے۔ منصور دوانقیؒ کے یادگار کا ایک بہت بڑا نشان شہر بغداد ہے جسکو وہ بانی
 تھو روضۃ الصفائین لکھا ہے بروایت علمائی اخبار کہ ابو العباس سفاحؒ نے اپنے یا م خلا
 میں کوفے کے نواح میں ایک شہر آباد کیا تھا جو ہاشمیہ کے نام سے مشہور ہوا تھا ایک گروہ
 روندیہ مذہب کا تھا اوسے منصور پر دمان خروج کیا تھا اس سبب سے منصور دوانقیؒ اوس
 شہر سے بیزار ہو گا ہر محفوظ لایق مدافعت کی ہو گا اور فکر میں ایک نئی شہر کے آباد کر کے
 ہوئے لوگوں نے ایک مقام تجویز کیا جو مہجارت اور مسافرین کے کاروانوں کا تھا اور اوس
 مقام پر جہاں شہر بغداد آباد ہوا بہت سے درخت تابستانی اور زمستانی میوؤں کی تھے منصور
 دوانقیؒ یہ خبر سن کر بہت خوش ہوئے اور اوس مقام کے دیکھنے کو گئی علی بن یقین راوی ہوتا
 تھا وہ اوس سفر میں خلیفہ کے ہمراہ تھے الغرض وہ نواحی بغداد میں پہنچے اور چند مرتبہ ادھر ادھر

اور اوہ ہر ادھر دورہ کیا وہاں قریب ایک راہب رہتا تھا علی بن یقظین کو خلیفہ نے
 اس راہب کے پہنچا ظاہر کچھ پوچھ کر جبکہ روضۃ الصفا میں ذکر بہنیں ہی اور چونکہ
 خلیفہ نے وہاں بہت نبد و بست احتیاط کا کیا تھا علی بن یقظین راوی ہیں کہ اس راہب
 نے اوس پوچھا کہ اس احتیاط کے نبد و بست کا کیا سبب ہے اور بخون فی کھا خلیفہ کو
 منظور ہے کہ یہاں ایک شہر کی بناؤ الدین راہب فی خلیفہ کا نام اور لقب اور کنیت پوچھی
 اوہوں نے بیان کیا ابو جعفر عبد اللہ المنصور باللہ راہب نے کہا وہ یہاں کوئی مشہر
 بہنیں آباد کر سکتی ہماری ایک قدیم کتاب میں ایک خبر عیبی لکھی ہے کہ البتہ یہاں ایک
 بہت بڑا شہر آباد ہوگا مگر اوسکی بانی کا نام مقلان لکھا ہے علی بن یقظین نے وہ حکایت
 راہب کی خلیفہ کے سامنے آکے بیان کی وہ یہ سنکے نہایت خوش ہوئے اور گھوڑے پر اتر کر
 سجدہ شکر کیا اور وہاں شہر آباد کر نیکی اونکو اور زیادہ رغبت ہوئی فوراً بڑے شہر
 ہوشیار مہند و سون اور معماروں کو جمع کر نیکا حکم دیا علی بن یقظین نے عرض کیا یا امیر ^{مہند}
 سجدہ شکر کر نیکا کچھ سبب مجھکو نہ معلوم ہوا اور زیادہ کوشش امیر کی اس شہر کے بنانا
 ظاہر اسے ہوئی ہے تاکہ قول راہب کا جھوٹہ ہو جاوے یا لاوالہ بلکہ سبب یہ ہے کہ
 لڑکپن میں سب گھر کے لوگ مجھکو مقلان کہا کرتے تھے اور مجھو یقظین ہے کہ کوئی شخص میرے
 اس وجہ تسمیہ سے بجز میرے آگاہ نہ ہیں ہے حقیقت اوسکی یہ ہے کہ بنی امیہ کے ایام ^{مہند}
 میں ہم لوگ بہت مفلس اور مفلوک تھے جو تکو معلوم ہے اون دنوں میں سب لڑکے ہمارے
 ہم عمر جو آپس میں کہیلا کرتے تھے ہر روز نبوت اونیں سے ایک لڑکا کچھ کہا نا پکا کی سبکو کہتا تھا
 جب میری نوبت آئی تو میرے پاس کچھ نہ تھا میری دائی کا سوت گھر میں رکھا تھا میں نے

وہ چرا کے بیچ والا اور اسے کہانا تیار کیا دائی نے مجھ سے پوچھا کہ تم کو دام اس کہانی کے کہان طرے میں بات بنانے کو کہنا کہ فلاں شخص سے مینے قرض کیا ہے مگر جب اس نے اپنا سوت بنایا تو اس کو یقین ہو گیا کہ مینے وہی لکھی بیچ والا ہے تب مینے اس سے معذرت کی اور سوت کا بیچ والا قبول کیا اس عرصہ میں ایک شخص بڑا مشہور چور تھا جس کا نام مقلص تھا جب دائی نے یہ کہانی میرے باپ کو اور میرے اعمام کے سامنے بیان کی تب تو وہ سب سبیل مطائبہ مقلص کے نام سے مجھے پکارنے لگی اور سارے گھر والے مینے یہی نام عام ہو گیا۔

بالجہ جب سارے مہندس اور مہار اور سامان بنا کا آمادہ ہو گیا تب خلیفہ نے نوبخت بنجم کو حکم دیا کہ شہر کی بنا ڈالنے کی واسطی کوئی تاریخ اور وقت سید مقرر کرے نوبخت نے اتفاق رائے خالد برمک اور حجاج بن ارطاب جو وہ دونوں بھی بنجم کے ماہر تھے زائچہ کہنیا اور برج قوس کے طالع ہونے پر شہر کی بنا ڈالنے کی تجویز کی اور سارے دلائل بنجمی اور وقت کی برکت کے بیان کئے کہ وہ موجب کثرت عمارت اور طول بقا اور کثرت خلائق کی ہوگی اور منجہ اور احکام کے ایک یہ حکم تھا کہ کوئی خلیفہ اس شہر میں وفات نہ پاوے گا منصور وہ سنکے بہت ہنسے اور کہا الحمد للہ علی ذلک لکھتی ہیں وہ سب احکام بنجمی اور طیر کی وہ ان واقع ہوئے اور شہر ہجر میں اس کی بنا شروع ہوئی پہلی اینٹ بنا کی منصور دوانقی نے اپنے ماتھے سے رکھی حصار کی بنا نہایت مستحکم اور عریض ڈالی گئی لکھتی ہیں بنیاد کا عرض پچاس گز اور سردیوار کا عرض بیس گز تھا نہایت سرعت سے بنا شروع ہوئی مگر بنجم بسبب بغاوت اور خروج محمد اور ابراہیم عبد اللہ حسنی کے دونوں بیٹوں کی چندے اس کی بنا معطل رہی کہ خود منصور دوانقی واسطی اٹھائے تاہرہ فساد اس خروج کے چڑھے تھے

جب اوس مفسد کو دفع کر کے معاودت کی پھر اوسى سرعت سے اوسكى بنا شروع ہوئی اور ۱۹۹ھ ہجری میں حصار وغیرہ کی بنا تمام ہوئی ایک کروڑ دینار اوسكى بنائیں صرف ہوا۔
 ابتدا میں منصور نے تجویز کیا تھا کہ قصر کسریٰ جو مدائن میں ہے اوسکو کھود کر اوسكى اینٹ
 اور مصالحہ بنا سکے لہذا دین صرف ہو جب اس امر میں خالد برکى سے استشارہ کیا اور چونکہ
 منع کیا اور کہا ایسی بنائی نامور سلاطین عجم کی باقی رکھنے سے موجب ناموری اہل اسلام کا
 کہ ایسی آثار نامور جن بادشاہوں کو تھوڑے اور نیچے اہل اسلام نے فتح اور ظفر حاصل کی چونکہ
 خالد روسا سے عجم سے تھے منصور نے کہا تم بہ تعصب نہیں جانتے ہو کہ اپنی قوم کو سلاطین
 کے آثار نیست اور نابود کئے جائیں اور قصر کسریٰ کے کھودنے کا حکم دیا مگر جب حساب
 کر کے معلوم کیا کہ اوسکو کھودنے کا صرف اور اینٹ لاد کے بغداد میں لائیکانہی اینٹ
 بنانے سے ہر اتب زائد ہے اوس حکم کو منسوخ کیا تب خالد برکى نے کہا اب منسوخی اس
 حکم کی مناسب نہیں ہے اس واسطے کہ لوگ کہیں گے جو عمارت نامور سلاطین عجم نے بنائی
 تھی اوسکو کھود کر خلیفہ اسلام متحمل نہ ہو سکے مگر چونکہ نخل اور امساک منصور کو مزاج میں
 بہت تھا اس صلاح پر عمل نہ کیا اور بدستور کھودنا اوسکا ملتوی کر دیا۔

راقم کہتا ہے بڑا تعجب ہے کہ اگر اس شہر عظیم کا نام منصور نے بنی مقار
 اوس مقام کو پیشتر سے بغداد کہتے تھے اوسى نام سے وہ مشہور ہوا اسکا سبب یہ معلوم
 ہوتا ہے کہ ظاہر منصور کو عقیدہ تقال اور تیسیر کا اور سعد و خن نجومی کا بہت تھا
 اوس جگہ کے نام قدیم کو سعد سمجھ کر وہی نام باقی رکھا اوسكى وجہ تسمیہ روضۃ الصفا
 دو منقول ہیں ایک یہ ہے کہ وہاں ایک باغ تھا جسکو باغ داد کہتے تھے کثرت استعمال

الف باغ کا گر گیا دوسری وجہ یہ ہے کہ بخت کا نام ہے جسکو دہانکی مشرکین پرستش کرتے تھے اور دافارسی میں عطا کو کہتے ہیں تو بغداد کے معنی ہوئے عطا بخت ہمارے دانست میں اول وجہ موجب معلوم ہوتی ہے۔ مورخین کی روایات سے ثابت ہے کہ منصور دوانقی نہایت دانشمند بڑے عالم اور دور اندیش اور شجاع اور بہادر صاحب سمیت اور عزیمت تھے اور بہر صورت انتظام سلطنت کو لایق تھے اگرچہ لوگ بخل اور اسماک اور ظلم اور ستم کی نسبت اوں کی طرف کرتے ہیں مگر ہمارے دانست میں وہ سرف بیجا نہ تھے اور سیاسات شدیدہ واسطی بقا اپنے رعب اور سطوت کی اور ارباب بخی اور خریج کی زیر کر نیکی واسطی وہ عمل میں لگاؤ سے اوں کی لیاقت سلطنت میں بڑے ہنر نگتا خلافت راشدہ کے صفات البتہ اوں میں نہ تھے سلطنت دینا دی کے بھر صورت دہ لایق تھے موقع اور محل پر عاقلانہ عطا اور بخشش بھی کرتے تھے اور عدل اور انصاف اور ترجم اور رعایا پروری کے بھی حکایات اوں کی مورخین نے نقل کئے ہیں اوں کی حرکات عاقلانہ کی حکایتیں بہت مشہور ہیں۔ روضۃ الصفا میں منقول ہے کہ ایک روز منصور اپنے قصر کے کوٹھڑی پر بیٹھیں تھے ایک بوڑھے فراس کو دیکھا کہ اپنے کام میں مشغول تھا او سے ہمارے پوچھا کیا سبب ہے ارباب حکومت اور دولتمندوں کی عمر اتنی ہنر ہوتی جتنی مفلوک اور مفلسوں کی ہوتی ہے او سنے جواب دیا یا امیر المومنین ارباب فرمان اور حکومت رزق مقسوم اپنا یکبارہ حاصل کر لیتے ہیں تو اوں کی عمر آخر ہو جاتی اور مفلسین کو تھوڑا تھوڑا تہذیب ملتا ہے اس واسطی اوں کا رزق مقسوم پورا ہونے کی واسطی اوں کی عمر بڑھ جاتی ہے منصور اس جواب سے بہت خوش ہوئے اور تین سو درہم اس کو انعام دیا۔

ایک ہفتہ کی بعد اوسی مقام پر بیٹھتی تھی دیکھا کہ جو کام پہلے روز وہ بوڑا فراش کرتا تھا ایک
 لڑکا وہ کام کر رہا ہے اور سکو بلا کے پوچھا وہ بوڑا فراش کہاں ہے اوسنے جواب دیا یا امیر مینوں
 اوسنی تضاکی مین اوسکا بیٹا ہوں منصور نے کہا تیرے باپ نے سچ کہا تھا جب اسی اپنا رزق
 بھر پاتا تو مر گیا۔ دوسری حکایت اوسمین لکھی ہے کہ ایک شخص نے منصور پر خروج کیا تھا
 وہ گرفتار ہوا منصور نے اوسکو غصی سے ایک گالی دی اوسنے جواب میں کہا کل ہمارا اور ہمارا
 بیچین تلوار تھی آج جب میں اپنی زندگی سوتا ہوں دھو چکا ہوں ایسے امر شنیع کے نسبت
 تم نے میری طرف کی اگر میں بھی اوسکو بدلے میں تلو دو ہی امر کہوں بجز مذمت اور شرمندگی
 کے تلو کچھ حاصل نہ ہوگا منصور بہت شرمندہ ہوا اوسکا قصور معاف کیا لیکن ایک برس
 تک اوسے ملاقات نہ کی۔ تیسری حکایت اوسمین لکھی ہے کہ ایک روز منصور کے سامنے
 ایک شیر عاقلانہ کا جو هشام بن عبد الملک نے کسی لڑائی میں کی تھی ذکر آیا منصور نے اسکی
 تفصیل اور تشریح پوچھنے کیواسطی ایک شخص کو جو ہمیشہ هشام کی مصاحبت میں رہتا تھا
 بلوایا اور اوسکی کیفیت اوس تدبیر کی پوچھی اوسنے حال بیان کرنا شروع کیا مگر جب
 هشام کا نام اوسکو زبان پر آتا تھا تو وہ کہتا ہے رحمت اللہ علیہ منصور اس دعا کی تکرار کرتی
 بہت ناراض ہوا اور بہت خفا ہو کے کہنے لگو دفع ہو یہاں سے لعنت خدا کی تیرے اوپر
 ہمارے سامنے ہمارے دشمن کو دعائیں دیتا ہے وہ شخص اوشہ کہڑا ہو کے چلا یہ کہتا ہوا
 اگر ہشام آپکو دشمن تھی تو میں مجبور ہوں لیکن میرے گردن پر اونکی احسانات کی ایسی طوق
 ہیں کہ بجز مردہ شو کے میرے گردن پر سے کوئی ہنین اتار سکتا منصور نے پھر اوسکو بلوایا
 اور پوچھا ہشام نے کیا کیا احسان تیرے اوپر کئے ہیں اوسنے کہا کہ ہشام نے مجھکو

ساری دنیا کے مخلوقات سے بے نیاز کر دیا کہ اس بڑے بڑے میں مذلت سوال کسی مخلوق الہی سے
 میں محفوظ ہوں اور کسی کا محتاج نہیں ہوں اونکی لجنہ کیسے دروازہ پر میں گیا اور نہ کہیں
 جاؤنگا آپ نے جو یاد فرمایا تو میں حاضر ہوا کہ اولی الامر کے حکم کی اطاعت فرض ہے منصور نے
 ساری تقریر اسکی سننے کہا مجھ کو یقین ہوا کہ تو یا رسا عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور کسی
 مرد کریم نے مجھ کو پالایا اور اسکو بہت بھاری صلہ اور انعام دی کہ رخصت کیا اور عرض کیا
 یا امیر المومنین بنظر شرف اور امتیاز کے آپ کا انعام میں قبول کیا والا مجھی کچھ حاجت
 اسکی نہ تھی جب وہ چلا گیا تب منصور نے کہا ایسے لوگ لایق احسان اور بخشش کو ہیں
 افسوس ہے کہ ہمارے لشکر میں اس جنس کے لوگوں کا قحط ہے یہ حکایت نقل کر کے روضۃ الصفا
 میں لکھا ہے کہ منصور دو انقی بسبب نہایت امساک اور بخل کے چونکہ عطا اور بخشش اپنی
 ہمراہیوں پر نہیں کیا جاتے تھے اس واسطے کہ مسکینوں کی تہمت لپا کر تے تھے۔
 راقم کہتا ہے یہ قول صاحب روضۃ الصفا کا اگر محض بدگمانی کا ہو تو
 عجب نہیں ہے۔ جو حقی حکایت اوسمیں لکھی ہے کہ ایک دن منصور بالاخانہ قصر پر جو
 مشرف و جلے پہ تھا اپنی مصاحبین اور ندما کی ساتھ بیٹھی تھی اوسمیں قصر کے ایک
 دروازے کی جانب سے جسکا نام باب دولت عباسیہ تھا ایک تیر آ کے سامنے گرا
 منصور بہت ڈر گئے اور وہ تیر اٹھالیا اوس تیر کے دونوں پروں پر اشارہ عربی تھا
 نصیحت اور اندرز کے لکھی تھی اور ان اشارہ کو مورخ نے نقل نہیں کیا اور ایک طرف تیر پر
 لکھا تھا ایک شخص نہایت مظلوم سہان کا رہنے والا محبس میں مقید ہے منصور نے فوراً
 لوگوں کو محبس میں بھیجا کہ ایسے شخص کو حاضر کریں محبس کی ایک کوشک میں ایک شخص

دیکھا کہ رو قبیلہ بیٹھا ہوا اس آیت کی تکرار کر رہا ہے وسیع علم الذین ظلموا ای ^{منقلب}
 ینقلبون ترجمہ اسکا یہ ہے اور قریب ہے کہ جانیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے
 کہ کس کروٹ پر وہ پلٹیں گے جو لوگ تحقیقات کیواسطیٰ مامور ہو تھے انہوں نے اس
 شخص سے پوچھا اے شیخ تم کہاں کی رہنمائی دے رہے ہو انہوں نے کہا ہمدان میرا وطن ہے
 وہ انکو منصور کے سامنے آئے انہوں نے ماجری پوچھا ہمدانی نے بیان کیا کہ میں
 ایک بزرگ خاندان اور اشراف ہمدان کا ایک آدمی ہوں آپ کی والدی نے جو ہمدان
 میں مقرر ہوا تھا میری ریاست اور جائداد جو ہمدان درہم کی تھی غالباً مراد ہمدان درہم
 سالیانہ ہے وہ غضب کر لی اور اس خوف سے کہ میں بارگاہ خلافت میں استغاثہ
 کر دوں گا مجھکو مقید پابزنجیر کر کے دار الخلافہ میں بھیج دیا اور میرے اوپر تہمت کی کہ
 میرا ارادہ نجات اور خروج کا تھا منصور نے پوچھا کتنے عرصے سے تم مقید ہو انہوں
 نے بیان کیا چار برس سے میں اس بلا میں گرفتار ہوں منصور نے فوراً انکی بیہوشی
 کٹوا دی اور ان سے کہا اے شیخ تمہاری ریاست مع چار برس کے خراج کے
 نکلوا پس دینے کا ہمنے حکم دیا اور سو اسکو ہمنے نکلوا دی ہمدان کا بھی مقرر کیا تم
 جا کے اس والی مغزول سے جس نے تمہارے اوپر یہ ظلم کیا ہے جس طرح سے چاہو
 بد لالو اس مرد مظلوم نے عرض کیا یا امیر المؤمنین ریاست امیری جو پس عنایت
 ہوئی وہ تو میری قبول کی اور ہمدان کی والی ہونکی مجھکو لیاقت نہیں ہے اور وہ نکلوا دی فی جو میر
 اوپر ظلم کیا وہ میری عفو کیا تب منصور نے اوش شخص کو ہر قسم کی بخشش اور محبت بادشاہانہ سے
 معزز اور مکرم کر کے رخصت کیا اور اس حاکم ظالم کو بہت متاع اور معاقب کیا۔

راقم کہتا ہے غالباً منصور نے اور تحقیقات خارجی بھی اوس ہمدانی کو
 مظلوم ظلم اور ستم دیکھو حاکم کا پایا ہوگا صرف مدعی کے اظہار پر اوسپر رحم اور بخشش اور حاکم کو
 معاقب کرنا خلاف شان سلاطین عاقل اور عادل کے ہے۔ منصور کے کلمات عاقلانہ اوسی وقت
 الصفا میں منقول ہیں کہ وہ کہتے تھے باو شاہوں کو اپنی رفقا اور مصاحبین کی جمیع امور خلاف دینی
 تحمل ہو سکتا ہے مگر تین امر شرکت ملک کی ملکیت میں اور افشائی راز میں اور خیانت حرم میں
 یہ تین امر ہرگز لایق برداشت کی نہیں ہیں اور انکا قول تھا۔ جس شخص کے مزاج میں مروت
 زیادہ ہوگی اوسکو صعوبت اور دشواریاں بہت پیش آئیں گی یہ قول نقل کر کے اوسی کتاب میں
 لکھا ہے یہ قول متفرع ہے اس قول سے ہر گزراہنہز بدیشتر و دوسرا بدیشتر۔ پھر اوسی کتاب میں لکھا
 بصرے کے قاضی نے سید حمیر کی حمایت میں ایک عرضی لکھی اوسپر منصور نے یہ عبارت دستخط
 کر کے واپس کی جعلناک قاضیا لاسما عیالینے ہنر تو قاضی مقرر کیا ہے چلو نہیں
 مقرر کیا۔ ایضاً ایک عامل کو کسی مقام کے منصور نے طلب کیا اوسنے اپنے عذر وغیرہ میں
 لکھا کہ میں بہت موٹا اور ثقیل الجثہ ہوں اس سبب حاضر نہیں ہو سکتا اوسکو جو امین منصور نے
 لکھا اگر سارے جتنے کو ثقل کے سبب نہیں آسکتا تو صرف سر اپنا کٹوا کے بھیج دے۔ ایضاً بعض لوگوں
 نے منصور سے کہا فلا نے دو تہمت نے قضا کی اوسکی اولاد نابالغ ہے اگر اوسکی جائداد ضبط کی جائے تو سلطان
 خزانے کا بہت نفع ہے منصور نے اوسکو جو امین کہا جو شخص خلافت روئی زمین سے جو اللہ تعالیٰ کی
 مٹا ہے سیر نہو وہ تیمونکر مال سے کب سیر ہوگا۔ ایضاً نقل ہے کہ ایک دن منصور نے اپنی رفقا اور مصاحبین
 کو مجمع میں کہا چار آدمیوں کا میں نہایت محتاج ہوں کہ بدون انکی انتظام خلافت کا نہیں ہو سکتا
 جس طرح بدو ن پاپا یونکو قائم نہیں ہو سکتا اول قاضی کہ انفصال مناصات کا بغیر مدہانت اور تشاکر

عدل اور انصاف سے کرے دوسرا کو تو ال اور حاکم کہ ضعیف کو قوی کو ظلم و ستم سے بچا دیتا مصلح خراج
 جو رعایا سے بغیر جو اور ظلم کے خراج وصول کرے اتنا بیان کر کے کلہ کی اونگلی دانت میں دبائی اور کہا
 آہ آہ لوگوں نے عرض کیا جو تھا کون ہے فرمایا اخبار نویس جو اون تینوں کو اعمال کی سچی سچی خبر پہنچا دے
 راقم کہتا ہے منصور کا آہ آہ کرنا دانت میں اونگلی داکہ چارون شخصوں کو مفقود ہو جا رہا
 تھا یا صرف اخبار نویس کو مفقود ہو رہا ہے۔ ایضاً منصور نے سلام بن قتیبہ سے پوچھا ابو سلم خراسانی کی
 کیفیت اور اون کا حال بیان کرو اونھوں نے کہا لو کان فیہما الحلة الا الله لفسد تالینا اگر
 ہو تو عالم میں بہت سی خدائے ایک تو ہر آئینہ عالم میں فساد پڑ جاتا منصور نے کہا جو تم نے کہا کافی ہے مگر
 تمہاری نصیحت کو ہوش کو کان میں رکھی۔ یا فعی مرآۃ الخیان میں لکھتے ہیں جب منصور نے ابو سلم خراسانی
 کو قتل کا ارادہ کیا تب اونکی چچا کو بیڑے عیسیٰ بن موسیٰ نے اونکو کہا انکنت ذارای فلن ذار ویدۃ
 فان فساد المرای ان تتجدد خلاصہ مطلب اس شعر کا یہ ہے اگر کسی امر پر برا تمہاری قرار پاد
 تو اسکو بہت دانشمندی اور دور اندیشی سے عمل میں لاؤ اسواسطیکہ ناقص راہر جلدی کرینکی اسکو جو خین
 اونھوں نے وہی شعر کہا مگر اول مصرع میں ذار ویدۃ کی جگہ پر ذار عنینہ بنا دیا اور دوسرے مصرع میں
 تتجدد کی جگہ پر تتردد دینا یا مطلب یہ ہو گیا کہ اگر کسی امر پر برا قرار پاد تو بغیرت اسکو فوراً
 عمل میں لاؤ اسواسطیکہ ناقص راہر اپنی رائے میں تردد نہنا۔ رؤفۃ الصفا میں منقول ہے کہ منصور نے
 چند روز پیشتر اپنی مرنے کو ایک دیوار پر یہ دو شعر لکھ دیے۔ شعر۔ ابا جعفر جاءت وفاتک
 والفصۃ سنوک وامر الله لا بد واقع ابا جعفر هل کا هن لك اوجم
 لك اليوم من ضرب المنیۃ مانع خلاصہ مطلب دو نو شعر و نگاہ یہ یا ابا جعفر تمہاری وفات
 آج پہنچی اور تمہاری عمر کے سال تمام ہو اور حکم خدا کا خواہ مخواہ واقع ہو گا پس کوئی کاہن یا نجم تمہاری یا سب ہر جہاں

دوم ص ۱۰۰ اور ۱۰۱
 لك الفصۃ سنوک وامر الله لا بد واقع ابا جعفر هل کا هن لك اوجم
 لك اليوم من ضرب المنیۃ مانع خلاصہ مطلب یہ ہو گیا کہ اگر کسی امر پر برا قرار پاد تو بغیرت اسکو فوراً
 عمل میں لاؤ اسواسطیکہ ناقص راہر اپنی رائے میں تردد نہنا۔ رؤفۃ الصفا میں منقول ہے کہ منصور نے
 چند روز پیشتر اپنی مرنے کو ایک دیوار پر یہ دو شعر لکھ دیے۔ شعر۔ ابا جعفر جاءت وفاتک
 والفصۃ سنوک وامر الله لا بد واقع ابا جعفر هل کا هن لك اوجم
 لك اليوم من ضرب المنیۃ مانع خلاصہ مطلب دو نو شعر و نگاہ یہ یا ابا جعفر تمہاری وفات
 آج پہنچی اور تمہاری عمر کے سال تمام ہو اور حکم خدا کا خواہ مخواہ واقع ہو گا پس کوئی کاہن یا نجم تمہاری یا سب ہر جہاں

تھو موت کی ماری رو کر منصور اوسکو دیکھ کر بہت متاثر اور غمگین ہو گیا کہ اجل اونکی قریب ہے۔ اور عبدالعزیز بن مسلم راوی ہے کہ ایک دن میں منصور کے پاس گیا میں سلام کیا اونھوں نے جواب سلام کا دیا تھوڑی دیر میں کھڑا نا جب میں ارادہ بازگشت کا کیا تب اونھوں نے فرمایا کہ کلچ منو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نے کچھ شعر پڑھے جو دلالت کرتے ہیں کہ میری موت قریب آئی اور وہ شعر جو اونھوں نے یاد کر لئے تھے وہ پڑھے میں کہا خیر یا شیدا امیر المومنین یہ آپکا وہم ہے۔

راقم کہتا ہے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہی دو شعر جو اوپر مذکور ہوئے کہ منصور نے دیوار پر لکھی دیکھی دوسری روایت سے خواب میں سننے یا دیکھنے کی یا خدا جانی اور شعر ہوں جو کتاب میں مذکور نہیں ہیں۔ اسی کتاب میں ہے اونھیں دنوں میں منصور حج کر نیکی ارادے سے بغداد سے نکلا اور قصر عبدویہ میں اترے صبح کی وقت ایک ستارہ ٹوٹا جسکی روشنی مثل آفتاب کی تھی اونکی بیٹی جو مشائیت کیواسطی ہمراہ آئے تھی اسی وقت اونکو بلا کے امور مالی اور ملکی میں بہت سی نصیحتیں کرتا راقم کہتا ہے چونکہ منصور کو تغال اور تطہیر کا عقیدہ بہت تھا ظاہر اس سے بتا دیکر تو شمس تطہیر لینی وفات کا کیا ہو گا۔ پھر اوسمیں لکھا ہے کہ وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ میں ذی الحجہ میں پیدا ہوا ہوں اور ذی الحجہ میں لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے میرا گمان یہ ہے کہ ذی الحجہ میں میری وفات ہوگی۔ الغرض وہ کوفے سے ایک منزل نکلی تھی کہ بیمار ہو گئے بیچ نام اونکا غلام مصاحب جو ہمراہ تھا اوسکو حکم دیا کہ روانگی میں بہت جلدی کرو جلد مکہ معظمہ میں پہنچنا ہر چند ہم اسوں نے بہت سرعت کی مگر سیر میمون میں پہنچ کر چھٹی ذی الحجہ کو اونھوں نے قضا کی رات کو مقرر میں نے اونکی موت کو ظاہر نہیں کیا جب صبح کو سب امرا ہمراہی کے حسب دستور حاضر ہوئے بیچ نے وکالہ مہدی کیواسطی سب سے بیعت کروائی اور منصور کو سر پر بننے منہ کھلا ہوا دفن کیا

اسوا سلیکہ وہ نیت احرام کی کر چکی تھی ترسٹھ برس کی عمر میں اوفضون نے تضاک کی اور بائیس برس
چوبیس دن کم وہ فرمانفرما بھی پھر تضاک کی مسامرہ میں شیعہ اکبر نے نقل کیا یہاں منصور کی بیٹ
بنت بشیر بربریہ تھی اوکئی مہر کا کندہ تھا الق اللہ فانک ترد فتعلم حاجب کا عیسیٰ بن نجیح تھا
اور وزیر اوکھا سلیمان بن خالد ابوازی تھا وہ سیر میون میں خارجہ کہ منظمہ سی پیٹ کی دروس
مر گئے حالت احرام میں اور ججون کے باشندے ہیں مدفون ہو چو شہہ برسی عمر بائیس برس
سات دن کم خلیفہ رہی بیعت اوکئی شہہ میں ہوئی اور شہہ میں اوکئی وفات ہوئی چھٹی ذی الحجہ
اوسیدن مہدی پہنچی کو دیعہ مقرر کیا اور وہ خلیفہ بھی ذی الحجہ میں مقرر ہوئے تھے۔

قیس بن خلیفہ بنی عباس کی ابو عبد اللہ محمد المہدی بن ابی جعفر المنصور
بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم

ان مہدی کی ام موسیٰ بنت منصور بن یزید حمیری تھی باختلاف روایت لکھا یا شہہ میں وہ پیدا
ہوئے تھو وہ بڑے فیاض اور بڑے خوبصورت تھے علی العموم رعایا کی خوب اور پسندیدہ تھے اور بڑے
میں بہت خوش اعتقاد تھے ملاحظہ اور زنادقہ کی بڑے دشمن تھے سیکر و نکو اوس جلس کے نیست
اور نابود کر دیا اور وہ اول خلفائے اسلام میں تھے جنہوں نے کتابین مناظرہ کی متضمنہ بود کی ملاحظہ
اور زنادقہ پر لکھوائیں علماء کے ساتھ اکثر صحبت رکھتی تھیں اور اوپر بہت مرحمت فرماتی تھیں انرض
بڑے ارباب تمیز میں تھے اپنے باپ سے اور مبارک بن فضالہ سی حدیث روایت کرتے ہیں اور ان سے بھی
بن حمزہ ابو جعفر بن سلیمان الصنعی اور محمد بن عبد اللہ رقاشی اور ابو سفیان سعید بن یحییٰ الحمیری راوی ہیں
اب کچھ باجمال انتخاب روایات روضۃ الصفا کا مناسب معلوم ہوا اوس میں منقول ہے کہ مہدی نے
تخت خلافت پر بیٹھتی ہوئے سارے قیدیوں کو جو اوکئی باپ کے وقت سے قید تھے رہا کر دیا باسٹخا خونیو کئی

اور جو حقوق اغیار کیواسطی عقیدہ تھی اور جمیع مساجد میں ایک مکان سہمی بمقتضیٰ نبویا یہ مکان ظاہر
 ایجاد معاویہ بن سفیان رشتی اللہ عنہ کا ہی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مراد اوس کی کوئی کوشک طبعی مسجد
 جہان خود خلیفہ اور اور امرا اور ارباب تمیز عوام سے علیحدہ نماز پڑھیں۔ پھر مہدی فی عبد اللہ بن
 اشہام مالک سے ارادہ حج بیت اللہ کا اور زیارت مدینہ منورہ کا کیا ایک بہت بڑا لشکر لے کر
 کئی ہزار آدمیوں کو مہارف آنے جانے کے عطا کئی پانسواونٹ پر صرف برف اور بچہ ہوا لیکن تھی۔ لکن
 سارے خلفاء حج کر لیکو جاتی تھی تو خانہ کعبہ پر ایک پوشش نئی ڈالتی تھی وہ سب جمع ہوتی ہوتی دیوار
 اور چہیت پر بڑا بوجھ ہو گیا تھا وہ سب پوششیں اوتروا کیں اور مسالکین کو تقسیم کر دی گئیں اور دو
 زریفت کی پوششیں نئی مہدی کے حکم سے پنہائی گئیں اور پناہ شک اور زعفران سے دیواروں کو
 اور چہیت کو معطر کر دیا بعد اوسکی مدینے کی زیارت کیواسطی گئے وہاں بیت عطا اور بخشش کی ساری
 دکانی عورتوں کو اور لڑکوں کو بھی محروم نہیں رکھا دو لاکھ دینار اور تین لاکھ دینار اس سفر میں اور
 وہ لکھ عطا میں اور نعموں کی صرف کئی۔ لکن یہیں حسن خلق اور مروت میں کوئی خلیفہ اور کسی مساوی
 نہیں ہوا۔ ابن مقفع طہ نے انہیں مہدی کے عہد میں خروج کیا تھا عجب طرح کو عقائد فاسدہ اور
 اختیار کئے تھے اور ایک جماعت طہ و نکی جو مقلب بے سفید پوش تھی اوسکی مطیع اور منقاد ہو گئے تھے
 اور چونکہ وہ نہایت بد صورت اور کریہ منظر تھا ایک سونے کا چہرہ بنا کے اوسے اوسے اپنے اوس
 عیب کو چھپایا تھا طلسمات اور شبدہ بازی میں وہ یکتا تھا اوسنے دعویٰ الوہیت کا کیا تھا اپنی عقیدہ
 اوسنے اعتقاد کر لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے آدم کی صورت پر ظہور کیا تھا اس سبب سے ملائکہ نے اونکو
 سجدہ کیا اور پھر انبیاء اور اولیاء اور حکماء کے قالب میں ظاہر ہوا یہاں تک کہ ابوسلمہ خراسانی کی صورت
 پر آیا بعد اونکی میری صورت پر آیا ہے اور بد عقیدگی سے کہتا تھا کہ ابوسلمہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

فاضل تر تھا۔ ایک مسلم اوسٹ غشب کے کنوے میں بنایا تھا کہ کنوے سے ایک در اور روشن چیز نکلتی تھی جسے دوسرخ مربع تک روشن ہو جاتا جو شعرا کی زبان پر بہ ماہ غشب مشہور ہر مرسہ اوسنے خروج کیا اور نواحی کش میں ایک بڑی جہی جوڑے قلعہ میں وہ متحصن ہوا بہت کھار اور بد عقیدہ اوسکو مد اور معاون ہو مہدی اوسکو خروج کی خبر سننے کی جہت فوج کی اوسکو فتنے کے انسداد کو اسطرح مامور کی اوس جہت کے جا کے اوسکی قلعہ کا محاصرہ کیا جب اوسکو یقین ہو گیا کہ اب سچ نہیں سکتا تب اوسنے اپنے سب ہمراہیوں کو شراب میں نہر دیدیا اور خود ایک تیزاب کی مشہور میں جا بیٹھا جسے وہ بالکل گلہ پانی ہو گیا مگر اوسکی سر کے بال صرف اوس مشہور میں رہ گئے اسواسطیکہ بال تیزاب سے بہنیں گھٹو اور نہر دینے کی کیفیت سے ایک اوسکی لونڈی مطلع ہو گئی تھی وہ چھپ کے ایک کوئین جا بیٹھی جب سب اوسکی ہمراہی مر گئے اور وہ خود بھی تیزاب میں گل گیا تب وہ لونڈی قلعہ کی دیوار پر چڑھ گئی اور اوسنے پکارا کہ اگر میری جان بخشی ہو تو میں دروازہ قلعہ کا کھول دوں باہر محاصرین کو معلوم نہتا کہ قلعہ میں سب مر گئے ہیں اونھوں نے اوس لونڈی کی جان بخشی کا وعدہ کیا اوسنے دروازہ کھول دیا اور اوسنے سارے کوائف مخفیہ کے محاصرین سے ظاہر کر دئے اور رفتہ اوسکا فرو ہو گیا مگر مدت عریض تک سفید پوشوں کا بیچ محدود نہوا اوکا اعتقاد تھا کہ ابن مقفع آسمان پر عروج کر گیا ہی ایک وقت معہود میں پھر ظاہر ہوگا۔ یعقوب بن داؤد ایک شخص نصرانی سیار کے بہائی بندہ کی اولاد سے تھا جو علویوں کا خیر طلب تھا اور زیدی مذہب رکھتا تھا ابو جعفر منصور نے اوسکو عقیدہ کیا تھا مہدی نے اوسکو مخلصی دی اور اپنی مصاحبت میں رکھا اور رفتہ رفتہ اوسکو درجہ و زہرت پر بھجایا اگرچہ اوسکی حسام ہمیشہ اوسکی سعایت کرتے تھے اور بخوبی کھایا کرتے تھے مگر کچھ اوسکا اثر نہیں ہوتا تھا وزیر و زو اسکا رتبہ داد و بخش سے بڑھتا جاتا تھا مگر خیر میں ایک علوی

قتل کر نیکا اوسکو حکم دیا تھا اوسنے اونکو بھگا دیا ایک لونڈی جو مہدی نے یعقوب کو دی تھی اوسنے اوس
 قصی علی کو بھگا دینے کے مہدی کو مطلع کر دیا اونھوں نے تنغی لوگ مامور کر کے پھر علی کو گرفتار کیا
 بعد اوسکے یعقوب نے اوسکا حال پوچھا یعقوب نے مہدی کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں اونکو قتل کیا تب
 مہدی نے علی کو یعقوب کے سامنے کیا یعقوب کو نہایت مذمت اور خوف سے غش آ گیا چونکہ مہدی
 مثل اپنی باپ کے جلاد نہ تھی یعقوب کو صرف متنبہ کیا اور علی کو قتل کیا۔ لکھتے ہیں یعقوب سولہ برس
 مقید رہی اونکی آنکھوں کی روشنی جاتی رہی تھی اور تمام بدن پر بال مثل چار بالوں کی ہو گئے تھے ہارون
 رشید کو عہد میں اونکو مجس سے لے کر سامنے بیگنی اونھوں نے کہا السلام علیک یا امیر المؤمنین لوگوں نے
 پوچھا کس امیر پر تم نے سلام کیا اونھوں نے کہا مہدی پر لوگوں نے کہا مہدی نے قضا کی تب اونھوں نے
 کہا ہارون نے بھی قضا کی تب اونھوں نے کہا ہارون پر لوگوں نے کہا ہارون نے تم اب ہارون کی ساری
 ہو بعد اوسکے ہارون نے پوچھا اب تم کیا چاہتی ہو یعقوب نے کہا اجازت چاہتا ہوں کہ مکہ معظمہ میں
 جا کر بقیہ انفاس عمر کے کاٹوں حکم ہوا اجازت ہی اور کیا چاہتی ہو تب یعقوب نے عرض کیا اب
 حال میرا مقنعی کسی اور حاجت کی طلب کا نہیں ہے تب ہارون نے اونکو حضرت کیا وہ مکہ میں پہنچی
 تھوڑے ہی دنوں کے بعد مر گئے۔ ذکر وفات مہدی باللہ کا اور بعضی اونکی
 کوائف حیات کے۔ روضۃ الصفا میں مذکور ہے ۱۹۷ھ ہجری میں مہدی باللہ خلیفہ فی
 قضا کی اونکی سبب موت میں روایتیں مختلف ہیں بعضی مورخین نے لکھا ہے کہ وہ ایک شکار کو قاتل
 میں لگو جو ایک کھنڈہر میں چلا گیا تھا اوسی کھنڈہر میں وہ گھوڑے کو لنگھ کر اونکی پیٹ پر اوس
 کھنڈہر کے دبند سے ایسا صدمہ پہنچا کہ فوراً جان نکل گئی۔ اور بعضی مورخین نے لکھا ہے کہ ایک اونکی
 لونڈی نے شاید سوتیا حد سے اونکو زہر دیدیا ایک روایت میں گیا رہ برس اور چند روز

اودھون نے خلافت کی بعض باتوں کو کچھ کم اوس مدت کوئی فرمانفرما لکھی ہر تین سالوں میں برسی
 عمر میں اودھون نے قضا کی۔ صحیح روایت ہے کہ علی العموم وضع اور شریف کی مہدی بالہ مدوح اور
 پسندیدہ تھو اس واسطے کہ رد مظالم میں اودھون نے بہت کوشش کی ظالموں کی ظلم و ستم سے لوگوں کو بہت
 بچاؤ تھو عطا اور فیاضی سے لوگوں کو بہت متمتع کیا۔ مروج الذہب میں مذکور ہے چھ لاکھ درہم اور ایک
 کروڑ چالیس لاکھ دنیا جو خزانے میں منضو اور نیکو باپ چھوڑ گئے سب اودھون نے مستحقین اور غیر
 مستحقین پر تقسیم کر دئے ایک دن خزانچی نے لاکر بہت سی کنجیاں مہدی کو سامنے پھینک دیں اور کہا
 سا خزانے کے صندوق خالی ہو گئے اب یہ کنجیاں کس مصرف کی ہیں مہدی نے اسی وقت
 بیس آدمی جیسے مالک میں مامور کئے کہ روپیہ لاویں تھو رستے ہی دنوں میں اس قدر کثرت سے خزانہ
 جمع ہوا کہ خزانچی کو اوسکی کہنی اور اوٹھانے کے سب سے کئی دن فرصت ہوئی کہ خلیفہ کے دربار
 میں سلام کر نیکو حاضر ہو جب اوسے وہ فارغ ہو کے ایک دن فجر اگر نیکو حاضر ہوا تب مہدی نے پوچھا
 کئی دن سے تم کیوں نہیں حاضر ہو اوسنے سبب پر حاضر کیا تب مہدی نے خزانچی سے کہا
 ای اعرابی اچھی تو نے یہ سمجھا تھا کہ جب روپیہ فروت ہوگی تو تمکو نیکو چوکنہ کنجیوں کو پھینکے گی
 ایما تھی کہ اب روپیہ ہو چکا تھا کہانے ہوگی اس واسطے مہدی نے وہ کہا تھا۔ نقل ہے کہ ایک دن
 مہدی بالہ شکار کھیلنے میں لشکر سے جدا ہو گئی اور بہت محنت اور شقت کے سبب سے بھونکی
 اور پیاسے ایک اعرابی کے غنیمت میں اوڑھ پڑے اور کچھ کہا نیکو مانگا وہ سوکھی روٹی اور دودھ
 لایا مہدی نے بہت رغبت سے کھایا اور پیالہ اوسکی کہا کچھ اور لاؤ وہ شراب لایا پہلی خود پی
 پھر ایک کاسہ مہدی کو دیا مہدی اوسکو پی کر جب نشہ میں آئے تو اعرابی سے پوچھا تم مجھکو
 پیچھانتے ہو اوسنے کہا ہنیں مہدی نے کہا میں خلیفہ کے خواص ہوں ایک خادم ہوں پھر دوسرا

کاسہ پیکر پھر وہی پوچھا اعرابی نے کہا آپ خود ابھی اپنی صفت کر چکے ہیں مہدی نے کہا وہ صفت غیر واقعہ
 تھی میں خلیفہ کو ارکان دولت کا ایک امیر ہوں پھر تیسرا کاسہ پیکر پھر وہی پوچھا اعرابی نے کہا آپ
 ابھی فرمایا کہ ارکان خلافت کو امراؤ نہیں آپ ہیں مہدی نے کہا وہ میں غلط کہا میں خود خلیفہ مہدی
 باللہ ہوں تب اعرابی نے شیشہ شراب کا سامنہ سواٹھا لیا جب مہدی نے اور کاسہ طلب کیا تب
 اوس اعرابی نے کہا اب شراب پلانا آپکو مصلحت نہیں ہے جو تھو کا سمین اب دعویٰ پیغمبر کا اور
 پانچویں خدائی کا دعویٰ کرنے لگئے مہدی باللہ بہت ہنسے اتنی میں سارا لشکر اٹھا اور ارکان
 دولت دوسری نمود ہوئے اعرابی وہ دیکھ کر ڈر گیا مہدی نے اوسکی بہت تشفی کی اور نقد اور جس کے
 انعام سے اوسکو مالا مال کر دیا اعرابی نے کہا اشھد انک لصادق ولوا دعیت المرأۃ
 والخامسة یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اپنی دعویٰ بہت سچی ہیں گوچوتھا اور پانچواں
 دعویٰ بھی آپ کرتے مطلب یہ ہوا کہ اگر پیغمبری اور خدائی کا دعویٰ بھی آپ کرتے تب بھی
 سچی ہوتے۔ یا فنی نے مرآۃ الجنانین لکھا ہے مہدی نے پہلو و یعبدا دی اپنی بیٹی کو کیا تھا بعد
 اونکو اپنی دوسری بیٹی مارون کو مگر بعد اوسکی اونکا ارادہ ہوا کہ مارون کو مقدم کرین ہادی پر نظر آں
 ارادیکر چونکہ مارون جرجان میں تھا اونکو طلب کیا مگر پھر کسی مصلحت سے اونکی تقدیم نہ کی۔ بعد اونکو
 مرآۃ الجنانین مہدی کی وفات کی وہی دونوں روایتیں لکھی ہیں جو روضۃ الصفا میں مذکور ہوئیں مگر
 اس قدر فرق ہے کہ کسی جاریہ نے مہدی کی اپنی سوت کیواسطیٰ ایک کہانے کو مسموم کیا تھا جب مہدی
 نے اوس میں ہاتھ ڈالا تب اوسکو یہ جرات ہوئی کہ کہی مینی اسمین زہر ڈالا ہے آپ نہ کہاں سے پھر
 اوس میں مہدی کے سارے صفات نیک اور پسندیدہ خلائق ہونا نقل کر کے لکھا ہے وہ ہمسوقہ کہ سفید
 رنگ اور نکیزن تھا اور بڑے سخی تھا اونکی باپ خزانہ میں اکٹھے ہزار ہا ہزار درہم چوڑا گنت

وہ سب اونھون فی سخاوت سے صرف کر ڈالی اور کوئی خلیفہ اونسی زیادہ سخی اور اونکی باپ سے زیادہ بخیل نہیں گذرا ہی۔ بعد اوسکی مرآۃ الجنائین غالباً اوسے اعرابی کے گھر میں مہدی کی مہمان ہو نیکا قصہ آخری کچھ اس طرز پر لکھا ہی جو روضۃ الصفا میں نہیں مذکور ہی یا شاید وہ کسی دوسرے اعرابی کی مہمان ہو نیکا ہو اوسمیں لکھا ہی ایک دن مہدی تفریح طبع کیواسطی بازار کی طرف گئے وہاں اونکی پاس ربیع بن یونس آئے اونکی پاس ایک کپڑے کا ٹکڑا تھا جسپر کوئلے سے کچھ لکھا ہوا تھا اور اوسپر خلافت کی ہر تھی جو مٹی سے کوئلے میں ملا کر کی گئی تھی پس ربیع نے عرض کیا یا امیر المومنین یہ عجیب واقعہ ہے کہ ایک اعرابی یہ پکارتا ہوا آیا کہ مجھے بتا دو ربیع بن یونس کہاں ہیں امیر المومنین نے مجھے حکم دیا کہ یہ میں اونکی پاس لیجاؤں مہدی اوسکو ماتہ میں لیکر ہنسے اور کہا یہ حقیقت میں میرا لکھا ہوا ہی اور اوسپر سیری مہر میں تمہیں اوسکا قصہ بیان کرتا ہوں کل میں کچھ رات باقی رہی نکار کیواسطی کلاب صبح ہوئی تب میرا پر شدت سے پانی برسنے لگا اور سب ہمارا ہی جیسے جھوٹ گئے تھے مجھکو بھوکھ کی اور پیاس کی بہت شدت ہوئی اور طرہ اوسپر یہ کہ نہایت سردی محسوس ہونے لگی اسواسطی کہ سب پوشاک بھیگ گئی تھی تب مجھکو ایک دعا یاد آئی جو میری اپنی داد اسے اور باپ سے سنی تھی کہ وہ ابن عباس سے روایت کرتے تھے کہ جو شخص صبح اور شام یہ دعا پڑھا کرے یا جب کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو جلن سے اور غرق ہونے سے اور عمارت کی گرنے سے دیکر مرنے سے اور اور کسی بری طرح سے مرے محفوظ رہتا ہی اور اوس مصیبت میں جس میں مبتلا ہو جائے پاتا ہی بسم اللہ وباللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ جب یہ وہ دعا پڑھنا شروع کی تب مجھکو دوسری آگ جلن کی روشنی نظر آئی میں اوسطرف بچتا ہوں دیکھا ہی اعرابی اپنی خمی میں آگ جلا رہا تھا میں نے کہا اوسپر کچھ ہماری ضیافت کر سکتی ہو اوسنے کہا اور تو گھوڑے پر سے تب اؤڑ

اپنی جو رو سی کہا وہ جو رکھی بن دے آؤ اور اوسکو میکس روٹی پکاؤ تب می پانی مینکو مانگا اوس
 مجھ دودہ دیا حسین بہت سا پانی ملا تھا مینی پیا اوس مینی بن مجھکو ایسا مزا معلوم ہوا کہ عمر بکری
 شربت مین وہ مزا نہ ملا تھا اور مجھکو اوسنے ایک باریک چادری جبکو اوڑھکی مین سویا عمر بھر
 کہی سونے مین ایسا مزا نہیں ملا تھا جیسا اوس سونی مین تھا جب میری آنکھ کھلی تو مینی دیکھا
 کہ اوسنے ایک بکری جو اوسکی یہاں تھی وہ فرج کر رہی اور اوسکی چور اوسکی کہتی ہی بڑا افسوس ہو
 تو نے ہلکوا اور اپنی تین ہلاک کیا اسی بکری پر ہماری معاش تھی اوسکو تو فی ذبح کر ڈالا اب اپنی
 معاش کی کیا فکر کرو گے مینی کہا تم پہچان کی فکر نہ کرو پھر مینی اوس بکری کا کلیجہ اپنی چھوری سے
 جو میرے جیب مین تھی نکالا اور آگ پر رکھ دیا جب وہ بھن گیا تب مینی کہا یا اور اعرابی سو کہا تھا
 پاس کاغذ وغیرہ کی اوسپر مین کچھ لکھون اوسنے مجھ یہ ٹکڑا لکھ دے کا دیا مینی کوئی سی اوسپر
 یہ لکھا اور اپنی مہر بھی اوسی سی کردی اور اوسکو دیا کہ بیع کا نام پوچھ کی یہ تحریر اوسکو بھیجا دو
 اوسین لکھا تھا کہ پانچ لاکھ درہم اس اعرابی کو دو تب مہدی نے کہا مجھکو منظور چاس ہزار
 درہم دلوانا تھا مگر غیب سے پانچ لاکھ ہاتھ سے لکھی گئی اب مین اوسی کم ٹکڑا لکھ دے رقم اوسکو دیدو
 اوسوقت بیت المال مین اوسقدر روپیہ تھا وہ سب اوس اعرابی کو دیدیا گیا وہ اعرابی امیر کبیر
 ہو گیا اوسنے بہت عمدہ مکان بنایا اور وہ مکان اس نام سے مشہور ہوا مکان میں زبان امیر المومنین
 مہدی کا ججاج اور مسافرن وکان ٹھہر اکر تے تھے۔ اور اوسی مراۃ العنان مین لکھا ہی ایک شاعر کو
 مہدی نے نو پچاس ہزار دینار بخشے حقیقت مین وہ بہت بڑے فیاض تھے۔ مسامرہ مین شیخ
 اکبر محی الدین ابن العربی لکھتے ہیں مشہد مین اونکی باپ کی حکم سے لوگوں نے اوسنے بیعت کی اور
 ۱۶۹ ہجری مین اونھوں نے قضا کی مارون رشید اونکی بیڑے نے نماز جنازے کی پڑھائی تینتالیس

عمر بن اوفون فی قضا کی دس برس و شہرہ مہینہ وہ خلیفہ رہی اونکی مہر میں کہہا تھا حبسی اللہ
 اونکی حاجب ریح بن یونس تھی قاضی اونکی عہد میں عبد اللہ بن علاقہ اور عاقبہ بن یزید تھے اور شہر
 اونکی ابو الحکم اور فضل بن ریح اور سلامۃ الارش تھے۔ چوتھے خلیفہ بنی عباس کی
 ابو محمد موسیٰ المہادی بن المہدی بن المنصور بن محمد بن
 علی بن عبد اللہ بن العباس تھے۔ سب ایک الذہب میں لکھا ہوا
 ہادی کی ام ولد خیزران بربریہ تھی شہرہ بصرہ میں وہ پیدا ہوئے اور بعد اپنی باپ کی اونکی وصیت سے
 خلیفہ مقرر ہوئے اور اونکی وصیت میں تاکید کی تھی کہ محدین اور زمانہ کو نیست اور نابود کر دینا
 اوس وصیت سے سیکڑوں زندیق اوفون فی قتل کئے لقب اونکا موسیٰ اطبق تھا اصل اس
 لقب کی یہ ہے اوسکی معز بن بدر و لڑکپن میں اونکی عادت ہو گئی تھی کہ منہ کھلا رہتا تھا اور
 باپ نے ایک شخص کو اونپر مامور کیا تھا کہ جب وہ منہ کھولتی تھی تو وہ کہتا تھا موسیٰ اطبق
 وہ اونکو بہت گراں گذرتا تھا لیکن فوراً دونو ہونٹھ ملا کر منہ بند کر لیتے تھے اسی سے وہ عادت پہوٹ
 گئی لیکن موسیٰ اطبق لقب ہو گیا جو مذکر اسی عادت کا رہا۔ ذہبی نے لکھا ہے مسکرات کا استعمال
 کرتے تھے اور لہو لعب اور سماعت غنا کی بھی عادت تھی بڑے دور نے والی تھی گدہ پر سوا ہوا
 مرنے سے بہت خلافت کی رعایت نہیں کرتے تھے اچھی بول چال پر بخوبی قادر تھے اور بڑے
 فصیح اور بلیغ تھے اور بڑے ادیب تھے رعب و داب اونکا قلوب پر بہت تھا اور بڑے باسیط
 اور شہامت تھے یہاں تک کلام ذہبی کا تھا۔ اور وہ فی لکھا ہے ہادی بڑے ظالم اور جبار
 اور خلفائے وہ پہلی بین جنگی سواری میں لوگ مسلح ننگی تلواریں باڑھ رکھی ہوئیں اور کانین
 چلوئے پہ چڑھے ہوئیں اور غریزہ کو آگے چلی تھی اونکی طبیعت اور تعقید سے سارا اونکی اعمال اور امارے

یہی دتیرہ اختیار کیا تھا اس سبب سے اونکی عہد میں تیاروں کی بہت کثرت ہو گئی تھی۔ اور مسامحہ میں لکھا ہوا ہے ان ہادی کی خیزران بنت عطا تھی جو اونکی باپ کی غلام تھی اور سکوام الخلفا کہتے تھے۔

راقم کہتا ہے ظاہر ہے چونکہ ہارون بھی اوسیکے بطن سے پیدا ہوئے تھے اور جمع کا اطلاق اقلاد پر بھی ہوتا ہے اسواسطے اسکا لقب ام الخلفا ہو گیا ہو گا اونکی ولادت جرش میں ہوئی جو ہارون کا ایک شہر ہے شام میں اونکی بیعت ہوئی اور شام کے ربیع الاول میں اونھوں نے قضا کی ساڑھے پچیس برس کی عمر پائی اور ایک برس ایک مہینہ اسی دن فرما فرما رہے ہارون رشید نے اونکی جنازہ کی نماز پڑھائی اونکی مہر میں کھدا تھا موسیٰ یومین باللہ قاضی اونکی ممالک عربیہ میں ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم تھے اور ممالک شرقیہ میں سعید بن عبد الرحمن الحنفی تھے حاجب اونکی فضل بن ربیع تھے اور منشی اور وزیر اونکی ابراہیم بن مہدی اور ربیع بن یوسف تھے اور ربیع بن یوسف کی بعد عمر بن ربیع مقرر ہوئے۔ یا قتی نے مراۃ الجنان میں لکھا ہے بعضوں نے لکھا ہے ایک قرعے کے سبب جو اونکی بدین کسی مقام پر تھا جسکی شرح نہیں کی اونھوں نے قضا کی اور بعضوں نے لکھا ہے اونکی مان خیزران نے اونکو قتل کیا ظاہر ہے اسواسطے کہ اونھوں نے اپنی بہائی ہارون کو قتل کا ارادہ کیا تھا۔ کچھ واقعات ہادی کے عہد کے روضۃ الصفا سے باجہال منتخب ہوتے ہیں۔ ہادی کے عہد دولت میں مدینہ منورہ میں حسین بن علی نے سادات حسنی کے زمرے سے خروج کیا عمر بن عبد العزیز بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب جو ہادی کی طرف سے وہاں حاکم تھے وہ مدافعت پر آمادہ ہو کر صبح سے تا وقت استوا باہم جنگ و جدل رہی آخر شہر حاکم مدینہ کی جمعیت کو ہزیمت ہوئی حسین نے ستر ہزار دنیا جو بیت المال میں تھے اوسکو لوٹ لیا۔ اور باہم اپنی جمعیت پر تقسیم کر دیا اور مدینہ بھر کو جنگ کا قیام ہوا تو اب عباسیہ کو پھر شکست ہوئی حسین بن علی مدینہ منورہ میں رہے۔

کہ منصفہ کی طرف چلو گئے وہاں انکی جمعیت عبید اور غلامان کی شرکت سے کچھ بڑھ گئی مادی کو جب
اس منصفہ کی خبر پہنچی بعض اوفکی اقربا میں سے جو عازم حج کر نیکو واسطہ تھے انکی سپہ سردار میں ایک
جمعیت فوج اس فساد کو دفع کیواسطہ مامور کی وہ جمعیت جب وہاں پہنچی حسین بن علی کی جمعیت
کو ساتھ لڑائی ہوئی حسین حسین بن علی مقتول ہوئے اور انکی جمعیت کو زہریت ہوئی سپہ سردار
سے حسین بن علی کا مادی کی پاس روانہ کیا اوس سرکا حال کچھ متوقع انجام کا ہو گا مادی نے سر کو
دیکھ کر حکم دیا کہ اوسکو دفن کرو اور کہہ دیا یہ فساد کچھ حساب میں نہ تھا اور حامل کو کچھ نہ دیا اور
مروج الذہب میں لکھا ہے کہ جب بارہ ستر ہفتہ کے سامنے آیا لوگوں نے خوشی اور مسرت ظاہر کی اور
مبارک باد مادی بہت ناراض ہوا اور کہہ دیا یہ سر بادشاہ ترک اور دیکھتا ہوں ہر ایک شخص اولاد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر پہاڑ پر تم لوگوں کی مسرت اور خوشی اور مبارکباد نہایت نامناسب
ہے پھر اوسے روضۃ الصفا میں پہاڑ خیزان مادی کی بان امور مملکت میں بہت مداخلت کرتی
تھیں اور انکی دیوڑھی پر ایک دربار امر اور اراکین کا حج رہتا تھا اور شخص بلا واسطہ اونسو کلہ اور
علام کرتا تھا رفتہ رفتہ یہ امر مادی کو بہت ناگوار ہوا ایک دن خیزران نے کسی نقاد میں کسی حکم کے
انفاذ کی درخواست کی مادی نے قبول نہ کیا جب اونسو کلہ بہت اصرار ہوا مادی بہت ناراض
ہوا اور کہہ اتم عورت ہو تو معاملات خلافت اور سلطنت میں مداخلت بہت ناپسندیدہ اور حکم
عام دیا جو کوئی اراکین خلافت اور امر میں سے یا رباب حاجات زمانہ دیوڑھی پر جائے اور انکو
میں سخت سزا دوں گناہ جسے خیزران کی مداخلت امور سلطنت میں نہ ہو گئی اور خیزران مادی
سے بہت آزردہ ہو گئے اور قسم کھائی کہ کبھی اونسو کچھ بہت نکرہ لگی کہتے ہیں مادی کو وقت میں
زندہ کی بڑی کثرت ہو گئی تھی بہت اعیان اور عالیشانان زندیق ہو گئے تھے مثلاً عبد اللہ بن داؤد

ابو العباس سفاح کو بنی عم اور عبداللہ ہاشمی اس فکر میں کہ مثل قرآن شریف کو ایک کتاب بناوین
 مگر اس فکر پہ ہودہ میں ناکام رہی ہادی فی سب کو جمع کر کے قتل کیا۔ روایت ہے کہ ہادی کو دہین آیا
 کہ ہارون رشید کو ولایت عہد خلافت سے معزول کر کے اپنی بیٹی جعفر کو جو نابالغ تھا ولیعہد کر کے
 بیٹی برکی سے اس امر میں مشورہ کیا اونھوں نے منع کیا ہادی فی بیٹی کو قید کیا چند روز کی بعد بیٹی نے
 محبس سے ہادی کو ایک رقم لکھا مجھے نصیحت کچھ عرض کرنا ہادی فی بلا بیٹا اونھوں نے کہا اگر امر
 ناگزیر موت کا سر دست واقع ہو تو جعفر خلیفہ زاد سے ابھی کم سن ہیں اور ہارون کو ولایت عہد
 سے آپس معزول کیا تو نتیجہ اسکا یہ ہوگا کہ اہل اسلام آپ کو قربان سے کسی کی خلیفہ گردن کر دیں اور خلافت
 آپ کی باپ کو ولادت پر تل جائیگی ہادی فی کہا مجھ کو بھی اس امر میں تردد ہی بھی عرض کیا کہ آپ
 ہارون کو بدستور ولیعہد رہی بیٹی میں ذمہ کرتا ہوں کہ جب جعفر خلیفہ زاد سے سن رشید پر پہنچے
 اول اوکو ماتہ پر ہارون بیعت کرے لکھو سنکے ہادی فی بیٹی کو تید سے مخلصی دی لیکن دہین اوکو مگر
 غبار رہا اور اسی فکر میں رہے کہ اوپر کوئی بلا عظیم نازل کریں۔ موسیٰ ہادی کو سبب میں اختلاف
 ہے حد اللہ متوفی قزوینی نے روایت کی ہے کہ ایک دن ہادی عیسیٰ آباد کی قصر میں مع ہمنشینوں کی
 تیر و گمان ہاتھ میں لئے بیٹھ رہے تھے، فراس نظر آیا ہادی فی کہا کہ ایا میں ایک تیر اس
 فراس کو مار سکتا ہوں کہ چہاتی میں لگ کر پیٹھہ کر پا رہو جا لوگوں نے عرض کیا امیر المؤمنین
 اوسی قادر انداز تر ہیں لیکن ایک بیگناہ کو خون سے ہاتھ پرنا مناسب نہیں ہے کچھ اوکو اس
 ممانعت کا اثر نہوا فوراً اوکو تیر مارا کہ وہ آخر تیر گیا ابد و کی اپنی اس حرکت قسمی القلی اور
 حماقت سے بہت شرمندہ ہوا اس فراس متوفی کو درشتہ کو بلا کی بہت خوشنود اور راضی کیا مگر
 قصاص غیبی الہی سے محفوظ نہ رہی فوراً ایک آبلہ پشت یا پھنود ہوا اور نہایت شدت کی خارش

او سپر ہونے لگی جبکہ رکھجلائی تھی خارش بڑھتی جاتی تھی یہاں تک کہ سارا پاؤں متورم اور متعفن ہو گیا
 اور سمیت اوسکی اوپر چڑھتی جاتی تھی دو دو کمرے میں آخر ہو گئے۔ ہر شہ بن اعین راوی ہی کہ وہ
 مقرب اور صاحب ہادی کی تھی اور انکی قسی القلبی اور جلادی سے ہمیشہ جان کا تقہ پر لئے رہتے تھے سوا یک
 بیگنا ہونے کو خون کر نیسے کہی او کو خوف خدا نہیں ہوتا تھا ایک دن بوقت خلاف عادت او کو ہادی
 نے طلب کیا وہ نہایت خوف زدہ اور متوحش قصر کو ایک کوشک میں جہاں وہ بیٹھ تھے گئے
 او کو سامنے ہوتے ہی اس وقت جتنی ہندشیں اور حضار کوشک میں تھے سب کو باہر کر دیا اور ہر شہ
 کہا دروازہ کوشک بند کر کے میرے پاس آؤ وہ ڈرتی ڈرتی قریب گئی ہادی نے اونسے کہا اس کتے
 یحییٰ بن خالد نے کیا مجھ کو تنک کر رکھا ہے علی العموم لوگوں کو میرے بھائی رشید کی طرف مائل اور غیب
 کیا ہے اوسکی غرض یہ ہے کہ میں مارا جاؤں اور رشید خلیفہ ہو جائیں تو ابھی جا کی جسطرح ممکن ہو
 رشید کا سر کاٹ لاؤ ہر شہ نے عرض کیا اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں کہا کہو او فحون نے
 عرض کیا رشید امیر المؤمنین کی بھائی اور ولیعہد خلافت ہیں اگر بیگناہ میں او کو قتل کروں
 خالق اور خلق کے سامنے عذر اور جواب دہی میری کیا ہوگی کہا تجھ کو میرے حکم کی اطاعت کرنی
 ہوگی والا ابھی تجھ کو میں قتل کر دینگا میں عرض کیا جو حکم ہو ابجا لاؤنگا بعد اوسکی کہا اس مہم سے
 فراغت کر کے تو ہمدان میں جاؤں جتنی آل اہی طالب ہیں سب کو سر کاٹ لاؤ اگر بہت ہوں تو
 سب کو بطرین دباؤ اسے فراغت کر کے کوفہ میں جاؤں جتنی بنی عباس ہوں او کو شہر سے
 نکال کر تمام شہر میں آگ لگا دو کہ سارا شہر جل کر خاک سیاہ ہو جائے ہر شہ کہتا ہے کہ میں بھڑکی
 دیکھ رہا ہوں اور فکر کرنے لگا کہ کیا کروں اور کیا جواب دوں اور دین میں یہاں لیا کہ اگر اس وقت
 جان بچی یہاں سے باہر نکل کر سیطرف آوارہ ہو جاؤنگا پھر حکم ہو اوجو میں تجھ کو حکم دیا ہے وہ خواہ

خواہ جھک کر رہا ہو گا اس واسطے کہ جتنی مصیبتیں مجھ پر نازل ہیں انہیں احکام کے تعمیل سے بند
 ہونگی یہ کہی اور اٹھ کھڑے ہو اور زمانے میں چلے گئے اور مجھے کہا تو یہاں شہر میں ابھی تیار
 ہر شے کہتا ہے مجھ پر یقین ہو گیا چونکہ میری حالت و عمل تعمیل ان احکام میں دیکھا ہے وہ اس فکر
 میں اور بھی ہیں کہ کسی دوسرے کو ان احکام پر مامور کریں اور مجھے قتل کریں قریب نصف شب
 ایک خادم آیا کہ امیر نے یاد کیا ہے چلو میں جانسز ہاتھ دھو کر چلا جاؤ ایک مقام تک پہنچا جہاں
 عورتوں کی آواز آتی تھی میں وہاں رکھا خادم جو بلانے کو آیا تھا اوس نے کہا آگے چلو میں غل بچا کر
 کہا جب تک خود امیر کی آواز بلانی کی میں نہ سونگتا میں آگے نہ بڑھ سکتا میرے دل میں یہ کھٹک رہا
 شاید یہی حیلہ میرے قتل کا ہوا ہے کہ بغیر اسے زمانہ میں تو کیوں چلا آیا اتنی میں مینو ایک عورت
 کی آواز سنی کہ وہ کہتی ہے کہ میں خیران اور ہر شے آگے او اور یہ عجیب جبرادیکہ میں متحیر اور
 مدہوش سا آگے بڑھتا خیران نے پردے کی پیچھے سے مجھے آہستہ سے کہا موسیٰ ہادی نے قضا کی اللہ تعالیٰ
 نے جھکوا اور سب مسلمانوں کو ان کی ظلم اور عذاب سے بچا یا کیفیت یہ گزری جب نے ہی زمانہ میں آگے
 اور مینو سنا کہ وہ مارو گے اور اور مسلمانوں کو قتل کی فکر میں ہیں میں ان کی پاس آئی اور سرنشاکر
 رونے لگی اور منت سماجت کرنے لگی کہ ایسی قسارت قلبی سے درگزر کرو وہ مجھ کو دیکھ کر کہ اگر
 تم اس میں دخل کرو گے تو میں تم کو بھی قتل کرونگا میں ڈر گئی اور ناز پڑھنے لگی اور ناز میں نہایت
 تضرع اور زاری سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور سب مسلمانوں کو اوس کی شر سے نجات
 دے آخر میں ہادی نے فرمایا کہ انہا کہانہ شروع کیا ایسی بری طرح سے جس نہایت ڈر معلوم ہوتا تھا
 ہر چند بانی پلا یا کچھ فائدہ نہ کیا اور فوراً مر گئے۔

راقم کہتا ہے اگر خیران نے ہادی کو زہر دیا تو کیا سم قاتل تھا کہ فوراً اوس کو زہر دیا

اور کچھ عجب بہنیں ہیں کہ خیزران دس بیس عورتوں کو لیکی دفعۃً ہادی کی اوپر کوئی چادر یا کپڑا ڈال کر
چڑھ بیٹھیں اور گلا گھوٹ ڈالا جو حکایت انھوں نے بیان کی سچی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ان کی
ظلم سے بچایا بعد اس اپنے قیاس کے کہ ہادی کے تاریخ طبری کو ترجمہ کیا گیا ہے خیزران نے بہت سا
روپیہ ایک لونڈی کو دیا کہ اس نے لشکرِ حاکمین ایک تکیہ ہادی کے حلقہ میں ڈال کر خوب سے
دبا یا جس پر وہ فوراً امر گئے ظاہر ہے ورنہ تکیہ ہو گا جو بسبب نرمی کے کیا سہی موٹا ہو دیکھ منہ نہیں
گھس سکتا ہے۔ بالکل ہر شہ بن اعین کہتے ہیں جب میں دیکھا کہ ہادی بالکل سر ہو گئی ہیں
تنفس بھی مسدود ہے اور نبض بھی بہنیں چلتی تب خیزران نے مجھے سے کہا ابھی انکی موت
کی خبر مشہور نہ کرو جا کہ بھی سی کہو کہ مارون کی بہ تجدید بیعت کروا دیں تب اس خبر کو مشہور
کرو ہر شہ کہتے ہیں میں نے آگے بھی اسے خلوت میں اطلاع کی انھوں نے اسی وقت عمار اور امر کو
جمع کر کے مارون رشید کی بیعت کروائی الغرض اوسے شکوہ ایک خلیفہ مر اور ایک خلیفہ خلیفہ
ہوے اور ایک خلیفہ پیدا ہو یعنی مامون رشید شکوہ پیدا ہوئے ہادی اس میں شروع جو انہیں
مرے یعنی چھ بیس برس کچھ اوپر عمر پائی اور ایک برس تین مہینے خلیفہ رہے۔ بعد ان وقائع کی
لکھنے کے روضۃ الصفا میں مذکور ہے یہ خبر صحت کو بھیجی ہے کہ ہادی قلت رحم اور قساوت قلبی
اور خشنونت طبع اور شرارت نفس سے متصف تھے مگر اس کے ساتھ بڑے دلیر اور ذی جرات اور
شجاع تھے۔ ایک دن وہ اپنے کسی باغین ایک حمار پر سوار گھوم رہے تھے اراکینِ سلطنت میں کسی
عرض کیا فلانا خارجی گرفتار ہو آیا ہے حکم ہوا سامنی نے آؤ جب وہ خارجی باغ میں آیا بڑی جرات
سے جو شخص اس کو لے آتا تھا اس کی تلوار کو قبضہ پر لے لے ڈال دیا اس کے کھینچ لی اور ہادی کی طرف
دوڑا کچھ تھوڑے سے آدمی جو اونکی ساتھ تھے سب ڈر کر بھاگ گئے مگر ہادی کو مطلق خوف اور پریشانی

ہنن ہوی حمار پر سے اتر پڑے جب وہ قریب پہنچا کہا مارا سکی گردن الگ کر دی وہ پیچھے متوجہ
 ہوا کہ اپنے قاتل کو دیکھو اور مدافعت کرے مادی فی جھپٹہ کہ او سکی ہاتھ سے تلوار چھین لی اور اس کے قتل
 کیا جو لوگ اونکی ہمراہی کی بھاگ گئے تھو وہ بہت ڈرے کہ سب مقتول ہو گئے اس واسطے بہت خوف
 جرم پر وہ گردن مارتی تھو مگر مادی فی مطلق اعتنا اس امر میں نہ کی لیکن اس کے پھر حمار پر ہنن
 سو اس کے کھار اس سب سے کہ او سپر حملہ کر نیوالے کی بخوبی مدافعت ہنن ہو سکتی اور تیار اور سد کے
 کہی جدا ہنن کیا۔ پانچویں خلیفہ بنی عباس کی ابی جعفر مارون الرشید
 بن محمد مہدی بن ابی جعفر منصور و واشقی بن محمد بن علی بن عبد اللہ
 بن عباس رضی اللہ عنہم تھے۔ مارون رشید کی ماں بھی مہدی بنی خیزان مادی کی
 ماں تھیں وہ مہدی بنی خیزان کے پاپ مہدی بنی کی اور خراسان کی حاکم تھی
 اور وہ سفید رنگ بہت بصورت دراز قد تھی بڑے فصیح اور بلیغ اور عالم اور ادیب تھی اور
 عابد بھی تھی ایام خلافت میں بھی سو رکعت نماز پڑھا کرتے تھی اور بدوین ضرورت مند کی کہی
 وہ عادت ترک ہنن کرتے تھی اپنے مملوکات خاص سے ہزار درہم ہر روز خیرات کرتے تھی علماء
 ساتھ بہت صحبت رکھتی تھی اور حرمت اسلام کی بہت تنظیم کرتے تھی جو شخص ریا اور مکاری دین
 میں کرتا تھا اور مراض نصی کے اگر کسی کا عقیدہ ہوتا تھا او سکی دشمن ہو جاتے تھی او کو خبر پھی
 کہ بشر مر سی علماء کو مر سے ایک شخص خلق قرآن کا قاتل ہوا ہی فرمایا اگر وہ میرے قابو میں آیا
 تو او سکو میں قتل کرونگا او ہمیشہ اپنی گناہوں پر اور اسراف نفس پر رویا کرتے تھی بالخصوص
 جب کوئی وعظ اور نصائح کرتا تھا تب بہت روتے تھی مگر مرج دوست تھی او کوئی قصائد وغیرہ
 انعام کثرت سے دیتے تھی۔ ابی معاویہ او کے عہد کے ایک اندہی عالم تھی او سے روایت ہو کہ

اور اس کے عہد میں
 دوست رکھتی تھی

ایک دن ہارون رشید کے ساتھ اونھون نے کھانا کھایا خود ہارون نے اونکی ہاتھ دھلا کر مائیت کی سبب اونکو نہ معلوم ہوا پھر خود ہارون نے اونسی پوچھا آپ کی ہاتھ کس نے دھلا دیے ہارونھون نے کہا مجھ کو ہنن معلوم ہوا کون تھا تب ہارون نے کہا بنظر ایک علم کی بزرگی کے میں خود دھلا کر تھی۔ پھر یہی لکھا ہے محاسن ہارون رشید کے اور اونکی عہد کے کوائف کی شرح بہت دراز ہو اور سکی ساتھ روایات اونکی کہو اور ایک اور اشتغال لذات دنیاوی غیر متصورہ میں اور مجالس غنا کی بھی ہیں اللہ تعالیٰ اوسکو عفو فرما۔ جاہل فی لکھا ہے ہارون رشید کی خلافت میں وہ محاسن جمع تھے کہ دوسرے خلیفہ کو میسر نہیں ہو سکا ہارون نے برا مکہ تھو قاضی اونکی ابو یوسف تھو شاعر اونکا مروان بن ابی حفصہ ندیم اور صاحب اونکی عباس بن محمد اونکی ابنی باب کی چچا حاجب اونکی فضل بن ریح مغنی اونکی ابراہیم موصلی زوجہ اونکی زبیدہ خاتون تھیں وہ سب لوگ اپنے اپنے فنون میں نہایت باکمال اور نامی کرامی اور متصف بصفات حمیدہ تھے۔ اور ہارون نے لکھا ہے ہارون رشید کی خلافت کمال لطافت اور وفور محاسن کے ایک عروس تھی یعنی دولہن تھی بسبب اپنے باپ کی صیت کی ہادی کے بعد وہ خلیفہ ہو اور طوس میں سماک خراسان کے جہان جہاد کیواسطی گئے تھو مرثیہ طبعی تیسری جمادی الثانی ۱۹۳ھ میں قضا کی پینتالیس برس کی عمر پائی وہیں دفن ہوئے یہاں تک سب ایک الذی بے مقول ہوا۔ اور مسامرہ میں لکھا ہے ہارون رشید کا نقش خاتم تھا العظیمة والقدرۃ للہ عز وجل وزیر اونکی جعفر بن یحییٰ بن برک تھو اور حاجب قیس بن سیمون اونکی بعد محمد بن خالد بن برک چنانچہ برس پانچ مہینے اونھون نے زندگانی کی چودہویں ریح الاول شہ شب جمعہ کو اونکی بیعت ہوئی اور شب شنبہ تیسری جمادی الثانی ۱۹۳ھ ہجری میں اونھون نے قضا کی ابن صالح نے نماز اونکی

جنازہ کی پڑھی تیس برس ایک مہینہ آٹھ دن فرمانفرمائی خلافت رہی اور کئی عہدہ کی قضا
جا بجا فوج بن دراج اور خنص بن غیاث اور حسین بن حسن عومنی اور عون بن عبد اللہ مدنی
اور محمد بن سماعہ اور شریک بن عبد اللہ اور علی بن حرملہ تھے۔

راقم کہتا ہے تعجب ہے کہ قاضی ابی یوسف کا نام جو اوپر جا خط کی روایت سے لکھا گیا
شیخ اکبر نے قضا کی زمین میں ہین لکھا یا شاید اوہین ناموہین ایک کیسی کنیت ابو یوسف ہو
اب کچھ انتخاب روضۃ الصفا کی روایات کا بابت ہارون رشید کی عہد کے ہوتا ہی منقول ہے کہ
ہارون رشید فیہی بن خالد برکلی کو وزیر مقرر کیا با اختیار کل اور اپنی مہر اور کوسپر و کردی
کہ وہ جمیع مہات مالی اور ملکی باستقواب خیران ام الخلفا کو انجام دیتے تھے اور بعد فراغت کے
بھائی کے کفن اور دفن سے اول کام اونھوں فیہی کیا کہ جعفر بن موسیٰ ہادی جنکی ولایت عہد
کی بیعت باپنے علی العموم لوگوں کو نہی تھی اور کوسپر کیا کہ ایک دربار عام میں ایک بلند مقام
کھڑے ہو کے بہ آواز بلند کہا کہ جن لوگوں فیہی سے ولایت عہد کی بیعت کی تھی مینی اوکو
اپنی بیعت سگری کیا اب خلیفہ عہد سے کچھ ہارون رشید ہین۔ اور ابو عاصم جو ایک ام راوہین
مہدی اور ہادی کے زمانے میں تھے اوکو قتل کیا اس سبب کہ ایک ن جعفر بن ہادی کی
سواری ایک پل سے گزرتی تھی اور اوہ ہر ہارون رشید آتی تھے ابو عاصم ہارون کو حکم
دیا کہ باگ اپنی گھوڑی کی رو کو جب تلک ویسعد کی سواری پل سے پار ہو جا سکے۔ اور ہین یہی
بن عبد اللہ بن حسن مجتبیٰ بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے دیا کہ میں خروج کیا ہارون
رشید فیہی جسر شکہ فضل بن یحییٰ کو ہر اسی فوج کثیر کے اس قتل کے دفع کیو اسطی امور کیا تھے
خراسان میں تدابیر عاقلانہ مصالحت کی یحییٰ کے ساتھ کئے اور وہ راضی ہو کہ اگر ہارون رشید

امان نامہ جو انھوں نے جو نیز کیا تھا دستخط کر دین تو وہ مفسدہ پرداز سی باز رہن فضل نے
وہ امان نامہ مارون رشید کے پاس بھیج دیا ہمارون فضل کی اس حسن خدمت سے بہت
خوش رہے اور امان نامہ موافق مسودہ کے بدستخط قضات اور علما اور اکثر بنی ہاشم کے بھیج دیا
اور یحییٰ بن عبد اللہ جب فضل بن یحییٰ کے ساتھ آئے اونکی ساتھ بہت محبت اور اخلاص سے
پیش آئے اور تحائف اور صلوات گرانمایہ اونکو دئے اور امان نامہ کی ساتھ بھی کچھ بھیج
تھو اور فضل بن یحییٰ برکلی کی اس حسن خدمت سے بہت ترقی ہوئی اس لیے یحییٰ بن مارون
رشید فی حج کے ارادے سے سفر کیا اور دونو بیٹوں کو یعنی امین اور مارون کو ہمراہ لیکے اور امین
شریفین میں اونکو انعامات اور صلوات سے بہت خوش کیا اور اس سفر کے مصارف میں
دس لاکھ دینار اور پچاس ہزار دینار صرف ہوئے اور مکہ معظمہ میں پہنچا سکا لاکھ مقبوضہ کی
وجہ سے گئے۔ بغداد اور واسط اور کوفہ اور شامات اور سواد خرق اور موصل
اور جزیرہ اور حجاز اور مصر تا باقی مغرب امین کو سپرد کیا اور اونکا دارالخلافہ بغداد ٹھہرایا
اور کرمانشاہ اور تہران اور قم اور کاشان اور اصفہان اور فارس اور کرمان اور سی اور
قومس اور طبرستان اور خراسان اور زابل اور کابل اور ہندوستان اور ماوراء النہر اور
ترکستان مامون کو سپرد کیا اور اونکا تحت گاہ مرو ٹھہرایا اور یہ حکم کیا جو دونو میں پہلی
وفات کرے اونکی مالک ملوکہ دوسرے قبضے میں آوین اور شدت تاکید اور نصیحت
کی آپس میں موافقت اور محبت رکھین اور باہم جنگ اور خونریزی سے پرہیز کریں اور
دونو کو اسطی ایک ایک سبیل اس تفویض کی تاکہ ایک کو سپرد گواہیان علما اور فقہا اور قضات
کی اور ساجنی ہاشم کی ثبت کروائیں۔ روایت کرتے ہیں ایک اور بیٹے مارون رشید کو

او کا نام تھا قاسم وہ عبدالملک ابن صالح ہاشمی جو عیار کے خاندان میں نامی گرامی تھے
 او انکی ازایقی اور تعلیم میں سپرد تھے اور انھوں نے یہ خبر تقسیم ممالک دو بیٹوں میں سنکے ہارون شہنشاہ
 ایک خط لکھا کہ قاسم بھی تمہارے بیٹے ہیں اور انکو عطا ممالک جو ضرور کم کرو اس خط کی بھینچنے
 سے جو خیرہ کے مالک ہے جو سرحد روم سے متصل تھے او انکی نام پر مقرر کئے اور قاسم کا لقب
 موتمن قرار دیا ہارون رشید کی عہد خلافت مہد میں بہت بڑا امراہم عروج اور ترقی
 بے انتہا برآمد کی تھی اور پھر رفتہ رفتہ او کا تنزل اور بربادی او کی خاندان کی حالت عروج
 میں جو او کی خاندان کے لوگوں نے بالخصوص فضل بن یحییٰ اور جعفر بن یحییٰ نے جو فیوض
 عام کیا اور لاکھوں روپے نقد و جنس لٹائے اگر وہ سب حکایات او انکی بخشش
 عام کی حج ہوں تو کئی مجلد درکار ہیں وہ اپنی فیض اور عطا کیا عام سے ایسی مدوح
 اور پسندیدہ ضالیق تھے کہ او کا تنزل اور او انکی تباہی نہایت درجے کو مو لم عام اور
 خاص کی ہوئی اور جبر سے ہزاروں قصائد اور اشعار او انکی ثنا اور صفت میں
 مشہور ہوئے تھے اور سپر سے سیکڑوں مرثیے اور تعزیت نامی او انکی قتل اور تباہی کے
 یادگار کے جو بڑی بڑی تاریخوں میں بھرے ہوئے ہیں غالباً او انکی حساد اور اعدا او انکی
 تباہی سے اتنی خوش ہوئے ہونگے جتنے او انکی خیر طلب اور بھی خواہ ملول اور غموم ہوئے
 حقیقت میں انکی کمال ترقی اور منتہا کا تنزل بہت بڑا مقام عبرت کا اس دنیا کے
 دون کی یوفائی سے ہے اور تباہ شدہ لوگوں کو بعد از عروج نہایت محل تسکین اور تسفی
 ہر شکستہ خیا پنچہ کسی نے خوب کہا ہے قطعہ اسی طفل دہر گر تو زیستان حرص آئے
 روز سے دوشیر دولت و اقبال بر مکی + در عہد عمر غرہ مشوا از کل خویش + یاد آور

از زمان بزرگان برملی + بالجمہ یحییٰ بن خالد تو مہدی اور ہادی کے عہد سہ وزارت
 خلافت کی کرتے تھے پھر ہادی نے او کو عقید کیا ہارون رشید فی تخت خلافت پر بیٹھ
 ہوئے او کو ہارمائی دی اور پھر وزیر مقرر کیا اور ظاہر السبب قرابت رضاعت کی کہ ہارون
 رشید فی فضل بن یحییٰ کی ماں کا دودھ پیا تھا سارا کوئی خاندان کو انتہا سے ترقی کو پہنچایا
 کہ ہارون روئے او کو خاندان کے لوگوں نے خصوص فضل بن یحییٰ اور جعفر بن یحییٰ نے
 لٹائے ایک ایک شاعر کو کسی قصیدہ مدحیہ کی صلی بین لاکھ لاکھ روپے بخش دئے
 جب تلک خیزران ہارون رشید کی ماں زندہ رہیں یحییٰ بن خالد او کو مشورے
 اور حکم سوا اور ملکی اور مالی کا انجام کرتے رہے او کو مرنے کے بعد یحییٰ خود بھی بوڑھے ہو گئے
 یہ یحییٰ نے وزارت اپنی بیٹے فضل کو سپرد کی اور ہارون رشید جعفر کی طرف بہت رغبت
 تھی وزارت کا کام اونسویلیتی پر وہ دونوں بہت ہی مقتدر رہے اور یحییٰ کی دو بیٹے
 اور تھو محمد بن یحییٰ اور موسیٰ بن یحییٰ وہ بھی بہت مقتدر تھے مگر فضل اور جعفر کا مقابلہ
 بہنیں کر سکتی تھی سیطر جسے محمد بن خالد یحییٰ کے بھائی بھی بہت مقتدر تھے۔ انقض
 سارا او کا خاندان بڑے اقتدار سے تھا گویا کہ خلافت اوضین کے خاندان عالی شان
 میں تھی سترہ برس ساتھ مہینہ گیارہ دن ابتدا خلافت ہارون رشید سہ تار و زقتل
 جعفر بن یحییٰ اور عقید سارا کوئی خاندان کے لوگوں کے وہ سارا خاندان بڑی عظمت
 اور شوکت سے رہا۔ اسباب ہارون رشید کے دل پھر جانے کے اوس خاندان کی طرف سے
 بعد اسی ترقی نمایان کر موحین فی بہت لکھی ہیں۔ اصل یہ سہ حساد اور اعدا ارباب
 اقتدار کو لامحالہ کثیر ہوتے ہیں جنکی تدابیر سعایت اور نامی کے کہی بند بہنیں ہوتی اوس

خاندان کو لوگوں کی بڑانتہا چغیان واقعی اور غیر واقعی ہارون رشید سے لوگ کھایا کی جنگ
 کو اکب اقبال اوس خاندان کو عروج پر رہے کسی کی چغی فی کچہ اثر نہ کیا لیکن وہ سب امور
 ہارون رشید کو دلین جمع ہو کر رہی اور بہتیت مجموعی سب چہلی سعاتیوں فی ایک کیفیت تنفر
 قلبی کی برآمد کی طرف ہارون رشید کی دلین پیدا کی جسکو مدت تک انھوں نے مخفی رکھا اور
 بنظر اوس تنفر کو اخفا کو زاید پیشتر سے عطا یا اور صلوات کرتے رہے جب کو اکب اقبال اور انکی
 ہبوط پر آئے اوس وقت دو سعاتیوں فی جو واقعی تھیں اور اودن لوگوں کی طرف سے ہوئیں جو
 مستند خلیفہ کو مثل برآمد کو تھو اور ان دونوں فی بتاید اثر چہلی سعاتیوں کی اوس خاندان کا کام تمام
 کر دیا۔ اول سحایت یہ تھی کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن مجتبیٰ بن علی بن
 ابیطالب رضی اللہ عنہم جو بعد خروج کو دیالہ میں مصالحت بعد امان نامی کو پھینچ کر بعد امدین شریف
 لائی اور مورد الطاف ہارون رشید کو ہو سے تھو خدا جانی یہ امر واقعی تھا کہ بعض خطوط مخفیہ دیالہ
 کو اوں کو نام پر یا اوں کی خطوط دیالہ کو نام پر پکڑے گئے یا ہارون رشید کو نسخ اور امان نامی کا خطوط تھا
 اسو اسطرحہ جعلی تیار ہو سے تھو علی امی حال ہارون رشید اور انکو قید کر کے جعفر بن یحییٰ کو سپرد
 کیا کہ اوں کو حفاظت سے رکھو انھوں نے جعفر سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں ذریت پاک رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے ہوں اور ہارون نے میرے ساتھ بد عہدی کی اور اوں کا ارادہ میرے قتل کر دیا ہے تم
 روز حشر کے میرے جد کو کیا جواب دو گے اگر تم میرے اوپر اس ظلم کی اعانت کی جعفر نے اسی
 کہا بہت اچھا آپ کا جہان جی چاہے چلو جائے اگر ہارون مجھ سے پوچھیں گے میں کہہ دوں گا وہ بھاگ
 گئے اوں کو بھگا دینے کی اطلاع ہارون رشید کے حاجب کو ہوئی انھوں نے ہارون کو خبر دی
 راقم کہتا ہے اوپر مسامرہ کی روایت سے مذکور ہوا ہے کہ حاجب اوں کو محمد بن خالد

جعفر بن یحییٰ کو چچا تھو تعجب ہے کہ بختیجہ کی سعایت اونھوں نے کی تاریخ طبری کے ترجمہ میں ہے کہ جب یحییٰ وغیرہ سب اکٹھے کو مارون نے قید کیا تب محمد بن خالد کو رہا کر دیا اس واسطے کہ اونس خوش تھی اور لیتے تھے کہ اونس کوئی حرکت بد واقع نہ ہوگی تو عجیب نہیں ہے کہ سب رضا مندی کا اونس ہی ہوگا کہ اونھوں نے یحییٰ بن عبد اللہ حسنی کو جو جعفر نے بھگا دیا تھا اسکی اطلاع مارون کو کر دی۔ انقصہ جب مارون نے یحییٰ کو بھاگ جانے کی کیفیت سنی جعفر سے پوچھا کہ یحییٰ کا کیا حال ہے اونھوں نے کہا مقید اور محفوظ ہیں مارون نے کہا میرے سر پر ہاتھ رکھ کر کہو جعفر سمجھ کر اونس کو اطلاع ہو گئی کہ میں آپ کو سر کی قسم جھوٹہ نہ کہا ونگا اصل یہ ہے میں دیکھا وہ بہت بوڑھے ہو گئے ہیں اور کچھ نیت فساد کی اونکی معلوم ہوتی تھی اور آپ کے اقربائی قریب سے اور ذریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں اس واسطے میں اونس کو چھوڑ دیا چونکہ مارون کو تنفر قلبی جعفر کی طرف سے ہو گیا تھا لیکن ابتلاک مصلحت اظہار اسکا منظور نہ تھا کہا خوب کیا میں بھی یہی چاہتا تھا جب جعفر خضعت ہو کے اونس کو سامنے سے باہر سو بے تلک وہ زیر نظر رہے اور دہریہ بن گیا کہو جب وہ باہر چلے گئے کہا خدا مجھ کو موت دے اگر تجھ کو میں قتل نہ کروں بعد اسکی یحییٰ بن عبد اللہ کا پتہ لگایا وہ خراسان میں لے اونس کو وہاں طلب کر کے قتل کیا۔ دوسرا امر موجب تنفر کا برا کہہ سکتا تھا کہ عباسہ مارون کی اپنی بہن سے اونس کو نہایت محبت تھی اور وہ ہمیشہ مارون کی مجلس ہوا اور غنا اور سرور میں شریک رہتی تھیں اور جعفر بن یحییٰ کی بھی شرکت بسبب کمال محبت کہ اونس ضرور تھی اور وہ دونوں بسبب نامحرمی کے بے تکلف نہین ہو سکتے تھے ظاہر اسبب جعفر کی شرکت کو عباسہ کو برقع وغیرہ پہنا ضرور ہوتا تھا مارون رشید نے چاہا کہ وہ دونوں بے تکلف ہو جاویں ایک تدبیر اونھوں نے سوچنی جو نہایت خلاف عقل اور مصلحت تھی یعنی

عباسہ کا جعفر کے ساتھ نکاح کر دیا اس شرط پر کہ بجز اولیٰ سامنی کہی عباسہ جعفر کے ساتھ نہ بیٹھیں اور
خلوت نہ کریں یعنی جو زن و شوہرین معاملہ ہوتا ہے وہ ہاں کہی واقع ہوا اور چونکہ عباسہ نہایت حسین تھیں کہ
بارون رشید کے محل میں کوئی عورت اولیٰ سامنی کو نہیں بھونچتی تھی اور جعفر بھی بہت حسین تھے، اولیٰ کو
ایک دوسرے کی طرف نہایت رغبت ہوئی اور بعد نکاح ہو جانے کے ایسا اوس عہد کا ہوا کہ بارون ایک شخص غریز
زن و شوہرین کے ایسا تھا قریب محال تھا دونوں میں خلوت صحیحہ ہونی لگی اور عباسہ حاملہ ہو گئیں اور فرزند زینہ
پیدا ہوا چند سے وہ محل میں رہا جعباسہ نے دیکھا کہ یہ راز فاش ہو جائیگا اوسکو بہر اسی چند معتبر عورت
اور مرد کے مکہ معظمہ میں بھیج دیا کہ وہیں اوسکی پرورش اور تعلیم اور تربیت ہو۔ اب اس مقام پر
روضۃ الصفا میں ایک روایت لکھی ہے جو نہایت خلاف قیاس ہے یعنی عباسہ کو جعفر کے ساتھ نہایت
شوق خلوت ہوا اور جعفر ہرگز راضی نہ تھا اور چند بار اولیٰ کو پیغام کو نفی اور غصہ کی ساتھ رد کیا عباسہ
نے جعفر کی مانگو بہت نقد و جنس دیکر راضی کیا اور انھوں نے جعفر کو فریب دیا کہ ایک لونڈی اولیٰ کو اختیار
میں ایسی ہے کہ اوسکی حسن کے مقابل دنیا میں کمتر پیدا ہوئی ہے جعفر بہت مشتاق ہو چند روز اولیٰ کو
نے نا لاجب اشتیاق اور نکاح سے زیادہ ہوا تب ایک دن عباسہ کو اپنے گھیر میں بلا یا وہ بہت زرق برق
کی پوشاک اور لباس پہن کے اور خوشبو اور بخورات سے معطر ہو کے آئیں اور جعفر کے ساتھ
خلوت اور صحبت ہوئی جب جعفر فارغ ہو عباسہ نے اوسکو پوچھا تازہ ادنیٰ صحبت کیسی تمہاری جعفر نے
پوچھا کون ہذا دی او انھوں نے کہا میں ہوں عباسہ مہدی باللہ کی بیٹی جعفر نہایت متاثر اور مغرور ہوا
اوسکو اور اپنی مانگ بہت ناراض ہوا اور نفی اور پیڑھا ہر کی اور عباسہ اوسی صحبت سے حاملہ ہو گئیں۔
راقم کہتا ہے اس روایت میں دو امر خلاف قیاس ہیں ایک یہ امر کہ جعفر کو عباسہ
کے ساتھ بارون رشید کی سامنی برابر صحبت ہتی تھی پھر کیا وجہ تھی کہ اس خلوت میں او انھوں نے

عباسہ کو نہ پہچانا دوسرا یہ امر کہ صرف ایک ہی صحبت میں عباسہ کا حاملہ ہو جانا ذہن خوب قبول
 نہیں کرتا ہی اگرچہ ممکن ہے ہمارا دست میں چونکہ برا مکہ کی جود اور خشش کے سبب بہت لوگ ان کی
 بھی خواہ تھی ان میں سے کہنے یہ بات بنائی ہے تاکہ ہارون رشید کو وہ خبر پہنچے اور جعفر کو وہ مفرد
 رکھیں اور اگر کچھ اس روایت کی اصلیت ہو بھی تو شاید ابتدائے میں ایسا واقعہ ہوا ہو مگر بعد عباسہ
 کو اور جعفر کے خلوت کی جعفر اپنے تئیں اس عہد پر جو ہارون کی سامنی کیا تھا قائم نہ رکھ سکے اور بعد
 اوسکو باہم مکر خلوت میں واقع ہوئیں جیسا تاریخ طبری کی ترجمے میں لکھا ہے کہ عباسہ اور جعفر دونوں ایسا
 اوس عہد کا نہ کر سکی جو ہارون کی سامنی کیا تھا۔ الغرض ہارون رشید کو اس راز کے اطلاع کی طبعین
 یہ روایت لکھی ہے کہ عباسہ کی ایک لونڈی تھی اوسے وہ ناراض ہوئیں اوسکو مار پٹیا اور قسم کہاں
 کہ میں تجھے مار ڈالوں گی اوسے فوراً جاگ اٹھا ہارون رشید سے اوس راز مخفی کو ظاہر کیا ہارون رشید نے اوس
 لونڈی کو عباسہ سے لیکر اپنی لونڈیوں میں بھیج دیا اور اوسکو حکم دیا کہ اب تو اس امر کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ اور
 روضۃ الصفائین لکھا ہے کہ زبیدہ ہارون رشید کی بی بی منکوحہ جن کو ساتھ اونکو بہت محبت تھی
 وہ یحییٰ بن خالد سے ناراض ہوئیں اوصحون نے یحییٰ کی بہت شکایت کی ہارون نے کہا کہ میں
 یحییٰ کو کسی امر مخالف دیانت داری کی مہتمم نہیں جانتا زبیدہ نے کہا کہ یحییٰ نے جعفر کو عباسہ کے
 ساتھ خلوت کر لیا کیونہیں ہارون نے کہا جعفر کا عباسہ کے ساتھ خلوت کرنے پر کیا دلیل
 ہے زبیدہ نے کہا بیشا پید ہوئیں اور زیادہ کیا دلیل ہوگی جو حرم محترم کچھ میں پرورش پاتا ہے ہارون نے
 پوچھا تمہارے سوا کوئی اور بھی اس امر سے واقف ہے زبیدہ نے کہا تمہارے محل میں کوئی عورت نہیں ہے
 جو یہ واقعہ نہ جانتی ہو اوسکو بھی ہارون نے دلیں رکھا۔ اور جب انہوں نے حج کے سفر کی تیاری کی تو
 روضۃ الصفائین لکھا ہے کہ عباسہ نے جلدی سے لوگ روانہ کئے کہ اوس لڑکے کو مکہ معظمہ سے زمین کی طرف

یسے مگر طبری کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مارون رشید نے مکہ میں پہنچ کے اوس لڑکے کو دیکھا
 کہ بہت خوبصورت ہے اور عباسہ اور جعفر دونوں کی شباهت اوس میں ہے پہلے ارادہ کیا کہ اوس کو قتل
 کریں پھر خوف خدا کی وجہ سے زمین آیا حرم محترم میں اسی گناہ عظیم کے کرنے سے باز رہے۔ بالجمہ جب سفر
 حج سے معاودت کر کے آئے فوراً جعفر کو قتل کیا اور اوس کا سر کاٹ کر سولی پر چڑھایا اور بعد چند مدت
 کہ اوس کو جلادیا اور یحییٰ کو اور فضل بن یحییٰ اور سار اوٹک خانداں کو لوگوں کو مقید کیا اور سب اوٹک ملک کا
 کو ضبط کیا مگر محمد بن خالد یحییٰ کے بھائی کو عفو کیا کہ اوس نے راضی تھی اوس خاندان میں سو محمد بن خالد کے
 کہ بروایت طبری براکہ میں اوس سے بہتر کوئی انتہا سب پر عذاب سخت نازل ہوا یحییٰ قید خانہ میں
 مر گئے اور فضل بن یحییٰ اور جعفر بن یحییٰ کے چھوٹے چھوٹے بیٹے تھے اوٹک کو بھی قتل کیا سارا براکہ کا
 خاندان بعد اسی عروج کی جنہوں نے لاکھوں روپے لٹا دے تھے سب مفلس اور نان شبیہ کو
 محتاج ہو گئے۔ روفتہ الصفامین محمد بن عبد الرحمن ہاشمی سے ایک روایت لکھی ہے کہ وہ علیہ السلام
 کو دن اپنی ماں کی گھر میں گئے اوس وقت اوٹک کی پاس ایک عورت بہت پرانی اور میلا کپڑے پہنے
 ہوئے بیٹھی تھی اوٹک کی ماں نے اوس کو کہا یہ ضعیفہ جعفر بن یحییٰ کی ماں ہے محمد بن عبد الرحمن کہتے ہیں
 مینی اوٹک کی تعظیم کی اور اوس سے پوچھا اما در امور عجیبہ میں آپ نے کیا دیکھا اوٹک نے جواب دیا بیٹا بڑا
 عجیب امر یہ ہے کہ ایک زمانہ ہمارا اوپر گذرا کہ چار سو متعنے گران قیمت ہمارے تو شکنی فی من تھے اور
 ایک زمانہ آج ہے کہ اوس وقت ایک بکری کی کھال ہمارے سر سے بندھی ہے اور دوسری کھال کا ہمارا لفافہ
 ہے محمد بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ اوس وقت مینی پانسو درہم منگو اکو اوٹک کو نذر کر دیا وہ اس قدر خوش ہوئے
 کہ قریب ہمارے خوشی کو جان نکلائے اوس کے بعد وہ اکثر ہمارے گھر میں آیا کرتی تھیں جب تک
 باہم مفارقت واقع ہوئی۔ ذکر سفر مارون رشید کا ممالک خراسان کی طرف اور

وفات اونکی طوس مین - صاحب روضۃ الصفا نے روایت جبرئیل مختشو طبیب کو
 لکھا ہے کہ وہ مارون رشید کے ساتھ رقبہ مین تھے اور سب درباریوں سے پہلے صبح کو اونکی پاس حاضر
 ہوتے تھے اور کیفیت صحت مزاج کی دریافت کرتے تھے جب خوش و خرم رہتے تھے تو کو الف شبینہ
 اپنے بیان فرماتے تھے کہ شب کو کیا کھایا اور کیا کیا کام کئے - ایک دن بدستور وہ حاضر ہوئے
 ویر تک کھڑے رہی کچھ بات اونھوں نے نہ کی اور سب جھکائے ہوئے کچھ فکر مین بیٹھ رہے تھے اونھوں نے
 آگے بڑھ کر پوچھا یا امیر المومنین سرم فد اتو باد آج مین حضور کو بہت مغموم اور طول پاتا ہوں
 اگر کوئی عارضہ بدنی ہو تو ارشاد ہو کہ فکر علاج کی کیجاؤ اور اگر کوئی حادثہ ملکی ہو تو اس قدر پریشانی
 نہیں چاہئے یہ جہان حوادث سے خالی نہیں رہتا اسکو دفع کے باہین مشورہ لیسو کوئی تدبیر سوچنی
 چاہئے - فرمایا جبرئیل اون دونو امر مین سے جو تم نے کہا کوئی نہیں ہی طلال میرا سبب ایک
 ہی سبب خواجے ہی جو رات کو مینی دیکھی ہے جھکو نظر آیا کہ مین تخت پر بیٹھا ہوں اسکو نیچے سے
 ایک ہاتھ نمود ہوا جسکی ہتھیلی مین سرخ مٹی ہے اور ایک آواز آئی مگر بولنے والی کی صورت
 نہیں نظر آئی کہ یہ مٹی اوس جگہ کی ہے جہاں تم دفن کئے جاو گے مین نے پوچھا میرا دفن
 کہاں ہوگا اور یہ مٹی کس ملک کی ہے جواب آیا طوس تھا امدفن ہی یہ وہ مین کی مٹی ہے پھر وہ
 ہاتھ غائب ہو گیا اور آواز منقطع ہوئی - جبرئیل کہتا ہے مینی عرض کیا یا امیر المومنین خواب
 جو اجڑہ فاسد اور خیال کا سد سے پیدا ہوتا ہے اوس سے ہرگز رنج نہ کرنا چاہئے اور پریشان
 نہ ہونا چاہئے بلاشبہ و شک یہ خواب اصفاٹ احلام کے قسم سے ہے قابل تعبیر کے نہیں ہے
 غالباً حضور کو سوتے وقت تصور اوس حادثے کا ہوگا جو ہمرقبہ مین واقع ہوا اور خیال خراسان
 کے سفر کا ہوگا اسوا سطر خیال نے یہ نبذش کی ہے آج حضور سامان عیش و نشاط زیادہ فرماوین

اور اس خواب پریشان کمرنج کو جبکا باعث مواد سوداوی یا متغیہ کی ایک ترکیب خوشی
 اور خورمی ہو سکے۔ یہ بھی غرض اس نہالیش کو مینر اسقدر طوالت دی کہ اونکی طبیعت
 کمرنج دفع ہو گیا اور زنا سا طہرے پر ظاہر ہوا چند مدت کے بعد اس خواب کا تصور اونکی دلی
 زایل ہو گیا اور رقصہ سحر وہ بغداد میں آئے اور عازم سفر فرما سان کے ہو۔ اب کو افعال
 بواعث اوس سفر کے تاریخ طبری کی روایت سے ہم کہتے ہیں رافع بن لیث بن نصر ایک
 شخص سمرقند میں ارباب سیف سے زانا مور اور نہایت مکار اور عیار اور عیش دوست
 تھا عورتوں کے ساتھ بہت صحبت رکھتا تھا اور یحییٰ بن اشعث مہدی باللہ کی مالیک میں
 بھی سمرقند میں تھا اوسکی جوڑو بہت حسین تھی وہ اپنی جوڑو کو وہاں چھوڑ کے کچھ ضرورت
 سے بغداد میں گیا اوسکی غیبت میں رافع نے اوس کی صحبت اور آشنائی پیدا کی اور اوسکو ایسا
 بہکایا کہ خواہشمند ہوئی کہ سیطرہ قید کناج یحییٰ بن اشعث سے خارج ہو جاوے اور اسی عیش دوستی
 کو جو رافع کی جبلت تھی چونکہ وہ عورت متول اور مالدار تھی وہ چاہتا تھا کہ سیطرہ حرم وہ قابو
 میں آوے اوس عورت کو رافع نے سمجھایا کہ اور کوئی صورت یحییٰ بن اشعث کی رضا مندی
 سے تمہارے قید کناج جاتی رہی کی ہنیں ہی بجز اسکی کہ تم مذہب اسلام سے مرتد ہو جاؤ تب کناج
 باطل ہو جائیگا پھر اوسکی بعد توبہ کر کے مسلمان ہو جانا اوس عورت نے مذہب ترسان اختیار کر لیا
 اور چند روز کے بعد پھر مسلمان ہوئی تب عدت میں بیٹھی بعد عدت کی گزرنے کے رافع کے ساتھ
 کناج کر لیا اس امر کا استغاثہ یحییٰ بن اشعث نے مارون رشید کے سامنے پیش کیا اور نمون
 علی بن عیسیٰ اپنی حاکم خراسان کو حکم بھیجا کہ رافع کو گرفتار کر کے منہ کا لاکر دو اور گدھے پر
 چڑھا کے سارے شہر میں گھماؤ اور کوڑے مارو علی بن عیسیٰ نے وہ حکم سلیمان بن جنید ازبکی

جو امیر سمرقند کا اونکی طرف سے تھا بھیجا کہ اوسکی تعمیل کریں اونھوں نے رافع کو فوراً قید کیا اور اوس عورت کو اوسے جدا کر دیا مگر اور کوئی سخت سزا جو اوس حکم میں تھی وہ ظاہر ہو مروت سے رافع پر جاری نہ کی اس سبب سے کہ وہ نامور آدمی تھا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قید بھی کچھ سخت اور حفاظت کی نہ تھی اس واسطے کہ رافع بن لیث سمرقند سے بھاگ گیا اور بلخ میں پہنچا جہاں علی بن عیسیٰ تھو خود وہاں مخفی رہا اور علی بن عیسیٰ کو پاس پیغام بدرخواست معافی اپنی جرم کے بھیجا علی بن عیسیٰ نے نا عاقبت اندیشی کی اور خلیفہ کو حکم کے خلاف اوسکا قصور محاف کر دیا اور اوسکو حکم حاو دت کا سمرقند میں دیا وہ پھر وہاں پہنچا اور چونکہ اوس عورت کو علانیہ اپنی پاس نہیں رکھ سکتا تھا ایک تدبیر مفسدہ پردازی کی سو نچا یعنی سمرقند کے مفسد اور عیاروں کو جمع کر کے سمرقند پر قبضہ کر لیا اور اوس عورت کو ساتھ علانیہ نکاح کیا اور چونکہ عام اور خاص اوس شہر کے علی بن عیسیٰ کی حکومت سبب اونکو ظلم و ستم کے ناراض تھو سب معین اور مددگار رافع بن لیث کے ہو گئے علی بن عیسیٰ نے یہ خبر سنکے ایک جمعیت فوج کی اپنے بیٹے کی سپہ سردار میں بھیجی رافع نے اوس فوج سے مقابلہ کیا بڑی جنگ ہوئی علی بن عیسیٰ کے بیٹے کو مع اونکی جمعیت فوج کے شکست ہوئی خود علی بن عیسیٰ اوس جمعیت کے شکست کی خبر سنکے آئے رافع باغات سمرقند یونکو اونسے بھی لڑا اور اونکو بھی شکست ہوئی جب علی بن عیسیٰ سمرقند سے ہریمت پاکو پھر بلخ میں پھرے آئے تھو وہاں کو لوگ سب بگڑ گئے اونکو نائب کو مار ڈالا اور علی بن عیسیٰ کا اور اونکی بیٹو کا گھر لوٹ لیا تین کرو دردم اونکو ایک باغ میں مخفی تھو وہ سب اوٹھالیکے یہ واقعہ اونکو غیبت میں ہوا کہ وہ ہنوز مرو میں تھو اخبار نویس نے اس سارے واقعے کی

جو سمرقند میں اور بلخ میں ہوا دار الخلافت میں اطلاع کی اور چونکہ بلخ کے سب لوگ علی بن عیسیٰ سے
بسیب او انکی ظلم و ستم کے ناراض تھے وہ سب علانیہ کہتے تھے کہ ہم سب امیر المومنین کی مطیع اور تابع
ہیں اور اخبار نویس فی یہ بھی لکھا کہ علی بن عیسیٰ فوج اور روپیہ جمع کر رہے ہیں او انکو نرمی
اور مدارات کی ساتھ طلب کر لینا چاہئے ایسا ہنو کہ وہ باغی ہو جائیں اور اوسے پیشتر مارون رشید
کی پاس سے کھڑے اور عرضیاں مظلوموں کی بھیجی تھیں جنہیں جنرل علی بن عیسیٰ فی بڑے بڑے ظلم کرتے تھے
مارون رشید فی ہر شے بن امین کو ایک جمعیت فوج کی ساتھ مع بعض احکام مخفیہ کی فراسان
کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ راہ سے تم علی بن عیسیٰ کو اطلاع کرو کہ مجھ کو امیر المومنین فی تمہاری اعانت
اور مدد کیو اسطی بھیجا ہے اور جب قابو میں آجائیں تو احکام مخفیہ یہ تھے کہ او انکو قید کرو اور سارے
او انکی مملو کات ضبط کر کے یہاں بھیج دو اور او انکی پانوں میں بیڑیاں ڈالکر اشتہار عام کرو کہ جبکو
دعویٰ علی بن عیسیٰ پر ہو وہ آکر دعویٰ کرے اسطرحی اسکی مظالم کو دفع کرو ہر شے بموجب حکم کروانہ
ہوے او جیسا حکم تھا رستے دینی بن عیسیٰ کو اطلاع کی وہ استقبال کر کے او انکو لیگن ہر شے فی
تنہائی میں وہ حکم مخفی او انکو سنایا اور قید کر لیا اور مرو کی مسجد جامع میں علی العموم لوگوں کو اپنی
امارت فراسان اور علی بن عیسیٰ کی معزولی کا حکم ساری سپاہ کو اور رعیت کو سنایا سبھوں نے
قبول کیا ہر شے علی بن عیسیٰ کو یا بچوانہ کر کے اور ہر روز مسجد جامع میں بیٹھکر اشتہار دیتے تھے
جبکو جو دعویٰ علی بن عیسیٰ پر ہو وہ پیش کرے جو شخص آ کے دعویٰ کرتا تھا ہر شے علی بن عیسیٰ سے
او سکود لوادیتے تھے بعد فراغت کی او انکی منظمی سارے علی بن عیسیٰ کے مملو کات ہر شے فی
ضبط کئے۔ الغرض سارا فراسان ہر شے کی احکام کا مطیع ہو گئے بالکل ممالک و دارا انہر رافغ بن
لیث کی قبضے میں آ گئے تھے او نمالک کی لوگوں فی ہر شے کی احکام تسلیم نہ کئے او انھوں فی مفصل

دار الخلافت میں اطلاع کی اس خبر کے پھینکنے سے مارون رشید فی ذات خود ارادہ سفر خراسان کا
 کیا امین کو بغداد میں اور قاسم کو موصل میں قایم مقام مقرر کر کے روانہ ہوا اور ظاہر امامون پیشتر ہی
 خراسان کی کسی شہر میں تھے مگر مارون رشید وقت روانگی کے بغداد میں صبح المزاج نہ تھے جبرئیل طیب
 ہمراہ تھا جب ہمدان میں پہنچے بادشاہ ہمدستان کی پاس ایک طیب نامی تھا اور اسکو طلب کیا
 اور اسکو معالجی سے صحت ہوئی جب کہ انشاہ پہنچے وہ انس امامون کو پیشتر روانہ کیا اور فضل بن سہل کو
 اوکلی وزارت سپرد کی اور اوکو حکم دیا کہ تم جا کر مرو میں قیام کرو اور ہر شہ کو حکم دو کہ رافع کی مفسد کو
 دفع کرے اس واسطے کہ وہ ستر قند سے بخارا میں جا کر مقیم ہوا تھا اور ستر ممالک ماوراء النہر کے اسکو
 قبضہ میں آگئے تھے اسی اوکلی حالت صحت میں علی بن عیسیٰ کو مقید کر کے لائے جب وہ گرگان
 پہنچے تھے ستر اوکلی ملکات نقد و جنس اسی کو در دریم کا مال تھا اور پندرہ سواونٹ تھے وہ سب
 مارون رشید نے خزانے میں داخل کئے اور علی بن عیسیٰ کو پابجولانہ بغداد میں بھیجا یا اور محمد
 امین کو تاکید اوکلی حفاظت کیواسطے کی۔ بعد اسکو پھر مزاج مارون رشید کا بگڑ گیا یعنی اسی مرض
 کا عکس ہوا اور جبرئیل طیب اوکلی ہمراہی کی راہ میں طیب سے جو ہندوستانی آیا تھا مختلف
 ہوئی اور ظاہر غلطی جبرئیل کے راہ کی ثابت ہوئی مارون رشید فی ارادہ اسکی قتل کا کیا اور
 درخواست کی کہ کل الرصحت حضور کو نہو جا تو جو سزا چاہئے وہ دیجو باتفاق اٹھیر دوسرے دن
 اوٹھوں نے قضا کی۔ مگر قبل اس واقعہ کے جب مارون گرگان سے روانہ ہوا ہر شہ میں امین
 دیا کہ جو اسکا امامون کی حکم سے رافع بن لیث کی قتل کی دفع کر نیکی لئی پار ہوئے اور سرحد بخارا میں
 پہنچے رافع نے اپنی بہائی بشر بن لیث کو ایک جمیت فوج کے ساتھ مدافعت کیواسطے بھیجا ہر شہ
 فی اوس جمیت کو شکست دی اور بشر بن لیث کو گرفتار کر لیا اور اسکو امامون کی پاس

پانچویں روانہ کیا مومن نے اسکو مارون رشید کو پاس بھیجا کہ وہ اونکو پاس حالت شدت یا رگیا
 میں پہنچی اور چونکہ گرگان میں اونکی مرض کانگس ہوا تھا اطباء کی تجویز ہوئی کہ آب و سہاگوس کی
 غالباً مزاج کی موافق ہو اسواسطی وہ دکانس روانہ ہوا اور صفر ۱۹۲۲ ہجری میں خوش میں پہنچا وہاں
 جب شربن لیث اونکو سنا سنی گیا اوسے بغضب فرمایا دشمن خدا تو فی اورتی رہے بھائی نے فرشتوں
 مجھ سے باغی کیا کہ اس حالت ضعف میں مجھکو حرکت کرنا پڑی تجھکو ایسے عذاب سے قتل کروں گا کہ
 آج تک سیکو اس عذاب سے نہیں مارا ایک قصاب کو مامور کیا کہ اسکو اعضا کو تھوڑا تھوڑا کاٹنا
 شروع کیا چودہ ٹکڑے اسکو بدن کی ہوسے تھوڑے تھوڑے اوسکی روح فنا ہوئی اوان ٹکڑوں کو جلایا
 اور سر اسکا سولی پر چڑھایا۔ اوسکو دس دن بعد مارون رشید نے شبِ شب تیسری جہاد فی اللہ کی
 ۱۹۳۲ ہجری میں بروایت طبری قضا کی فطن بن ربیع اونکی صاحب شرط یعنی کوتوال اور اسماعیل
 بن صبیح اونکی منشی اور تین خادم اونکی یعنی مسرور اور شاد اور حسن نے اونکو غسل دیا اور ایک میٹر
 اونکی صالح جو ہمراہ تھے اونھوں نے نماز جنازہ کی پڑھائی میتا لیس برس کی اونکی عمر ہوئی اور تیس برس
 تخت پر سے وہ بہت خوبصورت سفید رنگ مرغولہ موی یعنی گھونگھڑا بال رکھتی تھو تیرہ بیڑ اونکو
 نے چھوڑے محمد امین - اور عبد اللہ مامون - اور قاسم مومن - اور علی اور صالح پانچ یہ تھے اور آٹھ
 بیڑ اور تھو سب کا نام محمد تھا ہر گنت سے مختلف اور ہمیشہ تھو یعنی ابو اسحاق اور معتمد - اور ابو یعقوب اور
 ابو العباس - اور ابو محمد اور تین اور محمد تھے کہ اونکی گنت ہین معلوم ہوئی اور چار بیٹیاں چھوڑ
 اور نکو چہ بیان دو تھیں ایک زبیدہ بنت جعفر ابن ابی جعفر المنصور الدانقی اونکی بیٹ سی
 محمد امین پیدا ہوئے اور دوسری ام العزیز نام تھیں جنکو بیٹو علی تھے اور باقی سب لڑکوں کی ماں
 لونڈیاں تھیں مامون اور معتمد کی ماں کا نام مرجانہ تھا۔ مارون رشید کی ایک امر پر مومنین بہت

شناخت کرتے ہیں یعنی قتل اور غزل برائے کما بظہر عہد شکنی جو بفرین بھیجی کہ عباسہ اونکی بہن باہین
 جو عہد اور پیمان بہت ہی خلاف عقل اور دور اندیشی کو اچھوٹ کر دیا تھا یا یہ لہو کہ وہ نکاح بذات
 خود یا اس عہد و پیمان کو ساتھ نہایت ہیجا تھا الغرض بعد برائے کما کے غزل اور قتل کے سارے ممالک
 متعلقہ خلافت غیر منتظم ہو گئے ہر طرف بغاوت اور فساد شروع ہوا اس میں کچھ شبہ نہیں ہے بلکہ
 بہت بڑے منتظم اور بھی خواہ خلافت کی تحریک مارون رشید بعد ان لوگوں کی خراب اور برباد کر نیکی بہت
 شرمندہ اور محزون ہو اور نہایت محن و مشاق کرنے لگی یہاں تک کہ خراسان کے مفاسد کو رفع کرنے کو
 بذات خود اوشون کی حرکت کی جو منبر اونکی بلاکت کی طرف ہوئی اور شرح اور تفصیل معاملات خلافت
 اونکی عہد کی بہت طویل ہے جسکو خواہش ہو بڑی تاریخوں سے طلب کرے۔ ذکر بعض وصایا
 زہاد اور عباد اور اہل اللہ کا مارون رشید کو اور مواظط اور اندرز
 بسنے اونکی قلب کو بہت رقیق کیا۔ کچھ شبہ نہیں ہے کہ مارون رشید کی اوصاف
 مستحسنہ میں اونکی رغبت علما اور فقہاء اور ارباب کمال کے ساتھ مصاحبت کی تھی اور سلوک
 اور مدارات بواؤ کو ساتھ وہ ہمیشہ کرتے رہے یہاں نقل کرنا بعض اوس جنس کے مواظط کا مکتب
 معلوم ہوا جس نے اونکی دل پر بہت اثر کیا۔ روضۃ الصفا میں مروی ہے مارون رشید کی بعض
 ہم نشینوں کی روایت ہے ایک دن وہ اطراف رقیہ میں شکار کیواسطے پھرتے تھے ایک زاہد فاضل تہذیبی
 اور سختی بے ادبانہ کہا اے رشید تو خدا سے نہیں ڈرتا یا اونکی ساتھ کچھ اور الفاظ سخت اور تہدید کے
 ہوئے مارون نے ابراہیم بن عثمان ایک شخص کو اپنے ہمراہیوں میں سے حکم دیا کہ اس شخص کو ساتھ لے آؤ
 جب میں شہر میں پہنچوں تب میرے سامنے لے دو جب وہ قصر خلافت میں پہنچا کھانا مانگا اور اس زاہد کو
 اپنے ساتھ کھانا کھلایا بعد فراغت کو کھانے سے زاہد سے کہا مجھ کو آپ سے کچھ پوچھنا منظور ہے اسکا جواب

انصاف سی و بیچیکا: اہ فی کہا اقل مرتبہ جو آپ کو ضرورت تھا کہ مجھ سے فرمائے یہ تھا جو آپ نے کہا رشید نے
 پوچھا تمہارے نزدیک میں شریر تر اور خبیث تر ہوں یا فرعون زائد فی جواب دیا فرعون ہوا
 کہ اوسنے دعویٰ الوہیت کا کیا اور اناس بلکہ الاعلیٰ کہا پھر ہارون فی پوچھا موسیٰ اور
 ہارون آپ سی بہتر تھے یا آپ اونسے بہتر ہیں زائد فی جواب دیا مجھ کو کیا نسبت سی اوں دونوں سے
 وہ پیغمبر تھے میں ایک اونی عباد اللہ سی ہوں ہارون فی کہا جب اللہ تعالیٰ فی موسیٰ اور
 ہارون کو فرعون کی پاس بھیجا تب کہا فقولا لہ قولا لینا لئلا یذکرنا معکم علیٰ عداوتکم فی
 زمی سی گفتگو کرنا حالانکہ وہ کافر اور گمراہ تھا اور میں بقدر طاقت مامورات پر عمل کرتا ہوں
 اور منہیات سی باز رہتا ہوں اور تمہیں مجھ کو نصائح ایسی سختی کے ساتھ کہی اور ادب خلافت کا
 کچھ لحاظ نہ رکھا زائد فی کہا لاریب میں خطا کی میں اس حرکت سی استغفار اور توبہ کرتا ہوں
 امید دار ہوں اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کرے آپ بھی میرا قصور معاف کجی ہارون فی کہا
 اللہ تعالیٰ تمہاری آمرزش کرے اور آٹھ ہزار درہم اونکو واسطیٰ سنگا کے دئے زائد فی کہا
 میں ایک مرد سیاح ہوں اس مالکی مجھ پر احتیاج نہیں ہی ہر شے بن عین فی کہا اے مرد
 جاہل خلیفہ اور امام کے عطیہ سی تو انکار کرتا ہو ہارون فی ہر شے سی کہا تم چپ رہو اس میں دخل
 نہ کرو انکا معاملہ میرے ساتھ ہی نہ کہ تمہارے ساتھ بعد اوسکی ہارون فی زائد سی کہا میں تمکو
 محتاج سمجھتا ہوں یہ نہیں دیا مگر خلفا کا دستور یہ کہ جب کسی ماتہ اونکو صحبت ہوتی ہے صلی اور انعام سے
 اوںکو محروم نہیں رکھتو بقدر تمہارا جی چاہے اس مال سے خواہ مخواہ قبول کرو زائد فی اونکو دعا
 دی اور دو ہزار درہم اوسمیں سی اوٹھائے مگر وہ سب وہیں دار الخلافہ کو دربانوں اور حاضر
 باشوں پر تقسیم کر دئے اپنی ساتھ کچھ نہیں لیکو مسامرہ میں شیخ اکبر لکھتی ہیں فضل بن ربیع

راوی میں کہ ہنرو مارون رشید کیساتھ حج کیا اسی سفر ج میں کو نے مین گذر ہوا رستہ میں
 بہلول بنون کھڑے ہڈیاں بکتر تھو فضل نے بہلول سے کہا چپ رہو امیر المومنین کی سواری
 آتی ہو وہ چپ ہو گئی تب ہو وہ امیر المومنین کی سواری کا اونکی سامنے ہوا بہلول نے کہا یا امیر المومنین
 ایم بن بابل فی صحبہ کہا کہ قدامہ بن عبد اللہ عامری فی ولسو روایت کی کہ مین رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو مینی مین اونٹ پر سوار دیکھا جیسوہ اناپالان تھانہ وہ منقش تھانہ مجتہب
 نہ رنگین فضل بن ربیع کہتے ہیں مینو عرض کیا یا امیر المومنین یہ بہلول ہیں امیر المومنین نے کہا مینو
 خود پہچان لیا تھا پھر بہلول نے کہا یا امیر المومنین مین کوئی شر پڑ ہون مارون فی کہا پڑ ہو
 ظاہر معلوم ہوتا ہے سواری وہاں روک لیکن بہلول نے یہ عربی قطعہ پڑھا قطعہ حب انک
 قد ملکت الارض طرا و دان لک العباد فکان اذا الیس غذا مصیرک جوف قبر و یثو
 الشراب هذا ثم هذا خلاصہ ترجمہ اوسکا یہ ہے جیٹو مانا تم ساری زمین کے مالک ہو گئے اور ساری
 خدا کو بندے تھانے نا بعد از ہون گئی پھر کیا کیا کل قبر کے پیٹ مین بنانا ہوگا اور مٹی کا ڈھیر نہ پڑ
 نہ آویگا اسکو خوب یاد رکھو پھر یاد رکھو امیر المومنین نے کہا بہت اچھا شر پڑا کچھ اور بھی فرماؤ
 بہلول نے کہا بہت خوب۔ یا امیر المومنین جسکو اللہ تعالیٰ مال اور جمال دونو عطا کرے پھر وہ
 اپنے جمال کے ساتھ پارسائی کرے اور مال سے لوگوں کی ساتھ مواصلات اور احسان کرے
 تو اوسکا نام دیوان ابرار مین لکھا جائیگا۔ امیر المومنین سمجھو کہ اس کلام مین حسن طلب ہے
 فرمایا مینو حکم دیا کہ تمہارا سب قرض ادا کر دیا جائے بہلول نے کہا ایسا حکم نہ دیجئے قرض قرض لیکن
 ہنن ادا کیا جائے مستحق کے حقوق ادا کیجئے اور اپنی نفس کا پہلی قرض ادا کیجئے امیر المومنین نے
 فرمایا مینو حکم دیا کہ آپکو واسطی برادوام کچھ مقرر کیا جائے بہلول نے کہا یا امیر المومنین ایسا حکم

نذبحو آپ کو میرے ساتھ برائی کر نیسی کیا ملیگا میرے واسطے مقرر کرنا او سپرے جسے آپ کو واسطے
 مقرر کیا ہے آپ کو مقرر کر نیکی مجھ کو احتیاج نہیں ہے حضرت بہلوا، تو تقرر مواجب کا اپنی واسطے اپنی
 ساتھ بدی کرنا تھرا یا۔ پھر اسی مسامرہ میں فضیل بن یزید کی روایت سے لکھا ہے، ہارون رشید
 نے حج سے فراغت کی اور ظاہر او میں مکہ معظمہ میں ایک دن اون کی قیام گاہ میں تشریف لائے تو
 فرار کو کہا یا امیر المومنین مجھ کو آپ سے یاد کیوں نہیں فرمایا آپ نے خود کیوں تکلیف فرمائی؟
 رشید نے فرمایا و یحک یا فضل میرے دل میں کچھ کھٹکا ہوا ہے کسی عالم کو تلاش کر دو کہ او سے پوچھوں
 راقم کہتا ہے و یحک کلمہ رحم کا ہے جیسا دلیل کلمہ عذاب کا ہے دونوں کو
 معنی میں افسوس ہے اور کھٹکا ہارون کو کسی دینی امور میں ہوا ہوگا فضل نے کہا یہاں قریب ایک
 بڑے حافظ فقیہ رہتے ہیں سفیان بن عیینہ وہ طبقہ ثانیہ کے عالم حافظ اور فقیہ تھے مگر انیر عین
 اون کی حفظ میں کچھ فرق ہو گیا تھا، ہارون نے کہا اچھا چلو اون کو پاس جب وہ ان کو وہ دور کو
 باہر نکلا اور کہا امیر المومنین نے مجھ کو یاد فرمایا ہوتا یہاں تشریف لائے کیوں زحمت اٹھائی
 پھر ہارون کو جو پوچھنا تھا وہ پوچھا اونھوں نے جواب دیا مگر ہارون کی ظاہر تسکین نہ ہوئی پھر
 اون سے پوچھا کچھ آپ کو او پر قرض ہے اونھوں نے کہا ہاں حکم دیا انکا قرض ادا کر دو ان سے اونھوں نے
 کہا کوئی دوسرا شخص تلاش کرو فضل نے کہا عبد الرزاق ایک بزرگ یہاں سے قریب ہیں۔
 راقم کہتا ہے عبد الرزاق کئی عالموں کا نام ہے معلوم نہیں ہے کون مراد ہیں
 عجب نہیں ہے عبد الرزاق بن عمر والد مشقی مراد ہوں کہ وہ ہم عصر ہارون رشید کے ہیں وہ بھی
 طبقہ ثانیہ میں تھے مگر اباب اسماء الرجل اون کو لکھتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہیں یعنی اون کی
 روایت حدیث کی بابین مستبرہ نہیں ہے اون کو ساتھ بھی بعینہ وہی معاملہ ہوا جو سفیان بن عیینہ کے

سیاہتہ ہوا تھا۔ وہ انس و شکلی کہا کوئی اور عالم تلاش کرو راوی فیصل بن عیاض بیان کیا
 قریب بن فرمایا وہ ان چاروں کو دروازے پر پہنچا تو آواز معلوم ہوئی کہ وہ نماز میں کھڑے
 ہوئے ایک ہی آیت کی تکرار کر رہے تھے راوی کہتا ہے ہم دروازہ کھٹکھٹایا وہ انس و آواز آئی کون
 ہے ہم کو کہا امیر المؤمنین تشریف لائے میں انس و آواز آئی ہکو امیر المؤمنین سے کیا کام ہے راوی نے کہا سبحان
 تمہارے اوپر اطاعت افکی فرض ہے تب وہ اترے اور دروازہ کھوکھو بھاگی اور پھر اپنے
 کوٹھ پر چڑھ گئے اور چراغ گل کر کے ایک کونے میں جا بیٹھے ہم اور ہارون رشید بھی اوپر چڑھ گئے
 اور ہاتھوں میں ٹوٹے ہوئے گلو کہ وہ کہاں ہیں امیر المؤمنین کا ہاتھ افکی بدن پر پڑا تو وہ بولے اف
 یہ ہاتھ کیسا نرم ہاتھ اگر کل خدا کا غضب سے بچا فصل بن ربیع کہتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا
 آج ہم انس و جی کہو لے باتیں کرینگے۔

راقم کہتا ہے ظاہر فضل بن ربیع کا مطلب تھا کہ وہ کسی سے کبھی ملاقات
 نہیں کرتے تھے خلق سے منفرد رہتے تھے چونکہ اب بھیس گئے اس واسطے فضل نے وہ تصور کیا پھر امیر المؤمنین
 فرمایا میں نے جو واسطے ہم آئے ہیں وہ کہو اور جواب سننے کا ہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ درخواست
 کی ہوگی کہ کوئی نصیحت مشورہ فرمائے تب فیصل بن عیاض نے کہا جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ
 ہوئے تب انھوں نے سالم بن عبداللہ اور محمد بن کعب قرطبی اور جابن حیات کو بلایا اور ان کو
 کہا میں اس بڑے عظیم بن مبتلا ہوا ہوں مجھے مشورہ دو میں کیا کروں تو انھوں نے خلافت کو بلا شمار
 کیا تھا اور آپ اور آپ کو رفقا و سکو نعمت عظیم جانتے ہیں۔ تب سالم بن عبداللہ فرمایا اگر خدا کو
 عذاب سے نجات پانچا قصد ہے تو دنیا سے روزہ رکھو اور موت سے اظہار کرو۔ اور محمد بن کعب نے
 کہا اگر خدا کو عذاب سے بچنا چاہتی ہو تو مسلمانوں میں جو قسمی بڑا ہو اس کو باپ سمجھو اور برابر کو بھائی جانو

اور چہوے کو بیٹا خیال کر تو باپ کی توقیر کرو اور بہائی پر بخشش اور اکرام کرو اور شوخ برہم کرو۔
 اور رجا بن حیات نے کہا اگر خدا کی عذاب سے نجات ملنے کی آرزو ہے تو مسلمانوں کی واسطی وہ بہتر جانو جو
 اپنی واسطی بہتر جانتے ہو اور انکی واسطی وہ بد جانو جو اپنے واسطی بد جانتے ہو پھر چاہو تو مرجاؤ
 مارون رشید مین تمسی کہتا ہوں کہ مجھ کو تمہارے اوپر رحم آتا ہے اسواسطیکہ مجھ کو خوف ہی تھا
 اوپر اوسدن کا جسدن کسی کی پانوزمین مین نڈ گینگے سو مین تمسی پوچھتا ہوں خدا تمپر رحم کرے
 کوئی تمہارا شیر ایسا بھی ہے جو میری سی نصیحت کرے تب مارون رشید نے رونا شروع کیا کہا
 روئے کہ غش کھا کے گر پڑے۔ فضل بن ربیع کہتے ہیں تب نے کہا امیر المومنین کے ساتھ
 نرمی سے بات کیجیو دیکھو اونکی حالت کیسی متغیر ہے اونھوں نے جواب دیا تم اور تمہارے یار
 لوگ امیر المومنین کی قتل کرنیکی فکر مین رہو ہمسی کہتے ہو کہ نرمی کرو۔

راقم کہتا ہے فضیل بن عیاض کا مطلب قتل کرنیسی آخرت کا قتل ہے۔ آخر
 امیر المومنین کو ہوش آیا کہا اور کچھ فرمائیے خدا آپ پر رحمت کرے فضیل بن عیاض نے کہا تیری
 سناہی عمر بن عبدالعزیز نے کسی شخص کو کہین کی حکومت دی تھی اوسنے کسی امر کی شکایت
 لکھی تھی اوسکی جواب مین عمر بن عبدالعزیز نے لکھا بھائی مین تمکو یاد دلاتا ہوں بد خوابی و دوزخ کی
 لوگوںکی ساتھ دوام قیام کے اوسمین ایسا نہو کہ اللہ تعالیٰ کی نظر تمہاری طرف سے پھر جاو اپنے
 آخر وقت مین تم نامید ہو جاؤ اوسکی رحمت اس تحریر کے پھینچنے سے وہ حاکم و مامور اٹھ کھڑا ہوا
 اور دار الخلافت مین چلا آیا عمر بن عبدالعزیز نے اونسے پوچھا تم یوقت اور کسے طلب کیوں اپنی دار الخلافت
 سے چلو آئے کہا آپکی تحریر سے گویا مین سوتا تھا جاگ پڑا اور میرا دل بدل گیا اب مین کہین کی حکومت
 اپنے ذمے نہیں لوں گا اب مجھے کھل گیا کہ دنیا کی کاموں کا انجام اپنا دین بچا کر آدمی کی اختیار مین نہیں

الامن شاء الله له مارون رشید پھر شدت سی روک اور کہا اور کچھ فرما خدا آپ پر رحمت بھیجے۔ اونھوں نے
 کہا اونھوں بصورت اچھی چھپر کی آدمی تو وہ ہے جسے خدا اس خلق کے بائین بہت کچھ پوچھو گا جہاں
 ہو سکی اس چھپر کیو آگ سی بچاؤ اور خبردار کوئی صبح اور کوئی شام تمھارے اوپر ایسی نہ گزرے کہ تمھارا
 دین اپنی رعیت کی طرف کچھ کینہ ہو اس واسطی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر من اصبیح
 عندہ غش لہ میاتح مرا ایحۃ الجنۃ یعنی جو شخص صبح کو اٹھے دین کینہ لے ہو وہ
 نہ سونگھ کر کا خوشبو جنت کی پھر مارون رشید بہت رو اس کی بعد اونس پوچھا آپ پر کیا قرض ہے اونھوں
 نے کہا مان میں اپنی پروردگار کا قرضدار ہوں جسے ابتک مجھے حساب نہین طلب کیا افسوس ہے
 مجھے اگر وہ اوسبا میں مجھے مناقشہ کرے اور افسوس ہے مجھے اگر جواب دہی کا مجھ کو الہام ہو مارون
 رشید نے کہا میں آدمیوں کا قرض پوچھتا ہوں اونھوں نے کہا میرے پروردگار نے آدمیوں کو قرض لینے کا مجھ
 حکم نہین دیا اور نہ اس کی ضرورت مجھ کو عطا کی اس واسطی کہ اوسنے فرمایا ہے اِنَّ اللہَ هُوَ الْمَنَّانُ
 یعنی جو تحقیق اللہ تعالیٰ روزی دینے والا ہے پھر کسی سی قرض لینے کی حاجت کیا ہے۔ تب مارون رشید نے
 ایک تھیلی ہزار دینار کی اون کی سامنے کی اور کہا اے پناہ راسخہ عیال کا نفقہ کچھ کہ اس کی سب سے ایکو
 قوت اور فرصت عبادت کرنیکی ہوگی فضیل بن عیاض نے کہا سبحان اللہ میں تو آپ کو طریقہ نجات کا
 بتلاؤں اوسکا مکافات آپ میرے ساتھ یہ کرنے میں کہ مجھ کو عذاب میں مبتلا کرتے ہیں۔ کہا اونھوں نے
 سکوت کیا۔ راوی کہتا ہے تب ہم باہر نکلی جب دروازہ پر پہنچے تب مارون رشید نے کہا ایک سی آدمی
 کو دکھلاؤ تو ایسا آدمی دکھلایا کہ وہ مسلمانوں کی سردار ہیں اتنے میں باہر سے پہنچے سننا کہ ایک عورت
 اون کی عورتوں میں سے اونس کہتی ہے کیا تم نہین دیکھتی ہو کس سختی اور تنگی کو عذاب میں ہم مبتلا ہیں
 اگر یہ رویہ تم نے لیتی تو چند روز آسائش اور آرام سی بسر کرتے شیخ نے جواب دیا میری تمھاری وی

مثل ہوئی کہ ایک قوم کے پاس ایک اونٹ تھا اسکی محنت اور مشقت سے اونکی بسر ہوتی تھی جب
 بوڑھا ہوا فوج کر کے اسکا گوشت کھا گئے ہارون رشید نے یہ سن کر کہا پھر چلو شاید وہ یہ روپیہ لے لیں جب
 ہم وہاں گئے وہ گھری نکل کی چھت پر چڑ گئے اور ایک کھڑکی میں جا بیٹھے ہارون رشید بھی جا کر
 اونکو پہلو میں بیٹھو اور اصرار شروع کیا کہ وہ روپیہ وہ قبول کریں اونھوں نے سکوت کا ایسا سناٹا
 بھرا کہ مطلق جواب نہ دیا اتنے میں ایک کالی عورت آئی اور اوسنے کہا اے لوگو آج کی رات
 تمہی شیخ کو بہت تکلیف دی اب بہتر ہے کہ یہاں سے آپ تشریف لیجا اور شیخ کو فرصت دیجو کہ
 یاد الہی میں مشغول ہوں خدا آپ پر رحمت کرے راوی کہتا ہے تب ہم سب وہاں سے چلے آئے۔
 چھٹے خلیفہ بنی عباس کے ابو عبد اللہ محمد الامین بن ہارون رشید تھے
 جو باپ کو مرینکو عبد اونکی وصیت سے خلیفہ ہوئے محمد امین کی ماں زبیدہ تھیں بنت
 جعفر ابن ابی جعفر المنصور والد واقعی بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم زبیدہ کا نام
 امہ العزیز بھی تھا اس بی بی کا نام سبب اوس نہر کے بنوانے کے جسکو معظّمہ کو سیراب کیا ہے عجیب
 بہنیں ہی تاقیام قیامت صفحہ گیتی میں قائم رہے شیخ اکبر نے مسامرہ میں لکھا ہے خلفا اور ائمہ میں
 سوا حضرت علی ابن ابیطالب اور حضرت حسنین رضوان اللہ علیہم اور محمد امین کو کوئی بہنیں گذر چکی
 ماں ہاشمیہ ہو وہ دراز قد سفید رنگ اور بہت خوبصورت تھی زور اور طاقت بھی اونکو بہت تھی
 اور بڑے شجاع تھی۔ موصوفین لکھتی ہیں ایک شیر کو جنگل میں اونھوں نے تلواریں قتل کیا اور بڑے
 فصیح اور بلیغ اور ادیب اور فاضل تھے مگر حکمرانی میں بد تدبیر تھے سیکڑوں تدبیریں کرتے تھے مگر کمتر
 کوئی راست ہوتی تھی وہ امر یا باقتضای تقدیر تھا یا اس سبب سے کہ لہو و لعب میں مشغول رہتے تھے
 اور پابند ہوا اور حرص کے بہت تھے اس سبب سے عاقبت بینی اور دور اندیشی عاقلانہ نہ کر سکتے تھے

مورخین لکھتے ہیں عقل بارت اور حکومت کی اونین نہ تھی بہر صورت بموجب وصیت ہارون رشید کے محمد امین بعد انکی خلیفہ مقرر ہوا اور انکی بعد عبد اللہ مامون اور انکی بعد قاسم مومن اسی ترتیب سے خطبہ بنین دعائے جملی پڑھے جاتے تھے اور سکہ جات بھی اسی ترتیب سے کندہ ہوتے تھے اور نشانوں وغیرہ پر بھی وہی ترتیب لکھی ہوئی تھی تو اگرچہ دلی خواہش محمد امین کی ہو کہ ولیمہ دی مامون کی اور انکی بعد قاسم کی بدل دین اور اپنی بیٹی کو جو صرف دو برس کا تھا اوسکو ولیمہ مقرر کریں لیکن بسبب باپ کی وصیت کی اور اس خوف کے کہ مبادا کوئی فتنہ برپا ہو جردت اوسکی منظور نہ تھی اور چاہتے تھے کہ باتفاق بھائیوں کو بسر کریں اور مامون کی دلیین بھی مخالفت نہ تھی چنانچہ بعد ہارون رشید کے قضا کر نیکو اوصھون نے محمد امین کی خلافت کا خراسان میں شہار دیا اور بھائی کو تحائف اوس ملک باظہار تابع داری اور قبول بیعت کی روانہ کر لیکن ایک شیطان الانس نے نظر اپنی خود غرضی اور ہوس بیجا کی محمد امین کا دل بدل دیا اور بھائیوں میں نفاق پیدا کر کے خسران الدنیا والاخرت ہوا۔ تفصیل اسکی ہم باختصار تاریخ طبری سے لکھتے ہیں اوسمیں لکھا ہے کہ ہارون رشید نے اپنی مرض الموت میں فضل بن ربیع کو حکم دیا تھا کہ جو کچھ مال اور اموال میرے ہمراہ ہے بعد میری وفات کو وہ سب مامون کا ہو فوراً مرومیں انکی پاس بھیج دینا وہ سب تحینا دس کروڑ ہم کا تھا فضل بن ربیع نے پہلے یہ حرکت نالایق کی کہ خلاف وصیت ہارون رشید کے وہ سب اموال محمد امین کے پاس جا کر گزارا چونکہ وہ بالفعل خلیفہ ہوئے تھے بہ نیت تقریب کے انکی پاس یہ حرکت کی ابد اوسکی یہ خوف اوسکو دلیین پیدا ہوا کہ مامون بعد اپنے اقتدار کے اسی اوس مالکا مواخذہ کریں گے۔ اور راقم کی رائیں شاید کوئی اور بھی وجہ ہوگی جسے فضل بن ربیع کو مامون پر اطمینان نہ تھا اسواسطی اوسنے خلاف وصیت ہارون رشید کے اوس اموال کے باہین کیا تھا۔ بہر صورت بعد تقریب کے محمد امین کی پاس اتنا ہی عی و اسنو یہ دراندازی

شروع کی اونی کو کہا یا امیر المؤمنین آپ کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا کیا ہے جس کا نام موسیٰ تھا اور فرزند اگرچہ چھوٹا
 بہ نسبت بھائی کے مستحق تر ولیعہدی کا ہے محمد امین نے جواب دیا یہ امر کس قدر حسرت منگ ہے مارون رشید ولیعہدی
 کی بیعت مامون کیواسطیٰ اور او کی بعد قاسم موت من کیواسطیٰ کروا چکی ہیں فضل نے کہا مارون رشید نے
 اس امر میں خطا کی ہے پہلی جگہ آپ کی بیعت ولیعہدی کی کروا چکی اب آپ کو ولیعہد مقرر کر نیکا آپ کو اختیار
 ہے اور ناکا اختیار باقی نہیں رہا یہاں تک اسباب میں اس نے ترغیب تحریریں کی کہ محمد امین کا دل بھلا
 کی طرف سے پھیر دیا اور اونھوں نے غم مصمم کیا کہ دونو بھائیوں کو ولیعہدی سے معزول کر کے اپنے بیٹے دوسا کو
 ولیعہد مقرر کریں پہلی اونھوں نے قاسم موت من کو موصل تکبہ ادا میں طلب کیا وہاں اور حاکم ہیجڈ
 وہاں او کی آئیکو بعد مامون کے بعد او کی ولیعہدی منسوخ کی جب موت من کو یہ خبر پہنچی وہ سمجھ کر اونکو
 ساتھ بھی وہی امر پیش آویگا اونھوں نے اپنی استقامت کی تدبیر مخفیہ شروع کیں۔ اور محمد امین نے
 مامون کو خط لکھا کہ تمہارے پاس فوج کم ہے اور ملکیت ہے اور یہاں فوج زائد ہے اور ملک بقدر اونکو
 مصارف کی نہیں ہے اسواسطیٰ میں یہ تجویز کیا ہے کہ ممالک سری اور قومس درگرگان اور طبرستان
 تمہارے قبضے سے نکال کر وہاں دوسرا حاکم اپنے طرف سے بھیجوں کہ آئی وہاں کی میرے پاس آ کرے اور
 مجھے منظور ہے کہ مرو میں تمہارے ساتھ میرا جنبار نویس رہے تاکہ وہاں کی اجبار مجھے پہنچا کریں اور حکومت
 خلافت کی میری خراسان میں قائم رہے ان دونو امر میں تم میرے حکم کی اطاعت کرو۔ مامون
 وہ احکام قبول نہ کرے اب محمد امین نے باعلان مامون کے خلع کا ولیعہدی سے غم کیا اور جمعہ کو دن خطبہ سے
 جملہ دعائیہ مامون کا نکلوا ڈالا اور فضل بن بریع نے مامون کو خلع کا ولیعہدی سے اور موسیٰ دوسالہ محمد
 کو بیٹی کی ولیعہدی کا لوگوں کو حکم سنایا اور وصیت نامہ مارون رشید کا جو بابکعبہ منظمہ پر آویزاں
 تھا اوسکو اوتروا کی پھاڑ ڈالا جب خبر مامون کو پہنچی اونھوں نے بھی نام محمد امین کا خطبہ سے اور درم اور

دنیا وغیرہ سے نکلوا ڈالا اور علانیہ خراسانیین اپنی تین منقب بہ امیر المومنین کیا اور وہ انکی لوگوں نے
 بے تحلف او سکون منظور اور قبول کر لیا اور بغداد میں محمد امین نے فضل بن ریح کی صلاح سے علی بن عیسیٰ
 بن ہامان جو ہارون رشید کی حکم سے بغداد میں مقید تھا او سکون نامی دیکھ امارت خراسانکی او سکون نامی دیکھ
 او سکون بہت سے امور کی فہمائش کی اور یہ حکم دیا کہ اگر مامون تیرے ساتھ جنگ کریں نہایت
 کوشش کرنا کہ وہ زندہ گرفتار ہوں اور چاندی کی بیڑی او سکون پانویں ڈالکر یہاں روانہ کرنا دولا
 درہم نقد علی بن عیسیٰ کو انعام دیا اور پچاس ہزار فوج او سکون ہمراہ کی وہ مع اپنے تین بیٹوں
 جنکا نام یحییٰ اور عبداللہ اور حسین تھا بغداد سے روانہ ہوا مامون نے یہ خبر سنکے طاہر بن حسین
 ایک چشم کو بیس ہزار فوج کی سپہ داری دیکھ مداخلت علی بن عیسیٰ کیواسطی مامون کیا اور ممالک
 رسی مع کوہستان نادر حلوان او سکون حکومت مقرر کی اور حکم دیا کہ ایسی جلدی کرو کہ رسی میں
 قبل علی بن عیسیٰ کے پہنچنے کے تم پہنچ جاؤ چنانچہ بموجب حکم کے وہ رسی میں پہنچ گئے اور وہاں
 معسکر بنایا متعاقب او سکون علی بن عیسیٰ بھی پہنچے اور سامنی اور مقابل طاہر بن حسین کے معسکر کو
 اپنا معسکر کیا اور طاہر کے پاس پیغام بھیجا اگر لڑنا منظور ہے تو صف آرائی کرو ورنہ بہتر یہ ہے کہ
 محمد امین کی بیعت قبول کرو اور صلح کرو طاہر نے جواب دیا عہد بیعت سابق کا تم لوگوں نے توڑا
 اور ناحق بجائیو کی پیچیدگی منقشہ ڈالا یہ مفسدہ پرداز می تم ہی لوگوں کی ہے نہ خاص محمد امین کی
 اس جواب سوال کے بعد طرفین سے صف آرائی ہوئی اور علی بن عیسیٰ نہایت غرور شجاعت سے اپنی
 سپاہ کی صف سے باہر نکلا اور طاہر کو آواز دی اگر حوصلہ ہے تو صف سے باہر نکلو اور میرے ساتھ
 مقابلہ کرو طاہر بن حسین بھی اوٹھ کھڑے ہو اور سامنی ہوتے ہی اپنی تلوار دونوں ہاتھ سے علی
 بن عیسیٰ کی سر پر چڑھی کہ اوسنے خود کو دو کترے کر کے او سکون سر کوشق کیا اور اونکا کام تمام کیا اور

مقدار اوسکو ساری طاہر بن حسین کی فوج نے متہورانہ بغداد پر پورے رش کی کہ ایک ہی حملہ میں
 اونیکی یا نو اوتھہ گئی اوسکو نہریمت ہوئی طاہر کے ہمراہ بیون فی علی بن عیسیٰ کا سر کاٹ کر اور
 انگشتی طاہر اوسکو مہر کی اوسکی اوگلی سے نکال کر طاہر کے پاس لایا اور نہریمتیاں بغداد کا قلعہ
 کر کے بہت لوگوں کو قتل کیا دوسرے روز طاہر بن حسین جسکو سر بھر کے سی مین داخل ہوا اور فضل بن
 سہیل مامون کو وزیر کو دو تین ستر و نجا عربی مین خط لکھا حکما مضمون یہ تھا کہ مین کو لکھتا ہوں
 اسوقت کہ جب علی بن عیسیٰ کا سر لٹا ہوا میرے سامنے رکھا ہے اور اوسکی انگشتی میری اوگلی میں
 والسلام پس فضل بن سہیل جو مامون سے کچھ دور تھو اونھوں نے مامون کو بذریعہ خط کو وہ خوش
 خبری پہنچی مامون نے اوسدن دربار عام کیا اور لوگوں نے بادب خلافت اونپر سلام کیا یعنی سب نے
 کہا السلام علیک یا امیر المومنین اور مامون نے طاہر بن حسین کو خط آفرین
 اور تحسین کا لکھا اور اوکو ذوالینین خطاب دیا اوسکا مطلب یہ تھا کہ تمہارا دانا ماتھہ میرا ماتھہ
 ہے جسپر تم لوگوں نے میری بیعت لو اور تمہارا بانیان ماتھہ تمہارا اپنا دانا ہے اس سبب تم ذوالینین
 یعنی دو دہائے ماتھہ والے۔ اوسکی بعد محمد امین نے مکرر فوج بھیجی اور طاہر بن حسین کی فوج ہر بار غالب
 رہی اور محمد امین کی فوج کو شکست ہوئی اور طاہر برابر بغداد کی طرف بڑھتے جاتے تھے یہاں تک کہ
 حد عراق تک پہنچے اور مامون سے مدد طلب کی۔ مامون نے ہرثمہ بن اعین کو بیس ہزار فوج
 کو ساتھ بھیجا لیکن ہرثمہ کا درجہ سپہ سرداری کا طاہر بن حسین سے زیادہ تھا مامون کو متخیل ہوا
 کہ وہ طاہر بن حسین کی اطاعت نہ کرینگے یا ہرثمہ نے خود اس امر میں عذر کیا ہوا مامون اسطرح مامون
 نے طاہر کو لکھا کہ تم اپنی جمیعت فوج کے ساتھ ابواز کے راستے سے جاؤ اور ہرثمہ ہنر وان ہو کر
 جائنگے تاکہ دونو جمیعت بغداد میں متفق ہو جائیں اور بغداد میں محمد امین نے شام سے مدد طلب کی تھی

ومان آپسین جنگ و جدل ہو گئی۔ حسین بن علی بن عیسیٰ بغداد میں پچاس ہزار کی جمعیت
 فوج کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور محمد امین پر نفرین کرنا شروع کی کہ ہوا و لب میں مشغول
 رہتے ہیں سپاہ کی تدبیر سے عاجز ہیں اور انکو بوجہ خلافت سے خلع کیا اور مامون کی بیعت لوگوں کو
 کروائی۔ محمد امین بھیسے لگو قصر خلافت سے اپنی مان زبیدہ کی محل میں چلے گئے اور حسین بن علی
 کی پچاس ہزار جمعیت فوج میں آپسین بھوٹ پڑ گئی صبح سے شام تک حسین نے مدافعت کی
 بعد اسکی سپاہ مخالف غالب ہوئی حسین بن علی کو انھوں نے گرفتار کر لیا اور محمد امین کو
 پھر تخت خلافت پر بٹھلایا حسین فرصت پا کر اس غرمت سے نکلا کہ ہر شہ اور طاہر کے ساتھ جا کر
 علی محمد امین کو خبر ہو گئی انھوں نے ایک جمعیت اوسکے تعاقب میں مامور کی باہم لڑائی ہوئی
 حسین حسین بن علی قتل ہوا لوگ اوسکا سر کاٹ کر محمد امین کی پاس لے آئے اور فتنہ آپسکی فوج کا
 فرو ہو گیا۔ اور مامون کی جمعیت کی یہ کیفیت ہوئی کہ جب ہر شہ بن اعین مع اپنی جمعیت کے
 حلوان میں پہنچے طاہر بن حسین مامون کے حکم کے اپنی جمعیت کو اونسے علیحدہ کر کے
 اہواز کی طرف روانہ ہوئے ومان محمد امین کی طرف سے اہواز کا حاکم آل مہلب سے ایک شخص تھا
 محمد بن یزید بن مہلب وہ حصار اہواز میں متحصن ہو گئے طاہر نے اوسکا محاصرہ کیا برابر
 لڑائی ہوتی رہی آخر شہر مہلبی مار گئے اور طاہر نے اہواز کو فتح کر لیا اور سارے شہر اور مہورا
 جو اہواز سے متعلق تھے ومان اپنے لوگ مقرر کئے اور وانسے لشکر جمع کر کے بصرہ کی طرف روانہ ہوئے
 منصور نام ایک شخص بصرہ میں حاکم تھا اور کوفہ میں عباس بن ہادی اور موصل میں مطلب
 بن عبد اللہ یہ تینوں حکام طاہر بن حسن کو ساتھ متفق ہوئے اور تینوں مقام میں مامون کی لوگوں
 کی بیعت کر لی اور بغیر لڑائی کے ومان قبضہ مامون کا ہو گیا۔ بعد اوسکی طاہر و اوسطہ میں پہنچے ومان کا

حاکم بنشم بن شعبہ بھاگ کیا طاہر کا دین بھی قبضہ ہو گیا دنانسی جا کر دین پر قبضہ کیا اور دنانسی طاہر فیہ شہ
بن اعین کو جو حلوان میں تھی اطلاع کی طاہر الکلبا میں بغداد میں جاتا ہوں تم بھی دنانس پہنچو۔ الغرض
دونو جمعیتیں فوج کی نزدیک بغداد کے پھینچیں۔ اور جب حسین بن علی فی محمد امین کو خلع کیا تھا اور
ہر طرف مامون کی خلافت کی دعوت کی مکہ معظمہ کے لوگوں نے وہ دعوت قبول کی اور وہ ان خطبہ مامون
کو نام پر پڑا گیا۔ اور جب وہ دونو جمعیتیں مامون کی فوج کی بغداد کو قریب پھینچیں محمد امین بغداد میں
متحصن ہو ہر شہ باب خراسان پر اور طاہر باب بصرہ پر حصار لگے ہوئے تھے ہر روز مامون محاصرین
اور متحصنین کو جنگ ہوتی تھی لیکن محمد امین کو پاس روپیہ نہ تھا چاندی اور سونے کا اسباب گلا گیا
نقد کرتے تھے اور سپاہ پر تقسیم کرتے تھے بہت سی شہر کے لوگ ہر شہ اور طاہر کے پاس تبدیل ہر شہ
ہوئے جو نہیں نکلی اور پھر مصیبتیں پڑیں بہت سی اہل علم اور ادب مخفی ہو گئے شہر کو چون فی بھی
چوری اور قتل و خون شروع کیا بعضی لچے اور عیار بہت شجاعت اور جرأت سی محاصرین کی
مدافعت کرنے لگو۔ بالکلہ طاہر بن حسین اور ہر شہ بن اعین فی شہر بغداد کو محاصرہ اور جنگ و جدل
بہت ضیق میں مبتلا کیا محمد امین اپنی مان زبیدہ کو محل میں جبکہ حصار اور اسکی دروازی بہت
مستحکم تھی متحصن ہوئے۔ مگر جب انھوں نے دیکھا کہ محاصرین کا غلبہ ہے اور مدافعت ممکن نہیں ہے
ہر شہ بن اعین کو پیغام دیا اپنی زہناری ہونیکا اور یہ کہ مجھے مامون کو پاس لیچو ہر شہ فی رات کو ڈیڑھ
پرایک کشتی مقرر کی کہ اوپر سوار کر کے اونکو اپنے لشکر میں لے آویں۔ طاہر بن حسین نے یہ خبر سنی تھی
اونکو حسد ہوا کہ اس صورتیں نام فتح کا ہر شہ کا ہو گا اونھوں نے پیشتر سے چند کشتیاں اور کچھ لوگ
دجلہ میں اور دونوں کناروں پر مخفی رکھے جب محمد امین کو ہر شہ سوار کر کے اپنی کشتی پر لیچو اونھوں فی
تیر اندازی کر کے کشتی کو ڈوبا دیا ہر شہ اور محمد امین با عانت کشتی پانوں کی پیر کے موس پار ہوئے۔

رہا ایک خراسانی ہمراہی طاہرہؓ محمد امین کو پہچانا اور اونکو اوپر ایک کمل ڈاکہ اپنی محل سکونت میں لے گیا
 اور طاہرہ کو اطلاع کی اوسنے ایک شخص کو پہنچا کہ محمد امین کو قتل کر کے اونکا سر کاٹ لایا صبح کو طاہرہ
 پہلو وہ سر ایک طشت میں رکھا اور کہا اس شخصؓ نے خود اپنے تئیں مقتول کر لیا کہ ہر شے کو پاس
 زہناری ہوتا کہ فتح اونکو نام پر ہو اور محنت جنگ جہاں کی سینے کی اگر میرے پاس زہناری ہو تو میں
 اونکو زندہ مامون کو پاس لے جاتا ہوں اوسکی ہر شے اور طاہرہ دونوں نے تقاریر مختلفہ مامون کو اس خبر فتح
 سے مطلع کیا۔ مسامرہ میں لکھا ہے محمد امین کی مہرین کندہ تھا لکل عمل ثواب حاجب اونکے
 فہل بن ربیع تھو وزیر ابراہیم بن مہدی تھو طاہرہ بن حسینؓ نے اونکو قتل کیا جسکا قصہ بہت طویل ہے
 وہیں بغداد میں جہاں قتل ہوسے تھو دفن ہو چار برس سات ہسیر تئیس دن اونھوں نے خلافت کی
 ۱۹۰ ہجری میں جب مقتول ہوئے تئیس برس کی عمر ہوئی تھی اور ۱۹۱ میں اونکو قصہ پر بیعت
 ہوئی تھی قضاۃ اونکو اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ اور ابوالبحری وہب بن وہب اور محمد بن
 ساعد تھو۔ ساتویں خلیفہ عباسیونکو ابو العباس عبداللہ المامون بن ہارون
 رشید تھو۔ جو بموجب باپ کی وصیت کی بعد محمد امین کی چاہے تھا کہ خلیفہ ہوں لیکن چونکہ محمد
 امین نے باپ کی وصیت کو توڑنا چاہا تھا اسواسلئے بھائیوں میں جنگ و جدل ہوئی جس میں محمد امین
 قتل ہوسے جیسا اوپر مذکور ہوا اور عبداللہ المامون نے اونکی جیات میں خراسان میں دعوائے
 خلافت کیا اور بعد محمد امین کے قتل کے علی العموم سارے ممالک میں اونکی بیعت ہوئی۔ سیایک
 ازہب یزن لکھا ہے مامون کی ماں ام ولد تھیں اونکا نام مراحل تھا اور بیشتر طبری کی روایت
 سے مرجانہ نام لکھا ہے منتصف ربیع الاول شب جمعہ کو ششم ہجری میں وہ پیدا ہوسے اور اونکی
 ماں اونھیں کی پیدائش کے نفاس میں قضا کر گئیں اور اوسی شب میں اونکو چچا ہادی نے قضا کی

اور او کو باپ مار ڈالنا ارشید خلیفہ ہو۔ مامون نے لوگوں میں سب علوم کی تحصیل کی حدیث کی اپنے
 باپ سے اور اور بہت فقہاء اور محدثین سے اونھوں نے ساعت کی عورت میں اور فن تاریخ میں بہت کمال
 ہوئے اور رشد کی عمر میں فلسفی کا اور علوم و ادب کا او کو شوق ہوا وہ میں بھی کمال حاصل کیا مگر اس
 فلسفی کی بدولت خلق قرآن کے قایل ہوئے بہت لوگوں نے حدیث اونسی روایت کی یہی سجدہ اور
 اونکا اپنا میثاق فضل بن مامون سے اور یحییٰ بن اکثم میں۔ الغرض وہ خاندان عباسیہ میں ترم اور دور
 اندیشی اور بہمت اور عزم اور علم اور عقل اور دانش اور شجاعت اور تودہ اور سماجت ان
 اوصاف میں یکتا تھے اور بہت محاسن اور اخلاق حمیدہ کو متصف تھے مگر اس خلق قرآن کو عقیدہ یسوی
 اونھوں نے بہت بڑے بڑے علماء کو محنت اور عذاب میں مبتلا کیا کوئی خلیفہ خاندان عباسیہ کا
 علم و ہنر میں اونکا مساوی نہیں ہوا مگر ان کمالات کے ساتھ تشیع میں معروف ہوئے ^{۱۲} ^{۱۳} ^{۱۴} ^{۱۵} ^{۱۶} ^{۱۷} ^{۱۸} ^{۱۹} ^{۲۰} ^{۲۱} ^{۲۲} ^{۲۳} ^{۲۴} ^{۲۵} ^{۲۶} ^{۲۷} ^{۲۸} ^{۲۹} ^{۳۰} ^{۳۱} ^{۳۲} ^{۳۳} ^{۳۴} ^{۳۵} ^{۳۶} ^{۳۷} ^{۳۸} ^{۳۹} ^{۴۰} ^{۴۱} ^{۴۲} ^{۴۳} ^{۴۴} ^{۴۵} ^{۴۶} ^{۴۷} ^{۴۸} ^{۴۹} ^{۵۰} ^{۵۱} ^{۵۲} ^{۵۳} ^{۵۴} ^{۵۵} ^{۵۶} ^{۵۷} ^{۵۸} ^{۵۹} ^{۶۰} ^{۶۱} ^{۶۲} ^{۶۳} ^{۶۴} ^{۶۵} ^{۶۶} ^{۶۷} ^{۶۸} ^{۶۹} ^{۷۰} ^{۷۱} ^{۷۲} ^{۷۳} ^{۷۴} ^{۷۵} ^{۷۶} ^{۷۷} ^{۷۸} ^{۷۹} ^{۸۰} ^{۸۱} ^{۸۲} ^{۸۳} ^{۸۴} ^{۸۵} ^{۸۶} ^{۸۷} ^{۸۸} ^{۸۹} ^{۹۰} ^{۹۱} ^{۹۲} ^{۹۳} ^{۹۴} ^{۹۵} ^{۹۶} ^{۹۷} ^{۹۸} ^{۹۹} ^{۱۰۰} ^{۱۰۱} ^{۱۰۲} ^{۱۰۳} ^{۱۰۴} ^{۱۰۵} ^{۱۰۶} ^{۱۰۷} ^{۱۰۸} ^{۱۰۹} ^{۱۱۰} ^{۱۱۱} ^{۱۱۲} ^{۱۱۳} ^{۱۱۴} ^{۱۱۵} ^{۱۱۶} ^{۱۱۷} ^{۱۱۸} ^{۱۱۹} ^{۱۲۰} ^{۱۲۱} ^{۱۲۲} ^{۱۲۳} ^{۱۲۴} ^{۱۲۵} ^{۱۲۶} ^{۱۲۷} ^{۱۲۸} ^{۱۲۹} ^{۱۳۰} ^{۱۳۱} ^{۱۳۲} ^{۱۳۳} ^{۱۳۴} ^{۱۳۵} ^{۱۳۶} ^{۱۳۷} ^{۱۳۸} ^{۱۳۹} ^{۱۴۰} ^{۱۴۱} ^{۱۴۲} ^{۱۴۳} ^{۱۴۴} ^{۱۴۵} ^{۱۴۶} ^{۱۴۷} ^{۱۴۸} ^{۱۴۹} ^{۱۵۰} ^{۱۵۱} ^{۱۵۲} ^{۱۵۳} ^{۱۵۴} ^{۱۵۵} ^{۱۵۶} ^{۱۵۷} ^{۱۵۸} ^{۱۵۹} ^{۱۶۰} ^{۱۶۱} ^{۱۶۲} ^{۱۶۳} ^{۱۶۴} ^{۱۶۵} ^{۱۶۶} ^{۱۶۷} ^{۱۶۸} ^{۱۶۹} ^{۱۷۰} ^{۱۷۱} ^{۱۷۲} ^{۱۷۳} ^{۱۷۴} ^{۱۷۵} ^{۱۷۶} ^{۱۷۷} ^{۱۷۸} ^{۱۷۹} ^{۱۸۰} ^{۱۸۱} ^{۱۸۲} ^{۱۸۳} ^{۱۸۴} ^{۱۸۵} ^{۱۸۶} ^{۱۸۷} ^{۱۸۸} ^{۱۸۹} ^{۱۹۰} ^{۱۹۱} ^{۱۹۲} ^{۱۹۳} ^{۱۹۴} ^{۱۹۵} ^{۱۹۶} ^{۱۹۷} ^{۱۹۸} ^{۱۹۹} ^{۲۰۰} ^{۲۰۱} ^{۲۰۲} ^{۲۰۳} ^{۲۰۴} ^{۲۰۵} ^{۲۰۶} ^{۲۰۷} ^{۲۰۸} ^{۲۰۹} ^{۲۱۰} ^{۲۱۱} ^{۲۱۲} ^{۲۱۳} ^{۲۱۴} ^{۲۱۵} ^{۲۱۶} ^{۲۱۷} ^{۲۱۸} ^{۲۱۹} ^{۲۲۰} ^{۲۲۱} ^{۲۲۲} ^{۲۲۳} ^{۲۲۴} ^{۲۲۵} ^{۲۲۶} ^{۲۲۷} ^{۲۲۸} ^{۲۲۹} ^{۲۳۰} ^{۲۳۱} ^{۲۳۲} ^{۲۳۳} ^{۲۳۴} ^{۲۳۵} ^{۲۳۶} ^{۲۳۷} ^{۲۳۸} ^{۲۳۹} ^{۲۴۰} ^{۲۴۱} ^{۲۴۲} ^{۲۴۳} ^{۲۴۴} ^{۲۴۵} ^{۲۴۶} ^{۲۴۷} ^{۲۴۸} ^{۲۴۹} ^{۲۵۰} ^{۲۵۱} ^{۲۵۲} ^{۲۵۳} ^{۲۵۴} ^{۲۵۵} ^{۲۵۶} ^{۲۵۷} ^{۲۵۸} ^{۲۵۹} ^{۲۶۰} ^{۲۶۱} ^{۲۶۲} ^{۲۶۳} ^{۲۶۴} ^{۲۶۵} ^{۲۶۶} ^{۲۶۷} ^{۲۶۸} ^{۲۶۹} ^{۲۷۰} ^{۲۷۱} ^{۲۷۲} ^{۲۷۳} ^{۲۷۴} ^{۲۷۵} ^{۲۷۶} ^{۲۷۷} ^{۲۷۸} ^{۲۷۹} ^{۲۸۰} ^{۲۸۱} ^{۲۸۲} ^{۲۸۳} ^{۲۸۴} ^{۲۸۵} ^{۲۸۶} ^{۲۸۷} ^{۲۸۸} ^{۲۸۹} ^{۲۹۰} ^{۲۹۱} ^{۲۹۲} ^{۲۹۳} ^{۲۹۴} ^{۲۹۵} ^{۲۹۶} ^{۲۹۷} ^{۲۹۸} ^{۲۹۹} ^{۳۰۰} ^{۳۰۱} ^{۳۰۲} ^{۳۰۳} ^{۳۰۴} ^{۳۰۵} ^{۳۰۶} ^{۳۰۷} ^{۳۰۸} ^{۳۰۹} ^{۳۱۰} ^{۳۱۱} ^{۳۱۲} ^{۳۱۳} ^{۳۱۴} ^{۳۱۵} ^{۳۱۶} ^{۳۱۷} ^{۳۱۸} ^{۳۱۹} ^{۳۲۰} ^{۳۲۱} ^{۳۲۲} ^{۳۲۳} ^{۳۲۴} ^{۳۲۵} ^{۳۲۶} ^{۳۲۷} ^{۳۲۸} ^{۳۲۹} ^{۳۳۰} ^{۳۳۱} ^{۳۳۲} ^{۳۳۳} ^{۳۳۴} ^{۳۳۵} ^{۳۳۶} ^{۳۳۷} ^{۳۳۸} ^{۳۳۹} ^{۳۴۰} ^{۳۴۱} ^{۳۴۲} ^{۳۴۳} ^{۳۴۴} ^{۳۴۵} ^{۳۴۶} ^{۳۴۷} ^{۳۴۸} ^{۳۴۹} ^{۳۵۰} ^{۳۵۱} ^{۳۵۲} ^{۳۵۳} ^{۳۵۴} ^{۳۵۵} ^{۳۵۶} ^{۳۵۷} ^{۳۵۸} ^{۳۵۹} ^{۳۶۰} ^{۳۶۱} ^{۳۶۲} ^{۳۶۳} ^{۳۶۴} ^{۳۶۵} ^{۳۶۶} ^{۳۶۷} ^{۳۶۸} ^{۳۶۹} ^{۳۷۰} ^{۳۷۱} ^{۳۷۲} ^{۳۷۳} ^{۳۷۴} ^{۳۷۵} ^{۳۷۶} ^{۳۷۷} ^{۳۷۸} ^{۳۷۹} ^{۳۸۰} ^{۳۸۱} ^{۳۸۲} ^{۳۸۳} ^{۳۸۴} ^{۳۸۵} ^{۳۸۶} ^{۳۸۷} ^{۳۸۸} ^{۳۸۹} ^{۳۹۰} ^{۳۹۱} ^{۳۹۲} ^{۳۹۳} ^{۳۹۴} ^{۳۹۵} ^{۳۹۶} ^{۳۹۷} ^{۳۹۸} ^{۳۹۹} ^{۴۰۰} ^{۴۰۱} ^{۴۰۲} ^{۴۰۳} ^{۴۰۴} ^{۴۰۵} ^{۴۰۶} ^{۴۰۷} ^{۴۰۸} ^{۴۰۹} ^{۴۱۰} ^{۴۱۱} ^{۴۱۲} ^{۴۱۳} ^{۴۱۴} ^{۴۱۵} ^{۴۱۶} ^{۴۱۷} ^{۴۱۸} ^{۴۱۹} ^{۴۲۰} ^{۴۲۱} ^{۴۲۲} ^{۴۲۳} ^{۴۲۴} ^{۴۲۵} ^{۴۲۶} ^{۴۲۷} ^{۴۲۸} ^{۴۲۹} ^{۴۳۰} ^{۴۳۱} ^{۴۳۲} ^{۴۳۳} ^{۴۳۴} ^{۴۳۵} ^{۴۳۶} ^{۴۳۷} ^{۴۳۸} ^{۴۳۹} ^{۴۴۰} ^{۴۴۱} ^{۴۴۲} ^{۴۴۳} ^{۴۴۴} ^{۴۴۵} ^{۴۴۶} ^{۴۴۷} ^{۴۴۸} ^{۴۴۹} ^{۴۵۰} ^{۴۵۱} ^{۴۵۲} ^{۴۵۳} ^{۴۵۴} ^{۴۵۵} ^{۴۵۶} ^{۴۵۷} ^{۴۵۸} ^{۴۵۹} ^{۴۶۰} ^{۴۶۱} ^{۴۶۲} ^{۴۶۳} ^{۴۶۴} ^{۴۶۵} ^{۴۶۶} ^{۴۶۷} ^{۴۶۸} ^{۴۶۹} ^{۴۷۰} ^{۴۷۱} ^{۴۷۲} ^{۴۷۳} ^{۴۷۴} ^{۴۷۵} ^{۴۷۶} ^{۴۷۷} ^{۴۷۸} ^{۴۷۹} ^{۴۸۰} ^{۴۸۱} ^{۴۸۲} ^{۴۸۳} ^{۴۸۴} ^{۴۸۵} ^{۴۸۶} ^{۴۸۷} ^{۴۸۸} ^{۴۸۹} ^{۴۹۰} ^{۴۹۱} ^{۴۹۲} ^{۴۹۳} ^{۴۹۴} ^{۴۹۵} ^{۴۹۶} ^{۴۹۷} ^{۴۹۸} ^{۴۹۹} ^{۵۰۰} ^{۵۰۱} ^{۵۰۲} ^{۵۰۳} ^{۵۰۴} ^{۵۰۵} ^{۵۰۶} ^{۵۰۷} ^{۵۰۸} ^{۵۰۹} ^{۵۱۰} ^{۵۱۱} ^{۵۱۲} ^{۵۱۳} ^{۵۱۴} ^{۵۱۵} ^{۵۱۶} ^{۵۱۷} ^{۵۱۸} ^{۵۱۹} ^{۵۲۰} ^{۵۲۱} ^{۵۲۲} ^{۵۲۳} ^{۵۲۴} ^{۵۲۵} ^{۵۲۶} ^{۵۲۷} ^{۵۲۸} ^{۵۲۹} ^{۵۳۰} ^{۵۳۱} ^{۵۳۲} ^{۵۳۳} ^{۵۳۴} ^{۵۳۵} ^{۵۳۶} ^{۵۳۷} ^{۵۳۸} ^{۵۳۹} ^{۵۴۰} ^{۵۴۱} ^{۵۴۲} ^{۵۴۳} ^{۵۴۴} ^{۵۴۵} ^{۵۴۶} ^{۵۴۷} ^{۵۴۸} ^{۵۴۹} ^{۵۵۰} ^{۵۵۱} ^{۵۵۲} ^{۵۵۳} ^{۵۵۴} ^{۵۵۵} ^{۵۵۶} ^{۵۵۷} ^{۵۵۸} ^{۵۵۹} ^{۵۶۰} ^{۵۶۱} ^{۵۶۲} ^{۵۶۳} ^{۵۶۴} ^{۵۶۵} ^{۵۶۶} ^{۵۶۷} ^{۵۶۸} ^{۵۶۹} ^{۵۷۰} ^{۵۷۱} ^{۵۷۲} ^{۵۷۳} ^{۵۷۴} ^{۵۷۵} ^{۵۷۶} ^{۵۷۷} ^{۵۷۸} ^{۵۷۹} ^{۵۸۰} ^{۵۸۱} ^{۵۸۲} ^{۵۸۳} ^{۵۸۴} ^{۵۸۵} ^{۵۸۶} ^{۵۸۷} ^{۵۸۸} ^{۵۸۹} ^{۵۹۰} ^{۵۹۱} ^{۵۹۲} ^{۵۹۳} ^{۵۹۴} ^{۵۹۵} ^{۵۹۶} ^{۵۹۷} ^{۵۹۸} ^{۵۹۹} ^{۶۰۰} ^{۶۰۱} ^{۶۰۲} ^{۶۰۳} ^{۶۰۴} ^{۶۰۵} ^{۶۰۶} ^{۶۰۷} ^{۶۰۸} ^{۶۰۹} ^{۶۱۰} ^{۶۱۱} ^{۶۱۲} ^{۶۱۳} ^{۶۱۴} ^{۶۱۵} ^{۶۱۶} ^{۶۱۷} ^{۶۱۸} ^{۶۱۹} ^{۶۲۰} ^{۶۲۱} ^{۶۲۲} ^{۶۲۳} ^{۶۲۴} ^{۶۲۵} ^{۶۲۶} ^{۶۲۷} ^{۶۲۸} ^{۶۲۹} ^{۶۳۰} ^{۶۳۱} ^{۶۳۲} ^{۶۳۳} ^{۶۳۴} ^{۶۳۵} ^{۶۳۶} ^{۶۳۷} ^{۶۳۸} ^{۶۳۹} ^{۶۴۰} ^{۶۴۱} ^{۶۴۲} ^{۶۴۳} ^{۶۴۴} ^{۶۴۵} ^{۶۴۶} ^{۶۴۷} ^{۶۴۸} ^{۶۴۹} ^{۶۵۰} ^{۶۵۱} ^{۶۵۲} ^{۶۵۳} ^{۶۵۴} ^{۶۵۵} ^{۶۵۶} ^{۶۵۷} ^{۶۵۸} ^{۶۵۹} ^{۶۶۰} ^{۶۶۱} ^{۶۶۲} ^{۶۶۳} ^{۶۶۴} ^{۶۶۵} ^{۶۶۶} ^{۶۶۷} ^{۶۶۸} ^{۶۶۹} ^{۶۷۰} ^{۶۷۱} ^{۶۷۲} ^{۶۷۳} ^{۶۷۴} ^{۶۷۵} ^{۶۷۶} ^{۶۷۷} ^{۶۷۸} ^{۶۷۹} ^{۶۸۰} ^{۶۸۱} ^{۶۸۲} ^{۶۸۳} ^{۶۸۴} ^{۶۸۵} ^{۶۸۶} ^{۶۸۷} ^{۶۸۸} ^{۶۸۹} ^{۶۹۰} ^{۶۹۱} ^{۶۹۲} ^{۶۹۳} ^{۶۹۴} ^{۶۹۵} ^{۶۹۶} ^{۶۹۷} ^{۶۹۸} ^{۶۹۹} ^{۷۰۰} ^{۷۰۱} ^{۷۰۲} ^{۷۰۳} ^{۷۰۴} ^{۷۰۵} ^{۷۰۶} ^{۷۰۷} ^{۷۰۸} ^{۷۰۹} ^{۷۱۰} ^{۷۱۱} ^{۷۱۲} ^{۷۱۳} ^{۷۱۴} ^{۷۱۵} ^{۷۱۶} ^{۷۱۷} ^{۷۱۸} ^{۷۱۹} ^{۷۲۰} ^{۷۲۱} ^{۷۲۲} ^{۷۲۳} ^{۷۲۴} ^{۷۲۵} ^{۷۲۶} ^{۷۲۷} ^{۷۲۸} ^{۷۲۹} ^{۷۳۰} ^{۷۳۱} ^{۷۳۲} ^{۷۳۳} ^{۷۳۴} ^{۷۳۵} ^{۷۳۶} ^{۷۳۷} ^{۷۳۸} ^{۷۳۹} ^{۷۴۰} ^{۷۴۱} ^{۷۴۲} ^{۷۴۳} ^{۷۴۴} ^{۷۴۵} ^{۷۴۶} ^{۷۴۷} ^{۷۴۸} ^{۷۴۹} ^{۷۵۰} ^{۷۵۱} ^{۷۵۲} ^{۷۵۳} ^{۷۵۴} ^{۷۵۵} ^{۷۵۶} ^{۷۵۷} ^{۷۵۸} ^{۷۵۹} ^{۷۶۰} ^{۷۶۱} ^{۷۶۲} ^{۷۶۳} ^{۷۶۴} ^{۷۶۵} ^{۷۶۶} ^{۷۶۷} ^{۷۶۸} ^{۷۶۹} ^{۷۷۰} ^{۷۷۱} ^{۷۷۲} ^{۷۷۳} ^{۷۷۴} ^{۷۷۵} ^{۷۷۶} ^{۷۷۷} ^{۷۷۸} ^{۷۷۹} ^{۷۸۰} ^{۷۸۱} ^{۷۸۲} ^{۷۸۳} ^{۷۸۴} ^{۷۸۵} ^{۷۸۶} ^{۷۸۷} ^{۷۸۸} ^{۷۸۹} ^{۷۹۰} ^{۷۹۱} ^{۷۹۲} ^{۷۹۳} ^{۷۹۴} ^{۷۹۵} ^{۷۹۶} ^{۷۹۷} ^{۷۹۸} ^{۷۹۹} ^{۸۰۰} ^{۸۰۱} ^{۸۰۲} ^{۸۰۳} ^{۸۰۴} ^{۸۰۵} ^{۸۰۶} ^{۸۰۷} ^{۸۰۸} ^{۸۰۹} ^{۸۱۰} ^{۸۱۱} ^{۸۱۲} ^{۸۱۳} ^{۸۱۴} ^{۸۱۵} ^{۸۱۶} ^{۸۱۷} ^{۸۱۸} ^{۸۱۹} ^{۸۲۰} ^{۸۲۱} ^{۸۲۲} ^{۸۲۳} ^{۸۲۴} ^{۸۲۵} ^{۸۲۶} ^{۸۲۷} ^{۸۲۸} ^{۸۲۹} ^{۸۳۰} ^{۸۳۱} ^{۸۳۲} ^{۸۳۳} ^{۸۳۴} ^{۸۳۵} ^{۸۳۶} ^{۸۳۷} ^{۸۳۸} ^{۸۳۹} ^{۸۴۰} ^{۸۴۱} ^{۸۴۲} ^{۸۴۳} ^{۸۴۴} ^{۸۴۵} ^{۸۴۶} ^{۸۴۷} ^{۸۴۸} ^{۸۴۹} ^{۸۵۰} ^{۸۵۱} ^{۸۵۲} ^{۸۵۳} ^{۸۵۴} ^{۸۵۵} ^{۸۵۶} ^{۸۵۷} ^{۸۵۸} ^{۸۵۹} ^{۸۶۰} ^{۸۶۱} ^{۸۶۲} ^{۸۶۳} ^{۸۶۴} ^{۸۶۵} ^{۸۶۶} ^{۸۶۷} ^{۸۶۸} ^{۸۶۹} ^{۸۷۰} ^{۸۷۱} ^{۸۷۲} ^{۸۷۳} ^{۸۷۴} ^{۸۷۵} ^{۸۷۶} ^{۸۷۷} ^{۸۷۸} ^{۸۷۹} ^{۸۸۰} ^{۸۸۱} ^{۸۸۲} ^{۸۸۳} ^{۸۸۴} ^{۸۸۵} ^{۸۸۶} ^{۸۸۷} ^{۸۸۸} ^{۸۸۹} ^{۸۹۰} ^{۸۹۱} ^{۸۹۲} ^{۸۹۳} ^{۸۹۴} ^{۸۹۵} ^{۸۹۶} ^{۸۹۷} ^{۸۹۸} ^{۸۹۹} ^{۹۰۰} ^{۹۰۱} ^{۹۰۲} ^{۹۰۳} ^{۹۰۴} ^{۹۰۵} ^{۹۰۶} ^{۹۰۷} ^{۹۰۸} ^{۹۰۹} ^{۹۱۰} ^{۹۱۱} ^{۹۱۲} ^{۹۱۳} ^{۹۱۴} ^{۹۱۵} ^{۹۱۶} ^{۹۱۷} ^{۹۱۸} ^{۹۱۹} ^{۹۲۰} ^{۹۲۱} ^{۹۲۲} ^{۹۲۳} ^{۹۲۴} ^{۹۲۵} ^{۹۲۶} ^{۹۲۷} ^{۹۲۸} ^{۹۲۹} ^{۹۳۰} ^{۹۳۱} ^{۹۳۲} ^{۹۳۳} ^{۹۳۴} ^{۹۳۵} ^{۹۳۶} ^{۹۳۷} ^{۹۳۸} ^{۹۳۹} ^{۹۴۰} ^{۹۴۱} ^{۹۴۲} ^{۹۴۳} ^{۹۴۴} ^{۹۴۵} ^{۹۴۶} ^{۹۴۷} ^{۹۴۸} ^{۹۴۹} ^{۹۵۰} ^{۹۵۱} ^{۹۵۲} ^{۹۵۳} ^{۹۵۴} ^{۹۵۵} ^{۹۵۶} ^{۹۵۷} ^{۹۵۸} ^{۹۵۹} ^{۹۶۰} ^{۹۶۱} ^{۹۶۲} ^{۹۶۳} ^{۹۶۴} ^{۹۶۵} ^{۹۶۶} ^{۹۶۷} ^{۹۶۸} ^{۹۶۹} ^{۹۷۰} ^{۹۷۱} ^{۹۷۲} ^{۹۷۳} ^{۹۷۴} ^{۹۷۵} ^{۹۷۶} ^{۹۷۷} ^{۹۷۸} ^{۹۷۹} ^{۹۸۰} ^{۹۸۱} ^{۹۸۲} ^{۹۸۳} ^{۹۸۴} ^{۹۸۵} ^{۹۸۶} ^{۹۸۷} ^{۹۸۸} ^{۹۸۹} ^{۹۹۰} ^{۹۹۱} ^{۹۹۲} ^{۹۹۳} ^{۹۹۴} ^{۹۹۵} ^{۹۹۶} ^{۹۹۷} ^{۹۹۸} ^{۹۹۹} ^{۱۰۰۰} ^{۱۰۰۱} ^{۱۰۰۲} ^{۱۰۰۳} ^{۱۰۰۴} ^{۱۰۰۵} ^{۱۰۰۶} ^{۱۰۰۷} ^{۱۰۰۸} ^{۱۰۰۹} ^{۱۰۱۰} ^{۱۰۱۱} ^{۱۰۱۲} ^{۱۰۱۳} ^{۱۰۱۴} ^{۱۰۱۵} ^{۱۰۱۶} ^{۱۰۱۷} ^{۱۰۱۸} ^{۱۰۱۹} ^{۱۰۲۰} ^{۱۰۲۱}

اس زمانے میں شیعہ اوسکو کہتے تھے جو مفضل جناب مرتضیٰ علی کا شیخین پر تو یہ مذہب جو شیعہ کا آج کل
 یہ عقیدہ اونکا نہ تھا حقیقت میں وہ معتزلی ہو گئے تھے اور اکثر معتزلہ مفضل جناب اسد اللہ کی شیعتین پر
 ہیں اسی اونھوں نے عقیدہ تفضیل کا اختیار کیا تھا اور شیعہ حالیہ کے باہمین تو اونکا یہ قول مشہور ہے
 وجدت اربعة في اربعة الزهاد في المعتزلة والكذب في الرافضة والمروق
 في اصحاب الحديث وحب الرياسة في اصحاب الراي۔ یعنی چار چیزیں میں
 چار قوم میں خاص پائی ہیں معتزلہ میں زہد روافض میں جہنمہ محدثین میں مروت اصحاب راہ میں
 طلبیست۔ اور چونکہ ابتدائے خلافت مامون میں اکثر لوگوں کی توجہ علویہ کی طرف تھی اور بغداد میں
 اور شام میں اور حرین میں بعض علویوں نے خروج بھی کیا تھا اور اونکا اپنا وزیہ فضل بن اہل کی بھی
 توجہ قلبی علویہ کی طرف تھی اسی سبب اونھوں نے حضرت امام موسیٰ رضا کو دیہد مقرر کیا تھا اور
 ولی عقیدہ اونکا یہ تھا کہ نبی فاطمہ خدات کیواسطیٰ حق بن بنی عباس سے سوورے عقیدہ قلبی کی عجب
 نہیں ہے کہہ بات قصاصت جو اوس زمانے میں علویوں کا اور بنی فاطمہ کا عقیدہ تھا انھار بھی اوسکا
 منظور ہو۔ چنانچہ ایک حکایت شیخ اکبر نے مسامرہ میں لکھی ہے اور بھی ثابت ہوتا ہے کہ اونکا میلان
 مذہب شیعہ کی طرف تھا۔ یعنی اونھوں نے ایک شہنشاہ اس مضمون کا جاری کیا کہ متعہ النساء مسلمانوں پر
 حلال ہے اس شہنشاہ سے فقہاء اور محدثین اور علماء کو بہت تشویش ہوئی یہی بن اکتھ نے جو بڑے مشہور
 اونکر زمانے میں قاضی تھو دو آدمیوں سے جو مامون کی معتد مصاحبوں میں تھے مشورہ کیا اور اونسے کہا
 کہ جب تم دربار میں جاؤ اور موقع ملے تو اس امر کا ذکر چھیڑ دو والا میرے لئے شک کچھ نہ کہنا وہی دونو
 شخص جب گئے تو دیکھا کہ مامون سواک کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نہایت غصہ
 زبان پر لا کر متعہ کا متافعی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وانا انھی عنہما کہنے لگوں من انت یا احوں حتی تنھی مما فعلہ النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قول کے معنی یہ ہیں دو متی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جاری
 تھی یعنی متعہ النساء اور متعہ الحج میں اونسے منع کرتا ہوں ظاہر اس عبارت سے دلیلیں ایک کھٹکایا
 ہوتا ہے جیسا مامون نے سمجھا تھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو حضرت عمر منسوخ کرتے ہیں اسوا
 وضوں حضرت عمر کی طرف سے ادبی سے خطاب کر کے کہا تو کون ہے ای احوں جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 کو حکم کو منسوخ کرے اور حقیقت میں اس قول میں ایک جملہ مخدوف ہوا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ میں منع
 کرتا ہوں اسباب اسکا کہ انھیں صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد رفع ضرورت کو جو اسکو ابراکیو اسطی ہوئی
 تھی اس حکم کو منسوخ فرمایا وہ جملہ سبب اسکا کہ اسوقت کے لوگ ارباب حل و عقد اس منسوخ
 سے واقف تھے حضرت عمر کی زبان پر نہ گذرا ہو یا گذارتھا مگر راوی نے اس جملہ کو نقل نہیں کیا اور
 مامون نے جو بے ادبی سے حضرت عمر کو بلغظ احوں مخاطب کیا تو یہ مامون کے علم میں حقیقت میں حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ کو وہ عارضہ عارض تھا یا اونسے اس مقام پر اپنے تشیع کو ظہار کہا ہے مطلب
 یہ ہے کہ جناب حضرت مرتضیٰ علی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن واحد تھی اونکو انگ اگر ڈنڈا
 الغرض وہ دونو شخص جنکو ساتھ یحییٰ بن اکتہم نے مشورہ کیا تھا وہ راوی ہیں کہ ہم لوگ مامون کو
 بہت حالت غضب میں دیکھ کر سکت رہے اتنے میں یحییٰ بن اکتہم پہنچے اور جا کر مامون کو سامنے
 بیٹھی ہم لوگ بھی بیٹھے مامون نے یحییٰ بن اکتہم سے پوچھا کہ آپکا چہرہ کچھ متغیر معلوم ہوتا ہے اسکا
 کیا سبب ہے اونھوں نے کہا سبب رنج اور الم کے اس امر پر جو اسلام میں حادثہ ہوا اللہ کچھ تغیر
 میرے چہرے پر ہے مامون نے پوچھا کیا امر نیا حادثہ ہوا اونھوں نے کہا کہ اشتہار زنا کی حلیت کا آپ
 دیا مامون نے کہا کیا متعہ زنا ہے اونھوں نے کہا لاریب قرآن اور حدیث دونوں حرمت اسکی ثابت ہے

خود تلافی ہو کر
ع (۱)

پھر زناہنن تو کیا ہے قرآن میں وَالَّذِينَ لَعَنُوا وَهُمْ حَافِظُونَ أَلَا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ
أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَاذْكُرُوا مِثْلَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ وَمِنَ الْمُؤْمِنِينَ
هُمُ الْعَادُونَ ترجمہ اسکا یہ ہے فلاح پائی اور ان مسلمانوں کو اپنی شر مگاہوں کو روکتی ہیں مگر اپنی
جو رونا پیروں اور لونڈیوں پر اسکا نہ روکنے سے اور پھر لاناہنن ہے اور اسکی سوا جو خواہش کر
وہ حدیث بڑا ہوا ہے۔ یہ آیت پڑھ کر یحییٰ بن الکتوم نے پوچھا یا امیر المؤمنین متوعد ملک تین ہر
مامون نے کہا ہنن پھر اونھوں نے پوچھا وہ جو شوہر کی وارث ہوتی ہے در شوہر کو اپنا
وارث کرتی ہے اور لڑکا اسکی شوہر کو لاحق ہوتا ہے مامون نے کہا ہنن تب اونھوں نے کہا
اس صورتیں متد کر نیوالوں نے جو جب حکم اس آیت کو حدیث قرار کیا۔ اور زہری نے فرمایا انھوں
یہ حدیث اخراج کی ہے عبد اللہ اور سن دونو بھائیوں جو محمد بن علی ابن ابیطالب کے بیٹے تھے وہ
دونو اپنی باپ سے روایت کرتے ہیں اور انکی باپ اپنے باپ سے یعنی علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے
راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا مجھ کو حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشتہار کا متعے کی حرمت
اور اسے منع کر لیا بعد اسکو کہ حکم اسکو جواز کا دیا تھا۔ راوی کہتے ہیں مامون ہماری طرف متوجہ
ہوئے پوچھنے لگے کہ زہری یہ حدیث منفذ ہے یعنی کہا واقعی یا امیر المؤمنین زہری کے ایک جہمت
یہ حدیث روایت کی ہے تب مامون نے کہا استغفر اللہ اشتہار کروا دو متعے کی حرمت کا کلمہ
اس واقعے کے سبب سے یحییٰ بن الکتوم کی ایسی امور سے ہوئی کہ انکو قرآن میں کیسی کہنیں ہوئی
تھی۔ الغرض مسامرہ میں ابتدائی تسار مامون کی کیفیت باجہاں یون کہی ہے کہ جب امین
خلیفہ تھا اور مامون دو برس کئی مہینہ خراسان میں متوقف رہے مشہور ہے کہ فضل بن ربیع
امین کا دل امون کی طرف جھیر دیا تھا ہر ایک کہتا ہو گا کہ وہ خلیفہ کی اطاعت نہ کرے سوا اسطیکہ وہ

خراسان کی حکومت بالاستقلال کرتے ہیں تب اپنے بیٹے موسیٰ کو ولیعہد مقرر کیا اور لوگوں کو نیکو
ولایت عہد کی بیعت کروائی اور ایک جمعیت فوج کو بہم راہی علی بن عیسیٰ کو ۹۲ ہجری میں مامون
کی استیصال کیواسطہ خراسان کی طرف روانہ کیا اور ناطق بالحق اپنے بیٹے کا لقب مقرر کیا اور ہر سے
مامون نے طاہر بن حنین کو اور اسکی فوج کے مقدسے میں ہرثمہ بن مرہ کو روانہ کیا۔

راقم کہتا ہے اور سب تواریخ میں ہرثمہ بن اعین لکھا ہے یہ معلوم نہیں کہ مرہ بھی
اونکا نام تھا یا شیخ اکبر کو غلبہ خبر پہنچی۔ التوئس آپس میں محاربات ہو جب عین علی بن عیسیٰ مارا
گئی پھر دو برس کئی مہینے مامون اور امین کی فوج میں محاربہ اور قتال ہوا کیا یہاں تک کہ مامون
فوج کو غلبہ ہوا اور طاہر مامون کا سپہ روا را بنا زمین پہنچ گیا اور ہرثمہ مقدسہ الجیش اسکی فوج کے
ہنروان میں داخل ہوا اور امین نے حاکم مدینہ ابی جعفر میں پناہ لی اور ایک دن التواریخ کی رات کو
پانچ دن محرم ۱۹۲ ہجری میں باقی تھی کہ امین طاہر ابی راہہ فرار نکلی تھی کہ طاہر کے لوگوں نے اونکو
پکڑ لیا اور طاہر کے پاس آاؤسنے امین کو قتل کر کے سر اونکا باب الحدید میں لٹکا دیا پھر اسکو
اتار کے خراسان کی طرف روانہ کیا اور جب اونکاستان مونسہ میں دفن کر دیا جب سر امین کا مامون
کی یاس پہنچا وہ اسکو دیکھ کر بہت رو جھٹکا سبب محبت جبلی اخوت تھا اور مارون رشید کے
زمانے میں جو اونکی قدر اور منزلت اور شہمت اور شوکت تھی اسکو یاد کر کے عبرت بھی ہوئی
ہوگی الغرض بہت حسرت اور افسوس اونکی تقریر سے اور مشاہدہ چہرے سے عیان تھا۔ پھر
اوسی مسامرہ میں مروی ہے کہ رمضان ۱۹۲ ہجری میں حضرت علی رضا بن موسیٰ بن جعفر صادق
رضی اللہ عنہم کو مامون نے اپنا ولیعہد مقرر کیا اور اونکی ولایت عہد کی لوگوں سے بیعت کروائی
اور خود لباس سبز جو مخصوص سادات کا تھا پہنا اور لباس سیاہ جو مخصوص عباسیہ کا تھا

اوسکو موقوف کیا اور اپنی ایک بیٹی کا نکاح اونکو ساتھ کیا اسپر آل عباس نے اور اونکی ہوا خواہیوں
 فی بہت شور اور غل مچایا اور مفاسد برپا کئے چنانچہ ابراہیم بن مہدی مامون کی چچا فی خروج کیا
 اور سلسلہ میں بغداد میں لوگوں نے اونکو ہاتھ پر بیعت کی اور مبارک اپنا لقب مقرر کیا گیارہ
 مہینے کئی دن اونکا تسلط رہا اونکا مال جو ہوا وہ شیخ الکبر نے اسی کتاب میں یعنی مسامرہ میں
 اور مقام پر ذکر کیا ہے۔ سلسلہ میں حضرت علی رضا نے قضائے پھر مامون نے لباس سیاہ مختصہ عبا
 کا پہنا اور سلسلہ میں مامون نے اپنا عقیدہ خلق قرآن کا مشتہر کیا۔ پھر اوسے مسامرہ میں خلفا کی
 ترتیب کے ذکر میں لکھا ہے مامون کی ماں اہل بادیع سے تھی اور اونکی مہر کا کندہ تھا الموت حق
 منشی افکن احمد بن ابی خالد احوال اور احمد بن یوسف تھو اور وزیر و نوکری حسن بن سہل اور فضل
 بن سہل تھو فضل کا لقب تھا ذوالریاستین اور حاجب اونکا اپنا غلام رشید تھا اور وہ طبرستان
 میں سلسلہ میں قضا کر گئے اور سلسلہ میں اونکی بیعت ہوئی تھی ابراہیم بن علی عمر بن اونھوں
 قضائے اویس برس پانچ مہینے اکیس دن خلیفہ رہے قاضی اونکو محمد بن عمرو قادی تھو
 پھر محمد بن عبد الرحمن خنزوی پھر شہر بن ولید پھر جعی بن النعم مقرر ہوئے۔

راقم کہتا ہے ظاہر اوروہ سب قصات ممالک مختلفہ کو تھو اگرچہ سمرہ کی تحریر
 سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کو بعد دوسرے مقرر ہوئے۔ اب کچھ کو الف مامون کی سلطنت کی تاریخ
 طبری سے باجمال لکھو جانے میں جب مامون کی بیعت بعد قتل محمد امین کی علی العموم ہو گئی۔
 فضل بن سہل نے اپنے بھائی حسن بن سہل کو حکومت بغداد پر مقرر کروایا اس کے حاکم بن
 حسین اور ہرثمہ بن اعین دونو رنجیدہ ہوئے اور فضل اور حسن دونو ارباب قلم میں بالیاقت تھے
 مگر سپہ سرداری افواج کی اونہیں لیاقت نہ تھی اس سبب سے سب سپہ سردار افواج کے

کبیدہ خاطر ہو اور ہر طرف بغداد اور عربستان میں خوارج کا غلبہ ہوا شام میں بعض سادات حسن تسلط کیا
 علی بن القیاس جازمین یہی واقعہ پیش آیا خاص بغداد میں ابراہیم بن مہدی عباسی تسلط کیا اور
 وہ سب وقائع بسبب جہالت حسن کے سپرد امی افواج سر اور نارضا مندی سب سے سرداروں کے
 وقوع میں آئے مگر فضل بن سہل اصل سبب نارضا مندی عام کا مامون سے چھپا تو رہے تاکہ بدلتی
 حسن کی نہ ثابت ہو اور مامون پر یہ ثابت کرتے رہے کہ لوگوں کی توجہ علویہ کی طرف بہت ہے اس واسطے لوگو
 صلاح دی کہ علی رضا علیہ السلام کو اپنا ولیعہد مقرر کریں مامون نے وہی کیا جیسا اوپر مذکور ہوا ہے
 طاہر بن حسین کو مامون نے واسطیہ دفع فساد و خوارج کے موصل اور بحر کی طرف مامور کیا اور ہر شہ کو اپنے
 پاس طلب کیا مگر انکو سب سے پہلے ہذا اور چند روز کے بعد جو ہر شہ خراسان میں گئے فضل بن سہل نے کربلا
 کی تدابیر سے قبل اسکو کہ مامون سے وہ حقیقت فتنہ اور فساد کا بیان کریں کہ بسبب نارضا مندی عام
 حسن کی طرف سے ہے قید کروایا اور اسی قید خانے میں اوکو قتل کروا ڈالا۔ القصہ بعد ایک مدت کی
 کیفیت واقعی فتنہ اور فساد کی خود حسن کی تحریر سے مامون پر کھلی اور اوپر ثابت ہو گیا کہ فضل بن
 سہل وقائع واقیہ کو اونسے مخفی کرتے رہے تب انھوں نے تدابیر مخفیہ فضل بن سہل کو قتل
 کروا ڈالا اور چونکہ نہایت دور اندیش تھے خود انکو سوگ میں بیٹھوا اور جن لوگوں کو اوںکی قتل پر مامور
 کیا تھا اوںکو قتل کیا اس خوف سے کہ مبادا حسن جو با اختیار بغداد میں ہے کچھ مفیدہ برپا کرے اور
 اس خود خراسان بغداد میں آئے حسن بیشتر سردیہ ہو گیا تھا لوگوں نے اسکو پابجولانہ کیا مامون کو
 جب خبر پہنچی انھوں نے اپنے طبیب کو بھیجا اور مخفی اسکو حکم دیا ایسا علاج کر دو کہ اسکی بیماری بڑھ جائے
 بالجمہ مامون بغداد میں پہنچنے اور سب طرف فتنہ خوارج کا مسدود ہوا۔ ذکر مامون کا ولیعہد
 کرنا اپنے بھائی محترم کو اور بعد اسکی اونکا قضا کرنا ارض و مردم میں۔

طبری میں لکھا، سنہ ۲۰۰ میں مامون نے اپنے بھائی معتصم کو اپنا ولیعہد مقرر کیا اور لوگوں کو اپنی ولایت کی بیعت کروائی خطوط اور فرامین خلافت جو جاری ہوتے تھے اس کے عنوان میں لکھا جاتا ہے از جانب عبد اللہ الامون امیر المومنین و بعد از و خلیفہ او امیر المومنین ابی اسحاق المعتصم باللہ بن ہارون الرشید راقم کہتا ہے کچھ شبہ نہیں ہے مامون بڑے دور اندیش اور عاقل تھے اور امور خلافت میں اپنے حق المقدور نفس پروری اور ہوا و ہوس کو دخل نہیں دیتے تھے بڑی دلیل اس دعو کی یہ ہے کہ باوصف اپنی اولاد کے موجود ہونے کی چونکہ اوئیں قیامت فرما فرمائی خلافت کی نہ پائی اپنے بھائی کو ولیعہد مقرر کیا علی بن القیاس چونکہ او کی عقیدہ بن بنی فاطمہ تھی تر خلافت کی بہ نسبت بنی عباس کے تھے انھوں نے حضرت علی رضا رضی اللہ عنہ کو ولیعہد مقرر کیا اور مطلق خاندان عباسیہ خلافت جاتی رہنے کا کچھ لحاظ نہ کیا لیکن چونکہ بنی فاطمہ کی خلافت قضا و قدر نے مقدر نہیں کی تھی حضرت علی رضا نے ایک دن انگور بہت کھائے اس سے او کو بیضہ ہوا اور انھوں نے وفات پائی اور چونکہ او کی ولیعہد کریمہ خاندان عباسیہ میں اور او کی ہوا خواہوں میں بہت شور و شغب مچا پھر بنظر دور اندیشی کے دوسرے کسی بنی فاطمہ کو انھوں نے ولیعہد نہ مقرر کیا یا او کی دانست میں کسی کو لیاقت فرما فرمائی خلافت کی اس خاندان میں نہ تھی۔ شیعہ کہتے ہیں مامون نے انگور میں جو حضرت علی رضا سلام اللہ علیہ نے کھا تھا زہر ملا دیا تھا ہمارے دانست میں وہ محض بدگمانی ہے جس شخص نے ایسی توجہ خاص سے او کو ولیعہد کیا اور لباس اور اور علامات کو او کو مخصوص خاندان بنی فاطمہ سے ملوانے کیا اور رنگ اپنے خاندان عباسیہ کا مٹا دیا اور اپنی بیٹی کا او کو ساتھ نچ کر دیا ہماری عقل نہیں قبول کرتی کہ اس نے زہر دیدیا ہو علاوہ اس کے وہ عمل اور نکالنا شبہ بنظر اپنے عقیدہ کی خوف خدا سے تھا کہ وہ اپنے

عہد میں مستحق خلافت بنی فاطمہ علیہا السلام کو جانتے تھے پھر دفعۃً اس قدر بد عقیدہ ہو جانے کی ایسے
 بزرگ مکرم و معظم آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بقتور مسموم کر کے قتل کرنا نہایت دور از قیاس
 اور عقل فطری معلوم ہوتا ہے اور کوئی دلیل قوی اس حرکت بد کی کسی مورخ و نقل نہیں کی بجز
 سو ذمہ شیعہ کی بزرگوں کے۔ القصہ مامون اسی سال میں بغداد سے طرسوس میں گئے اور وہاں
 ارض روم میں اسی سال کی حادی اثنی میں پہنچے چونکہ خراسان کا راستہ واپس ہے کچھ واسطے
 کے انتظامات موجب اس سفر کے ہونگے ارض روم کی زمین میں ایک دریا شیرین جاری ہے جس کا
 نام اوس زمانے میں بیدون تھا معلوم نہیں کہ اب بھی وہ دریا جاری ہے یا نہیں اور اگر جاری
 ہو تو اسی نام سے مسمی ہے یا اس کا نام بدل گیا وہ زمانہ انگور کا اور خرما کے رطب کا تھا چنانچہ پورے
 بغداد سے وہ دونوں میوے اونگے واسطے آیا کرتے تھے۔ لکھتے ہیں کہ بیدون کا پانی نہایت سرد و شیشہ رشتہ
 اس واسطے کہ اصل چشمہ اس کا برفستان سے جاری ہوتا ہے اس کے ساحل پر جہان اور کا محکم تھا ایک دن
 پیشتر تھے خادم کو حکم کیا خبر لاؤ ارسال انگور اور خرما کی بغداد سے آئی ہے اتنے میں دو تھیلے خرما
 رطب کے پھینچے مامون نے شکر کیا اور لب دریا پر جہان بیٹھتے تھے اسے تناول فرمایا اور سیدن کے غرہ
 ماہ جب تھا اونکو بخار عارض ہوا سترہ دن بیمار رہا بعد اس کے اونھوں نے قضا کی حالت بیمار میں
 معتمون اونکو ارض روم طرسوس میں لاوا انھوں نے قضا کی معتمون نے اونپر ناز پڑی وہیں
 دفن ہوئے۔ آنھوں میں خلیفہ بنی عباس کے ابو اسحاق محمد معتمون بالشد بن
 مارون رشید تھے۔ راقم کہتا ہے ظاہر اقسام موت میں جنکو مارون رشید نے مامون کا
 عہد مقرر کیا تھا عجیب نہیں ہے بلکہ غالب ہے کہ وہ مامون سے پہلے قضا کر گئے ہونگے والا مامون
 باپ کی وصیت کو خلاف اونکی ہوتے ہوئے معتمون کو خلیفہ اپنا کرتے اور احتمال ضعیف ہے کہ وہ زندہ

ہوں مگر مومن اور نین لیاقت و زمانہ فرمائی خلافت کی نیامی ہو۔ سب ایک الذہب میں لکھا ہے وہ
 باختلاف روایت شک یا مسئلہ میں پیدا ہوئے تھے مان اونکی ام ولد تھی مولدات کو فی سوسکا
 اوسکا نام تہا ماریہ۔ راقم کہتا ہے پیشتر مارون رشید کی اولاد کے ذکر میں طبری روایت
 لکھی گئی ہے کہ مومن کی اور متعصم کی مان ام ولد تھی جبکانام تہا مرجانہ غالباً وہ روایت غلط ہے
 عجیب نہیں ہو کہ جسے وہ نقل ہوئی وہاں کچھ عبارت ساقط ہو گئی ہو اسواسطی کہ ترجمہ طبری
 مطبوع نقل ہوئی اور وہ ترجمہ نہایت غلط مطبوع ہوا ہے۔ پھر اوسی سب ایک الذہب میں ہے مان
 رشید متعصم کو بہت پیدا کرتے تھے اور وہ بہت قوی اور ناشجاعت اور باہمت تھے مگر علوم
 عاری تھے کچھ تھوڑا لکھ پڑھ لے تھے ذہبی نے لکھا ہے کہ متعصم اعظم خلفا میں اور بہت بارعب
 اور شوکت تھے اگر وہ زحمت جو خلق خدا کو اونھوں نے قرآن کے مخلوق کہنے کے واسطی دی ندیتے
 تو خلفائے نامی میں شمار ہوتے اونکا لقب دشمن ہو گیا اسواسطی کہ آٹھ کے عدد کو اونکی ساتہ ایک
 خاص خصوصیت تھی وہ آٹھویں خلیفہ بنی عباس کے تھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے
 آٹھویں پشت میں تھے یعنی متعصم بن ہارون بن مہدی بن منصور بن محمد بن علی بن عبد اللہ
 بن عباس رضی اللہ عنہم اور ہارون کی آٹھویں اولاد میں تھے اور شامہ میں خلیفہ ہو اور شامہ
 یا شامہ میں پیدا ہو ان تینوں سال کا اول عدد آٹھ ہے اور آٹھ برس آٹھ مہینہ آٹھ دن خلیفہ
 رہے اور اڑتالیس برس کی عمر ہوئی اسکا بعد اول بھی آٹھ ہے اور طالع اونکی ولادت کا برج
 عقرب تھا جو آٹھواں برج ہے آٹھ لڑکیاں اونھوں نے فتح کیں اور آٹھ بڑے دشمن اپنے
 اونھوں نے قتل کئے آٹھ اونھوں فی بیڑ چھوڑے اور آٹھ بیٹیاں اور آٹھ دن بیس اولاد میں
 باقی تھے جب اونھوں نے قضا کی۔ یاقعی نے مراۃ الجنان میں بھی متعصم کی اٹھویں لکھی ہیں

مگر او پر جو مذکور ہوئیں اوسمیں سے کچھ متروک ہیں اور کچھ اسے زیادہ ہیں اسے زیادہ یہ ہیں
 آٹھ ہزار دینار اور اٹھارہ ہزار درہم نقد چوٹے اور اسی ہزار گھوڑے اور اوسقدر
 اونٹ اور بچہ اور آٹھ ہزار غلام اور آٹھ ہزار نوٹدیان یہ لکھی اونھوں نے لکھا ہے کہ تیرے
 میں مذکور ہے اگر صحیح ہے تو بڑے تعجب کا امر ہے۔ خلق قرآن کو عقیدہ میں اونکو نہایت تعصب
 تھا مومن نے تو وہ عقیدہ شروع کیا تھا اونھوں نے اوسکو ختم کیا یعنی سارے مالک میں اوسکا
 اشتہار کیا اور حکم دیا کہ لڑکوں کو وہی عقیدہ تعلیم کیا جا الغرض لوگوں کو اس عقیدے کیواسطہ
 بہت تکلیف دی کتنی علما جو مخالف اس عقیدے کی تھے اونکو قتل کر ڈالا حضرت امام احمد حنبل
 رحمۃ اللہ کو کوڑے مارے۔

راقم کہتا ہے کہ ہنوز جمہیر واضح نہیں ہوا اس خلق قرآن کی بابت اوسکی تائید
 اور اوسکی منکرین دونوں کو اصرار اور تعصب کیوں ہے وہ عقائد ضروریہ میں نہیں ہے فرض کیجئے
 اگر کوئی شخص قرآن کو نہ مخلوق کہے اور نہ غیر مخلوق بلکہ اپنے تئیں جاہل اور لایعلم ٹھہرے
 تو ہمارے سمجھیں نہیں آتا کہ وہ عاقبت میں اوسپر ماخوذ ہوگا اسی طرح مسند جبر اور
 اختیار کا ہے جس طرح کیفیت واقعی ذات جناب اقدس الہی کی ہرکو نہیں معلوم اگر
 ان امور میں بھی ہم اپنے عدم علم کے قایل ہوں تو کیا قباحات لازم آتی ہے ہم پر ایسا کہ شاید اپنی
 جہالت سے منکشف نہیں ہوا۔ منکرین خلق قرآن کے جو اہل سنت و جماعت میں شکر اللہ علیہم
 وہ کہتے ہیں کہ قرآن کلام الہی ہے جو اوسکی صفت ہے اور صفات الہی مثل اوسکی ذات کو غیر
 مخلوق ہیں جو بحث اور مناظرہ اس عقیدے پر ہے وہ کتب کلامیہ میں مذکور ہے ہماری
 یہ کتاب مناظرہ کی نہیں ہے جو اوسمیں کچھ بحث کریں مگر اس قدر البتہ ہم کہیں گے کہ بعض

منکرین خلق قرآن بھی کچھ بڑھگئے ہیں اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں اسکی شرح بھی نکر وہ مکتوب فی البدین
 اور مقرر علی السنۃ الناس کیا ہے علی العموم کہو قرآن غیر مخلوق ہے۔ ایک حکایت لطیف اس
 خلق قرآن کے بابت ہے اپنے والد ماجد رحمہ اللہ سنی تھی کسی تاریخ میں ہمیں اوسکا ذکر نہیں کیا
 یعنی کسی خلیفہ نے ایک کسی عالم پر جبر کیا کہ کہو قرآن مخلوق ہے اونھوں نے یہ تور یہ کہا اسطرح کہ
 اپنی اونگلیوں پر شمار کیا القرآن والتورہ والانجیل والنزول ہر ہذا الاربعة مخلوق
 اوھذا الاربعة جب کہا تو وہی اونگلیاں سامنے کر دیں جنہر چاروں کلام اللہ کو شمار کیا تھا تو
 اونھوں نے یہ کی کہ وہ اونگلیاں مخلوق ہیں اور ظاہر کلام دلالت کرتا ہے کہ شمار شدہ مخلوق ہیں
 مگر وہ ایسا تور یہ علانیہ ہی کہ کوئی نہایت جاہل خلیفہ یا حاکم ہو گا جو اوسکو نہ سمجھا ہو۔ سنہ ۱۱۸۰ میں بغداد
 وہ سرمن راسی میں گئے اور سنہ ۱۲۰۰ میں اونھوں نے قضا کی۔ اور سامرہ میں لکھا ہی معتمد کی ماں
 ماریہ بنت شیبہ تھی اوکی مہر کا کندہ تھا سمل اللہ تعطیات اور بعضی کہتے ہیں یہ کندہ تھا
 اللہ ثقتہ ابی اسحاق بن الرشید و بدیو من حاجب او کا اپنا غلام وصیف ترکی
 تھا وزیر او کی فضل بن مروان اور احمد بن عمارہ اور محمد بن عبد الملک الزیات تھے سنہ ۱۱۸۰ میں
 اوکی بیعت ہوئی اونھوں نے سرمن راسی میں ایک قصر بنایا تھا اوسکا نام رکھا تھا خاقانی سنہ ۱۲۰۰
 میں اوسی قصر میں اونھوں نے قضا کی وہیں دفن ہو اڑتالیس برس کی عمر نصیب ہوئی آٹھ برس
 آٹھ مہینے دو دن خلیفہ رہے قضاۃ او کی شیبہ بن سہل بن محمد بن سماعہ اور عبد اللہ بن غالب
 اور احمد بن دواد الابدی تھے اور قاضی القضاۃ جعفر بن عیسیٰ حسن بصری کی اولاد تھی۔ طبری
 وغیرہ کتب تواریخ میں مذکور ہے بابک ہمدانی ایک شخص بد مذہب اور طعہ تھا اوسنے ہتھوکتوں پر مذہب
 اور اپنا رفیق کر لیا تھا بیس برس تک اوسنو ہمدان اور اصفہانین امارت کی معتمد نے اسحاق بن

ابراہیم بن مصعب بھیجا اونھوں نے بڑی کوشش سے دس ہزار آدمی اوسکی ہمراہی کو قتل کئے اور خود بابک بچکر بھاگا اور کوہستان دشوار گزار کے قلعو سپر اپنا پامن بنایا معتصم نے افشین نام ایک امیر کو ہمراہی فوج کثیر بھیجا افشین نے بہت سعی اور کوشش کی مگر کیطرح سے وہ اوسکی فوج کی زد پر آ کے مقابلہ نہیں کرتا تھا حصار ہائے دشوار گزار سے مدافعت کیا کرتا تھا چنانچہ پھینچنا سوار اور پیادیکادشوار نہیں بلکہ محال تھا افشین نے جب مجبوری اپنی معتصم کو لکھی فہونھوں نے ایک زہار نامہ عفو و تصور کا لکھکر بھیج دیا اوسکو بھی اوسنے قبول نہ کیا تب افشین نے اوسکو بعض ہمراہیوں کو توڑ لیا جنھوں نے اوسکا مذہب نہیں قبول کیا تھا مگر حکومت میں مطیع ہو گئے تھے اونھوں نے یہ وہ دوستی میں اوسکو اور اوسکی بھائی کو گرفتار کر دیا وہ دونو معتصم کے پاس بھیج دیے اونھوں نے اشد عذاب سے بابک کو قتل کر کے اوسکا سر شہر سمرہ میں جو نیا اونھوں نے بنایا تھا سولی پر چڑھایا بعد اوسکی اوسکو فراسان میں بھیجا اوسطرف کی سار شہرو میں وہ سرشتہر کیا گیا اور اوسکی بھائی کو اغد او میں بھیجا کہ وہ اوسیطرح سے وہاں قتل اورشتہر کیا گیا ۲۳ سالہ میں بابک اور اوسکا بھائی دونو گرفتار ہو کے مقتول ہو اور افشین کا جو نیا ہر امر ترک ہو تھا درجہ بہت بڑھ گیا منجھہ اور عطایا کو معتصم نے اوسکو تاج مرصع یا قوت اور جواہر کا دیا جسکو مورخین لکھتے ہیں بیہا تھا۔ اوسے ۲۳ ہجری میں بادشاہ روم نے مسلمانوں کو ایک شہر کا محاصرہ کر کے اوسکو فتح کیا اور وہاں کی اہل اسلام کو غذا پہنخت قتل اور قید وغیرہ میں مبتلا کیا یہ خبر شام میں اور ممالک جزیرہ میں پہنچی اطراف اور نواحی شہر مفتوح رومیوں نے وہ اہل اسلام جنگ طاقت اور قدرت تھی ہجرت کر کے معتصم کے پاس تنغیت آئے ابراہیم بن مہدی عباسی نے ایک قصیدہ معتصم کی مدح میں کہل بھیجا جس میں تحریص اور ترغیب جہاد پر بادشاہ روم کے ساتھ تھی معتصم بذات خود بمعیت دو لاکھ فوج کے

روانہ ہو اور افشین کو مقدمۃ الجیش مقرر کر کے پیشتر روانہ کیا بادشاہ روم کے لشکر اور افشین
 بڑی سخت لڑائی ہوئی جبین بادشاہ روم کو ہزیمت فاش ہوئی اور صد ہا آدمی بھارت اور
 مقتول ہو اور مقتصم نے شہر عمویہ کا محاصرہ کر کے اسکو فتح کیا اور غم مصمم کیا کہ استنبول کا جا کے
 محاصرہ کریں اور عمویہ میں تیس ہزار آدمیوں کو انھوں نے قتل کیا اور حاکم عمویہ کا نامطس
 نام ایک بڑا بطریق تھا اسکو مقید کیا اور چاروں طرف شہر عمویہ کی بدم اور احرار میں کوشش کی
 لیکن اس عرصہ میں عباس بن مامون نے ارادہ بغاوت کا کیا اور بہت سے امرا و کئی معین اور مددگار
 ہو گئے اس سبب سے غریمت استنبول کی انھوں نے فسخ کی اور سامرہ میں معاودت کی اور عباس
 بن مامون کو پکڑ کے اپنے ساتھ لے آئے اور بعض امرا وغیرہ مردم نامی جو انکی نیت کی معین ہو گئے تھے
 انکو پکڑ کے قتل کیا اور عباس بن مامون کو ایک دن کھانا بہت سا کھلایا اور پانی اونکا بند کر دیا
 اس سبب سے وہ قضا کر گئے۔ ۲۳۵ ہجری میں افشین پر شہبہ نباوت اور خروج کا ہوا اس سبب سے اسکو
 قید کیا اور مازیار بن قارن ایک شخص نے طبرستان میں فساد برپا کیا تھا بعد جنگ وجدل کے
 وہ گرفتار ہوا اوسنے اقرار کیا کہ افشین کی تحریک اور ایسا اوسنے فساد کیا تھا اور افشین کو دین
 کیلئے اغراض فاسدہ اوس فساد سے تھم مازیار کو قتل کر کے سولی پر چڑھایا اور افشین قید خانہ میں
 مر گیا اسکی جسد مردہ کو پہلی سولی پر چڑھایا پھر تار کے جلو ادیا۔ بروایت طبری ۲۳۵ کے
 شروع مہینہ میں حجامت کی یعنی پچھنے لگائے اسی دن بخارا میں مبتلا ہوئے ہر چند معالجہ ہوتا
 رہا مگر مرض کو روز بروز ترقی ہوتی گئی آخر شستر ہویں ربیع الاول روز پنجشنبہ سامرہ میں انھوں
 نے قضا کی وہیں دفن ہوئے آٹھ برس آٹھ مہینہ و نصف رہے اور اٹالیس برس کی عمر میں وفات
 پائی آٹھ بیویاں تھیں چہرین۔ نوین خلیفہ خالد بن عباسیہ کی ابوہریرہ مارون

باللہ بن المعتصم بن ہارون رشید تھے۔ سبایک الذہب میں لکھا ہوا وثق باللہ
کی ماں ام ولد برومیہ تھی اس کا نام تھا قراطیس وہ ۱۹۶ھ ہجری میں پیدا ہوا اپنی باپ کی وصیت سے خلیفہ
ہوئے اوصحون نے اپنی حالت نیات میں اونکو ولیعہد کیا تھا اور اونیسویں ربیع الاول ۲۲۲ھ ہجری میں اونکی
خلافت کی بیعت لوگوں نے کی بعد ۲۲۸ھ ہجری میں اوصحون نے اشنا سے تہ کی کو سلطان کا خطاب دیا اور دو
ماے مرصع جو اہرات کی اور ایک تاج مرصع جو اہرات کا خاقت دیا۔ سبوحیٰ نے لکھا ہے وہ پہلی خلیفہ
ہیں میر گمان میں جنہوں نے ترک کو سلطان کا لقب دیا باوصف اسکا کہ ترکوں کی مراعات اور اونکا تفرقا
اور اقتدار اور الخلافت میں اونکو باپ کے وقت سے شروع ہوا تھا۔ ۲۳۱ھ ہجری میں وثق فی اسیر بصرہ کو فرما
لکھا کہ لوگوں پر خبر کرے کہ عقیدہ خلق قرآن اختیار کریں اور موزنین کو حکم دیو اسکا اشتہار کا۔

راقم کہتا ہے غالباً اسکا مطلب یہ ہے کہ بطور اذان کے موزنین ساجدین اس
عقیدہ کو پکار کریں اس عقیدہ میں اوصحون نے اپنے باپ کی پیروی کی۔ اور بعض موزنین نے لکھا کہ وثق باللہ
اپنے اخیر عمر میں اس عقیدہ سے تائب ہوا اور اسے رجوع کی اور ذی الحجہ ۲۳۲ھ ہجری میں چھ دن باقی
تھو کہ چہار شنبے کے روز سرمن راہ میں وثق نے قضا کی۔ اور سمرہ میں مروی، اونکی مہر میں کلید طبع
کندہ تھا حاجب نکاحا اتباع ترکی تھا پھر وصیف ترکی اونکا اہل اعلام مقرر ہوا اسکو بعد احمد بن عمار مقرر
قاضی اونکی احمد بن داؤد تھا اور وزیر اونکی محمد بن عبد الملک زیات تھا جمعرات کے دن ربیع الاول میں
بارہ راتیں باقی تھیں ۲۳۲ھ ہجری میں کہ اونکی بیعت ہوئی پانچ برس نو مہینہ چھ دن خلیفہ رہی چھتیس برس کی
عمر میں قضا کر گئے مرنے کی وہی تاریخ لکھی ہے جس سبایک الذہب سے پیشتر نقل ہوئی ہے۔ طبری میں منقول
متوکل اونکو بجائی نے ناز بن زبکی پڑھائی بعد قضا اللہ کے اس عالم سبایہ میں موت اونکی مستحق کی
بیماری سے ہری کہتو میں کہ وثق نے حالت نزع میں حکم دیا کہ سب پوشاک اونکی اتار کے زمین پر اونکو لٹا دیں

وہی عمل میں آیا تب وہ منہ اپنا خاک میں ملے تھے اور دوتے تھے اور نہایت گریہ اور زاری سے کہتے تھے
یا من کلایزول ادھر من زالی ملکہ یعنی ای دایم اور قایم رحم کر او سپہر جنگ ملک زایل ہو جا
تا تم کہتا ہوں وہ دلا دلا کر قری ہے کہ طلب رحمت اور مغفرت کی عقیقی میں تھی اسوا کر
اگر طلب رحمت کی ہوتی تو امر احمد من میں زول ملکہ کہتے یعنی رحمت کر او سپہر جنگ ملک زایل ہوتا ہوں۔
اور روضۃ الصفا میں منقول ہے کہ واثق کے عہد خلافت میں عمال علیا پر بہت ظلم کرتے تھے اس سبب سے
واثق نے اکثر و کثرت اس فرقے سر قید و بند کر کے بہت کچھ مصادقہ اون سے لے لیا یہاں تک کہ وہ سب ان شیعہ
کو محتاج ہو گئے اور مثل بنے باپ پر چچا کے معتزلی تھے لیکن علماء اور سادات پر بہت فیاضی کرتے تھے یہاں تک
وہ دونوں فرقے اونکو عہد خلافت میں بہت آسودہ اور مقبول ہو گئے تھے کوئی اور نہیں محتاج نہیں رہا۔ پھر
اوسین مروی ہے کہ واثق مرد کریم نیک اخلاق کے تھے ہمیشہ اونکی مجلس میں علماء اور حکما مباحثات علوم
عقلی اور نقلی میں کیا کرتے تھے اونکو صحبت علماء کی بہت پسند تھی اور اونکو عہد خلافت میں کافر علیا اور
ہایا نہایت امن و امان میں رہی ہر ایک کو ساتھ بہت نکوئی سے پیش آتے تھے اور بالخصوص علویوں کی
نہایت تعظیم اور تکریم کرتے تھے ہر میں شریفین میں نہایت کثرت سر رو بہ بھیجتے تھے کہ وہ انکو سکان پر تقسیم
ہوتا تھا یہاں تک اونکو عہد خلافت میں اون دونوں ائمہ مقتدہ میں کوئی شخص سیل باقی نہیں رہا تھا اور
جب بنو مہرہ میں اونکو وفات کی خبر پہنچی تو سارے باشندگان و مرد و اس بعد طیبہ کو کئی شب جنت البقیع
میں جمع ہو کے سو گوار رہے اور مراسم تعزیت کے ادا کئے۔ پھر اوسی روضۃ الصفا میں ایک حکایت
عجیب اور غریب منقول ہے کہ ایک حاجب نے اونکو عہد کو حجاب میں سے نقل کیا کہ ایک درویش و واثق کو قصر خلافت
کے دروازے پر کے مجھ سے کہا کہ خلیفہ سر جا کے عرض کرو کہ مجھکو ایک لاکھ درہم دیوین میں حسنا درویش
نے پوچھا کہ تم منہ سے کیوں میں نے کہا تمہارا یہ مانگنی پر درویش نے کہا تمکو پیغام پہنچا نا چاہئے امیر کا اختیار

سننے کا اور خدا پر ہے اسکا قبول کرنا مینی جا کے خلیفہ سے وہ پیغام عرض کر دیا اونھوں نے سننے ہی
حکم دیا کہ ایک لاکھ درہم جا کے درویش کو دید و جب روپیہ درویش کو دیا اوستے نہ لیا لوگوں نے کہا جو
تمہارا نگاہ امیر المومنین نے دیا پھر انکار کیا سبب درویش نے کہا میں درگاہ الہی میں مناجات
کی تھی کہ یا اللہ تو نے اسی کو کو حکم اور سردار خلق خدا پر کیا ہے کہ وہ اسکو لایق ہنن میں منجہ او کو
واثق باللہ ہن کہ وہ بھی یاقوت حکومت کی ہنن رکھتی ہے غیب سے ایک ہاتف کی آواز سننی کہ وہ
کہتے ہو جاؤ واثق باللہ کا امتحان کرو تا کہ شبہ تمہارا رفع ہو جائے بوجہ ہاتف کی ہدایت کی مینو امتحان
وہ روپیہ طلب کیا تھا مجھ کو اسکی حاجت ہنن ہے سو امتحان معلوم ہوا کہ بسبب واثق باللہ کی فیاضی
کے خداوند تعالیٰ کے نزدیک اونکو یاقوت خلق اللہ کے سرداری کی ہے یہ خبر جب واثق باللہ کو پہنچی
وہ بہت شے اور حکم دیا کہ اوس روپے کو دونا کر کے خیرات کر دو اس شکرانے میں کہ اللہ تعالیٰ نے
مجھ کو اوس درویش کو سامنے شرمندہ ہنن کیا۔ اور ایک حکایت اوسی روضۃ الصفا میں ہے
جسے مخالفت ثابت ہوتی ہے اون صفات نیک کی جو اونکی منقول ہو ہیں وہ حکایت یہ کہ احمد
بن نصر بن مالک بن ہیسیم خراسانی اصحاب حدیث میں بڑے رتبے کی مشہور تھے اونکی طرف طلب
حدیث کی بہت مرجعیت تھی اور وہ معتزلہ کے دشمن تھے اور سارے محدثین اور اہل سنت و عت
احمد کو واثق باللہ کی مخالفت پر جبکہ مذہب معتزلہ میں بڑا علو تھا تحریص ترغیب کرتے تھے اور چونکہ
وہ اماموں کے عہد خلافت میں بغداد میں وعظ اور انصایح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے کیا
کرتے تھے اس سبب لوگ اونکی بہت تعظیم کرتے تھے اور اونکی طرف خلق کی بہت مرجعیت تھی
سبب مرجعیت کی باقتضا ہو سبب شری اونکی دھنیں عزم خروج اور بغاوت پیدا ہو اہت
نشرت اونکو معتقدین اور تابعین کی ہوئی تب ایک روز پھر خروج کا اونھوں نے مقرر کیا مگر قبل اوس روز

بعضے افکو مطیعین کی ہے احتیاطی کے سبب سے غیر شائع ہو گئی اور احمد کو شہر کے کو تو اسے گرفتار کر کے واثق بالڈ کے پاس بھیجا واثق نے اسے درباب غم خروج اور بغاوت کی تو کچھ بہنیں کہا مگر مذہب اعتزال کے باب میں کچھ سوالات کیوں جسکا جواب انھوں نے اہل سنت اور جماعت کی طور پر دیا، اسکی بعد واثق نے عبدالرحمن بن السحق سے جو قاضی جانب غربی و جلع کے تھے انکو یمن فتنہ علی پوچھا انھوں نے جواب دیا کہ قتل اونکا مباح ہے اور احمد بن ابی داؤد جو کار فرما اور وزیر واثق کی تو انھوں نے کہا کہ پہلو توبہ اوپر عرض کیجائے اگر اسے عقائد سے توبہ کریں تو بہتر والا وہ واجب القتل ہونگے واثق نے اپنے وزیر کی رائے کے بموجب توبہ تو اوپر عرض بہنیں کی مگر مصام تلوار عمر بن سعد کرب کی خزانے، سرنگو اسکے ہمنشینوں کا حکم دیا کہ میں سب دشمنوں تم کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرو اور وہ تلوار لے کر اوٹھے اور احمد کے پاس جاکے ایک وار اوپر اس تلوار سے کیا جو نچائی گیا بعد کے ایک سر ہنگ فی ظاہر اونکو حکم سے سر محمد بن نصر کا بدن سے جدا کر ڈالا بعد اسکو واثق نے حکم دیا کہ ایک کاغذ پر ایک عربی عبارت لکھو ائی جسکا ترجمہ یہ ہے سر سے کافر مشرک گمراہ احمد بن نصر کا جسکو اللہ تعالیٰ نے مجھ عبد اللہ ہارون امام واثق باللہ کے ہاتھ سے قتل کر دیا بعد اسکی کہ حجت خلق قرآن اور نفی تشبیہ پر قائم ہوئی اور اوپر توبہ عرض کی گئی اور اپنے خدا سے اوسنے توبہ نہ کی پس جلد لگیا اللہ تعالیٰ اوسکو اپنی دوزخ کی طرف اور عذاب الیم کی طرف صاحب روضۃ الصغایہ لکھو کہ کہتا ہے کہ واثق نے خلق خدا کو شرمایا اور نہ خدا کو کہ وہ سبھو ٹھہ لکھو اسکے مشہر کیا۔

راقم کہتا ہے کہ ہمیں شبہ بہنیں ہے کہ واثق مثل متعم اپنے باپ کے اور ماموں کے چپا کے معتزلی مذہب تھے مگر مورخین نے اونکا ظلم اور ستم اوس بائیں مثل اونکو باپ اور چچا کی ظلمونکو بہنیں نقل کیا الا صرف احمد بن نصر کے ساتھ سو ممکن ہے کہ اصل سبب اونکو قتل کا وہی غم بغاوت

اور خروج تھا مخالفت مذہب اعتزال کا حید کیا گیا تھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ سارا اونکو جیسا اور ہم نشین
معتزلہ نہ ہوں اور یہ امر وثائق کو معلوم ہوا اونپر مخفی نہ ہوا اسطرح کہ ظاہر اونکو بہت تعصب اوس مذہب
میں نہ تھا بلکہ ایک روایت از عمر بن اونکو جو عن کی بھی اوس مذہب کے نقل ہوئی ہے واللہ اعلم
دسویں خلیفہ خاندان عباسیہ کے ابو الفضل جعفر المتوکل علی اللہ بن معتصم بن
مارون رشید تھے۔ متوکل کی ماں بھی ام ولد تھیں مسماں شجاع شہنشاہ یمن میں پیدا
ہوئے تھے اور ذی الحجہ ۲۳۳ھ میں وثائق کے مرنے کے بعد اونکی بیعت ہوئی اونکا مذہب اہل سنت و
جماعت کا تھا اونھوں نے اس مذہب حقہ کی بہت تائید کی تھی اور انھوں نے عہد سوسو مذہب اعتزال کا
شائع ہوا تھا اور اونکو باپ اور چچا نے خلق قرآن کے باہن کو اونکو بالخصوص علما اور مجتہدین کو قتل
نہ وغیرہ سے بہت تکلیف دی تھی وہ مسدد دہوی۔ الغرض شہنشاہ یمن اونھوں نے ابطال مذہب اعتزال کا
اشتہا کیا اور سامرا میں جبکو سرمن بھی کہتے ہیں بہت سوسو محدثین کو اونھوں نے جمع کیا اور عطا کیا
جزید اونپر کئے اور نہایت اونکی تعظیم و تکریم کی اور اونکو حکم دیا کہ احادیث صفات اور روایت کا
وعظ کریں اس سبب کہ معتزلہ صفات اور روایت کی سنکر میں اس سبب علی العموم خلق اللہ کی زبان
پر اونکی دعا اور ثنا جاری ہوئی یہاں تک بعض کہتے ہوں انے یہ کہنا شروع کیا کہ خلفا بعد پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کے تین نامی ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اہل ارتداد کی ساتھ قتال کے سبب سے اور قتل
کے معدوم کرینے اور عمر بن عبدالعزیز سبب رد مظالم کے اور متوکل سبب ایسا سنت اور امانت بدعت کے
راقم نے اپنی بعض اساتذہ کی زبان سوسو سنایا کہ شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمہ اللہ
نے فتوحات میں لکھا ہے کہ خلفائے راشدین چھ گزرے ہیں چار وہی خیرات تک خطبہ نہیں دعا
اور ثنا ہوتی ہے یعنی حضرت صدیق اور حضرت فاروق اور حضرت ذی النورین اور حضرت مرقی

اور پانچویں حضرت عمر بن عبد العزیز اور چھٹی ابو الفضل جعفر متوکل مگر ایک کے قتل نے وہ مقام فتوحات
 کا اپنے آنکھ سے نہیں دیکھا اور سارہ شیخ الکبریٰ جسے جعفر حالات متوکل کے زمانے کی ہم آئندہ نقل
 کرتے ہیں وہ مضمون نہیں ہے۔ متوکل نے پہلے اپنے بیٹے منصور کو ولیعہد مقرر کیا اور کئی بعد دو
 بیٹے منصور کو اور کئی بعد تیسرے بیٹے مود کو اور ان تینوں کو ولایت عہد پر نوٹوں سے بیعت کروائی بعد ازاں
 ان کی راہ پر گئی چاہتے تھے کہ منصور کو منصرف پر مقدم کریں چونکہ معتز کی ماں سے ان کو بہت محبت تھی غالباً
 اس کی تحریک سے اس تبدیل کا ارادہ کیا تھا مگر منصرف نے پہلی حکم کی تبدیل کو قبول نہ کیا اس سبب سے وہ
 منصرف سے بہت ناراض ہو کر ان کو تہدید اور وعید شروع کی اور سب اور شتم کرتے رہے اس عرصہ میں
 ترک لوگ جو با اقتدار تھے وہ متوکل سے بسبب بعض امور کے منحرف ہو گئے اور منصرف کے خیر طلب بن گئے
 اور غالباً ان کی ایسا متوکل کے قتل پر آمادہ ہو کر پانچ آدمی پانچویں شوال ۳۲۱ھ کی شب کو متوکل
 کے محل میں گھر گئے جس وقت وہ لہو و لعب میں مشغول تھے اور ان کو اور ان کی وزیر فتح بن حاقان کو
 قتل کر ڈالا یہاں تک روایت سبائک الذہب کی تھی۔ اور سارہ میں لکھا ہے ماں متوکل کی سہ ماہ
 شجاع خوارزمیہ تھی ان کی مہر میں لکھا تھا المتوکل علی اللہ وزیر ان کی عبید اللہ بن یحییٰ
 بن حاقان تھے اور محمد بن عبد الملک الزیات اور محمد بن الفضل الجرجانی اور قاضی ان کی یحییٰ بن کثیر
 اور جعفر بن محمد اللہ بن جعفر بن سلیمان العباسی تھے اور حاجب ان کی زرافہ اور وصیف وغیرہ تھے
 سر میں راہ میں وہ مقتول ہو کر اور وہیں دفن ہوئے تین تالیس برس کی عمر نصیب ہوئی اور چودہ برس
 نو مہینے نو دن خلیفہ رہے اس واسطے کہ چھ دن ذی الحجہ ۳۲۳ھ میں باقی تھی جب وہ خلیفہ
 ہوئے تھے اور بدھ کی رات کو تیسری تاریخ شوال ۳۲۴ھ میں مقتول ہوئے۔ روضۃ الصفا میں متوکل
 کے عہد خلافت کے ذکر میں لکھا ہے کہ انھوں نے اپنے تین بیٹوں کو ایک کے بعد ایک کو ولیعہد کیا جیسا

اور جعفر بن محمد بن جعفر

او پر کو رہا اگر اونکو دو بیٹو اور تھی معتد اور موفق اونکی بایہین متوکل متفکر رہتی تھی کہ اونکیواسطی کچھ نہ کیا
 اتفاق تقدیر سے خواہش ازنی یہ ہوئی کہ مقتدر اور معتز دو و عہد کا زمانہ خلافت تھوڑا ہوا اور
 موید کو خلافت نہ نصیب ہوئی اور معتز زمانہ دارالنگ خلیفہ رہے اور انار نیک اونھوں نے
 چھوڑے اور موفق کی اولاد میں خلافت خاندان عباسیہ کی متناسل رہی۔ پھر اسی روضۃ
 الصفا میں بعض وقائع عجیب اور غریب نقل ہوئے ہیں منجہ اوسکو کثرت زلزلوں کی اکثر اطراف ممالک میں
 منقول ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ شہر قردان کو متعلق تیرہ قریے دفعۃً منخسف ہو گئے یعنی زمین کے اندر
 گھس گئے یا کہو زمین میں غرق ہو گئے اونکو سکائین ہی صرف بیالیں آدمی زندہ بچ رہے وہ لوگ
 جب شہر قردان میں آئے وہاں کے سکائین بے رحم نے اونکو شہر میں ٹھہرنے نہ دیا اس زعم سے
 کہ وہ مقہور الہی اور سکائین زمین مقہور کے ہیں مبادا تھروںکی ساتھ آیا ہو امیر اور حاکم اوس
 شہر نے شہر سے باہر ایک حصہ بنوادیاجمین وہ آفت رسیدہ لوگ جا کر آباد ہوئے اور سنہ ۲۴۲
 میں شہر و افغان میں نصف شہر کی عمارات منہدم ہو گئی۔ اور شہر بسطام میں ثلث شہر کی عمارات
 گر پڑی اور شہر ری اور جرجان اور نیشاپور اور اصفہان میں بھی زلزلوں سے بہت بڑا نقصان ہوا
 ایک حکایت عجیبہ یہ کہی ہے کہ شہر قومش کے متعلق ایک قریے میں جب زلزلہ شروع ہوا تو
 اوس قریے سے نکل گئے باہر بھاگے جاتے تھے آسمان پر سے ایک آواز آتی تھی کہ ہر شخص سننا تھا
 اللہ اجل واعوذ بالرحمة لاجدادہ۔ اور میں میں زلزلے کے سبب پہاڑ کے اوپر ایک
 مریع تھا کہ وہ نسیجہ ہو کے دوسری نشیب زمین پر آ رہا۔ اوسے روضۃ الصفا میں ابن
 ابی الوصاح ظاہر کوئی مورخ یا مصنف عجائب کی کتاب کا ہوگا اوسے روایت لکھی ہے کہ متوکل
 کے عہد خلافت میں کسی ولایت سے اخبار نویس نے ایک محضر پانسو آدمی کی گواہی سے اس ضمنو کا

کہہ کر پہنچا کہ ایک دن وہاں ایک پرندہ جانور کو سہی بڑا خرے کے ایک درخت پر آکر بیٹھا
 اور چالیس مرتبہ یہ عبارت کہہ کر اڑ گیا۔ یا ایہا الناس اتقوا اللہ اللہ اللہ اور دوسرے
 دن پھر آکر بیٹھا اور اسی طرح چالیس بار وہ عبارت کہہ کر اڑ گیا۔ اور ایک واقعہ عجیب و غریب
 میں مذکور ہے کہ ابن جوزی نے اپنی کتاب تلخیص میں نقل کیا ہے کہ ایک قرے میں اسوازا اور
 خوزستان کے قریب کسی ایک شخص کی وفات ہوئی جب اس کا جنازہ اٹھایا گیا تب ایک پرندہ
 جانور اتر آیا اور خوزی زبان میں اوسینہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میت کی اور بہتر لوگ اوسکو
 جنازہ کیساتھ میں سبکی مغفرت کی یہ واقعہ غریبہ نقل کر کے ابن جوزی نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ
 محمد بن حبیب الہاشمی کی تاریخ سے نقل ہوا ہے۔ ایک امر اعجب العجائب روضۃ الصفا میں
 منقول ہے جو متوکل کے ناصبی ہونے پر دلالت کرتا ہے مثلاً خلفائے بنی امیہ کی بلکہ اونسو
 بھی زیادہ اگر اوس امر کے حقیقت میں وہ باعث ہو کر بنظر عداوت کو جناب امیر المومنین
 حضرت اسد اللہ اور قرہ عین نبوت حضرت امام حسین علیہما السلام کی ساتھ اوتھوں نے
 وہ کیا ہو جو امر بنظر اونکو ماضی اور عباسی ہونیکو نہایت موجب استعجاب ہے اور ہرگز عقل قبول
 نہیں کرتی کہ بنظر عداوت کو اوس خاندان عالیشان کو ساتھ اوتھوں نے وہ امر کیا جیسا ظاہر
 طرز تحریر صاحب روضۃ الصفا اوس پر دلالت کرتا ہے اوس میں منقول ہوا کہ ۲۶ ہجری میں متوکل
 نے حکم دیا کہ علامات قبر جناب سبط اصغر حضرت امام حسین سلام اللہ علیہ کی اور جمیع شہداء
 کربلا کے مشاد سے گئے اور جو عمارات اور اکنہ وہاں تھی سب مہدم کر دیئے گئے بلکہ حضرت سبط
 اصغر کی قبر کی جگہ زراعت کروائی گئی اور خلق خدا کو زیارت اون مشاہدہ مقبرہ کیسے اور جناب
 امیر المومنین علی مرتضیٰ کی زیارت قبر سے جماعت کی منع فرمائی گئی اور علی بن عبد اللہ وقت منہت ہوا

اور مفلوک زندگانی کرتے تھے انتہی اگر کہنے کے سبب فروج علوی کو وہ امور متوکل نے کئے تو انکی عہد میں کسی
 علوی کا خروج بھی کسی تاریخ میں نظر نہیں آیا اور اگر فرض کیجئے کہ سبب انکی حکایات یہ پہلو عہد میں خروج کی کوئی
 طرف سے بے اعتمادی تھی تب بھی یہ سمجھیں نہیں آتا کہ مشاہد متبرکہ کہ اقربا قریب اپنا جہاد کو باوصف ہاشمیت
 انھوں نے کیوں خراب کیا اور لوگوں کو اسکی زیارت سے کیوں منع کیا راقم کو بقرائن قویہ اور اخبار متوکل کی
 عہد کے معلوم ہوتا ہے کہ متوکل بہت بڑے پکا اہلسنت اور جماعت تھے بلکہ اس مذہب میں اگر تھوڑا سا اونکو
 متعصب بھی کہی تو گنجائش ہے جیسے انکی باپ اور چچا کو مذہب اعتزال میں تعصب تھا اور علماء محدثین کی
 اونکو صحبت بھی رہتی تھی تو حسن ظن متوکل کی طرف جسکو شیخ اکبر نے ظاہر اخلافاً راشدین میں لکھا ہے اسکو
 چاہتا ہے کہ اس عرصہ کے علماء اور فقہا کو یہ اشتباہ پیدا ہوا کہ سبب کثرت مرجعیت خلق کے زیارت اون مشاہد
 متبرکہ کی طرف مبادا و مردہ و مردہ جہاد قبور پرستی کرنے لگیں اور مشرک ہو جائیں جیسا آج کل مشاہد ہی کہ جہاد
 اور بے احتیاط پیر پرستی اور قبور پرستی میں مبتلا ہیں اور کر بلا کی زیارت کو حج بیت اللہ پر مقدم کرتے ہیں
 تو اگر خبر اون مشاہد متبرکہ کے خراب کرنے کی صیغہ ہے تو عجب نہیں ہے کہ اس وقت کو علماء اہل سنت نے
 یہ راقم راہی ہوا متوکل نے خود اپنی راسخ حفاظت جہاں کی شرک سے اسی میں سمجھی ہو کہ نشان اون مشاہد
 متبرکہ کا مشاہد یا جاسطرح سے حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس وقت کے جبکہ کچھ
 بیعت الرضوان واقع ہوئی تھی کٹوا کے پھینک دیا اس سبب کہ لوگوں کی عادت ہو گئی تھی جو شخص اس وقت
 کے قریب گذرتا تھا یا بخصیص وہاں جا کر اسکو نیچو دو رکعت نماز نفل کے پڑھتا تھا پہلی حضرت امیر المؤمنین
 وہاں نماز پڑھنے کی ممانعت کی جب دیکھا لوگ اسکو متنع نہیں ہوتے پہلی ممانعت بہ تہدید وعید کی جب خلق
 اوسے بھی متنع نہ ہوئی تب اسکو کٹوا کر پھینک دیا اور وہ جو اوسین روایت ہے کہ علوی لوگ متوکل کے عہد میں
 مفلوک رہے اگر وہ سچ ہے تو جیسا ہم نے لکھا ہے کہ متوکل بڑے متعصب اہلسنت و جماعت تھے اور علوی

لوگ بتدیج وہ مذہب اہل سنت کا چھوڑتے گئے اور بدعتیہ ہونے لگی تو کیا عجب ہے کہ بسبب مخالفت مذہبی کو متوکل کو نزدیک قدر و منزلت علویوں کی باقی نہ رہی ہو۔ بعد ان روایات کو روضۃ الصفا میں متوکل کو لکھا کہ بڑے شراب خوار تھو اور بعضی اونکی حرکات اہو و لعب جاہلانہ مثل شیر کے اور ساپوں کی اور چھوٹوں کی اپنی ہمنشین پر چھوڑ دینے کو نقل کئے ہیں اس سے ہکو بڑا تعجب ہوتا ہے کہ وہ متوکل کی کیفیت سبایک الذہب سے جو ہمیں نقل کی ہے اور بعضی اپنے اساتذہ سے سنا ہے کہ شیخ اکبر نے بعضی اپنے تصنیفات میں متوکل کو خلفا راشدہ میں شمار کیا ہے وہ کیونکر صحیح ہوگی تو اگر وہ خبر صحیح ہے تو حسین شک نہیں ہوتا کہ وہ اخبار اونکی بدنامی کی مورخین مخالفین مذہب نے مشتہر کئے ہیں واللہ اعلم بالصواب گیارہویں خلیفہ نبی عباس کی ابو جعفر المنصور باللہ بن متوکل بن معتمد بن ہارون رشید تھے۔

سبایک الذہب میں لکھا ہے ان منقر کی ام ولد رومیہ تھی مسماۃ حبشیہ اور منقر خلیفہ نہایت باادب اور مہیب تھے اور بہت عاقل اور راغب امور خیر کو تھو ظلم اور ستم اونکی جبلت میں بہت کم تھا سادات علویں تھے اونھوں نے بہت احسانات کئے اور سبکو اس خاندان عالی شان سے مجاز حضوری کا اپنی دربار میں کیا اور ابی طالب کی اولاد جس خوف اور محنت اور بلا میں خلفا مقتدین کے عہد میں مبتلا تھی اون سبکو مامون کیا اور اس بلا کو اونکی سرور پر زایل کیا۔ شوال ۲۴۷ھ میں بعد مقتول ہونے اونکی باپ کے لوگوں نے اونکی ہاتھ پر بیعت کی اپنے دونوں بھائی معتز اور مویذ بنکی ولایت عہد پر بعد اونکی متوکل نے بیعت کروائی تھی اونکو ولایت عہد سے خلع کیا لیکن رعایا پر عدل اور انصاف کرتے رہے اس سبب سے اوصاف اونکی شدت رغب اور بیت کو عامہ قلوب اونکی طرف بہت مائل تھی اور علی العموم لوگ اونکی خیر طلب اور ثنا خواں رہے وہ بہت کریم اور حلیم اور رحیم تھے اونکا قول تھا نہت عفو کی تشفی انتقام سے زیادہ تر شیریں ہے اور سب سے برا اور بد فعل بعد قدرت کی انتقام ہے۔ پانچویں ربیع الثانی ۲۵۷ھ ہجری میں ظاہر امراض موت سے اونھوں نے

قضا کی چھبیس برس کی عمر یا کچھ اس سے بھی کم اونکو نصیب ہوئی پس وہ خلافت سے بہت متمتع نہیں ہو صرف
چند مہینے فرمانفرما رہے۔

راقم کہتا ہے اونکو صفات مستحسنہ کرم اور حلم اور رحم کے جو ذکر ہوئے وہ اسکو اپنے
باپ بہائیون کی نسبت عمل میں نہ آتا بالخصوص لذت عفو اور بدھونا انتقام کا بعد قدرت کی جو اونکا قول تھا اگر
باپ کی بابت کہیں کھوف اور خطر جان اور آبرو عایق ہوا عجب ہے کہ بھائیون کو بعد قدرت کی ولایت عہد سے
موزول کیا مگر جیسا آئندہ ہم روضۃ الصفا سے نقل کریں گے کہ اونھوں نے اپنے بھائیون سے اپنی بے اختیار کیا
اوس بابت عذر کیا۔ اور ہمیں مکر تجربہ کیا ہے اعلیٰ اور ادنیٰ سب میں کہ جو باپ کو ساتھ بدسلوکی کرتا ہے
وہ دنیا میں بہت کم متمتع ہوتا ہے اور انواع آلام اور مصائب میں عاجلایا اجل مبتلا ہوجاتا ہے بالخصوص جو شخص
بنظر وراثت کی باپ کی موت کا امیدوار اور اسے خوش ہو اگرچہ باپ اپنی موت طبیعت سے مرے اور وہ خود
باعث اور موجب اسکی ہلاکت کا ہو وہ اوس وراثت سے بہت ہی کم متمتع ہوتا ہے جو اس شخص کی جو اپنے
باپ کا قاتل ہو مستقر کا ایسی جگہ قضا کرنا ہمارے عقیدہ میں بلاشبہ باپ کو قتل کے سبب سے ہوتا۔ اور مسامحہ میں
ہو مستقر کی ماں رومیہ تھی جسکو جیشہ کہتی تھی اور وہ بہت بری طرح سے مرض ذات الجنب سے مرے چوبیس
برس گیارہ مہینے پانچ دن کی عمر پائی اور چھ مہینے دو دن خلیفہ رہے شوال کی چھ دن گزرے تھو بدھ
کو دن سترہمین اونکی بیعت ہوئی اور سنیچر کی شب کو دس دن ریح الثانی کے سترہم بھیرین گزرے تھی
جب اونھوں قضا کی مستعین فرما دی گئی نماز جنازہ پڑھائی اونکی مہر کا کندہ تھا یوتی الحدیث من مامندہ
اور یفنون کہہا ہوا من ال محمد اللہ ولی و محمد حبيب اونکو وصیف اور مرزبان وغیرہ تمام
قاضی اونکو جعفر ہاشمی تھی۔ اور یافعی فرماتا الجنان میں کہہا ہے کہ مستقر سات مہینے خلیفہ رہی اور چھبیس برس کی
عمر نصیب ہوئی کہتے ہیں امراتک کو اونکی طرف سے خوف پیدا ہوا تھا اونھوں نے طیبہ بن طیفور کو ساتھ ہزار

درہم دیئے اور سنئے منتصر کو زبرد کی مار ڈالا روایت ہے کہ منتصر نے اپنے مرض الموت میں اپنی ماں سے کہا
 میں اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو تیرے بیٹے کو اپنے باپ کو مار دو میں جلدی کی اس میں میری موت بھی جلد آئی
 اور طبری میں مذکور ہے کہ منتصر نے بعد خلیفہ ہونے کو اپنے باپ کو خواب میں دیکھا کہ اونس کی کہوتھی افسوس
 ہے تجھ پر اس کے بعد کہ میرے اوپر تو نے ظلم کیا اور مجھ کو تو نے قتل کروایا اور میری خلافت تو نے چھین لی
 تو اس خلافت سے ہرگز متمتع نہ ہو گا طر تھوڑے دن بعد اس کی علی الدوام تو دو دن میں رہیگا منتصر یہ
 خواب دیکھ کر غمناک اور محزون اوٹھ اور تھوڑے دنوں کے بعد قضا کی۔ اور روضۃ الصفا میں منقول ہے کہ
 مسعودی نے لکھا ہے کہ ترکون نے متوکل کو اس مقام پر قتل کیا جہاں شیرویہ نے اپنے باپ پر وزیر کو قتل کیا تھا
 اس جگہ کا نام تھا مار جو یہ جہاں متوکل نے ایک قہر بنایا تھا اور اس کا نام رکھا تھا جعفریہ منتصر بعد باپ کے
 قتل کے سات دن مار جو میں رہے بعد اس کو دہانسی اور ٹھکی کہیں اور اقامت اختیار کی اور اس مقام کو
 بالکل بھندم اور خراب کر دیا۔ اور محمد بن ہسل ناقل ہے کہ منتصر کے قصیر میں تین ایک بساط دیکھی کہ مصلی
 کی صورت پر بنی گئی تھی اور چند سطیر میں ایک فارسی عبارت بھی بنی ہوئی تھی اور مصلی کی داسنے جانب
 ایک بادشاہ کی تصویر بنی ہوئی تھی کہ گویا بات کر رہے ہیں اور اس فارسی عبارت سے معلوم ہوا کہ
 وہ تصویر شیرویہ کی ہے لکھا تھا کہ اوسنے اپنی باپ پر وزیر کو قتل کیا اور چھ مہینے سے زیادہ اس کو سلطنت
 نہ نصیب ہوئی اور بائیں جانب تصویر یزید بن عبد الملک بن مرزبان کی تھی جس نے ولید کو قتل کیا
 اور چھ مہینے سے زیادہ فرمانروائی اس کو بھی نصیب نہیں ہوئی۔ رآوی کہتا ہے میں وہ دیکھ کر بہت
 متعجب ہوا اور اس پر قیاس کیا کہ منتصر کو بھی بہت متمتع خلافت سے نہوگا اور بساط کا ذکر اور اپنی قیاس کا
 میں وہ صیغہ ہے کیا او خون نے کہا اسی بساط پر متوکل قتل کئے گئے ہیں بعد اس کی بوتقا اور وصیف کو
 حکم سے وہ بساط جلاد گئی۔ الغرض جب امر خلافت منتصر پر قرار پائی تب احمد بن حنصیب وزیر نے بوتقا

اور اور ترکونسی کہا کہ بعد منتصر کے مرنے کے اختلاف معتز یا مویہ کو بیچ چکی تو ہم لوگوں میں سے وہ ایک کو بھی زندہ
 چھوڑ دینا مناسب بلکہ لازم ہے کہ اون دونوں کو ولیمہ دے معزول کرانا چاہئے ترکوں کو وہ راہت پسند
 ہوئی سب سے باتفاق نہایت مبالغہ اور الحاح کے ساتھ منتصر سے عرض کیا کہ اپنے دونوں بھائی معتز اور مویہ
 کو ولیمہ دے کر کے اپنی بیٹی عبداللہ اب نام کو ولیمہ دے مقرر فرمائے ہر چند وہ امر منتصر کی راہ کو مافی
 تھا مگر ترکوں کو مبالغہ سے مجبور ہو کر دونوں بھائیوں کو طلب کر کے اون کو حکم دیا کہ خود اپنی تین ولیمہ دے خلع کر دو
 مویہ اقبال اس حکم پر راضی ہو گیا مگر معتز راضی نہیں ہوا تو مویہ نے اون کو سمجھایا کہ انکار کرنا کچھ فائدہ نہیں
 دے گا خلیفہ کے حکم کو خوشی قبول کرنا امید فلاح اور بہبود کی ہے اسی وقت اس باب میں ایک شیعہ کہا گیا
 اور بعد اون دونوں کے دستخط کو ایک جماعت کثیرہ کی اوس پر گواہیاں لکھی گئیں۔ مویہ و لوگوں نے روات
 کی ہے کہ اوسکی دوسری ان منتصر نے اونھیں دونوں بھائیوں کو بلا کی خلوت میں اونس کی کہا کہ یہ شیعہ تمہاری
 خوشی اور تمہارے دستخط سے کہا گیا مویہ کہتی ہیں میں کہا و اتمی یہ ہمیں طوع اور رغبت سے لکھا ہے اور
 منتصر نے بھی میری تحریک سے اعتراف کیا بعد اوسکی منتصر نے ہمس کہا بھائیوں تم اپنے دونوں میں یہ نہ سمجھو کہ تم
 نگو اس واسطے ولیمہ دے خلع کیا ہے کہ میرا بیٹا ولیمہ دے تم یقین کر دو کہ مجھ پر گز اپنے زندگی کی اتنی توقع
 نہیں ہے کہ میرا بیٹا سن رشد کو چھوڑے اور خلیفہ ہو قسم ہے خدا کی کہ اگر میرے خلافت تکو چھوڑے گا
 مجھ پر پسندیدہ ہے نسبت اوسکی کہ میرے بنی اعمام میرے بعد خلافت کریں بعد اوسکی ترکوں کی طرف اشارہ
 کیا اور کہا اس جماعت نے تمہارے خلع کر نیکی ولیمہ دے سے جھگو تحلیف دی اگر میں نہ قبول کرتا تو
 کچھ شبہ نہیں ہے کہ تمہارے ترکوں کو مبالغہ سے ضرر شدید پہنچتا جس کا تدارک کچھ نہ ہو سکتا یہ سن کر ہمیں اونکا
 شکریہ ادا کیا اور اٹھدین اونکی بوسہ دیکر رخصت ہو۔ پھر اسی روضۃ الصفا میں اسباب منتصر کے
 وفات کے باختلاف روایات مختلف لکھی ہیں بعض کہتی ہیں کسی جراحت کے سبب مرے بعض کہتے ہیں

اونکو سر سام ہو گیا تھا اسے قضا کی بعضی موزنین لکھتی ہیں بعد خلیفہ ہونیکو منتصر کا مزاج ترکونکی
 طرف سے تغیر ہو گیا تھا اونھوں نے حجام کو بہت سی رشوت دی کہ اسے زہر آلود شتر سے فصہ کی
 اسے اونھوں نے قضا کی واللہ اعلم بالصواب لکھتی ہیں منتصر بڑے صبور اور عاقل اور کثیر الخیر
 تھی لوگوں کو زیارت مرقد متبرکہ حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ اور سبط اصغر
 حضرت امام حسین سلام اللہ علیہ کی اجازت دی جسے اونکو باپ نے مخالفت کی تھی اور علویوں کو جو
 اونکو باپ سے بہت خوف زدہ تھے یمن کیا اور علی العموم انصاف اور عدالت کرتے رہی اس سبب سے
 باوصف اسکو کہ نہایت مہیب اور بارعب تھی رعایا کو قلوب میں اونکی خوب جگہ ہو گئی تھی اور
 خاص اور عام اونکو مستعد تھی منتصر کے مراحم اور شفقت عام کو یابین اوسی روضۃ الصفا میں
 دو قصو نقل کئے ہیں جسکا ذکر ہم مناسب سمجھتی ہیں۔ ابوعلی یحییٰ منجم سے نقل کرتے ہیں کہ اونکو
 ہمسائے میں ایک شخص کی کوئی ریاست بہت عمدہ تھی جو محل مع میں تھی اور منجم کو نہایت رغبت
 اوسکو خریداری کی تھی لیکن اوسکی ساری قیمت کو ادا کی اونکو طاقت نہ تھی اس سبب سے نہایت اونکو
 رنج و الم پیدا ہوا کہ ہر شخص اونکو چہرے سے اونکا ملول اور مغموم ہونا پہچان سکتا تھا اوسی حالت میں
 وہ منتصر کے دربار میں گئے منتصر نے سبب اونکو تغیر چہرے کا پوچھا وہ راوی ہیں پہلو اونھوں نے اصل
 سبب چھپایا پھر منتصر نے اونکو قسم دی کہ سبب واقعی اوسکا بیان کر دو تب اونھوں نے واقعی کیفیت
 نقل کی منتصر نے پوچھا اوس جائیداد کی کیا قیمت ہے اور تم کس قدر دیسکتے ہو منجم نے عرض کیا تیس ہزار
 درہم اوسکی قیمت ہے اور دس ہزار وہ دیسکتے ہیں منجم کہتے ہیں وہ سنکے چپ ہو رہے تھوڑی دیر کے
 بعد برخاست کی مگر قبل برخاست کی کچھ لکھکو ایک خادم کو دیا منجم راوی ہیں کہ میں اوسے سطر جسے مغموم اور
 مہموم اوسو رخصت ہوا اور دین کہتا تھا کہ اگر منتصر جاسے تو میری حاجت روا ہو جاتی لیکن میری

تقدیر نے مسعدت نہ کی اور جب میں گھر میں پہنچا میرے وکیل نے بیان کیا کہ خلیفہ کا ایک خادم ہمیں
ہزار درہم تمھارے واسطی دیکر مجھے رسید لیکھا ہے منجم کہتے ہیں وہ خبر سنکر اونکو اس قدر مسرت ہوئی کہ
بیان نہیں ہو سکتی لیکن جب تلک وکیل نے اونکو روپیہ نہیں سپرد کیا وہ اوسکو خواب و خیال سمجھتی تھی
دوسری حکایت یہ ہے ابو عثمان سعید بن محمد بن الصغیر راوی ہیں کہ اونکو منتصر نے بعض مہات دیوانی کی
نظر سے مصر میں بھیجا وہاں اونکو ایک لونڈی کی ساتھ تشق پیدا ہوا جو محل بیع میں تھی اور نہایت حسینہ
اور جمیل تھی اور بہت ہی عمدہ گانے والی تھی مگر اوسکی مالک نے ایسی گران قیمت قرار دی تھی کہ وہ محل
اوسکی ادائیگی نہ ہو سکی اس سبب سے اونکو بہت ہی رنج اور ملال ہوا اور آتش شوق اور عشق اوس لونڈی
کی اونکو دین روز بروز بڑھتی جاتی تھی جب وہ کام جبکہ واسطی وہ لگتی تھی اوسے فراغت ہوئی
اونھوں نے دار الخلافت میں معاودت کی اور کیفیت اوس کام کی منتصر کے حضور میں عرض کی
جبکہ منتصر نے بہت پسند کیا بعد اوسکے اونسے پوچھا کچھ حاجت تمکو ہو اوسکو بیان کرو اونھوں نے
وہی واقعہ اپنی تشق کا نقل کیا مگر بظاہر ایسا معلوم ہوا کہ منتصر نے وہ معروضہ اونکا ناپسند کیا
اس واسطی کہ وہ سنکے اونھوں نے منہ نہ پھیر لیا اور کچھ جواب نہ دیا اور وہ حکایت میرے تشق کی
منتصر نے اپنے مصاحبین اور ہم نشینوں نے بیان کی اس واسطی کہ جب وہ دربار میں جاتی تھی تو سارے
مصاحبین اوس امر میں بہل اور تمسخر اونکو چھیرا کرتے تھے اور ایسی کلمات شوق انگیز کہا کرتے
تھے جسے اونکا تشق اور روز بروز بڑھتا جاتا تھا وہی ابو عثمان ناقل ہیں کہ ایک دن وہ اوسی غلام
شوق اور تشق میں ڈوبے ہوئے منتصر کے دربار میں لگی پردے کے اوس طرف ہی ایک عورت کے
گاہ کی آواز آئی جبکہ اونھوں نے پہچانا کہ وہی اونکی مشوقہ ہے وہ ناقل ہیں کہ وہ آواز سنکر وہ ایسی
بیخود ہو گئی کہ آواز بلند رونے اور نعرہ کرنے پر آمادہ ہو مگر ادب و ربا خلافت نے غلبہ کیا کہ تکلف

انھوں نے ضبط کیا منصرف پوچھا اسی سعید تہاری مزاج کی کیا کیفیت ہے انھوں نے عرض کیا حضور کی بدولت
 بغیر مقرون ہر بعد اوسکو منصرف نے کہا اس گانہ والی سے کچھ تم فرمائش کرو کہ وہ گا دے وہ کہتے ہیں
 کہ جو راگ انھوں نے مکراراً سوسنا تھا اور وہ نہایت ازگولہ تھا اوسکی فرمائش کی جب اسے گانا
 شروع کیا اونکی ہوش دھواس پان ہو منصرف نے اولے پوچھا یہ آواز تم پہچانتی ہو کی ہے انھوں نے
 رو کر عرض کیا خوب پہچانتا ہوں منصرف نے پوچھا اب بھی تمکو امید اوسکو وصال کی باقی ہے انھوں نے
 عرض کیا یا امیر المومنین جب تک وہ آواز سننے نہیں سنی تھی امید وصال منقطع نہ تھی اللہ تعالیٰ سے
 امید تھی کہ شاید مجھکو اوسکی قیمت کا مالک کر دیو کہ میں اوسکو خرید کروں مگر اب جب حضور کو محل میں
 داخل ہوئی اب میں بالکل مایوس ہو گیا منصرف نے کہا اسعد اوسکو منی صرف تمہارے واسطوں سے
 ہے اور جہوقت سہوہ آئی ہے ایک مرتبہ کے سوا میں اوسکی صورت نہیں دیکھی بعد اوسکو زور
 اور لباس مکلف سے آراستہ کروا کے میرے گھر میں بھیج دیا جسے بعد از خوف ہلاکت گویا ازسرنوین
 زندہ ہوا۔ بارہویں خلیفہ بنی عباس کے ابو الجباس احمد المستعین
 باللہ بن معتمد بن ہارون رشید تھے۔ سب ایک الذہب میں مروی ہے ان
 اونکی ام ولد تھی سمات مخارف ۲۲۱ میں وہ پیدا ہوئے تھے گور سے بہت تھے مگر منہ پر پیچک کے
 داغ تھے جب منصرف نے قضا کی تب ترک لوگ جو اباب حل و عقد خلافت تھے وہ سب جمع ہوئے
 اور مشورہ کیا کہ اگر متوکل کے کسی بیٹے کو خلیفہ مقرر کریں تو وہ ہمارے سب کی بیج کنی کی فکر کریں گے
 اسواسطے بنی احمد بن معتمد کے جو ہمارے استاد کی بیٹی بن کوئی لایق خلافت کے نہیں ہے۔
 راقم کہتا ہے چونکہ معتمد نے سب ترکوں کو مقتدر اور دخیل نظم خلافت میں لایا تھا
 اسی سبب بلفظ استاد اونکو تعبیر کیا مراد اوسے عربی اور پرورش کنندہ ہے۔ اکثر معتمد بن احمد

کے ہاتھ پر سبھون فی بیعت کی اٹھائیس برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوا اور اہل شام تک وہ خلیفہ رہا
 بعد اوسکو ترک لوگ اونسو مخرف ہو گئے اس سبب کہ وصیف نام ایک ترک کو انھوں نے قتل کیا تھا
 اور جس ترک فی متوکل کو قتل کیا تھا اوسنے بغاوت پر کمر باندھی مستعین نے جب ترکوں کو اپنے سحر مخرف
 دیکھا تب وہ سامرہ جو مدت سے دار الخلافہ بن گیا تھا اٹھکرا بغداد میں چلے گئے تب ترکوں نے معذرت
 شروع کی اور بہت منت اور سماجت سے درخواست کی سامرہ میں کی مستعین نے قبول نہ کیا
 تب ترکوں نے معتز باد بن متوکل کو کھڑا کیا اور انکی ہاتھ پر بیعت کی تب مستعین اور معتز کو آپس میں
 قتال و جدال شروع ہوا کئی مہینے تک باہم لکھنا لڑائیاں ہوئیں اور بازار قتل اور خون کا دونوں طرف
 گرم رہا آخر شش مستعین کی طرف ضعف اور سستی پیدا ہوئی تب لوگوں نے باہم مصالحہ ٹھہرایا اسپر کہ
 مستعین نے اپنے تین خلافت سے خلع کیا اور وہ واسط میں محبوس کئے گئے ایک مہینہ کی بعد معتز نے
 اپنے حاحب کو انکی پاس کچھ پیغام لیکر بھیجا وہ سننے سے تیسری شوال ۲۳۵ھ میں غدر سے اوف کو قتل کیا
 اور یافعی نے فرارۃ الخنایان میں بعینہ وہی روایت لکھی ہے جو سب ایک الذہب سے لکھی گئی مگر مستعین
 کے بعض مددگاروں کا اور سردار محاصرہ کا نام لکھا ہے یعنی ابوالامد موفی معتز کے جمائی مع سپاہ کی آت اور
 اور بغداد کا محاصرہ کیا اور نائب بغداد ابن طاہر نے ہصار بغداد کا مستحکم کیا اور جنگ شروع ہوئی کئی مہینے
 لڑائی کے ہو ایک مہر کے میں دو ہزار آدمی محصورین کی طرف سے قتل ہوئے انکو پاس حلال چہر
 کھانے کی زمین چند روز عمارت کا کھانا نصیب ہوا یہاں تک کہ وہ کم طاقت اور ضعیف ہو گئے آخر شش
 صلح اسپر ہوئی کہ مستعین نے اپنے تین خلافت سے خلع کیا اور شروط موکہ اپنے مفید فتیحا بونسے
 لکھوائے مگر انکی طرف سے غدر ہوا اور شروط پر عمل نہ کیا تو مہینہ مستعین کو واسط میں مقید رکھا بعد
 اوسکی انکو سامرہ میں بلا کر قتل کیا آخر رمضان میں اور مستعین کو لکھا ہے کہ وہ بک مسرف خزان

اور ذخائر کے تھو۔ اور سارہ مین لکھا ہر مان مستعین کی سقلانیہ مسامحہ رخ فتنی اونکی مہر مین کھدا تھا
 احمد بن محمد حاجب اونکا قاسم تھا اور فتنی اونکا احمد بن حبیب تھا سینتالیس برسکی عمر ہوئی تین برس
 نو دن خلیفہ رہے روضۃ الصفا مین ایام خلافت تین برس نومہین لکھی چوتھی ربیع الثانی ۳۲۸ھ مین
 اونکی بیعت ہوئی تھی اور چوتھی محرم ۳۲۹ھ مین اونھون نے اپنے تین خلافت سے خلع کیا اوسے سالی بن احمد
 بن شوارب اوکے قاضی مقتول ہوئے اور یحیون نے کہا ہر محمد بن وزیر الواسطی مقتول ہوئے۔ روضۃ
 مین مستعین کی خلافت کا حال بہ نسبت اوسکو جو اور اونکی روایت سے لکھا گیا کچھ زیادہ تفصیل سے ہر اوسکا
 نقل کرنا بھی مناسب معلوم ہوا اوس مین لکھا ہر۔ مستعین نے ابتدا اپنی خلافت مین کل جائیداد ضیاع اور
 مقارعتز اور مویہ کی خاطر ہاجر خرید کر لی صرف اسقدر اون دونوں کے ملکات چھوڑ دئے کہ معتز کا
 حاصل اوسے چھ بیس ہزار دینار اور مویہ کا پانچ ہزار دینار باقی رہا۔ اوکے عہد مین یحییٰ بن عمر بن یحییٰ ابن
 حسین بن زید علوی نے کوفہ مین خروج کیا باج محاربات کوفہ مقتول ہوئے اور یحییٰ کو قتل کر ایک بزرگ
 نے خاندان علیہ کو کچھ جنہون نے اپنا لقب الداعی الی الحق مقور کیا تھا طبرستان مین ملک گیری پر کمر باندھا ہوا
 اوس ولایت شہ اوکے استیلا ہو گیا جہان انیس برس اونھون نے سلطنت کی اوکے قضا کر نیکی بعد اونے
 بھائی محمد نام نے وہاں اٹھارہ برس بادشاہت کی اخراش اونکو محمد بن ہارون نے تقویت اسماعیل سامانی
 کے قتل کیا۔ تھو بھو مین و صیف اور بوقا نے مستعین کے حکم سے باغ ترکی کو قتل کیا اوسکو مستعین
 اوسکی طرف سے برب قتل کرنے متوکل کے صاف نہ تھی اور باغ کو و صیف کو ساتھ ہی کچھ نقاض پیدا ہوا
 مستعین اس نقاض بھم مین و صیف کو جاندا ہو گئے اور باغ نے ساری اوس جہانت کو جو اوسکو ساتھ متوکل
 کے قتل پہنچتی تھی اس امر پہ آمادہ کیا کہ و صیف اور بوقا کا اقتدار مستعین کو پاس بہت بڑھ گیا ہے ہلو کسی
 امر مین داخل نہ ہن دیتے سب لوگ ہمارے ساتھ متفق ہو جاؤ کہ مستعین کو مع اون دونوں کی ہم قتل کر کے کسی

دوسرے خلیفہ زاد کو خلیفہ کرین جبکہ پاس ہمارا اقتدار اور ہماری حکومت قائم ہو وہ ساری جماعت باغ کے ساتھ
 اس غزیت پر متفق ہوئی یہ خبر مستعین کو پہنچی اونکی راہ و صیغ اور بوقا کو مشورہ سے اس پر قرار پائی کہ باغ کو قید
 کر لیا جب ترکوں نے خراج پر اسے باغ کے قید کر لیا معلوم ہوئی سپہوں نے عذر کر دیا اور خلیفہ کو حبس میں گھس
 گئے خاصے کے گھوڑے پہ قبضہ کر لیا اور باعلان بغاوت اور عصیان پر کمر باندھی وصیف نے اس گمان سے کہ اگر
 باغ کو قتل کرین تو فتنہ اونکو توابع کا بندہ ہو جائیگا فوراً باغ کو محبس میں مستعین کے حکم سے قتل کر ڈالا اس امر سے
 فساد ترکوں کا اور بڑھ گیا یہاں تک کہ مستعین مع وصیف اور بوقا اور شاہک کے سر میں رائیو سامرہ سے بغداد میں
 چلے گئے اور محمد بن عبداللہ بن طاہر بن ولیمینین کی گھڑی جا کر اترے جو حاکم بغداد کے قہر ترکوں نے بعضی ترکوں کو
 مع قصب اور چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ہمیشہ خلفائے استمال میں رہتی تھی اور بعضی اور
 خزانے لیکر بغداد میں بھیجا اور اپنی جرم بغاوت کا اعتراف کیا اور درخواست عفو تصور اور معاودت دار الخوار
 کی بہمت و سماجت تمام کر بھیجی مگر حاکم بغداد نے ان سے رو روئی بہت امانت کی کہ وہ نامہ او سامرہ میں پھر
 آئے اونکو واپس آنے سے ترکوں نے معتز اور موید کو محبس سے نکال کر معتز کے ہاتھ پر بیعت کی اور مستعین کی
 خلع کرنے پر آمادہ ہو جب یہ خبر بغداد میں مستعین کو پہنچی اونھوں نے سامان تحصن اور حصار داری بغداد کا
 جمع کیا اور سامرہ سے معتز نے اپنی بھائی ابوالاحمد موفق کچھ افواج کی بغداد کے محاصرہ کی واسطی روانہ کیا انھوں
 بہت دفن تک محاصرین اور محصورین میں جنگ اور پیکار رہی آخر شش محصورین کی طرف ضعف اور
 نا طاقتی ہو گئی وصیف اور بوقا نے زمانے کا رنگ دیکھ کر جیسا یوں فادینا داروں کا دستور ہے مستعین کی طرف سے
 برودت مزاجی شروع کی اور محمد بن عبداللہ بن طاہر نے بھی اونکی ساتھ اتفاق کیا کہ مستعین کو خلافت
 سے خلع کریں اور بموجب اوسکی محمد حاکم بغداد نے معتز کے پاس سامرہ میں درخواست بھیجی کہ ہم کوشش
 کر کے مستعین کو خلافت سے خلع کرتے ہیں بشرطیکہ حکومت بغداد کی بدستور یہ نام پر قائم رہے اور وصیف

اور بوقافی بھی اپنے واسطی کچھ شرائط کئے ہونگو بعد منظوری اون شرائط کو مستعین یہاں سے روانہ ہو سکے
 بیت اللہ میں چچ کرینکو جانگو اور وہاں سے پلٹ کر واسطی قیام کرینگو معتز نے درخواست محمد بن عبد اللہ بن
 طاہر کی منظوری کی اور انکو شرائط کو بموجب وثیقہ لکھا گیا اور معتز نے قسم کھائی کہ جو شرائط اونھوں نے
 قبول کیں وہیں اوسکو وفا کرینگو اور بہت اعیان اور اشراف کی اوس وثیقہ پر گواہیاں لکھی گئیں
 بموجب اوسکی مستعین کو خلافت سے خلع کر کے قصر خلافت سے انکو نکال کر اور مکانین مقیم کیا بعد چند
 عرصے کے معتز نے مستعین کو سامرہ میں طلب کیا اور ظاہر اخلاف اقرار کی جو اوس وثیقہ میں مستعین
 نسبت لکھا گیا ہوا انکو قتل کروا ڈالا مستعین نے تین برس نو مہینہ خلافت کی اور ایک روایت کے
 پینتیس برس کی اونکی عمر ہوئی مستعین اخبار اور انساب اہم سابقہ اور قرون ماضیہ کی بڑی عالم تھو
 تیرہویں خلیفہ بنی عباس کی ابو عبد اللہ محمد المعتز باللہ بن متوکل بن
 معتصم بن ہارون الرشید تھے۔ معتز کی ماں ام ولد رومیہ سمات قبیلہ تھی۔

آدم کہتا ہے معتز کی ماں کا نام سبایک الذہب اور روضۃ الصفائین قبیلہ لکھا ہے
 اور سامرہ میں قتیہ سے صرف نقطہ کثافت ہے صحیح لفظ معلوم نہیں کیا ہے مگر قتیہ نام رکھنا عقل کے
 خلاف معلوم ہوتا ہے کہ سیکو والدین اپنے لڑکے کا نام رکھیں مگر یہ کہ کوئی وجہ ہو جیسے تسمیہ کی ہو۔
 الفرض سبایک الذہب میں لکھا ہے کہ جب مستعین کو خلافت سے خلع کروایا تب علی الموم سنہ ۲۵۲ ہجری
 معتز کے ہاتھ پر انکی اویس ہر کی عمر میں لوگوں نے بیعت کی اونھوں نے اپنے بھائی مویہ کو و بعد ہی
 خلافت سے معزول کیا اور انکو کوڑے مارے اور قید کیا اسی قید میں وہ مر گئے بعد اوسکو ترکون نے
 معتز کو خلافت سے خلع کر کے تمام میں قید کیا اور پانی پیو کا کئی دن ندیا جب وہ نہایت پیاس سے چین کا
 تب برف کا پانی پلایا اور وہ فوراً اوسکو پیتے ہوئے شہان سنہ ۲۵۵ ہجری میں مر گئے۔ اور سامرہ میں معتز کا نام

اور لقب لکھا ہی ابی عبداللہ المعتمر الزبیری بن جعفر المتوکل مان اوکئی قتیجہ تھی اوکئی عہد میں کندہ تھا الزبیری بن الجعفر حاجب اوکنا صالح بن الوصیف تھا اور وزیر اوکئی احمد بن اسرائیل تھا اوسی صالح اوکئی حاجب نے اوکئی سرمن راسین قتل کیا اور دجلہ میں اوکئی لاش کو پھینک دیا سینتالیس برسکی اوکئی عمر ہوئی اور چار برس ساڑھے چھ مہینہ اوغون نے خلافت کی لہذا دین ۲۵۲ ہجری میں اوکئی بیعت ہوئی تھی ابو جعفر کہتے ہیں کہ معتز پر لوگوں نے جبر کیا کہ اوغون نے بکرہ اپنے تین خلافت سے خلع کیا جب تین دن رجب ۲۵۵ ہجری میں باقی تھا اور اوکئی کیفیت موت میں اقوال مختلف ہیں قاضی اوکئی حسن بن ابی الشوازہ راقم کہتا ہے سامرہ کی عبارت معتز کے قتل کے باہم یہ ہے حاجبہ صالح بن الوصیف وزیرہ احمد بن اسرائیل قتلہ حاجبہ صالح و طرحہ فی دجلۃ متبادر اس عبارت سے یہی ہے کہ صالح حاجب نے معتز کو قتل کیا اور بعد احوال ہے کہ قتلہ کی غیر احمد بن اسرائیل وزیر کطیف راجع ہو یعنی اوسی صالح معتز کے حاجب نے اوکئی وزیر احمد بن اسرائیل کو قتل کر کے دجلہ میں اوکئی لاش پھینک دی۔ اور یافعی نے مراۃ الجنان میں لکھا ہے ۲۵۵ میں ایک علوی نے بصرہ میں خروج کیا بصرہ میں جعفر غلام حبشی اور زنگی تھا اوکئی معین ہوا اور بہت سی فتنہ انگیز اور فساد لوگ بھی اوکئی ساتھ جمع ہو گئے اور اوکئی ایسا ثبات اور قرار ہو گیا کہ خلیفہ کی فوج جو دافعت پر مامور ہوئی تھی اوکئی شکست ہوئی اوغون نے اہل بصرہ پر اور اوکئی گروہ نواح میں بڑے بڑے ظلم و ستم کئے اور ایک مدت تک اوغون نے ناراض لوگوں پر جبر حکومت کی یہاں تک کہ ۲۵۶ میں وہ مقتول ہوئے۔

راقم کہتا ہے عجیب شان الہی اور قدرت کبریائی ہے کہ علوی کو بہ نسبت عباسیوں اور بنی امیہ کی زیادہ تر استحقاق خلافت کیو اسطرح تھا اسی سبب بہت لوگوں نے اوس خاندان کو اپنی اپنی عہد میں اوکئی حصول کیو اسطرح کوششیں کیں کہ یہی وہ فائز بہ مراد نہ ہو اور نامتی اپنی جانیں کھوئیں

اور اپنے سارے خاندان کو ارباب اقتدار کی سامنے بدنام کرتے رہے اس سبب سے اس خاندان عالیشان میں جو ارباب صلیب و سداوتھی اور کس طرحی آدمی نیاں مخالفت کو ارباب اقتدار سے نہ تھے اور پھر بھی طرح طرح سے مخالفت اور آفات نازل ہو گئے اور بعض لوگوں کو اگر چند روز کیواسطی کہیں کی حکومت نصیب ہو گئی اور انھوں نے بحیثیت شہزادے اور مفسدہ پرداز کی یا پناہ رعب جانے کیواسطی اسی مظالم کئے اور سفایکون اور تانت و تاراج پر کمر باندھی کہ اس سے اور زیادہ تر وہ خاندان عالیشان بدنام ہوا۔ اصل یہ کہ جب سلطنت اور خلافت کسی خاندان میں قائم ہو گئی پھر آحاد الناس کی کوشش سے اس خاندان کے سلطنت کا ٹکنا نہایت دشوار قریب بحال ہو کر یہ کہ قلوب ارباب حل و عقد سلطنت کو جو نہایت عظمت اور شوکت کی ساتھ ہوں بلکہ علی العموم ہوں تو قلوب متغیر خاندان مسلط اور راجع کسی دوسرے خاندان کی طرف یا کسی شخص واحد کی طرف ہو جائیں اور چونکہ علویوں کی خاندان کو لوگ اختلاف مذہبی میں بلکہ اکثر مذہبی میں تہم ہو گئے تھے اس سبب سے علی العموم قلوب لوگوں کی اور کس طرف راغب نہیں ہوتے تھے اسی سبب سے کہیں کو خلافت عام نصیب نہ ہوئی لیکن مہر اور افریقیہ اور حجاز وغیرہ میں جو قرامطہ مدت تک مسلط رہے جو اپنے تئیں بنی فاطمہ کہتے تھے اور خاندانی فاطمہ ہونا ثابت نہیں ہوا اور ان کا ابطال دعویٰ کثرت مشہور رہا اور ہمارے نزدیک چونکہ منظور الہی نہ تھا کہ علویوں کو خصوص بنی فاطمہ علیہا السلام کو خلافت نصیب ہو یہ دلیل اگرچہ اقناعی اور ظنی ہو اسکی وجہ سے کہ قرامطہ بنی فاطمہ نہ تھے اور نہ دعویٰ محض جعلی اور مصنوعی تھا چنانچہ بعض روایات اخبار بالغیب کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گئیں کہ اس خاندان عالیشان کو خلافت نہ نصیب ہو گی جو امر متبعین کتب حدیث پر پوشیدہ نہیں ہے اور قرامطہ کا نہایت بد عقیدہ اور بد مذہب ہونا بھی ہمارے مذہم میں اسی پر دلالت کرتا ہے کہ وہ بنی فاطمہ نہ تھے۔ تاہم یہ دعویٰ نے روایت کی ہے کہ معتز نے بکرہ اور بحر اپنے تئیں خلافت سے منع کیا پھر ان کو قتل کی اور حاکم میں قید کرنے کی وہی خبر لکھی جو سابق الذہب سے پیشتر منقول ہوئی لکھتے ہیں

مان معتز کی مخفی ہو گئیں اس سبب سے کہ وہ بڑی مقبول اور دلدار تھیں زمرہ قوت اور جواہرات
 اس قدر اونکی پاس تھی جسکی قیمت بیس لاکھ دینار تھی اور بیت المال خلافت میں روپیہ نہ تھا اس سبب سے
 معتز کی مان سے روپیہ طلب کیا اور خون فونڈ دیا اس واسطے معتز کو خلافت سے خلع کیا لوگوں نے ہتھیار بند
 کی اور دار الخلافہ کا محاصرہ کیا اور معتز کو پکڑ کے اونکو ماہیشا اور دھوپ میں کھڑا کیا یہاں تک کہ
 اونخون نے اپنے تین خلع کیا اور محمد بن واثق کو نذرانہ دے کر خلیفہ مقرر کیا پہلے اونکی ہاتھ پر
 معتز نے بیعت کی۔ راقم کہتا ہے روضۃ الصفا سے اور سب تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ معتز نہایت عجز
 اور ظالم اور سنگین دل تھی اور نہ قطع نظر اپنے بھائیوں پر بھی ہر طرح کا ظلم و ستم کیا مویہ کو نہایت ظلم
 سے قتل کیا اغرض اللہ تعالیٰ نے اونکو اپنے کفر اعمال میں مبتلا کیا جیسا اوپر مذکور ہوا واللہ اعلم
 بالصواب۔ چودھویں خلیفہ بنی عباس کے ابی اسحاق محمد المہدی
 باللہ بن واثق باللہ خلیفہ نہم بن معتمد باللہ خلیفہ ہشتم بن ہارون
 رشید تھے۔ سب ایک الذہب میں مروی ہے بعض کہتے ہیں اونکی کینت ابو عبد اللہ تھی
 اور سامرہ میں اونکو ابو جعفر لکھا ہے مان اونکی ام ولد وادہ نام تھی اور سامرہ میں اوسکا نام
 قرب لکھا ہے وہ اپنے دادا معتمد کی خلافت میں ۲۱۰ ہجری سے کئی سال کی بعد پیدا ہوئے تھے بروایت
 سب ایک الذہب جب ماہ جب میں ایک رات باقی تھی اور بروایت سامرہ اوس میں تین دن
 باقی تھے اب اونکی بیعت ہوئی تھی مگر وہ کسی کی بیعت قبول نہیں کرتے تھے جب تک معتز باللہ فی
 اونکو سامنے آئے اپنے تین خلافت سے خلع نہیں کیا اور پہلی اونہیں فی بیعت کی مروی ہے جب معتز باللہ
 اونکو سامنے آئے تب اونخون نے اونکو ان کی تعظیم کی اور کلمہ لکھایا اور جو آداب خلیفہ کو واسطے چاہیے
 وہ بجالا اور اونکو صدر مجلس میں بیٹھائے آپ اونہیں بیچ اور تیرہ شہر اور اونسویں چوچا کیا معاملہ ہے معتز نے

جواب دیا مجھ سے انجام خلافت کو کاروبار کا نہیں ہو سکتا اس سبب سے میں اسے تین خلافت سے خلع کیا تب ابی اسحاق نے کہا اگر فرمائے تو میں ترکوں سے اور آپ سے منہ الگ کر دوں معتز نے کہا مجھ کو مصائد نہیں منظور ہے اور ترک لوگ بھی اس سے راضی نہ ہوں گے تب ابی اسحاق نے کہا اس صورت میں مجھ کو اپنی بیعت سے علیحدہ کر دیکھو اور مخالف کچھ معتز نے اپنی بیعت اور کئی گردن سے آڑ دی اور وقت سارے قضات اور علماء اور امرا اور حکام جمع ہوئے اور معتز کے اعتراف نالیاقتی پر خلافت سے گواہیاں لگنی لگیں اور وقت ابی اسحاق مہدی باللہ صدر مجلس میں جا بیٹھو اور یہی معتز نے اور کئی ہاتھ پر بیعت کی پھر علی العموم لوگوں نے بیعت اور کئی شروع کی

براقم کہتا ہے کہ اوس زمانہ مخالف شریعت میں متدین لوگوں کو عقد بیعت کا کس قدر پاس اور لحاظ تھا اور اس حکم الہی واجب العمل پر یا ایہما الذین امنوا او فوا بالعهود کیسا خلوص قلب سے عمل تھا ابی اسحاق مہدی باللہ نے جب ملک اور کئی متعاقدین اور کئی اوس عقد سے بری نہیں کیا ہرگز خلافت کی نزدیک نہ لگے اور ایسے بڑے اقتدار کو قبول نہ کیا اسی طرح ہر زمانے میں دیانت دار لوگوں نے جب ملک خلیفہ معزول نے اور کئی عقد خلافت سے بری نہیں کیا اگرچہ مغربی اور کئی اپنی بدلیاقتی سے ہو لوگوں کو جبر و غبار سے نہ ہرگز اور خون نے خلیفہ جدید کی بیعت نہ کی۔ مگر بہرین مہدی باللہ دلی تلبی گندم رنگ طبع صورت تھے اور بہت پارسا اور عابد و زاہد اور نہایت عادل تھے اور بہادر اور شجاع بھی تھے اور صایم الدہر رہتے تھے چونکہ اوس زمانہ میں ترکوں کا غلبہ اور اون کا فتنہ اور آشوب حد سے زیادہ ہو گیا تھا جو خلیفہ اون کا مخالف ہوا اور اس کا قیام معتذر تھا اور امر کو بھی جرات اور کسی مخالفت پر نہیں ہوتی تھی اس سبب سے مہدی باللہ کو معین اور مددگار و مدظل کے اور مویہ انصاف اور عدالت کی نہ ملتا تھا ہم اور خون نے اپنے حق سے

زمانہ خلافت میں جہان تک ممکن ہوا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہے روش عمر بن عبد العزیز کی اونھوں نے اختیار کی تھی حکم ممانعت غنا اور سرود کا اور تاکید ترک شراب خواری کی بہت کوشش کی اونھوں نے کی اور ایک قصر گنبد دار بنوایا جس میں چار دروازے چاروں طرف تھے اور سکانات قبة المظالم رکھا اور بذات خاص اوس میں اجلاس کر کے رد مظالم اور فصل قضایا کیا کرتے تھے

راقم کہتا ہے اگر اسکا نام قبة رد المظالم ہوتا تو بہتر تھا اور ممکن ہے کہ وہی نام ہو مگر مورخ سے نقل میں رد کا لفظ چھوٹ گیا ہو اگرچہ تاویل کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ وہاں مظالم کے استغاثے ہوتے تھے اس واسطے قبة المظالم نام رکھا گیا مگر اسکی ابتدائی اضافت مظالم کی طرف دار الخلافہ میں بدون ذکر کے مطبع سے نہیں ہوتی۔ پھر مورخ لکھتا ہے مہندی باللہ جمعے کے دن جامع مسجد میں جا کر ناز پر ہتھ تھو ظاہر اوہ حادثہ اونکی قبل تقلد خلافت کی تھی اسکو ترک نہیں کیا لباس اور طعام خلیفہ میں جو عظمت ہو گئی تھی اور تو شکنی نہ اور باور چنانہ میں جو اسراف ہوتا تھا سبکو متغیر کر دیا سونے اور چاندی کے جتنی ظروف تھے سبکو تڑوا کر مسکوک کروا ڈالا تصاویر کو فرش و فرش اور در و دیوار سے محو کروا ڈالا الفرض جن جن امور میں رخصت اور اباحت شرعی نہ تھی وہ سب موقوف کر دیئے ورنہ سے جتنی کٹھروں اور زنجیروں میں مجوس تھے سبکو قتل کروا ڈالا اور جانوروں کو جنسی کچھ انتفاع نہیں ہوتا تھا صرف عظمت اور شوکت کی لحاظ سے مجوس تھے انکو ہار کر وادیا خلیفہ کی مطبخ میں دس ہزار درہم کا روز کھانا پکاتا تھا اسکو موقوف اور محفل کر کے سو درہم روز مقرر کیا ایسی صورتوں میں اہل دنیا جو اہل اسراف و فحش و تمسک ہوتے تھے یا اونکو امید تمتع کی تھی ایسے متدین اور زاہد خلیفہ کو کاہیکو معین اور مددگار ہوتی آخر شش ترکونسی اور مہندی باللہ سے منازعت شروع ہوئی عمارت سخت باہم ہو جاوے اور سپہ سردار اونکی معین اور انصار تھے سب قتل ہو گئے بعد اسکی ترکون نے مہندی باللہ کو

قتل کر ڈالا۔ روضۃ الصفا میں مذکور ہے بعد اونیکی قتل کے اونیکی قیام کے حجرین ایک صندوق مقفل نکلا
لوگوں کو لگان تھا اوسین جو اہرگران بہا ہونگے اوسکو کھولا تو اوسین موٹے کل کے کپڑے اور طوق
آہنی قید یونگا نکلا جو لوگ اونیکی خواص اور ہر وقت کی حاضر باش تھے اونیسی معلوم ہوا کہ وہ رات
کو کچھ تھوڑی دیر سوتے تھے پھر اٹھ کر وہ طوق گلزمین ڈال کر اور کل کے کپڑے پہن کر صبح تک
عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ مسامرہ میں بعینہ ہی حکایت عمر بن عبد الغزیز کی لکھی ہے چونکہ
وہ جمیع امور میں تقلید عمر بن عبد الغزیز کی کرتے تھے عجب نہیں ہے کہ اس امر میں بھی انھوں نے
تقلید کی ہو۔ پھر اسی روضۃ الصفا میں منقول ہے جب ترکون نے اونیکی قتل کیا تین دن
پیشتر سے وہ روزہ دار تھے ہر روز افطار کی وقت دعا مانگتے تھے اور کہتے تھے یا اللہ میں سننا ہے کہ
دعا مظلوم کی اور روزہ دار کی اور امام عادل کی مقبول ہوتی ہے مجھ کو تو ان اشرار کو شتر سے
محفوظ رکھ لیکن چونکہ ارادہ ازلی اونیکی اتمام ایام خلافت پر اور اونیکی مقتول ہونے پر متعلق ہو چکا
دعا قبول نہ ہوئی۔ راقم کہتا ہے کہ اثر قبول دعا اونیکی واسطی ہمارے عقیدے میں عقبی میں ظاہر ہوا
کہ اونیکی شہادت نصیب ہوئی تاکہ وہ ان ترقی درجات ہو اور مجملہ خلافت دنیوی سے اونیکی
پاک کر دیا۔ الغرض بروایت مسامرہ رجب ۲۵۶ میں وہ مقتول ہو صرف ایک برس تیرہ دن
کم خلیفہ رہے اونیکی مہر میں کندہ تھا المہتدی باللہ شیعہ اونیکی صاحب صالح بن داؤد تھا خیریک
ایک ترک فی اونیکی قتل کر کے اونیکی خون اوسنے پیاس میں راہ میں وہ مدفون ہو۔ یافعی نے
مرآۃ الجنان میں بعینہ سب وہی حکایت مہتدی باللہ کی لکھی ہے جو سبائیک سب سے منقول
ہوئی اس قدر زیادہ ہے کہ وہ صایم الدہر رہتے تھے اور روٹی اور سرکا اور زیتون کا تیل کھایا کرتے تھے
پندرہویں خلیفہ خاندان عباسیہ کی ابو العباس احمد المعتمد علی اللہ بن متوکل

دسویں خلیفہ بن معتصم آٹھویں خلیفہ بن ہارون رشید تھے سبایک الذہب میں
 مروی ہے بعض کہتے ہیں کینت اوئی ابو جعفر تھے ۲۲۹ میں وہ پیدا ہوئے تھان اوئی رومیہ تھی قتیان
 نام جب ہندی باللہ کو لوگوں نے قتل کیا تب وہ مقید تھے اونکو مجلس نکالکر لوگوں نے اونکو ہاتھ پر بیت
 کی وہ بحر خلیفہ ہوئی کہ ہو و لعب میں اور عورتوں کی صحبت میں منہمک ہو گئے اپنے بھائی طلحہ کو جب کا
 لقب موفق تھا کارکن خلافت کا مقرر کیا وہی بالکل خلافت کی مالک ہو گئے تھے معتد صرف برا
 نام خلیفہ تھے چونکہ وہ بالکل عیش و عشرت میں مصروف ہو گئے ملک کی اور رعایا کی کچھ اونکو خبر
 اور پرواہ نہ رہی اسے خاص عام کے دلیں اونکی طرف سے گراہت اور نفرت شروع ہوئی مالک
 میں بہت بد نظمی ہو گئی ہر طرف دشمنوں نے اور بغاوت فی سراوٹھایا اور معتد خلافت کی طرف سے
 اتنے سیلا تہ ہو گئے کہ اونکو اپنی ذاتی مصارف ہو و لعب میں بھی تنگی ہونے لگی کہ اونکی خواہش کے
 بموجب ہنن ملے تھے اسوقت یہ قطعہ اونھوں نے تصنیف کیا قطعہ الیس من العجائب ان مثلاً
 یری ماقل مستخالیہ و توکل باسمہ الدینا جمیعاً و ما من ذاک شی فی ید یہ الیہ تحمل الاموال طرأہ و یمنع
 بعض ما یجی الیہ ترجمہ ہر مصرع کا بترتیب یہ ہے کیا ہنن ہے تعجب کہ میرے مثل کو ڈیکھئے کہ تھوڑی چیز
 بھی منع کی جاتی ہے ساری دنیا اسکی نام سے کھائی جاتی ہے اور اوسکے کچھ اسکی ہاتھ میں ہنن ہے
 اوسکی طرف ساری دولت آتی ہے اور وہ سچو اسکی پاس جاوے روئی جاتی ہے الغرض جیسا
 مذکور ہو اکل اقتدار اور اختیار ملک داری کا ابو احمد طلحہ موفق باللہ کے ہاتھ میں تھا اسماعیل بن بلال
 وزیر تھے اور خفیف سمرقندی حاجب تھے معتد نے کوئی چیز مشرب پی تھی اوسکے بعد مر گئے اس کے
 لوگوں کو گمان اونکو سموم ہونیکا تھا مگر بعضی موزین نے لکھا ہے وہ سموم ہنن ہو مرگے مغا بات اوئی
 ہوئی بعض روایت میں سوتے تھے بس سوتے ہی رہے باون برس کی عمر میں رجب ۲۹۹ میں گیارہ دن

باقی توجب اونھوں نے قضا کی تیئیس برس دو دن صرف ہمیشہ عشرت کرنا کو خلیفہ رہی بغداد میں دفن ہوئے قاضی اذکر حسن بن الشوارب تھیں اور بعد اذکر علی بن محمد اذکر بجائی مقرر ہوئے روایت مسامرہ چودہ راتیں رجب کی ۲۵۶ ہجیرین گذری تھیں جب اذکر بیعت ہوئی تھی اور شب دوشنبہ رجب ۲۵۹ میں گیارہ راتیں باقی تھیں جب اونھوں نے قضا کی۔ معتد کے عہد خلافت میں بہت گناہ ہوئے منجملہ اذکر صاحب الزنج کا فساد تھا بروایت روضۃ الصفا شرح اذکر یہ ہے صاحب الزنج سادات بنی فاطمہ علیہا السلام سے متوکل کے عہد میں حبش میں اونکا تسلط ہوا تھا وہ حبشیوں کی اعانت میں بہت زور پکڑ گئے طلحہ موفق فوج کثیر ہمراہ لیکر اذکر کی مدافعت پر آمادہ ہو گیا اذکر لشکر میں وبا شروع ہوئی بہت لوگ جنگی تھیں میں مرنا تھا وہ مر گئے صاحب الزنج سے مقابل میں بہت لوگ ضائع ہوئے مصلح ترکی جو سپہ سردار افواج خلافت اور تھے میں ہجرت طلحہ موفق تھوڑے بھی ماری گئے بسبب شہادت و بالکل طلحہ معرکہ جنگ میں پہلے مہلت آئے تھے مصلح کے ماری جانے کو بعد پھر اونھوں نے لشکر کی ترتیب کی اور غنیم کے مقابل صف آرا ہوئے خوب معرکہ جنگ لگے ماریا کر حبشیوں نے اذکر کو ہزیمت دی سارا لشکر اذکر متفرق ہو گیا وہ خود دار الخلافہ میں معاودت کر آئے۔ اسی عرصہ میں ایک شخص یعقوب بن لیث نام بعض ممالک عجم پر مسلط ہو گیا اور اسقدر اوسکو دلیری ہوئی کہ وہ افسر اذکر کو کی طرف متوجہ ہو اطلحہ موفق فوج کثیر ہمراہ لیکر اذکر کی مدافعت پر آمادہ ہوئے ماریا کر جنگ کے بعد ویر عاقولین جسکو یعقوب بن لیث نے اپنا مخیم کیا تھا اوسکو ہزیمت ہوئی وہ عراق کی طرف رجعت تھہری کر گیا اذکر طلحہ موفق مظفر اور منصور ہوئے دار الخلافہ مسامرہ عرف سرمن راہ میں داخل ہوئے۔ اس عرصہ میں صاحب الزنج کی اور قوت بڑھ گئی حبشیوں نے جو ممالک خلافت کی اونکو قریب تھے اوسمیں نہایت ہنہیہ و غارت اور قتل اور تاراج شروع کیا اطلحہ موفق جب یعقوب بن لیث کو ہزیمت دیکر دار الخلافہ میں معاودت کر آئے تب اپنی بیٹی ابوالعباس کو ہمراہی افواج کثیرہ صاحب الزنج کی مدافعت کیو اسطرح بھیجا

اونسی اور حبشیوں سے بڑے گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں دونوں طرف سے بڑی کشتش اور کوشش ہوئی ہزاروں آدمی طرفین کو کام آئے مگر کی طرف فتح اور شکست نہیں ہوئی، دونوں معرکوں کی طرفین طرفین کی فوج اپنے اپنے مورچوں میں جمی رہی۔ طلحہ موفق کو جب خبر پھینچی کہ صاحب الزنج اب تک بڑی قوت اور بڑے زور و پیر سے تھ وہ خود اور بہت فوج لیکر اپنے بیٹی کی اعانت کیواسطے روانہ ہوئے آخر میں بڑے معرکوں کے بعد خلافت کی فوج شہر معینہ میں جسکو صاحب الزنج نے نیا آباد کیا تھا اور وہ بہت گھرا ہوا تھا داخل ہو گئی اور اسکو خوب تاخت اور تاراج کیا ایک ہزار عورتیں مسلمانوں کی جو حبشی خلافت کو ممالک سے پکڑ لی گئی تھیں طلحہ موفق کے حکم سے وہ سب اونکی اولیاؤں کو سپرد کر دی گئیں۔ اس عرصہ میں موفق نے مصالحت وقت صاحب الزنج کو حکم ان کا بھیجا مگر انھوں نے اسکو قبول نہ کیا اور کی طرف سے بہادرانہ کشتش اور کوشش سے ہاتھ نہ اٹھایا اور مبارز کی طلب میں حبل من مزید اونکی زبان پر تھا۔ معتبر مورخین لکھتے ہیں اگر تہا دونوں طرف کے مقتولین کی لکھی جا محمول اغراق اور مبالغہ ہوگی اور اگرچہ خود صاحب الزنج کا دل جنگ سے سرد نہ ہوا تھا لیکن اونکی ہمرایوں اور معینوں میں ضعف اور سستی چھا گئی اونکی متعدد جنگیں اونسی اغراف کیا اور ثقات نے اونکی ہمرایوں میں سے خیانت کی۔

راقم کہتا ہے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ صاحب الزنج کو سپرداروں اور ہمرایوں نے خلافت کو فوج کی قوت اور اپنے طرف ضعف دیکھ کر حکم ان کو موفق نے دیا تھا اسکو قبول کر کے اونکی طرف ٹوٹ آئے اور صاحب الزنج کو تنہا چھوڑ دیا۔ تب بھی صاحب الزنج نے حکم ان کو قبول نہ کیا اور اپنے تین زندہ لڑنے ہوئے دیا یہاں تک کہ مار تو مار کر مقتول ہو کر سر اور نچا کاٹ کر لوگ موفق کے پاس لے آئے انھوں نے وہ سب شیخ ابو العباس کو ساتھ دار الخلافہ میں بھیجا کہ خوب شہیر کیا جاوے وہ ایک مدت تک نظر کاہ خاص در عام لٹکارا چودہ برس تک صاحب الزنج کا فتنہ اور فساد قائم رہا ۲۳۰ھ میں انھوں نے فوج کیا تھا اور شہر میں

وہ مقتول ہو۔ راقم کہتا ہے صاحب الزنج کو خروج کا اور مقتول ہونا سال سبائک الذہب کی روایت ہے اس حساب سے اوکی امارت اور اقتدار کا زمانہ پچیس برس ہوا وہ ساری طوالت اوکی حکومت کی حبش کو محاکم میں تھی اور چودہ برس اوکی فتنہ اور فساد کا قیام رہنا جو بروایت روضۃ الصفا ہی اسی مراد ظاہر حبشیہ کی تاخت اور تاراج عراق عرب میں ہے۔ بالکل معتمد فی پہلی اپنے بیٹے مفوض نام کو ولیعہد خلافت مقرر کیا تھا جب سنہ ۲۰۰ میں طلحہ موفق اوکی بہائی بغداد میں مرض موت سے قضا کر گئے تب سارا امر اور سپہ سرداران افواج فی اہل موفق کو دفن کر نیکی اوکی بیٹے ابو العباس کو اہل تہ پر بعد مفوض کو جبکو خلیفہ فی وسیعہ مقرر کیا تھا ولایت عہد کی بیعت کی اور وہ امر لوگوں فی نظر موفق کی کار گذاریوں کی خلافت میں اور خود ابو العباس کی بہادرانہ کار گزار یوں سے ضرور اور لازم سمجھا بعد اس کے ۲۰۹ ہجری میں خود معتمد خلیفہ فی ایک جشن عام کیا اوسین سارا علما اور قضات کو جمع کر کے اپنے بیٹے مفوض سے اقرار خلع کا اپنی ولایت عہد کروایا اور ابو العباس کو جب تک ہاتھ پر لوگوں فی بعد مفوض کو ولیعہد کی بیعت کی تھی بدون طفرے کے اپنا ولیعہد مقرر کیا۔

راقم کہتا ہے کہ وہ امر معتمد نے خواہ اپنی رامی سے یا امر کی مشور سے خواہ برضا مندی یا بکراہ اپنے بیٹے مفوض میں لیاقت نہ دیکھی اس واسطے استحقاق ذاتی اور پدری اور لیاقت خلافت ابو العباس بختیجہ کی رعایت کی۔ پھر روضۃ الصفا میں مروی ہے اسی ۲۰۹ میں بغداد میں منادی ہوئی کہ کوئی شخص مسجد جامع اور کسی مقام پر وعظ کرے اور منجم اور فال دیکھنے والی بازار وین نہ بیہن اور صحافہ قسم لے لیگی اور اونس چمکولے گئے کہ کتابین علم کلام کی اور مجادلات نہ ہی کی اور کتب فہرستہ جو پیشتر کے خلفاء ترجمہ کرائے تھے کوئی نہ پھر۔

راقم کہتا ہے کہ ظاہر وعظ کی مخالفت اسی سبب سے ہوئی ہوگی کہ اوسین مجادلات اور مجامعات

مذہبی کا ذکر ہوا کرتا ہے۔ سولہویں خلیفہ بنی عباس کے ابو العباس احمد المعتضد بالله
 بن طلحہ موفق بن المتوکل علی اللہ خلیفہ دہم بن معتصم خلیفہ ہشتم بن ہارون
 رشید خلیفہ سیم تھے۔ معتضد باللہ اپنے چچا معتد کے مرنے کو بعد بدون کیسی نزاع اور پرخاش کے
 خلیفہ ہو گئے لوگوں نے خوشی اُنکو ماتہ پر بیعت کی اُنکو باپ طلحہ موفق اگرچہ بذات خود خلیفہ نہیں ہو
 سکا مگر معتد اُنکو بھائی کی خلافت کی حکومت اور کارگزاری تاحیات اوصین کے اختیار میں رہی جیسا اوپر
 مذکور ہو چکا ہے اور خود معتضد نے بھی عمدہ کام خلافت کو انجام دئے تھے اس سبب سے وہ بہت نامور ہو گئے
 تھے لوگ اُنسی بہت راضی تھے ان اُنکی رومیہ ام الولد تھی صواب نام بعضی لکھتی ہیں ضرر نام تھا پھر موفق
 اُنکو باپ نے اوسکا نام خیر مقرر کیا ذیقعدہ ۲۲۲ھ ہجری میں وہ پیدا ہوئے تھے اور ایک روایت اُنکی
 ولادت ربیع الاول ۲۲۳ھ میں ہوئی اور بعد اپنے چچا معتد کے وفات کے باختلاف روایت ۲۴۹ھ یا ۲۵۰ھ
 میں وہ خلیفہ ہوئے معتضد نہایت بہادر اور مہیب ذی رعب تھے اور نہایت ظاہر الجبروت و شہرت
 اور فطانت میں بھی گیارہ تھے بالجملہ خلفائے بنی عباس میں ان صفات میں وہ منتخب تھے۔ موصوفین
 لکھتے ہیں کمال شجاعت سے شیر کے شکار میں تنہا اوسے مقابلہ کر کے اوسکو گرا دیتے تھے رحم مزاج میں بہت
 کم تھا جب کہیں کسی پر غصہ کرتے تھے اوسکو زندہ دفن کر دیتے تھے سیاست سلطانی انھوں نے خوب
 کی اور خلافت کا بہت اچھا انتظام کیا خوف و خطر لوگوں کو دین اُنکی طرف سے بہت تھا اُنکو عہد میں فتنے
 اور فساد سب موقوف ہو گئے اُنکو لوگ سفاح ثانی کہتے تھے اس سبب سے کہ اُنسی پیشتر خلافت میں بہت
 ضعف آگیا تھا گویا قریب زوال ہو گئی تھی انھوں نے نئے سرے سے اوسکو قوی اور مستحکم کیا اور خلیفہ کی
 شوکت اور عظمت اور اُنکا جبروت جو قلوب میں گھٹ گیا تھا اور لغات اور بدکردار لوگوں کو خلیفہ کے
 عزل اور قتل پر بڑی جرأت ہو گئی تھی کہ مکر وہ امر واقع ہوا وہ شوکت اور عظمت خلیفہ کی قلوب میں

معتقد نے از سر نو قایم کی مکر نبات اور ارباب خلاف پیر اونھون فی افواج کو مامور کیا اور ہر مرتبہ سالانہ افواج کو مظہر اور منصور ہو نبات اور خواجہ فی سزائے قرار واقعی پائی پیشکش اور محصولات ممالک دور دور از کو بے تحلف اور بدون مزاحمت اور اتحار کے بیت المال خلافت میں داخل ہونے لگو یہاں تک روایت سجا یک الذہب کی تھی۔ اور سارہ میں لکھا ہے وزیر معتقد کی عبید اللہ بن سلیمان تھے اور حاجب او کو صالح الامین مان او کی رومیہ تھی جو ضرر کہتی تھی پھر موفق فی اوسکا نام بد لگو خیر مقرر کیا راقم کہتا ہے کہ اکثر خلفا کی ذکر میں او کی مائو لگو نام میں رومیہ لکھا ہے مراد اوس ہی ہمارے دانست میں عیسائی ہے چونکہ اوس زمانے میں نامور عیسائی سب رومی تھے اس واسطی اوس کی لقب سے مذکور ہو۔ مہر میں او کی کندہ تھا تو کل تکلف کو تو اس او لگو مونس فعل تعریج الاول ۲۸۹ میں اونھون فی قضا کی اکتالیس برس کی او کی عمر ہوئی نو برس سات مہینہ تین دن خلیفہ رہے اور بروایت روضۃ الصفا نو برس نو مہینہ نو دن خلیفہ رہے۔ اور یافعی فی مرآۃ الجنان میں لکھا ہے مزاج معتقد کا حالت مرض میں کثرت جماع سی اور بد پرہیزی سی متغیر ہو گیا۔

راقم کہتا ہے مزاج کے متغیر ہونے سے ظاہر امر ادیہ ہے کہ مرض کی ایسی شدت ہوئی کہ منجر او کی موت کی طرف ہوئی۔ بعد اوسکی یافعی لکھتی ہیں کہ اونھون فی آخر جلد ثانی کتاب مرہم میں کچھ ذکر کیا ہے جو کیفیت او کی مرض کی ہوئی اور جو علاج او لگایا گیا اور جو او پر گذر ا بعد او کی تنور سے کھانوں کی جو تنوین کی لکڑی سے گرم کیا گیا تھا اور او کو صبر اور قرار نہ تنور میں ٹھہرنے سے ہوتا تھا یہ سبب اوسکی شدت کی گرمی کے اور نہ تنور سے باہر او کو کھانوں میں چین پڑتی تھی سبب شدت کی سردی کی پھر جب ایک مرتبہ تنور میں ٹھہائے لکڑی سے او کی بدن سے نکل گئی وہ کیفیت مشرح اور حال اوسکی متعلق اور ذکر صحت روایت کا سب اوس کتاب میں ہے۔

راقم کتبی وہ کتاب پافنی کی نہ ہنری کہی دیکھی ہر۔ اوسکا نام سنا ہر اور مرآۃ الجنان
 جو اسوقت ہمار زیر نظر ہے ایسی غلطی کہ اوسکا مطلب سمجھنا گویا تصنیف کرنا ہر اسواسطی ہم یقین یہ
 بھی نہیں کہہ سکتے کہ اوسکا نام مرہم ہے یا وہ کوئی دوسرا لفظ ہر بدون نقطوں کردہ لفظ اس صورت ہر
 لکھا ہر مرہم اور یہ بھی نہیں معلوم ہے کہ وہ کتاب کس فن کی ہر۔ بعد اوسکو مرآۃ الجنان میں لکھا ہر مقتصد
 بڑی شجاع اور حبیب تھا اور صاحب التدبیر اور اوسمیں حازم تھا اور اوکو مزاج میں تشیع تھا۔ روضۃ الصفا میں منقول
 ہر کہ مقتصد فرانسے خلیفہ ہونے پہلے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جڑ کے کنارے پر کھڑا تھا اور اوسکا
 سار لپانی مٹی میں لے لیتا ہر اور پھر چھوڑ دیتا ہر اوس شخص نے مقتصد سے پوچھا تم مجھ کو جاننے ہو میں کون
 ہوں انھوں نے جواب دیا میں نہیں جانتا ہوں تب اوس شخص نے کہا میں علی بن ابی طالب ہوں
 پھر کہا جب تم خلیفہ ہو جاؤ تب میری اولاد کے ساتھ نکلی کرنا۔ پھر اوسی کتاب میں لکھا ہر کہ بعض کتب میں
 مروی ہر کہ طبرستان کے حکام میں ایک بزرگ تھا محمد بن زید علوی وہ ہر سال تیس ہزار دینار جو اس
 زمانہ کی اشرفی تھی ایک سوداگر کے پاس لندا میں بھیجتا تھا کہ علویو پیر تقسیم ہوتی تھیں ایک مرتبہ لندا کے
 کو تو ال کو اوسکو آنے کی خبر پہنچی اوسنے سبب کر لین اور مقتصد کو اطلاع کی انھوں نے حکم دیا کہ وہ
 سب مال جسے تم لیا ہر اوسکو پھر دو اور کہا میں ایک شہ کو خواب میں دیکھا کہ میں کہیں جاتا تھا رستہ
 میں ایک پل ملا اوسپر ایک مقدس بزرگ نماز پڑھتے تھا اور مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ وہ بزرگ سیکو
 اوس پل سے عبور نہیں کرنے دیتا تھا جب وہ نماز پڑھ چکا تب میں اونکو پاس گیا اور سلام کیا انھوں
 نے ایک سیل لے کر مجھ کو دیا اور کہا یہ زمین کھودو جب میں کئی کداز زمین پر مارا تب انھوں نے
 مجھ سے پوچھا تم جانتے ہو میں کون ہوں میں نے کہا میں نہیں جانتا فرمایا میں علی بن ابی طالب ہوں
 جسکو کہ اتمو زمین پر مار میں اوسقدر تمہاری اولاد خلافت کریگی اور تم جب خلیفہ ہو تو میری

اولاد میں سے کسی کو نہ سستا نا اور بیچ نہ دینا اور یہی وصیت اپنی اولاد کو کیجیو جو خلیفہ ہونگی بعد اوسکو انھوں نے
 رستہ دیا کہ میں اوس پہل سے پار ہو گیا۔ یہ حکایت لکھی کہ روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ حافظ آبرو فی اسپی تاریخ
 میں اس قصہ کو اور طرح سے لکھا ہے مگر آل دونو کا ایک ہی ہے۔ چہرہ روضۃ الصفا میں معتضد کی ایک
 حکایت لکھی ہے اوسکو بعینہ ہم نقل کرتے ہیں اوسے معلوم ہوتا ہے کہ معتضد بھی مثل مامون رشید کو مایل
 بہ تشیع تھی جیسا یافعی کی روایت سے پیشتر نہیں لکھا ہے وہ یہ ہے۔ ^{۲۸۵} معتضد نے حکم دیا کہ خطیب لوگ
 خطبہ میں معاویہ بن سفیان پر لعن کیا کریں اور انکی وزیر نے منع کیا کہ ایسی حکم سے عوام میں ایک
 برپا ہو جائیگا معتضد نے وزیر کی مخالفت قبول نہ کی بلکہ حکم دیا کہ مامون فی جو ایک رسالہ معاویہ کی مناسبت
 اور برائیوں میں لکھا ہے حسین مدایح حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کی اور انکی اولاد کے
 بھی میں ممبر و نیرٹھا جاے تب معتضد کو وزیر نے یوسف بن یعقوب سی جو قاضی تھو کہا تم جا کے خلیفہ
 کو سمجھاؤ تا کہ صدور اس حکم کا ملتوی ہو قاضی نے جا کے عرض کیا یا امیر المومنین اگر یہ رسالہ مشہر ہو گا اور
 معاویہ کی نسبت جو حکم ہو اسی وہ عوام کو معلوم ہو گا تو وہ فساد برپا کریں گی معتضد نے جواب دیا کہ میں تلوار سے
 اونکا فساد و شائستگی قاضی نے کہا علویوں کی نسبت کیا کیجئے گا اوس رسالے میں انکی مدح و ثناء ہے اور اکثر
 وہ لوگ خروج بھی کرتے ہیں اور لوگوں سے اپنی بیعت طلب کرتے ہیں جب عوام کو انکی فضائل اور
 مدایح جیسی اور جیسی معلوم ہونگی سب انکو راغب اور عین ہو جائیں گی اور وہ خود بھی سب دلیر ہو جائیں گے
 یہ سنکر معتضد اوس ارادے سے باز رہے۔ ایک حکایت عجیب روضۃ الصفا میں مروج الذهب سے منقول
 ہوئی ہے کہ ایک شخص معتضد کے سامنے مختلف صورتیں بدل بدل کے آیا کرتا تھا کہی ایک بوڑھے
 راہب کی صورت پر سفید دائرہ ہی راہبوں کی کپڑے پہنی ہوئے کہی ایک فوجوان خوبصورت کہی تجار
 کی صورت پر کہی نگلی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے آیا اور معتضد کے کسی خادم پر ایک وار کیا وہ سب

صورتیں معتقد کو نظر آتی تھیں جب دروازے قصر خلافت کی بند ہو جاتی تب کوٹھڑی پر یا صحن قصر میں وہ
 صورتیں ظاہر ہوتی تھیں یہ حکایت عام اور خاص میں مشہور ہوئی لوگ طرح طرح کی خیالات اور اس امر میں
 دوڑا توڑ کر بعض کہتے تھے وہ شیطان ہے معتقد کو ڈراتا ہے اور ایذا پہنچاتا ہے کوئی کہتا تھا کہ کوئی سامان جن سے
 معتقد کو ڈراتا ہے تاکہ وہ حرکات اور افعال ذمیمہ کو ترک کرے جنہوں میں بعض لوگوں کا یہ تصور تھا کہ معتقد کو
 کسی خادم کو کسی عورت کو ساتھ معتقد کے محل کی کچھ تعلق اور تشریف ہو گیا ہے اس لئے جس حکم اور قسم
 نیز نجات اور طلسمات سیکھ رہے ہیں وہ سارے شعبہ کے کیا کرتا ہے الغرض معتقد کو اس واقعہ سے بہت غصہ
 اور اضطراب پیدا ہوا اور اہل غزیم کی طرف اونہوں نے رجوع کیا اور بعض اپنے خدمتگاروں کو اونہوں
 تواریق قتل کیا اور بعض کو دجلہ میں پھینک دیا صاحب مروج الذهب کہتا ہے وقد آتينا علي الخليل
 في ذلك السبيل الموجب له والحيلة فيه وما قال الفلاسفة وما حكى عن
 افلاطون في هذا المعنى - راقم کہتا ہے اس عبارت عربی میں کچھ غلطی ہے اس کا مطلب
 ہماری سمجھ میں نہیں آیا اس میں جو اسطر حسن اور سکر قبل جو بعض خدمتگاروں کی قتل کو بشمیر اور بعض کو دجلہ
 میں پھینک دینے کو لکھا ہے کتاب مطبوعہ بمبئی میں کچھ وہاں بھی غلطی ہے غالباً کچھ عبارت چھوٹ
 گئی ہے اس واسطے کہ نتیجہ رجوع کا اہل غزیم کی طرف نہیں لکھا اور عجب نہیں ہے کہ جو متبادر عبارت
 سے ہوتا ہے کہ معتقد نے بعض کو خدمہ میں سے تواریق قتل کیا اور بعض کو دجلہ میں پھینک دیا وہ
 حرکت اسی صورت مراد کی تھی نہ معتقد کی اس واسطے اس مقام کو ہنر اس میں جو اسطر حسن اور بعض کو دجلہ میں پھینک دیا وہ
 جب تلک کوئی نسخہ روضۃ الصفا کا صحیح ہاتھ لگو سترہویں خلیفہ بنی عباس کے
 ابی محمد علی المکتفی باللہ تھو بن احمد المعتضد باللہ خلیفہ شانزدہم بن طلحہ
 موفق بن جعفر المستول خلیفہ دہم بن محمد المعتصم خلیفہ ہشتم بن ہارون

خلیفہ پنجم۔ الخاقب یافعی کی مرآۃ الجنانین اور طبری میں اور روضۃ الصفا اور سبا یک الذیبت
 میں مکتفی باللہ لکھا ہے مگر شیخ الکبریٰ کی مسامرہ میں مکتفی باللہ ہی غالباً وہ کاتب کا نسخہ ہے وہ غزوہ
 ربیع الاول ۶۶۲ء ہجری میں پیدا ہوئے تھے ان کی بروایت سبا یک الذہب ترکیہ تھی اور حسن
 جمال میں ضرب المثل تھی یہاں تک کہ بعضوں نے اس کی شانین ۷۰ قطعہ عربی لکھا ہے قطعہ
 قایست میں جانا ہوا تھا ہاتھ فاذا الملاحۃ بالجناۃ لا تفتی ۱۰ واللہ لا کلمتہا ولو انہا نہ کا شمس او کا بدر
 او کا لکتنی ۱۰ راقم کہتا ہے اس شاعر کا شعر دلالت کرتا ہے اسپر کہ وہ ذی عفت نہ تھی اور ظاہر
 یہ وہی خاتون ہے جسکو روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ معتضد فی ایک خاتون جمیلہ کو ساتھ لے گیا اور
 اسکو مہر میں سوا تھا نف ہند اور عراق اور چین کو دس ہزار درہم نقد دئے اور اوسے پیشتر اوسے
 کتابیں ہے معتضد کو عمارت کا بہت شوق تھا چنانچہ ایک قصر ثریانام بنایا تھا جسکی تعمیر میں چار لاکھ
 دنیا صرف ہوا اور اوسے پیشتر چونکہ معتضد کو بخل اور امساک کی شکایت لکھی تھی اسواسطے ان
 دو نور وایتوں کو بعد یہ فقرہ لکھا ہے مخفی و محبوب ماند کہ صرف در اہم در عمارت و خرج و زینہ بہت
 ازالہ بکارت بہ بخل و امساک بے نہایت منافات ندارد اس صورت میں عمارت کو خرچ میں و اہم کی
 جگہ پر و زینہ غلطی سے لکھی گئے اور مہر میں بسہو و زینہ کی جگہ پر و اہم ہو گئی یا اس فقیر میں و اہم
 سے و زینہ اور و زینہ سے و اہم غلطی سے بدل گئے ہیں۔ اور مسامرہ میں مکتفی کی مان کو رو میہ شیخ
 نام لکھا ہے۔ الترض معتضد کے وفات کی وقت مکتفی رقبہ میں تھے کہ وہ انکی امارت اونسے متعلق تھی قائم
 بن عبید اللہ جو انکی باپ کے وزراؤ نہیں تھے اور ظاہر اوہ بغداد کے بھی حاکم تھے انھوں نے بغداد میں مکتفی
 کی سب سے بیعت کر دئی اور انکو رقبہ میں لکھ بھیجا وہ فوراً و ان بھیج گئے اور لوگوں نے اصالتہ تجدید
 بیعت کی کی اور چونکہ مسامرہ میں معتضد کے وزیر کا نام جیسا مذکور ہو چکا ہے عبید اللہ بن سلیمان

لکھا ہے ظاہر اوہ قاسم جنہوں نے مکتفی کی بیعت بعد ازین وکالتہ کردائی وہ اوصین عبد اللہ کے بیٹے تھے
 اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عبید اللہ معتقد کی حالت حیاتین قضا کر گئے تھے او کی جگہ پر وہی قاسم ان کی
 بیٹے مقرر ہوئے تھے۔ روضۃ الصغایں مروی ہے مکتفی نے تحت خلافت پر بیٹھتے ہی سب گڑھے
 جو معتقد نے لوگوں کی زندہ دفن کر رکھے وہ سب کھدوائے تھے وہ سب پھوڑے اور ایک روایت سے
 اسی جگہ پر مسجد جامع بنوائی معتقد کا معمول تھا کہ جسے ناراض ہو ایک غار میں مجرم کو زندہ
 اوتار لٹکا کر غار کو بند کر دیتے تھے اور ظاہر عبرت کی واسطی ایسی غار بہت سی کھدوائی تھیں
 لوگ ڈرتے رہیں اوصین غاروں کو مکتفی نے پھوڑا دیا جو لوگ زندہ دفن ہو چکے تھے ان کی نشانات
 باقی ہو گئے وہ نشانات مشاگردان مسجد جامع بنوائی۔ سو اس کی مکتفی نے باپ کی عادت کے خلاف
 داد و دہش بہت شروع کی اس سبب سے وہ بہت محبوب اور مرغوب رعایا کی ہوئی۔ اور قرامطہ
 کی ابتدا اگرچہ مکتفی نے باپ کی عہد سی ہوئی تھی مگر ان کی عہد میں اوصینوں نے بہت زور کیا تھا مالک
 عرب میں اور شام میں اونکا استیلا ہوا بہت بڑے ظلم و ستم اونکا ملک میں اونکی طرف سے
 واقع ہوئے بہت سی مالک کے بلدان اور قصبات اور قریات میں ہزاروں عورتیں اور بچوں
 ملک اوصینوں نے بہنیں چھوڑ کر سب کو قتل کیا مرد حساب میں بہنیں آخرش مکتفی کی طرف سے اونکا خوب
 قلع اور قمع ہوا بڑے بڑے سردار اس قوم کے گرفتار ہوئے اور بہت عذاب قتل کئے گئے
 لیکن بیچ اونکا نہ مٹا رہا رفتہ رفتہ مصر اور حجاز میں اور بعض مالک افریقیہ میں ایک مدت تک اس
 قوم نے خلاف کی اور ترکوں کو ہاتھ سے اونکی خلافت مٹی۔ روضۃ الصغایں لکھا ہے کہ وہ قوم
 نہایت بد مذہب تھے سارے محرمات حلال سمجھتے تھے اور احکام شرعیہ کی تاویلات نکرتے تھے
 ناز پڑھنا اس صورت سے جو حکم الہی شارع اسلام نے علیہ الصلوٰۃ والسلام بتلایا ہے اس کی

اونکو نزدیک کچھ اصل نہیں ہے امام معصوم کی فرمانبرداری نازیہ زکوٰۃ عبارت ہے امام معصوم
 خمس پھینچانے سے عدم کہتی ہیں اسرار امامت کو چھپانیکو دن بھر فاقہ کرنا اور کچھ نہ کھانا لغو ہے زنا
 عبارت ہے امامت کو اسرار کو فاش کرنا اور عورت تو مرد کیواسطے مخلوق ہوئی ہے ہر مرد کو سرعوت
 کے ساتھ صحبت کرنا وہی اسی زنا نہیں ہوتی اور چونکہ ابتدائے کوئی سردار موجود اس مذہب کا خط مشر
 یعنی نہایت باریک لکھتا تھا اس سبب سے اس جماعت کا نام قرامطہ ہو گیا۔ اوایل میں معتضد باللہ
 کو عہد میں ابوسعید نامی ایک اونکار رئیس پیدا ہوا کچھ جمعیت کر کے بحرین سے نکلا قلیف کوئی
 جگہ پہنچا وہاں مسلط ہوا معتضد نے سردار بن عباس غنوی نام ایک سردار کو کچھ تھوڑی سی جمعیت فوج کے
 ساتھ اوسکی مدافعت کیواسطے مامور کیا جب اوسے مقابلہ ہوا بڑے کشت و خون کے بعد ابوسعید نے
 عمرو بن عباس کو مع اوسکی باقی ماندہ ہمارا بیوی بچہ قید کر لیا حسین سے سارے بن عباس کی ہمارا بیوی بچہ
 قید کر ڈالا صرف بن عباس کو حلف لیکر چھوڑ دیا کہ اوسکا پیغام لفظ بلفظ معتضد کو پہنچا دیو خلاصہ
 اوسکا پیغام کا یہ تھا تم جسکو میری مدافعت کیواسطے مامور کر دو گے کتنی ہی جمعیت سے کیوں نہ ہو وہ میرے
 اوپر ظفر نیاویگا میں تمہارا کوئی ملک نہیں چھینتا جھوٹے رہتا ہوں اس صورت میں لوگ میرے مقابلے
 کیواسطے مامور کرینے ناحق آویں گے کشت و خون ہوگا اور ہمیشہ تمہاری سبکی ہوگی اسواسطے کہ یہی کوئی
 جھپٹہ ظفر نیاویگا۔ وہی بن عباس ناقل ہے کہ جب وہ معتضد کے پاس پہنچا وہ اونکو دیکھ کر بہت ہی
 متعجب ہوا اسواسطے کہ اونکو گمان نہیں وہ مقتول ہو گئی تھی اوسے ماجری پوچھا بن عباس نے خلوت کر کے
 پیغام ابوسعید کا پھینچا یا معتضد وہ پیغام سنکے ایسے برہم ہوئے کہ راوی کے گمان میں تھا کہ وہ خود اوسکی
 مدافعت کیواسطے چڑھینگے لیکن ایک مدت تک اونہوں نے قرامطہ کا نام بھی نہ لیا۔ جب اوفکو خبر
 پہنچی کہ ایک گروہ اونکا اطراف کوفے میں خلق اللہ کو اغوا اپنی تبعیت پر کر رہا ہے تب ایک سردار

او کی گرفتاری کیواسطی نامور کیا اوس سہیلار فی اوس جمعیت قرامطہ کو سردار کو گرفتار کر لیا اور کی
 جمعیت کو منتشر اور پر لگندہ کر دیا اور اوس سردار کو معتضد کے پاس لے آیا اوسے معتضد فی پوچھا تیرا مذہب
 کیا ہے اوسنے جواب دیا آپ کو میرے مذہب کے پوچھنے سے کیا فائدہ ہے مگر جب قدر میرا عقیدہ اور مذہب آپ سے
 متعلق ہے اوسکو فرمائیے تو میں بیان کروں معتضد نے کہا بیان کرو اوسنے کہا جب جناب سالتما
 فی قضای کی عباس نے ہرگز دعویٰ خلافت کا نہیں کیا ابوبکر خلیفہ ہو پھر عمر ہوے اونھوں نے خلافت کو
 چھ آدمیوں کی شوری پر چھوڑا وہ چھ آدمیوں میں بھی عباس کا نام نہ تھا اور خود بھی اونھوں نے
 اوس وقت اپنا دعو اور استحقاق نہیں پیش کیا اس سبب سے ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ آل
 عباس کو بالکل خلافت کا استحقاق نہیں ہے معتضد یہ سن کر بہت برہم ہوا اور حکم دیا کہ اوسکو
 سارا دانت توڑ ڈالے گئی اور ایک ہاتھ بندھوا کر اوسکو لٹکوا دیا دوسرے دین ایک ایک عضو
 اوسکا تدریج کاٹا گیا اور اسی عذاب سے وہ قتل کیا گیا اوسکی قتل کی وقت لوگ صدور ایک کرامت کا
 اوسے نقل کرتے ہیں جسکو عقل باور نہیں کرتی مگر وفاتہ الصفا میں جہاں یہ حکایت مذکور ہے
 شرح اوس کرامت کی نہیں کی کہ وہ کیا تھی۔ پھر مکتفی کے عہد میں جیسا اوپر مذکور ہوا بہت سے
 قرامطہ کو سردار گرفتار ہوا اور قتل کئے گئے ان میں حسین نام ایک شخص تھا جو دعویٰ سیادت کا کرتا تھا
 اور اپنا نسب یوں ظاہر کیا تھا حسین بن عبید اللہ بن محمد بن اسمعیل بن جعفر صادق علیہ السلام
 وہ بھی پکڑا گیا اور قتل کیا گیا لیکن بچاؤ نہ ملا ایک مذہب شیعہ اسماعلیہ کی بنا انھیں قرامطہ
 سے بڑی اور ظاہر فاطمیین مصر کے انھیں کی ایک شاخ تھی جسکو عبید یون بھی کہتے ہیں۔
 سب ایک الذہب میں لکھا ہے کہ فاطمیین اپنے تین اولاد عبید اللہ المہدی بن محمد الحسیب بن
 جعفر المصدق بن محمد المکتوم بن اسماعیل بن جعفر الصادق علیہ السلام کہتے ہیں پھر اوس میں لکھا ہے

کہ اس نسب میں نسابوں نے ابو یوسف و اجلہ علمائے طعن اور قدح کی ہو اور خدا و انانہ کی کہ امر حق کیا ہے۔
 روضۃ الصفا کی روایت میں دو نام پہلے ساقط ہوئے ہیں محمد بن الجبیب و جعفر مصدق و ابو عبد اللہ
 کا لقب ہمدی نہیں لکھا اور محمد دوم کی صفات مکتوم نہیں لکھی۔ افزونہ اوں کو گو کہ پہلی بلاد مغرب
 میں اور افریقیہ میں تسلسلہ ہوا پھر وہاں مصر اور شام اور حجاز کے مالک ہو گئے۔ مکتفی کی مہر میں علی بن
 معتمد کندہ تھا حاجب او کا سوسن او کا اپنا علام تھا وزیر قاسم بن عبد اللہ قاضی او کی ابو حازم بن محمد
 پھر یوسف ہو پھر یحییٰ ہو پھر ابو عمر پھر علی بن شوارب۔ روضۃ الصفا میں لکھا ہے مکتفی نو ذیقعدہ
 ۲۹۵ ہجری میں قضا کی زمانہ او کی خلافت کا بقول مسعودی کے چھ برس چھ مہینے سولہ دن تھے اور
 عمر او کی تینتیس برس چھ مہینے کی ہوئی۔ اور سبایک الذہب میں ہے کہ بارہویں ذیقعدہ روز یکشنبہ
 ۲۹۵ ہجری میں اونھوں نے قضا کی اور بموجب اوسیلی روایت کو ولادت او کی پیشتر ہو لکھی گئی ہے
 اوس حساب سے عمر او کی اکیس برس آٹھ مہینے بارہ دن کی ہوئی اور اوسیلی روایت کے مکتفی نے
 آٹھ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں چھوڑیں۔ اور سمرہ میں او کی عمر ترستہ برس بیس دن کی لکھی ہے
 غالباً وہ کاتب کی غلطی سے کہ تینتیس کی جگہ پر ترستہ ہو گئے ہیں پھر اوسین لکھا ہے کہ سات
 دن ربیع الثانی ۲۹۵ میں باقی تھو جب او کی سمیت ہوئی اور تیرہویں ذیقعدہ ۲۹۵ میں اونھوں نے
 قضا کی اور چھ برس چھ مہینے بیس دن خلیفہ رہے۔ یافعی نے مراۃ الجنان میں لکھا ہے ابو الحسن
 علی بن المعتمد المکتفی باللہ بہت جمیل تھا خاصۃً بدیع الجمال معتدل القامت خوش رنگ اسود الشعر
 بعد از باپ خلیفہ ہو او کی خلافت ساڑھے چھ برس رہی۔ اٹھارویں خلیفہ بنی عباس
 کے مکتفی باللہ کے بھائی ابو الفضل جعفر المقدر باللہ تھو بن معتمد باللہ
 سولہویں خلیفہ بن طلحہ الموفق بن المتوکل دسویں خلیفہ بن معتمد باللہ

اٹھوین خلیفہ بن مارون رشید پانچوین خلیفہ۔ سبایک الذہب میں ہرمان
 مقتدر کی رو میہ تھی اور بعض کہتے ہیں ترکیہ سمات قریبہ رمضان ۳۲۵ میں وہ پیدا ہوئے تھے بعد ازاں
 بھائی مکتفی کے اوکی ولایت عہد ہوئی خلیفہ ہوئے اور بیشتر کوئی خلیفہ بنی عباس کا اوکی عمر میں خلیفہ نہیں
 ہوا تھا اس واسطے کہ وہ تیرہ برس کی عمر میں خلیفہ ہوئے بعد ایک دن کو لوگوں نے ان کو خلافت سے خلع کیا اور عبد اللہ
 بن المقتدر بارہوین خلیفہ کو بیٹہ کو خلیفہ کیا پھر اوسید بن عبد اللہ کو خلع کر کے مقتدر کو خلیفہ بنایا وہ قصہ
 اور وہ سبب غزل اور نصب کا بہت طویل ہے بڑی تاریخوں سے معلوم ہوگا پھر مقتدر خلافت میں
 ۳۳۵ ہجری تک مستقل رہے اس سال میں پھر ان کو خلع کیا اور محمد بن معتضد سولہوین خلیفہ کو بیٹہ کو
 خلیفہ کیا چند مدت کے بعد پھر خلافت مقتدر کی طرف رجوع ہوئی مگر ۳۴۲ ہجری میں فتنہ اور فساد امرا
 بغاوت کا بڑھ گیا اور اوس ہنگامے میں مقتدر بچا کر مقتول ہو گئے۔ اور مسامحہ میں لکھا ہے
 مان مقتدر کی رو میہ شعیب نام تھی اوکی مہر میں کھدا تھا جعفر شقیق باللہ امیر وزیر اوکی عباس
 بن حسن تھے انھوں نے وزارت میں مکر غزل و نصب کیا بہت سے لوگ اس منصب پر ان کے
 عہد میں مامور ہوئے منجملہ اوکی فضل بن جعفر بن المہدی بن الفرات المعروف بہ ابن خیزرانہ تھے ان کے
 اوکا نصر فشوری تھا اوکا ایک غلام یونس نام جس کو انھوں نے بہت بڑھا دیا تھا اوس نے ملک حرامی
 او کو قتل کیا سینتیس برس چند روز کم او کی عمر ہوئی بیت او کی ذلیقہ ۳۹۵ میں ہوئی تھی اور
 شوال ۳۲۵ میں وہ قتل ہوئے پچیس برس سترہ دن کم انھوں نے خلافت کی اور تیرہ برس کی عمر میں
 خلیفہ ہوئے تھے قاضی او کی عہد کو بہت تھے منجملہ او کی یوسف بن یعقوب اور او کا بیٹا عمر محمد بن یوسف
 اور عبد اللہ بن الشوارب وغیرہ تھے۔ اور روضۃ الصفا میں مذکور ہے مقتدر نے جو بیس برس گیارہ مہینے
 سولہ دن خلافت کی اور اڑتیس برس پانچ مہینے کی او کی عمر ہوئی امرا اور وزراء اتفاق پیشہ او کی

وقت میں جمع تھی ایک دوسری سعایت سرور راہین اکثر غزل اور انصیب ہوا کیا اور اونکو فنا
 باہم سے خلیفہ کا بھی مکر غزل و نصب ہوا جیسا جملہ سب ایک الذہب کی روایت سے اوپر ذکر ہوا ہے۔
 مقتدر بہت کریم النفس تھی عطا کیا اور صدقات بہت کرتے تھی اور اکثر روزہ دار رہتی تھی رعایا کی ساتھ
 برفق و مدار اور اخلاق اور مروت سے زندگی کرتے تھی مگر عورتوں کو نظم خلافت میں اونکو عہد میں بہت
 مداخلت تھی چنانچہ ایک اونکی ماں کی لوندی دیوان مظالم میں بیٹھی تھی اور علما اور فقہاء کی ساتھ ہم نوا
 رہتی تھی داد و دہش انھوں نے بہت کی جو کچھ پہلی خلفائے بیت المال میں جمع کیا تھا وہ سب انھوں نے
 فرج کر ڈالا اونکی مہر میں کندہ تھا الحمد للہ الذی لیس کمثلہ شئی۔

راقم کھتا ہے مسامرہ کی روایت سے پیشتر اور ہی کندہ مہر کا لکھا گیا ہے شاید وہ مہر ہو
 بارہ مرتبہ وزیرا میں انھوں نے غزل و نصب کیا منجملہ اونکو وزرا کی اپنی اپنی نوبت میں عباس بن
 حسن اور ابن فرات اور ابن خاقان اور حامد بن عباس اور علی بن عیسیٰ اور محمد بن علی بن مقتدر وغیرہ
 تھی اور یونس ایک اونکا خادم اور غلام اگرچہ وزیر نہیں مقرر ہوا مگر سب وزراء سے زیادہ مقتدر تھا
 امور اہم میں اونکی عہد خلافت کو ایک تسلطی خلفای اسماعیلیہ کا مصروفہ میں تھا جو اپنے تین فاطمیین
 کہتے تھے بنا اونکی اونکی اپنے دعویٰ سے ابو محمد عبید اللہ سے بن محمد بن عبد اللہ بن سوم بن محمد بن اسماعیل
 بن جعفر صادق علیہ السلام ہوئی کہ اوسنے اپنے تین ملقب مہدی بال کیا اور مالک مغربیہ میں
 خروج کر کے قدیم خاندانوں کو اوسنے مٹا دیا اونکی اولاد میں سے ایک شخص نے جسے اپنے تین ملقب
 بہ المعز لدین اللہ کیا تھا مالک مصر پر استیلا پایا چنانچہ مدت تک اونکی خاندان میں وہ اونکی خلافت
 رہی جسکو صاحب روضۃ الصفیٰ و دوام علویہ اسماعیلیہ لکھا ہے یہ خاندان وہی ہے جسکا ذکر مجمل
 اور نسب معتقد باللہ کی خلافت کے ذکر میں سب ایک الذہب سے پیشتر ہم نے نقل کیا ہے مگر اس

اخیر روایت روضۃ الصفا میں اوس خاندان کے نسب میں بڑا اختلاف پایا ہے گمان میں اول روایت
 صحیح ہے اگر کسی تاریخ میں ہیکو مفصل اور مرتب کو الف اوس خاندان کی حکومت کو معلوم ہوگا وہ ہم
 انشاء اللہ تعالیٰ بعد ختم ذکر خلفائے عباسیہ کے نقل کریں گے۔ دوسرا امر اہم جو مقتدر کی عہد خلافت میں واقع
 ہو مفضل حسین بن منصور حلاج کا تھا روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ اوس عہد خلافت میں جب حامد بن عباس
 مستقرب وزارت پر مامور ہوا وہ باعث اوکھ قتل کا ہوا۔ افسس واقعی کی کیفیت پہلے ہم اسی کتاب سے
 نقل کرتے ہیں بعد اوسکی جو اوس بابین شیخ اکبر نے مسامرہ میں اور یافعی نے مرآۃ الجنائین لکھا ہے
 وہ نقل کریں گے۔ لکھا ہے منصور حلاج کو سہیل بن عبداللہ تستری اور ابوالقاسم جنید بغدادی اور ابوالمحسین
 ہمدانی کے ساتھ اظہار ارادت تھا مگر دعاوی بلند خوارق اور کرامات کی کرتے تھے یہ خبر حامد بن عباس کو
 پہنچی کہ ایک شخص ایسا پیدا ہوا ہے کہ بہت خوارق عادات کا دعویٰ کرتا ہے یہاں تک کہ مرد کو زندہ
 کرنا اور بخیر جنات کا بھی اوسکو دعویٰ ہے اور اکثر دار الخلافہ کو لوگ اور دوا میں سلطنت اوسکی طرف
 رجوع کرتے ہیں۔ ایک یہ خبر سلطنت میں پہنچی کہ ایک شخص بنی ہاشم کا یہ کہتا ہے کہ ابن منصور حلاج خدا
 ہے اور میں اوسکا پیغمبر ہوں۔ وزیر فی ایک جماعت کو انکی مریدین میں سے گرفتار کیا بعد تخویف اور تہدید
 کہ سب اعتراف کیا کہ اوپر خوب ثابت ہو گیا اور سبکو یقین ہے کہ ابن منصور خدا ہے اور مردوں کو زندہ کرنا
 مگر جن جن بن منصور سے پوچھا گیا اوٹھوں نے کہا تھوڑا باندہ جو مجھکو دعویٰ خدائی کا ہو میں نازگزار اور روزہ
 دار ہوں اور برابر عبودیت پر قائم ہوں بجز اعمال خیر کے اور میں کچھ نہیں جانتا۔ وزیر نے علماء اور فقہاء کو
 جمع کر کے اونی درخواست کی کہ ابن منصور کے قتل کا فتویٰ لکھیں سب علماء نے اتفاق کیا جب تک اونا
 جرم موجب قتل ہم پر ثابت نہ ہوگا ہم فتویٰ نہیں لکھیں گے۔ اب وزیر کو فکر اور پیر جرم ثابت کرنیکی ہوئی
 پہلے وزیر نے علی بن عیسیٰ کو حکم دیا کہ ابن منصور حلاج سے مناظرہ کرو۔

راقم کہتا ہے کہ وہ علی بن عیسیٰ اپنے عہد میں وزیر بھی ہو گئے ہیں جیسا پیشتر روئے الصفا
کی روایت سے لکھا بھی گیا ہے شاید وہ علما کے زمرے سے ہوں گے۔ اوتھون فی بن منصور کو قید خانہ سے
بلا کر اونسویں گھنٹہ شروع کی جبین اونکو کوئی سخت بات کہی ابن منصور نے کہا اگر اسے زیادہ آگے تم بڑے
ابھی زمین کو بانوسی اشارہ کرو گنا جو تلو خسف کر لیگی علی بن عیسیٰ یہ کلام سنتے ہی ڈر گئے اور وزیر کو پاس
اونکو مناظرہ سے استغفا کیا۔ اب وزیر نے ایک عورت نوجوان کو ابن منصور کے متقدین میں سے بلوایا
جسکی نقلی بھی ابن منصور نے اپنے بیٹے کے ساتھ کی تھی اوسنے گواہی میں بوجہ خوارق عادات ابن منصور
کے نقل کر کے کہا کہ ایک دن اونکی ایک بیٹی نے مجھے کہا کہ میرے باپ کو سامنی سجدہ کرو اوسنے کہا
سجدہ سو اٹھ کر دوسرے کیا درست نہیں ہے اسپر ابن منصور نے کہا یہ ٹھیک ہے مگر زمین پر ایک خدا
ہے اور آسمان پر دوسرا خدا ہے مگر علانی ایک عورت کی گواہی کو قبول نہ کیا اور فتویٰ اونکو قتل کا نہ لکھا
تبعہ اونکو قتل کا ایک عجیب امر باعث ہوا کہ ایک پرچہ کاغذ کا ابن منصور کے ہاتھ کا لکھا ہوا وزیر
ہاتھ میں آیا اوسین لکھا تھا جسکو آرزو ج کر نیکی ہو اور عوائق سے کے میں نہ جاسکو تو اوسکو چاہئے پڑ
اگر کو ہر طرحی نجاست سے پاک کر کے وہاں کسیکو جانے نہ سے جب جج کے دن آوین تو اوسین ایک
مربع یعنی چوکا بناوے۔ راقم کہتا ہے معلوم نہیں او مراد صرف نشان چوکے کا کرنا ہے یا مربع اعلا دیوار کا
دراد سے متبادر امر دوم سے پھر اوس چوکے کے گرد طواف کرے اور جتنی مناسک جج کے میں وہ اوسین
ادا کرے اور ایک رات کو چند تیم لڑکوں کو اچھی اچھی کپڑے پٹھاوے اور اچھا کھانا جو میسر ہو وہ کھلاوے
اور ہر تیم کی اپنے ہاتھ سے خدمت کرے پھر ہر تیم اچھا کرتے اور سات درہم یا تین درہم جسکی پونے دو روپے
یا بارہ آنے ہمارے ہندوستان کو رواج کے ہوئے دیکے رخصت کرے تو یہ عمل اوسکا قایم مقام
جج کے ہو جائیگا۔ وزیر نے وہ کاغذ سب علما اور فقہا کو جمع کر کے پیش کیا قاضی ابو عمرو فی حلاج سے

پوچھا یہ پریشان تحریر کس روایت اور کتاب سے مندرج کی ہے حلاج نے جواب دیا کتاب اخص ہے جو سن بھری
 کی تصنیف ہے اور بعض تاریخ کی کتاب میں لکھا ہے غلامی کتاب سے جو ابو عمر و عثمان مکی کی تصنیف ہے
 قاضی نے کہا اوکشتنی میں وہ کتاب دیکھی ہے ازہمین ہرگز وہ روایت جو تو نے لکھی ہے نہیں ہے۔ قاضی
 کی وہ گفتگو جب وزیر کے کابینہ پہنچی اور خون نے قاضی سے اصرار کیا کہ تمہاری رائے میں حلاج کشتنی
 ہو چکا یعنی مار ڈالنے کے لائق اب تمکو چارہ نہیں ہے بجز فتویٰ لکھنے کے قاضی نے ہر چند فتویٰ لکھنے
 میں تامل اور تساہل کیا لیکن پھر مخالفت وزیر کے حکم سے وہ مکر کے لکھ دیا کہ خون حسین بن منصور
 حلاج کا ہر سے جو کوئی اور کو قتل کرے اسے مواخذہ دینی و شریعت کی بموجب ہنوکا اور سب
 علما اور فقہا نے قاضی کے متابعت سے اوفکی رائے کے ساتھ اپنا اتفاق لکھ دیا۔ اور بعض تاریخ نویسین
 لکھا ہے کہ شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھ دیا کہ حلاج مجنب ظاہر شریعت کشتنی ہے مگر یہ امر خلاف
 واقع ہے اس واسطے کہ خواجہ محمد یارسانی اور سارے علمائے اخبار نے لکھا ہے کہ ابن منصور کے
 قتل سے اوئیس برس پیشتر حضرت شیخ ابو القاسم جنید نے قضا کی تھی۔

راقم کہتا ہے تقدیم موت شیخ جنید کی حلاج کے قتل سے اوفکی فتویٰ قتل

حلاج کے انکار کی دلیل جب ہو سکتی ہے جب ہفوات ابن منصور کے اوفکی عہد میں مشہور نہ ہوے
 ہوا البتہ یہ ثابت ہوا کہ وزیر نے جو فتویٰ قتل کا لکھوایا تھا اوس پر اوفکی دستخط نہ تھے۔ الغرض جب فتویٰ
 حلاج کے خون کے ہر ہونیکا مکمل ہو گیا تب وزیر نے اوسکو مقتدر باللہ خلیفہ کے دربار میں پیش کیا اور
 فی حکم دیا کہ شریعت غرا کا حکم نافذ کرو۔ وزیر نے بعد اذ کے کو تو ال کو حکم دیا کہ کل ابن منصور حلاج کو
 دجلہ کے پل پر لیجائے پہلو اوفکی ایک ہزار کوڑے مارو اگر اوسے نہ مرین تب ہاتھ پاؤں اور سر اور ناکاٹ
 کے پل پر لٹکا دو اور باقی لاش کو جلا کے راکھ اسکی دجلہ میں بہا دو اور ہر چند وہ کہیں کہ دجلہ

اور فرات میں تیرے واسطے پانی کی جگہ پر سونا اور چاندی بہا دو لگا اگر مجھ کو تو چوڑے ہرگز اون کی بات
 کو نہ سننا کہ یہ سڑ کوڑے مارنے میں تحقیق نہ کرنا۔ بالکلہ کو تو ال بموجب حکم کے دوسرے دن ابن منصور کو
 پل پر لگیا ہزار دن تماشائیوں کا دامن جمع تھا جب چھ سو کرے اوپر بڑھ چکے تب ابن منصور نے کو تو ال سے
 کہا میری نیاحت ہے وہ خلیفہ کو پھنچا دو وہ مسططینہ کے فتح پر ابرہہ کو تو ال نے مطلق اعتبار نہ کی اور نہ رکھنے کی
 تکمیل کر دی مگر ابن منصور نے اتنا ہی انتہا تک وہ بھی نہیں کی پھر حلاج نے سر کاٹا جو دار پر چڑھا لگیا اور لاش
 کو جلا کر ساری راکھ دجلہ میں بہا دی گئی بحسب اتفاق دجلہ کا پانی بڑھ گیا اون کی مریدین میں شہرت ہو گئی کہ
 اون کی راکھ کو پڑنے سے دجلہ کا پانی بڑھ گیا ہے۔ صاحب روضۃ الصغافریہ سب قصہ لکھ کر لکھا ہے اور باب
 صدق و صفا پر مخفی اور محجب نہیں ہے کہ مشائخ کبار نے ابن منصور حلاج کے رد او قبول کے بائیں بہت کچھ
 لکھا ہے اور بعض مشاہیر اس گروہ عالیقدر کو اون کی علوم مرتبہ کے قائل ہو گئے اور اون کی کلمات مخالف شرع کی
 تاویلین کی ہیں تفصیل اور شرح اس کی سیاق تاریخ کی مخالف ہے اب ہم بعض مشائخ کی اقوال اون کی نسبت
 بیان اقل کر کے جو ہماری اپنی رائے اس بائیں ہے ہم اس کو لکھیں گے حضرت مولانا جلال الدین روم کا
 کا تو ایک شعر ہم لکھتے ہیں ۵ چون قلم در دست غدارے بود + لاجرم منصور بردار کجود + اور شیخ اکبر
 محی الدین بن العربی رحمہ اللہ نے سارہ میں حلاج کا قصہ صرف اس قدر لکھا ہے کہ ۲۹۶ ہجری میں حسین بن
 منصور حلاج گرفتار ہوا اور ذیقعدہ ۳۰۰ میں اس کی ہاتھ پانوں کاٹے گئے اور سر کاٹا گیا اور لاش جلا دی گئی
 اور کچھ تحسین یا تعمیر اس فعل کی نہیں کی مگر طرز تحریر و نگاہ سپر دلالت کرتا ہے کہ اون کی نزدیک وہ اور اون کی
 حرکات اچھے نہ تھے اور اگرچہ عبارت عربی میں ضامائر مفردہ سے کچھ بے تعظیمی نہیں نکلتی لیکن جس کی بہت
 تعظیم مد نظر ہوتی ہے تو ضامائر جمع بھی شخص واحد کی واسطے مستعمل ہوتے ہیں وہ ہمیں مستعمل ہو چکا علاوہ
 اس کی شیخ اکبر کی تحریرات میں جہان نام اولیاء اللہ کا اور بڑے بڑے مشائخ اور علما و فقہا کا آتا ہے تو

نام کے بعد صیغہ دعائیہ مثل رحمہ اللہ وغیرہ کے ضرور لکھتے ہیں وہ بھی علاج کے نام کے بعد متصل نہیں ہوا
یا قحی نے مرآۃ الجنان میں علاج کے حال کی بہت شرح کی اور بعض مشائخ کبار کے اقوال اور کئی نسبت
لکھ کر ہیں اس کا ہم بعینہ ترجمہ کرتے ہیں مگر کچھ بڑا فسوس ہے کہ مرآۃ الجنان جو ہمارے زیر نظر ہے اس قدر غلط ہے
کہ اوسے اصل مطلب کا سمجھنا حقیقت میں اس کتاب کا تصنیف کرنا ہے اس سبب جو سارے کوائف
حلاج کو اس کتاب کو تین ورق ایکس سٹری میں لکھ میں وہ سب ہم ترجمہ نہیں کر سکتے جتنا ہماری
سمجھ میں مشکل آیا ہے وہ ہم ترجمہ کرتے ہیں پھر بھی ہمیں کھٹکا ہے کہ جو ہم سمجھ میں شاید اوس میں کچھ
غلطی ہو۔ الغرض یافعی نے شروع شدہ ۳۰۹ ہجری لکھ کر پہلے لکھا ہے اس سال میں خلیفہ کے سپرد دارون
فی شہر اسکندریہ پر قبضہ کیا اور عبیدی یعنی جو اپنے تین فاطمین کھتر تھے ملک مغرب کی طرف چلے گئے
مطلب یہ ہے کہ مملکت مصر پر پھر وادخت خلفاء عباسیہ کی ہوئی۔ اور اوسے سال میں قاضی حسین بن منصور
حلاج کا واقعہ ہوا وہ بیضا ایک شہر مملکت فارس کا ہے وہاں کچھ تھے اور نشو و نما اونھوں نے واسطہ اور عراق
میں پایا تھا سہل بن عبد اللہ کی اونکو صحبت رہی بعد اوسے ابو الحسن نوری اور ابو القاسم جنید وغیرہم
کی اونھوں نے صحبت حاصل کی لوگوں کی آرا اونکو بایں مختلف ہیں بعضوں نے اونکی تعلیم میں بڑا مبالغہ کیا ہے
اور بعضوں نے اونکی تکفیر میں بڑا مبالغہ کیا ہے اور بعض لوگ اونکو بایں متوقف ہیں اور محققین نے اونکی
طرف سے عذر کیا ہے اور جو نفوٹ اونسے صادر ہوا اونکی تاویلات کی ہے۔ منجملہ اونکو قطب بانی حنکی بزرگ
اور اونکو تقدس کو بڑے بڑے اکابر قائل ہو ہیں اور گردنیں سارے اولیاء اللہ حاضر اور غائب کی اونکو زیر
قدم خم ہو ہیں یعنی شیخ شریف حبیب اور نجیب محی الدین عبد القادر جیلانی ہیں اور شیخ کبیر عارف باللہ
مشہور امام الطریقیت اور سان الحقیقت شیخ بہار الدین نقشبندی اور امام رفیع القام محبہ الاسلام
ابو حامد غزالی اور سوائے اونکو اور بہت لوگ جنکا ذکر طوالت چاہتا ہے بلکہ حصر اونکا متعذر ہے۔ اور منجملہ اونکو

جو حسین بن منصور کے کمال کو قائل ہو گئے اور انکو قبول کیا ہے اور انکو حال کو صمیم کیا ہے اور انکو ایک
 محققین میں شمار کیا ہے اور انکو ائمہ صوفیہ عارفین سالکین مرشدین سے خارج نہیں کیا شیوخ بزرگ عارفین
 باللہ ائمہ قوم شیخ ابوالعباس بن عطا اور شیخ ابوالقاسم نصیر آبادی اور شیخ ابو عبد اللہ بن خفیف میں شک
 کہ بن خفیف کا یہ قول ہے کہ حسین بن منصور عالم ربانی تھے۔ پس شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام حکو
 شیخ ابوالقاسم عمر بزار نے یہ اسناد حلاج کو مناقب میں نقل کیا ہے یہ ہے کہ راوی کہتا ہے کہ میں نے شیخ محمد الدین
 حبیبہ القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو کہ انھوں نے فرمایا کہ لغزش کی حسین حلاج نے پس نہ تھا انکو زمانہ میں
 کوئی جو انکا ہاتھ پکڑے اور اس لغزش سے بچا دے اور اگر میں ہوتا تو انکو زمانے میں تو میں انکا ہاتھ پکڑتا مگر
 انکو بچاتا کہ دس لغزش سے گرنے نہ پاتے اور میں ہر شخص کو اپنی اصحاب اور مریدین اور مجاہدین سے جگہ مرکوب
 کو لغزش ہو قیامت تک بچا نہ والا ہوں۔ اور منہج کلام محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ حسین حلاج کے
 مناقب میں یہ ہے اور اہل عقل بعض عارفین کا یہ گھوسلہ ہے کہ کھینچتی تھی اور سکو اور سکی صورت اور وہ پھینچا
 آسمان پر فرشتوں کی صفین بھاڑتے ہوئے اور وہ تھا ایک بازو تو خانہ بادشاہ کا جسکی آنکھیں دھاگہ سے
 سی ہوئی تھیں اسکو بعد خبر ایک آیت کا ہے یعنی خلق الانسان ضعیفا اور سکی منی پید کیا گیا ہے
 انسان کم زور پس بنایا اور سنہ آسمان پر کوئی شکار پس جب ظاہر ہوئی اوپر دانش دایت دینی
 کی یعنی دیکھا منہ اپنے پروردگار کو زیادہ تر متعجب ہوا اپنے مطلوب کے اس کلام پر اینما تو لو افشروا وجہ اللہ
 یعنی جدھر تم پھر دو وسط طرف ہے موندھ اللہ کا پھر اوڑیا لے کر گھوسلے میں زمین کو خطی پر یہاں ایک
 محال کا طالب ہے یعنی دریا کی عمق کے اندر آگ ڈھونڈھنے لگا اور عقل کی آنکھ کو جب پھیرا سو
 نشانوں کے کچھ نہ کیا فکر کی دونو جہانیں اپنی معشوق کو سو اچھے بنایا تب خوش ہوا پھر شیعہ دکی زبان سے
 انا الحق گایا اور اس گٹگری سے جو بشر کی گٹگری نہ تھی اور ابلیس کی سسٹی بجائی تب آدم نے کھانا اپنی آواز سے

وہ راگ جو پھنپا اولکو حقیقت نوری سے اونکو اپنے بھید میں اور لکھا اولج تو یہ سمجھتا تھا کہ تو
تیری تجھے ہر اب بہ نیابت جمیع عارفین کو حسب الواجد افراد واحد کا کہ یعنی اس بھیس میں انسانیت
کو جتنی علی العموم لوگوں کو وحدانیت پائی ہو اسی وحدانیت پر قائم رہا وہ آگے مت بڑھ اور کہہ اس محمد
تو سلطان حقیقت کا ہو اور تو انسان عین وجود کا ہی تیرے استثناء باب معرفت پر گردین عارفین کی
جھکی ہوئی ہیں تیرے جلال کے بخار میں پیشانیان کل مخلوقات گھستی ہیں۔ اور منجملہ کلام شیخ عبد القادر
علاج کو بابین اوسی راوی کی پاس بہ اسانید لکھا ہوا ہے کہ کہا اوسی رضی اللہ عنہ فی اور ایک شخص
عارفین میں سی رافق دعویٰ پر انا الحق کی پر و نسی اور باغ ابدیت کا حسین کی حشیش اور اینس سے خالی
پایا اجنبی لغت کی سٹی بجائی بہ تعریض اپنے حنف کی یعنی دین اسلام کو ظاہر ہوا او سپر عقاب
بادشاہ کا کمن ان اللہ لغنی عن العالمین سی اور گزویا اوسکی چیر میں مغلطاب یعنی پنجہ کل
نفس ذالقة الموت کا اور کہا اوسی سلیمان زبان کی شرع فی کیون تو بولا اجنبی لغت سی
کیون تو گایا اوس گنگری سے جس گنگری سی سالکین راہ کو نہیں لگا تو اب داخل ہو جا اپنی وجود
کی پنجیر میں غیریت قدم کی راہ سی رجوع کر یعنی پھر آو اپنی حدوت کی طرف اور اپنی زبان سی اقرار اور
اعتراف کر حسب الواجد افراد واحد کا اسکی شرح او پر ہو چکی ہے تاکہ سنیں تیرا اقرار اب دعاوی
اسو اسطیکہ اصل مناط حفظ طریق کا اقامت وظائف خدمت شرع کی ہو۔ اور منجملہ کلام شیخ شہاب الدین
سہروردی کی اوکی کتاب عوارف المعارف میں ہو جو باسناد عالی ہو کہو بھیجی ہو کہ اونھوں نے لکھا ہے
اور جو حکایت کیا گیا ہے ابی یزید رحمہ اللہ کا قول سبحانی حاشا کہ کوئی شخص بجز اسلام اعتقاد کرے
کہ اونھوں نے اللہ تعالیٰ کو قول کی نقل کی تھی اور اسطرحی سزاوار ہے کہ آدمی اعتقاد کرے قول
انا الحق علاج رحمہ اللہ کا۔ اور کلام امام حجتہ الاسلام ابی حامد غزالی کا پس یہ تحقیق ہمیں ذکر کیا ہے

اپنی کتاب شکوۃ الانوار میں ایک فصل طویل اوسکی جو اونھوں نے عذر کیا ہے اور ان الفاظ کا جو علاج صادر
ہو تو تھو مثل اوں کو قول انا الحق کے اور قول صافی الجنة الا الله کو اور مثل ادن الاوقات کو۔
اوسکو بعد یا فعی فی ابن خلکان کا کلام بہت طویل علی العموم صوفیہ کی شطیحات کی تاویل کی باہین
اور اوشی بن ہشام کلام شیخ عارف باللہ تھانی سید جلیل ابن الشنوس ابی الغیث بن جمیل قدس سرہ
کا نقل کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ وہ کلمات خلاف شریعت اوں کو حالت سکر اور بیہوشی واردات کرتے
ہیں۔ پھر وہ خود لکھتے ہیں جب اسطر حلکی واردات اوں پر ہوتی ہے تو بنظر احتیاط کہہ مبادا اوس قسم کی
شطیحات زبانہو نکلیں اوس واردات کی بند کر نیو واسطی بعضی عارفین بازار میں چلو جاتی تھو تاکہ لوگوں
کی اشغال مختلفہ دیکھ کر وہ واردات بند ہو جا بعضی اپنی منکوحہ سے صحبت کرتے تھو بعضی گھوڑیہ سوار ہو کر
اپنی تین ہوں و لب میں مشغول کرتے تھو۔ پھر یا فعی فی بعضی کلمات علاج کو نقل کئے ہیں مغذ اوں کی تھو
کہ لوگوں نے اونسے پوچھا کہ تصوف کیا چیز ہے اونھوں نے کہا کہ تصوف تمھارا اپنا نفس ہے اگر تم اوسکو
کسی کام میں مشغول نہ کرو تو وہ تمکو کسی کام میں مشغول کر دیا پھر یا فعی نے خود اس کلام کی شرح
کی ہے کہ اگر نفس کو تم طاعات اور وظائف عبادات میں مشغول نہ کرو گی تو وہ تمکو فطرہ مذمومات موتما
فی الہوی الاافات میں مشغول کر لیا۔ پھر بہت سے اشعار علاج کو مشتمل اصطلحا صوفیہ پر نقل کر کے یا فعی
لکھتے ہیں کہ اوں کی باہین تصانیف کثیرہ ہو ہیں کہ ایک مختصر کتاب میں گنجائش اوں کی ذکر کی نہیں ہے
ماصل امر یہ ہے کہ اکثر علما عصر نے فتویٰ اوں کی اباحت دم کا دیا کہتے ہیں کہ ابابعباس بن شریح نے
کہا جب لوگوں نے اونسے پوچھا کہ وہ ایک مرد ہے کہ مخفی ہے اوں پر ایسا حال میں کچھ اوسکی باہین
نہیں کہتا یہ نقل کر کے یا فعی لکھتے ہیں مگر ابن شریح علاج کے قتل سے تین برس پیشتر تصا کر چلو
تھو تو شاید اونسے قبل علاج کے مقتول ہونے کے اوں کی اپنی حالت حیات میں پوچھا ہو جسکا اونھوں نے

حاجی

وہ جواب دیا سیطرہ سے جو لوگ کہتے ہیں کہ جنید اور ابن داؤد طاہری بھلاؤن لوگوں کی تھی جنہوں نے فتویٰ اؤ کو قتل کا دیا تھا وہ بھی صحیح نہیں ہے اس واسطے کہ جنید نے ۲۹۵ھ میں قضا کی حلاج کو قتل کر گیا وہ برس پیشتر از مدین داؤد نے بارہ برس پیشتر اؤ کو قتل سے وفات پائی تھی۔

راقم کہتا ہے کہ شہیات حلاج کی اگر اؤن دونوں کو کوئی حیاتین شہرہ یابین تو ممکن ہے کہ اؤ کا فتویٰ بھی قتل کا ہو اور پھر یا فنی لکھتے ہیں کہ حامد بن عباس مقتدر کو وزیر کی مجلس میں تاشی ابو عمر حلاج کو قتل کا فتویٰ لکھا اور جعفری فقہا و کماں حاضر تھے اور جنہوں نے لکھا تو وہ سب لوگ اؤ کے لکھنے میں مشغول تھے اور حلاج مکرر اور سہ کر رہی کہتے تھے میرا قتل حلال نہیں ہے میں اعتقاد اسلام پر اور مذہب اہلسنت پر ہوں ایمہ اربعہ اور خلفاء راشدین اور بقیہ عشرہ مبشرہ کو افضل جانتا ہوں اور نیز بہت سی کتابیں سنت کی تصنیف کی ہیں جو واقعین یعنی کتب فروشوں کی پاس موجود ہیں فائدہ الدینی دمی۔ الغرض وہ برابر یہی کہتے رہے اور فقہا سب اؤس علم کے لکھنے میں مشغول تھے کسی نے اعتقاد اؤ کو اؤس کہنے پر نہ کی جب سب تحریرات کامل ہو چکیں تب حلاج پھر محبت میں بھیجے گئے اور وزیر نے ساری کیفیت اؤس مجلس کی فتویٰ کے ساتھ مقتدر کی پاس بھیجی مقتدر نے جواب لکھا کہ جب سب قضات نے فتویٰ قتل حلاج کا لکھا تو چاہئے کہ اؤ کو کو تو ال کو سپرد کرو اور حکم دو کہ پہلی اؤ کو ہزار کوڑے مار اگر مر جائیں تو بہتر والا ہزار کوڑے اور ماریں اؤ سپر بھی اگر نہ مرین تب گردن کاٹ ڈالی جا وزیر نے کو تو ال کو مقتدر کی حکم سے مطلع کیا اور اپنی طرف سے اتنا بڑھایا کہ بعد کوڑے مارنے کی پہلی ہاتھ پانوں کا ڈوبائیں پھر گردن کاٹی جائے اور جبہ جلا کو خاکستر دریا میں پھینکی جا اور اگر حلاج کہیں کہ چاندی اور سونا دے اور فرات میں تیرے واسطے بہاؤ لگا کر گزیرے اور تخفیف عقوبت میں نکرنا کو تو ال فرات کو تو اؤ کو مقتدر لکھا اور صبح کو منگل کے دن جب الحجہ

سات دن باقی تھی اسی سہ ماہ میں جو اوپر مذکور ہوا علاج کو اوسیطر سے مقید طوق اور زنجیر اور سیر کو
باب الطاق میں بیگنے خلق کثیر کا دھن مچھ تھا جلد فی کوڑے مارنا شروع کیا اودھون فی آہ تک
ہنہن کی جب چھ سو کوڑے ہو گئے اودھون فی کو تو اس سے کہا میری ایک نصیحت ہے جو قسطنطنیہ کے
فتح کے برابر ہے وہ خلیفہ کو بھیجنا دو کو تو اس نے کہا کہ میں سن چکا ہوں کہ آپ یہ کہیں گے اور اوس
بھی زیادہ مگر تخفیف عذاب کی میرے اختیار میں ہنہن ہے جب کوڑے پڑ چکے تب او کو کاٹھ پانو
کاٹی پھر سر کاٹا اور باقی بچے کو جلا کے اوسکی راکھ دیکھتے ہیں بھادی کہتے ہیں علاج کر مریدین منظر
تھی کہ چالیس دن بعد علاج پھر نمود ہوئی۔ اور اتفاق سے اوس سائین دیکھ کا پانی پھر بڑھ گیا سب او کو
مریدین کا اعتقاد تھا کہ علاج کے نتیجے کی راکھ اوس میں پڑنے سے اوس کا پانی بڑھ گیا۔ اور بعض او کو مریدین کا
یہ عقیدہ تھا کہ علاج قتل ہنہن کو تو لے لے اذکو اعدا اذکی صورت پر ظاہر ہو وہ قتل کئے گئے جیسا
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باہین ظاہر منہ قرآن سے و لکن مشبہ لھم نختا ہے۔ الغرض
شرح سار قصہ کی بہت طوالت چاہتی ہے اور حقد مذکور ہوا وہ اطلاع عام کو اسطرح کافی ہے۔ اور
ذبحی فی جو علاج کے باہین لکھا ہے اور اوپر نہایت تشبیح کی ہے اور او کو باہین بہت بر امور لکھیں
اور نقل کئے ہیں جب او مشائخ کبار کی طرف سے او کو مناقب نقل ہوئے تو اس کا ذکر مناسب ہنہن
ہے او پر طاعنین کی اقوال اگر ہم نقل کرتے تو اوسکی ضمن میں اس کا ذکر مناسب ہوتا۔

راقم کہتا ہے عوام کی شہرت عجب چیز ہے جن مشائخ و علاج کے مناقب لکھیں
اور اذکی ہفتات کی تادیل کی ہے راقم کی دانست میں شہرت متواتر عوام فی اصل معاملہ پر او کو
خوش ہنہن کرنے دیا اس سبب اصل معاملہ کی صحت کمرنگ شرف ہوئی اور جیسا تاویلات حضرت
محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علاج بلا شک صاحبیت تھی مگر شیطان فی اذکی راہ

ماری تھی اور شریعت محمدی سے علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اونکو خارج کر دیا تھا تو بدالانت الترامی
 حضرت شیخ کے کلام سے یہ نکلتا ہے کہ اجر احد شرع کا اونکو اوپر لپی اونکا قتل ہیجا تھا تو ہمارے نزدیک
 حسین حلاج غفرالہ غالباً صاحب کشف وکراہات تھے لیکن موخین معتبر کی روایات سے دو امر ثابت ہوئے ہیں
 ایک سزا قتل اونکی نری باقتضا سے حکم شریعت نہ تھی بلکہ اصل غرض یہ تھی کہ غالباً اونکو کشف وکراہات
 علانیہ سے کثرت رجوع عوام جو حلاج کی طرف تھی اس سے احتمال وقوع فتور کا حکومت اور خلافت میں
 پس زجر اور توبیخ اور عبرت عوام کی منظور نظر حکام کی تھی بڑی دیں قوی اس دعویٰ کی یہ ہے
 کہ قتل اونکا شریعت کی موافق نہیں ہوا اور جیسا عوام میں مشہور ہے کہ اونکو سنگسار کیا تھا اور وہ
 بالکل اس سنگساری پر صابر رہا مگر حضرت جنید نے جب ایک کنگڑی یا ایک بھول سے مارا تب وہ
 شور و شغب کرنے لگو وہ ساری روایت عوام کی بنائی ہوئی ہے اسکی کچھ اصل نہیں ہے اور یہ مذکور
 ہو چکا ہے کہ پہلی اونکو نر کوڑے مار پھر ماتھے پانوں کا ٹی پھر گردن کا ٹی پھر سب سے کو جلا کے رکھ دیا
 دریا میں بہادی یہ سزا ہرگز شرعی نہ تھی اگر سنگسار کی عوین وہ قتل کئے گئے تھے تو بعد قتل کو چاہے
 تھا اونکی لاش پر ناز خاز سے کی پڑھو و دفن کر دیتے لاجلہ ایسی صورت سے قتل ہوئے کہ عوام پر عبرت
 ہو۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ جب فتویٰ اونکو قتل کا لکھا جاتا تھا ۵۹ حالت ہوش و حواس میں اپنے
 قتل کا بیجا ہونا اور اپنا مسلمان اہل سنت و جماعت ہونا مکر اور سر کر کہا کہ یہ امر اونکی توبہ پر دلالت
 کرتا ہے اگر خلاف شریعت کوئی قول اونکی زبان سے نکلا ہو مگر قضات اور علمانی اور حکام نے مطلق اعتنائی
 اگر توبہ بمعنی قابل قبول نہ تھی چاہے تھا کہ تبصرے ان کلمات ہفوات سے توبہ اوپر عرض کیجاتی اگر
 تبصرے وہ توبہ نہ کر تو اسوقت حکم قتل جاری ہوتا۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ خلیفہ مقتدر کو اور بالخصوص حامد بن
 عباس اونکو وزیر کو جو بانی اور باعث اونکو قتل کا ہو کوئی ذاتی عداوت حسین حلاج سے نہ تھی جو باعث

اؤنکو قتل کی خلاف شریعت ہوئی پس لامحالہ عبرت عوام مانع فتور و فساد موجب اؤنکو قتل کی ہوئی
 دوسرا امر مومنین کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حسین حلاج سے اظہار اپنے کشف و کرامات میں
 ایسے امور واقع ہوتے تھے جو موجب بدگانی از باب اقتدار کے ہوتے تھے اور ظاہر الشہیر اپنے کشف
 کرامات کی اؤنکو مد نظر تھی جو امر حب جاہ پر دلالت کرتا ہے اور طریقت اور حقیقت تو موجب اپنے مبادیغ
 کی ہر بہت تعجب ہے کہ وہ راہ اونھوں نے کیوں نہ اختیار کی اور خواہ مخواہ خلافت اور حکومت کو اپنی طرف
 بدگان کر دیا۔ افسوس ہے کہ اختلاف آراسی اؤنکو باہین صحت اصل معاملہ کی مخفی ہو گئی ہمارا دست میں
 شہرت عوام اؤنکو باہین زیادہ تر اوسکی باعث ہوئی جو کہیں کہیں خواص کے پانچویں ڈگادی تھی ہر اسوا
 کہ جلت انسانی ہے جب قوی اور ضعیف کا مناقشہ باہم پیش ہوتا ہے قوی کیسا ہی حق پر ہو اور
 ضعیف کتنا ہی باطل پر ہو علی العموم لوگ ضعیف کے خیر طلب اور مادل اوسکی باطل کے اور قوی کی بدخواہ اور
 مبطل اوسکی حق کے ہو جاتے ہیں وہی معاملہ یہاں بھی پیش آیا واللہ اعلم بالصواب۔ اور یافنی نے
 مقتدر کے قتل کی یہ روایت لکھی ہے کہ سلسلہ ہجیرین مونس نے بہت بڑے لشکر کے ساتھ بغداد پر
 یورش کی پس امرانی مقتدر سے عرض کیا کہ فوج کو روپیہ دیکر انھیں کبھی تاکہ مونس کے لشکر کی مدافعت پر آمادہ
 ہوں لیکن اونھوں نے ارادہ کیا کہ دریا کو رستے سے بھر دو اور ہواز کی طرف چل جائیں پس محمد بن یاقوت نے
 اونس کی کہا خدا سے ڈریے بغداد کو بغیر جنگ کے دشمن کو اسطی نہ پھوڑ دیجو جب صبح ہوئی مقتدر سوار ہو
 چادر اوڑھے ہو اور قضیب ہاتھ میں تھا۔

راقم کتھا ہے یہ چادر اور قضیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جو خلفاء کے
 استعمال میں رہتا تھا۔ اور قراء مصاحف اؤنکو کرتے تھے اور وزیر اؤنکو سمجھے تھے پس بغداد کو شمال کی جانب
 وہ بڑے اور مونس کا لشکر سامنے ہوا اور قتال شروع ہوا اور مقتدر جلے ایک ٹیلی پر کھڑے ہو

اسمین بن یاقوت اور ابو العلاء بن حمدان اوکو پاس آئے اور کہا آگے بڑھ چلیے اور تبدیع اوکو وسط میدان قتال میں لیکے مگر بہت تھوڑی جمعیت فوج کی اوکو ہمراہ تھی اکثر اوکو ہمراہی مقید ہو گئے اور ابنا تھو اور حارون بن عریب نائب سخت میں مبتلا ہوئے اسمین ایک جمعیت فوج دشمن کی مقتدر کی قریب پہنچ گئی اونہیں سے ایک شخص فوج پیچھے سے جا کے مقتدر پر ایک وار حملہ کیا جسے وہ زمین پر گرے اور ہنسی کہتے ہیں پہلو تیر سے یا نیز سے اوکو زخمی کیا پھر تنواری سرکاٹ ڈالا اور اوکو نیزے پر رکھ کر بلند کیا بعد اوکو جو لباس اور زیور وغیرہ پہنتے تھے اوکو کوٹ لیا اور لاش اوکی برہنہ بے ستر کر دی اور گڑھا کھود کے اوہیں پھینک دی اور قبر کا کوئی نشان نہ بنایا اڑتیس برس کی عمر میں اوہیں یہ مصیبت نازل ہوئی پچیس برس چند روز کم وہ خلیفہ رہے وہ بک مسرف اور غراچ تھے اور کم عقل تھے ذخائر اور خزانوں سے عمدہ اشیاء اونہوں نے ضائع کئے یہاں تک کہ ایک کو اپنی نوڈیونین سے ایک بڑا موتی جسکو درہ یتیمہ کہتے تھے کئی مشتقال وزن میں تھا بخشید یا اور اسی ہزار بار ہزار دنیا دار اونہوں بیت المال کے ضائع کئے یعنی خرچ کر ڈالے اوکو عہد دولت میں خلافت خاندان عباسیہ کی بہت ضعیف ہو گئی اور بعضوں نے لکھا ہے وہ بہت بڑے عاقل اور دانشمند تھے لیکن لہو اور بے مین اور صحبت نہا میں ایسی نہ تھیں کہ مطلق امور انتظام کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے اوکی ماں اور نڈالہ اور قہرمانہ امور اہمہ خلافت میں مداخلت کرتی تھیں اور پیشتر مذکور ہو چکا ہے کہ قہرمانہ زانو زانو قضا اور اباب شریع کو محکمہ رد مظالم میں جا کر بیٹھتی تھی۔ کہتے ہیں جب مقتدر کا سردار بنات کو پاس گیا اوسنے نہایت حیرت سے کہا تھے خلیفہ کو قتل کر ڈالا قسم خدا کی ہم سب اپنے تین قتل کر نیکی الغرض ظاہر ہے بہت نام ہو اور مشہور یہ کیا کہ اوکا قتل غلطی سے اور ناگہانی سے واقع ہوا۔ بعد اوکو قہرمانہ کو قہرمانہ بیت کی جنگ ہاتھ پرستہ میں بیت کی تھی اور حیدر عسکری بعد وہ مغزول ہو تھے اور پھر خلافت مقتدر

کی طرف رجوع ہوئی تھی اونھوں نے سارے انصاف اور صاحبین مقتدر پر انواع اقسام کی ظلم کر
 ہر ایک کو خوب لوٹا مقتدر کی مان پر حد سے زیادہ ظلم کیا رہی مین بندھی ہوئی اونھوں کی نقصان
 الغرض ایسے مظالم کئے جسکے سبب سے قلوب سخت مکرہوں - اونیسویں خلیفہ خاندان
 عباسیہ ابو منصور محمد القاسم بالله تعالیٰ بن معتضد بالله سونویں خلیفہ
 بن موفقی جو اصلاً خلیفہ نہین ہوئے مگر اسے بھائی معتضد کی خلافت
 میں وہی مالک اور عظیم خلافت کے رستہ بن جعفر المتوکل علی اللہ
 دسویں خلیفہ بن معتصم بالله آٹھویں خلیفہ بن ہارون رشید یاچون
 خلیفہ - سب ایک الذہب میں سے قبل قتل مقتدر کے بلوایوں نے اولیٰ ہاتھ پر بیت
 کی اونھوں نے آٹھویں شراب کے بننے کی اور پینے کی اور لونڈیوں کو ناجائز سکھائی اور انکے
 کائناتی ممانعت کی اور گانے والے اور گانے والیان گرفتار اور تہہ ہوئیں ہر قسم کے باجے جمع
 کروائے توڑ ڈالے حالانکہ خود نشے میں رات دن چور رہتے تھے اور بغیر گانے نہین رہ سکتے تھے
 اور لہو لعلوں مالا لعلوں کا گویا سب ہی نہین پڑھا تھا قریب ڈیڑھ برس کی افلی خلافت
 سے گزرے تھے کہ ارباب فوج کا بلوہ ہوا اور خلیفہ پر جبر کیا کہ اپنے تئیں خلافت سے خلع کریں جب
 اونھوں نے قبول نہ کیا تب انکو پکڑ کے گرم سلایان آنکھوں میں پھیر دین سے پوٹے آنکھوں
 کل پڑے اور وہ اندھے ہو گئے سبب انکو خلع کا انکو خصائل بد اور شک و ماتھا جو وہ کیا کرتے
 تھے اور بیروتی اور بیوفائی اپنے حیز طلبوں کے ساتھ جنہوں نے انکو خلیفہ کیا تھا - اور مسامرہ میں لکھا کہ
 مان قاسم بالله کی مولدہ تھی یعنی جاریہ کی بیٹی وزیر انکے عبید اللہ حسین بن عاصم بن عاصم بن عاصم
 تھا اسکا نام نہین لکھا انکی مہرین کھد تھایا اصلی اختتم تھیں علی انکو لوگوں نے پکڑ کے

آنکھوں میں گرم سلائی پھیر دی یہاں تک کہ اندھے ہو گئے اور خلافت سے معزول ہو اُنکی پیشانی ۳۵
 بر سکی عمر میں یہ حادثہ پیش آیا ایک برس چھ مہینے آٹھ دن خلیفہ رہے دو شب شوال ۳۲۲ میں
 باقی تھیں جبرائیل کے دن اُنکو ہاتھ پر بیعت ہوئی تھی قاضی اُنکی عمر بن محمد بن یوسف تھی اور
 ایک اُنکی وزیر اوعین ابوعلی بن مقلد تھی اور روضۃ الصفا میں مذکور ہے کہ جب مقتدر قتل ہو گا
 مونس خادم کو اُنکی قتل ہو جانے سے بہت متاسف ہوا اور چاہتا تھا کہ اُنکی بیٹی ابوالعباس کے ہاتھ پر بیعت
 کرے ابویقوب جو ایک امرا عظام میں تھی باتفاق اور امر کے اسے راضی نہوے اور کہا کہ مقتدر کے
 عہد میں اُنکی ماں اور خاندان اور اُنکی لونڈیاں امور خلافت میں دست انداز تھیں جسے تمہاری حکومت
 دی اب پھر چاہتی ہو کہ وہی امر پیش آوے ہرگز ہم بجز مرد عاقل اور ہوشیار کو جو انتظام خلافت کا اپنی
 تدابیر سے کرے اور ہمارے بھی غرض اور محروض کو اُنکی پاس مداخلت ہو کسی دوسرے کو ہاتھ پر بیعت نہ کرنا
 آخر میں مقتدر کی بھائی قاہرہ باللہ پر آرا قرار پائے کہ اُنکی ہاتھ پر بیعت ہو اگرچہ مونس خادم اس سے
 کارہ تھا مگر خلاف اجماع نہ کر سکا اور مونس نے قاہرہ باللہ کے ساتھ عہد نامہ کیا مگر مخالف کردہ مونس کے
 ساتھ اوبلیق اور علی بن بلیق کو ساتھ کہی بدی نکرینے اور اس عہد نامہ پر اعیان اور اشراف کے
 دستخط اور گواہیاں ہوئیں۔ الغرض باب بیعت قاہرہ باللہ کی تمام ہوئی اُنھوں نے علی بن مقلد کو
 فارس سے طلب کر کے وزیر مقرر کیا جسکو پیشتر مونس نے نکلوا دیا تھا اور علی بن بلیق کو حاجب مقرر کیا اور
 قاہرہ کے ظلم و ستم سے اولاد مقتدر کی مخفی ہو گئی اور مقتدر کی ماں جو عارضۃ استقامت میں مقتدر تھیں اُنکو
 سخت مصیبت میں قاہرہ نے مبتلا کیا اُنکو اٹا لکھوایا اور روپیہ مصاۃ طلب کیا اور اُنکو مجبور کیا کہ جو اسباب
 اور جائیداد کثیرہ اُنھوں نے حرمین کو مساکین کو اسطرح وقف کی تھی اُسکو سچے مصادر کا روپیہ داخل
 کریں اُنھوں نے مجبور ہو کر اُسکو معرض بیع میں رکھا لیکن چونکہ مال موقوفہ تھا کوئی اُسکی خریداری پر

آمادہ ہوا تب اونسویکی سب سپاہ کی تختہ ہونین لگا دیا آئرش وہ سب ظلم اور ستم اونکی آگیا جیسا کیا
 ویسا پایا یعنی قاہرین اور اونکی امر ابا اختیارین نقاض اور عداوت پیدا ہوئی ہر ایک دوسرے سے بد
 ہوا اور قاہرہ فزعت پاکو مونس اور بلیق اور اونکی بیڑی کو قتل کر ڈالا اور ابن مقلہ وزیر جو پہلی قاہرین اور
 اون لوگوین مخالف ت ڈالنے کا باعث تھا مخفی ہو گیا اور اوس حالت اختفایں کہی اندھا قیصر بنکر
 کہی عورتوں کی لباس میں اون امر کے پاس جنبہ اعتماد رکھتا تھا آمد و شد رکھتا تھا اور قاہرہ کھڑی
 شکایت اونکی بد عہدی اور بد کرداری کی کر کے دونکو قاہرہ کھڑی سی خوف زدہ کر کے پھیرتا تھا
 آئرش یہ نوبت پہنچی کہ امر اس ترک فی بیعت اپنی اپنی جمیعت افواج غدر کر دیا اور قاہرہ کو پکڑ کے اندھا کر دیا
 کہ مدت تک اوس حالت میں زندہ رہے باون برس کی ہو کے اونھوں نے قضا کی ایک برس چھہ مہینے
 چھہ دن یا آٹھ دن خلیفہ رہے کہتے ہیں قاہرہ اوس حالت نابینائی میں ایسی مفلس ہو گئے تھے کہ اور
 اندھوں کے ساتھ مسجد جامع لغد میں بھیکھ مانگا کرتے تھے۔ اسکی بعد روضۃ الصفا میں مذکور ہے کہ
 قاہرہ ظالم سفاح اور تہور بے باک تھے اور اوسکا تائید میں ایک حکایت محمد بن علی المصری کے
 زبانی نقل کی ہے چونکہ اوسمیں اکثر خلفاء عباسیہ کے محل حالات ہیں اسواسطی ہم اوسکا بعینہ
 ترجمہ کرتے ہیں۔ لکھا ہے کہ وہی محمد بن علی المصری قاہرہ کے ایک مقبروں میں تھے وہ ناقل ہیں کہ قاہرہ
 ایک دن خلوت میں اونکو طلب کیا اور نگلی توار ہاتھ میں لیکر کہا جو کچھ میں تجھسی پوچھوں سچ سچ
 ظاہر کرو الا تجھکو سزا دو نگاہیں جانسی ہاتھ دھو کر کہا جو کچھ تجھکو معلوم ہو گا راست براست عرض کرو
 پھر اسی اظہار صدق کو بائیں مہانہ کر کے کہا حال سب خلفاء عباسیہ کا سچا سچ بیان کرینی کہا اگر
 امیر المومنین راست براست حال ہر ایک کا سنکے غضب ناک ہوں اور میری جان بخشی ہو تو عرض
 کروں فرمایا اگر راست براست بیان کریگا تو تو مامون رہیگا مینی کہنا شروع کیا کہ ابو العباس سفاح

میں ایسے دیر تھو کہ اگر ہر روز ہزار آدمی کی گردن مار تو جب بھی کچھ اونکو پروا نہ تھی اور اسی صفت بدین
 سکا اونکو امر اور نزدیک متباتھی سیطر سے جو د اور سخا میں وہ اور اونکی امر استحق تھی قاہرہ ذکر کیا منصور
 و الفی کا حال بیان کرو راوی نو کہا اونھوں نے آل عباس اور آل بطالب میں وحشت اور فتنہ ڈالی اونکو
 پیشتر آل عباس میں اور اصحاب گیسو میں اسقدر اتحاد اور موصلت باہم تھی کہ ایک بالکی گنجائش عین
 نہ تھی اور وہ پہلی خلیفہ بن جنہوں نے بنجین کو مقرب کیا اور احکام نجوم کا یقین کیا اور اسپر عمل کرتی
 رہے نو بخت مجوسی منجم نے اونکی کوشش سے اسلام قبول کیا اور ایمان لایا اور دار الخلافہ کا ملازم ہوا
 اونکی عہد میں بہت سی کتابیں سریانی اور فارسی وغیرہ سے عربی میں ترجمہ ہوئیں علوم میں مجملی کا ترجمہ
 ہوا اور قصص و حکایات میں کلیدہ منہ ترجمہ ہوئی اور بہت سی کتابیں اونکی حکم سے ترجمہ ہوئیں اور
 اونکو عہد دولت میں محمد بن اسحاق نے کتابیں سیر اور مغازی کی پچھلو زمانے کی تاریخ جنگ اور
 جہاد کی تصنیف کی پیشتر اعراب میں یہ رسم نہ تھی اور وہ پہلی خلیفہ بن جنہوں نے اپنے خدام اور
 غلاموں کو عہد اور مناصب مانگے کہ انتظام کے تفویض لئے اسوجہ سے مراتب اور مناصب
 عرب کے سرداروں کو گھٹ گئی حکم ہوا مہدی کا حال بیان کرو راوی نے عرض کیا وہ جو د اور کرم میں
 متفرق تھی اونکو عہد میں علی العموم لوگوں میں اس صفت نے اثر کیا تھا وہ جب سوار ہوتی تھی تھیلیاں ہانگ
 اور دنیا نیری منہ کھلی ہوئی ہمراہ رہتی تھیں جو سائل جو کچھ مانگتا تھا وہ اسکو عطا ہوتا تھا اور اونکی
 عہد میں بد مذہب لوگ یعنی زنا و فحش اور طہدین بہت بڑھ گئے تھے اونکو قلعہ اور قریع میں اونھوں نے
 ہرگز کوتاہی نہیں کی اور وہ پہلی خلیفہ تھی جنہوں نے علما کی سنگین کو حکم مباحثے اور مناظر کیا طہدین کے
 ساتھ دیاجن علما کی سعی اور کوشش مشکور ہوئی اونھوں نے دلیل اور براین عقلی اور فلسفی سے بہت
 سے طہدین کو قایل کیا جو بکے مسلمان ہو گئے حکم ہوا حادی کا حال بیان کرو راوی نے عرض کیا حادی

بہت بڑے متکبر اور متجتر تھے اونکی سواری کے ساتھ فوج کے لوگ ننگی تلواریں لئے ہوئے اور عود
 اوٹھائے ہوئے اور کمانیں چلوں پر چڑھی ہوئیں چلتے تھے۔ حکم ہوا ہارون رشید کا حال کہہ راوی نے عرض کیا
 ہارون حج بیت اللہ کے بڑے شایق تھے مگر حج کئے اور کفار اور لغات کو ساتھ جہاد بھی اونھوں
 نے کئی جمیعین اکثر وہ مظفر اور منصور کے اکثر اطراف ممالک میں رابین اور سرکین بنوائیں کنوے اور
 نہرین اور نکانات مسافرین اور مردین کی آسائش کو واسطی جابجا بنوا جائے شہر آباد کروا
 اونکی عہد میں رعایا دو قسمد نے بھی رفاه عام کی عمارتیں جابجا بہت بنوائیں ہارون کی نیکی اور احسان
 خاص اور عام کو پہنچا تھا زبیدہ خاتون جنکی کنیت ام جعفر تھی اور وہ ہارون رشید کی حلیہ جلیلہ
 تھیں انقسام اور انواع اعمال خیر اونسے عمل میں آئے حرم بیت اللہ کے راستے میں بہت کھوض
 اور نہرین بنی ہوئی بنوائیں جسکے سبب خاص کہ غلامین پانی کی افراط ہو گئی جبکہ نفع عام مصنف
 روضۃ الصفا کو زمانہ تک قائم تھا۔

راقم کہتا ہوں کہ اب تک کہ سنہ ۱۱۹۹ ہجری ہر وہ رفاه عام قائم اور دائم چلی آتی ہے مگر
 آج کل جابجا اوسمین مرمت کی احتیاج ہے جسکے واسطی اہل اسلام فکر کر رہے ہیں۔ اور زبیدہ خاتون
 نے ممالک شام کے رستوں میں جابجا رباط اور منازل یعنی مہمان سرا کی عمارتیں بنوائیں اور ہارون
 رشید چلی خلیفہ بن جنھوں نے کنوے اور چوگان اور شطرنج کھیلنے والوں کے لئے دار الخلافہ
 عوفہ مقرر کر دیا انھوں نے اونکو زمانہ خلافت کو کثرت خیرات اور رفاه عام اور ازانی نعماء کے سبب سے ایام
 عروس لوگ کہتے تھے یعنی شادی کے دن ہمارے اردو کے محاورے میں یہ مثل اوس زمانے پر چہاں تھی
 دن عید رات شب برات۔ یہاں تک قاہر نے راوی سے سنئے کہا تو نے زبیدہ خاتون کا مفصل
 حال نہیں بیان کیا راوی نے کہا القبتہ اوسمین میں اختصار کیا یہ سنئے قاہر نے تو ارکو ہلا محمد بن علی

راوی کہتا ہے میں سمجھا کہ اوسنے مجھکو قتل کیا ہر طرف سے مجھکو اپنی موت کی صورت نظر آئی اور میرے
 اولین گذار کہ وہ ملک الموت ہے کہ میری قبض روح کیواسطی مامور ہوا ہے پھر قاہر نے توار ہلا کی مجھے کہا کیا
 تو اپنی زندگی سے بیزار ہے منی عرض کیا یا امیر المومنین مجھے خطا ہوئی معاف فرمائے حکم ہوا تفصیلی حال
 زبیدہ خاتون کا بیان کر منی عرض کیا زبیدہ خاتون کے حسناات اور خیرات اور برات کی کچھ حد تک کنوے
 اور ہزین اور مسافر خانہ اور مہمان سرا میں مکہ معظمہ کے راہ میں جو اونھوں نے تعمیر کروائیں اوسین سترہ لاکھ
 اشرفی خرچ ہوئی تھی سونے اور چاندی کے برتن پہلے اونھین نے مرصع کر دیا تھا اور ایک پوشاک میں اونکی
 پچاس ہزار اشرفی خرچ ہوئی تھی اور جب اونکی بیٹی امین کی خلافت کی نوبت پہنچی اور اونکو معلوم ہوا کہ میں
 کو امرا و لوگوں کی طرف بہت توجہ ہے اونھوں نے بہت سی خوبصورت اور حسین لونڈیاں منتخب کر کے اونکو
 مردانی بہت عمدہ اور قیمتی پوشاکیں بچھا کے اور عمامے اور کمر بند ہوا امین کی خدمت کیواسطی مامور
 کین بعضوں کی سر پر تاج مرصع بجاہرات رکھوائے اور سب امین کو بہت پسند ہوئیں اور غلامیات
 اونکا نام مقرر ہوا اونکو کعبہ وہ رسم دایمی ہو گئی۔ تب یہ حکایت قاہر نے سنی بہت خوش ہوے
 اور پکار کے کہا او غلام ایک پیالہ شراب کا دے کہ غلامیات کو نام پر پیون فوراً ایک گروہ اونھین
 غلامیات کا سامنے ہوا اوسی حیثیت سے جسکا ذکر ہوا ایک نے اوسین سے شراب یا قوت کے رنگ کی
 ایک جام میں پیش کی وہ چڑھا کے فرمایا مان تو اپنی اوسی حکایت پر جانیو کہا جب مامون مسند
 خلافت پر بیٹھو علم نجوم کثیر بہت متوجہ ہو اور منجمن کا رتبہ بہت بڑھایا۔

راقم کہتا ہے ظاہر علم نجوم سے علم ہیئت اور ریاضی کے سب فنون مراد ہیں اور منجمن
 سے اونکو علم مراد ہیں اسواسطی کہ مامون کی توجہ احکام نجوم کثیر مورخین نے ہنین لکھی جمیع علوم فلسفی
 کثیر البتہ اونکا اشتغال مشہور ہے اور ہر جنس کو کتب فلسفہ کا اونکو عہد میں ترجمہ ہوا ہے پھر راوی

کہتا ہے مومن اجر کا رد بار خلافت اور مملکت میں تقید ارد شیر بالبوئی اور سلاطین ساسانیوں کی کرتے
 رہے اور جب مہمات ملکی سے فارغ ہوتے تھے کتب قدیمہ لکھا اور خلافت کا ملاحظہ فرماتے تھے اور
 عراق عرب میں آنے کے بعد جب بغداد میں توطن اختیار کیا تب ان کی مجلس میں اکثر جلسے علما
 اور فقہاء اور متکلمین کا اور ارباب بحث اور جدل کا ہوتا تھا اور باہم مباحثات رہتی تھیں وہ گروہ اور
 عہد میں بہت معزز اور مکرم رہا تحمل اور صبر و کرم و جرات میں تھا عفو اور غماض جرائم میں بہت
 کرتے تھے جہان معذرت کی انکو کسی سے حاجت نہ تھی بہت ہی عمدہ عذر قابل قبول کرتے تھے
 انکو وزیر اور حواری اور عمال نے بھی اتنی ہی اونکی سیرت نیک کو اختیار کیا تھا اور اونھیں کی نقد
 کی تقلید کرتے تھے۔ اس سطر سے راوی نے معصوم کا حال بیان کیا کہ وہ جمیع امور میں بھائی کی
 تقلید کرتے تھے اور پوشاک اور لباس اور آلات مجلس میں انکو ملوک عجم کی مشابہت منظر
 رہتی تھی اور بہت جواد اور فیاض تھے۔ راوی کہتا ہے جب متوکل کے ذکر کی نوبت آئی کچھ توڑا
 سا اونکا بیان کیا تھا کہ قاسم نے کہا تیرے بیان سے مجھکو ایسا معلوم ہوا کہ خلفا گذشتہ کو میں
 اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں اور بہت عمدہ پوشاک اور انعام صلہ میں عطا کر کے فرمایا اب تیرا
 جی چاہے تو اپنے گھر کو جا میں رخصت ہو کے جوہنی اونٹنا اور چار دیکھا کہ وہ تلوار لیے ہوئے
 میرے پیچھے پیچھے چلے آتے ہیں جان نشاک ہو گئی اور میں سمجھا کہ اب اس نے مجھے قتل کیا جب قدم
 چلے وہ مجلس میں داخل ہوئے جانین جان آئی گھر میں پہنچے دو گانہ شکرانہ ادا کیا کہ آج اس
 ظالم سفاک کو اللہ تعالیٰ نے بچایا راوی کہتا ہے اسی تھوڑے دنوں کے بعد وہ خلافت سے معزول
 اندھے کو گھر راضی باللہ کے عہد میں پہلو اور پیر بہت کچھ سختیاں ہوئیں پھر راضی باللہ کو قاسم کو اپنی
 مصاحبت میں رکھا اور بہت کچھ انعام اور اکرام سے انکو مسرور کیا وہ ان دنوں سے ایسی ایک

حرکت حسانہ ہوئی جسے وہ راضی باللہ کی آنکھ سے کر گئے اور انکو اپنی مصاحبت کے برطرف کیا اور
 ظاہر جو کچھ انکی مصاحبت میں انکو حاصل ہوا تھا وہ سب ضبط ہو گیا اور مال اونکایہ ہوا کہ انکو
 بعد مدت تک زندہ رہے اور گلیونین بھی کھ مانگتے پھرتے تھے شرح اونی اوس حرکت کی راضی باللہ
 کی خلافت کی ذکر میں ہوگی۔ بیسویں خلیفہ بنی عباس کے ابو العباس محمد الراضی
 باللہ تھیں مقتدر باللہ اٹھارہویں خلیفہ بن معتضد باللہ سولہویں خلیفہ
 بن طلحہ موفق بن متوکل علی اللہ دسویں خلیفہ بن معتصم باللہ آٹھویں خلیفہ
 بن ہارون رشید پانچویں خلیفہ۔ سبا یک الذہب میں مروی ہے کہ جہن قاہر
 باللہ کو لوگوں نے خلافت سے خلع کیا اوسیدن راضی باللہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ۳۲۳ ہجری میں
 سب ممالک پر انکی حکومت جمی اور انھوں نے اپنے دو نو بیٹے ابو الفضل اور ابو جعفر کو سارے ممالک کی
 حکومت پر مسلط کیا ایک کو ممالک شرقیہ پر اور دوسرے کو ممالک مغربیہ پر پھر ۳۳۵ میں ساری خلافت
 مختل ہو گئی خلیفہ کے اختیار میں سوا اٹھارہ کے اور اوسکے کچھ باقی نہ رہا میر و فی ممالک
 یا اعدا مسلط ہو یا اعمال اور حکام نے محاصل مملکت بھیجنا موقوف کیا اور خود سرعالم بن بیٹھی الغرض سارے
 ممالک خلافت میں کیفیت طوائف الملوک کی پیدا ہوئی۔ مگر یہ راقم پر تواریخ سے جو زیر نظر ہیں
 نہ ثابت ہوا کہ راضی باللہ نے اپنے دو نو بیٹوں کو حکومت پر امور کیا تھا وہ دو نو حکومتوں سے بی دخل
 ہو گئے یا وہ دو نو بھی خلیفہ سے بغاوت اختیار کی۔ بالجلد ۳۲۹ ہجری میں راضی باللہ فوت
 طبعی ہوئے قضائی ۲۰ و مسامرہ میں لکھا ہے ان راضی باللہ کی رومیہ تھی ظلم نام انکی مہر کا کتبہ
 تھا من بالرضا وزیر انکی ابو علی محمد بن علی بن مقلہ تھے اور بھی بعض لوگ تھے حاجب اور کچھ
 اپنا علم انکی رومی تھا اور انکو تو اس کا نام لو تو تھا تینتیس برس دس مہینے نو دن کی عمر میں انھوں نے

قضائی اور بعد اودین دفن ہو چھٹی جمادی الاول ۳۲۲ھ میں بدہ کو دن اولیٰ ہیئت ہوئی تھی اور
 سوہون ربیع الاول ۳۲۹ھ ہجری شب شنبہ کو اونھون نے قضائی قاضی اولیٰ عرب محمد بن یوسف
 اور محمد کے باپ یوسف بن عمر تھو اور انھیں خلیفہ راضی باللہ کے عہد میں مجاہد فی شعبان ۳۲۵ھ
 میں قضائی۔ راقم کہتا ہے مرآۃ الجنان میں لکھا ہے ۳۲۵ھ میں مفتی عراق ابو بکر احمد بن موسیٰ بن
 عباس بن مجاہد نے قضائی وہ قرآن کے بڑے بصیر تھو اور اولیٰ عمل اور رجال عدیم النظر تھے
 تو غالباً یہ وہی بن خلوص امرہ میں مجاہد لکھا ہے یہ روادا کے نام پر اوکھا نام بھی مجاہد ہو گا جو مرآۃ
 میں مذکور نہیں ہے۔ اور روضۃ الصفائین مذکور ہے جب قاہرہ باللہ خلافت سے معزول اور
 اندھے ہو گئے تب چند امرا باب حل و عقد راضی باللہ کے پاس گئے جو مجلس میں مقید تھو اور
 آواغلافت بجالا اونھون نے بن مقلد کو جو قاہرہ کے عہد میں مخفی ہو گئے تھو بلا کے وزیر مقرر کیا
 اونھون نے بعد اجلاس کے مسند وزارت پر اپنے دشمنوں کو ساتھ لکھوئی اور احسان کرنا شروع کیا
 اور یہ کلمہ ہمیشہ اولیٰ زبان پر تھا کہ میں اپنے اہل ایم پوشیدگی میں عہد کیا تھا کہ در صورت اعادہ اقتدار
 کے کسی کو اذیت نہ دوں گا اور وہ جب وزارت پر خوب متمکن ہو چکے تب ایک سی امیر کو خلاف را
 خلیفہ کے خط لکھے بعد اودین طلب کیا غارون فی یہ خبر خلیفہ کو پہنچائی جب خلیفہ نے اونسے پوچھا تو
 اونھون نے خط لکھنے سے انکار کیا جب غارون نے اوکھا خط خلیفہ کے پاس پیش کر دیا تب خلیفہ
 نے اوکے ہاتھ کٹوا ڈالے لکھتے ہیں اوکے ہاتھوں کی کاٹنے کے وقت اونھون نے بہت غل اور شور
 مچایا کہ جن ہاتھوں نے بہت سے قرآن شریف لکھے ہیں وہ ہاتھ مت کاٹو مگر کہنے نتیجہ اوکے اوس
 شور اور غل کا ہوا اور وہ ہاتھ کاٹ ڈالے گئے۔

راقم کہتا ہے کیا عجب ہے کہ وقت کتابت قرآن شریف کوئی ایسی بے ادبی ہو

صادر ہوئی جس جرم مخفیہ کی وہ سزا ی غیبی ہوئی ہو۔ پھر اسی روضۃ الصفا میں لکھا ہے عجیب اتفاق ہے کہ ابن مقدسین مرتبہ وزیر مقرر ہوئے اور تین خلیفہ کی وزارت کی اور تین سفر اور نھون فرمے اور مرینکو بعد تین مرتبہ وہ دفن ہوئے اور تین آدمی انکو نوکر و نین سے جا بجا مشہور ہوئے۔

راقم کہتا ہے تین مرتبہ دفن ہونے سے ظاہر ہے مرزا کہ لاش انکی ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل کی گئی۔ اور انہیں راضی باللہ کے عہد میں ایک شیخ نے نواحی جہانیاں میں دعویٰ نبوت کا کیا بہت سے شیعہ سے لوگوں کو دکھاتا تھا گویا انکو معجزہ قرار دیا تھا بھیڑ یا د سان خلق بہت سی انکی مطیع ہو گئی اور جو انکی طرف نہ جھکا اور اسکو مٹھہ چڑھا اسکو اسنے قتل کیا ایک جماعت نامحدود اسکو مٹھہ سے قتل ہوئی آخر ش جہانیاں کے حاکم نے اسکو اور اسکی بہت سے تابعین کو پکڑ کر قتل کیا معلوم ہوتا ہے وہ اپنے غیر معتقد و نکو تر اور شیعہ سے قتل کرتا تھا۔ لکھتے ہیں یہ خبر نہایت صحت کو پہنچی ہے کہ راضی باللہ بڑے ادیب فاضل اور عالم اور شاعر تھے اور نہایت خوش تقریر اور بہت حسین شعر اہل دانش اور ارباب فضل کے ساتھ وہ بہت صحبت رکھتے تھے اور نگاہ بہت اعزاز اور احترام کرتے تھے فن تاریخ اور علم النشائین خود انکو بہت مہارت تھی بذل اور سخاوت اور جود اور سخاوت میں بھی ہمیشہ اور بے عدیل تھے اپنے جلسہ پر بالخصوص علما اور فضلاء پر وافر العطا اور کثیر الاحسان تھے۔ ایک دن بعض تنگ حوصلہ فرماؤ کو نصیحت کہا کہ آپکا جود اور سخا منجر باسراف ہوا ہے راضی باللہ فرمایا کہ اگر سخاوت میں نخبہ تقلید امیر سفاح کی ہے کہ کوئی گویا بھی انکی مجلس سے بدون خلعت اور انعام کے نہیں نکلتا تھا ہمارے مدام تو ہمارے بجائی ہیں کہ انکی صحبت اور لطافت اور نظافت سے ہر کوئی رستہ ہی ہم بھی انکو دل کو خوشش اور انعام سے خوش کرتے ہیں۔

راقم کہتا ہے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ راضی باللہ ہوا اور عجب اور گمانے بجا انکی

صحبت سے متزلزل تھی ہمیشہ علما اور ارباب دانش اور اہل کمال کی صحبت اور کوہنتی تھی نقل کرتے ہیں کہ
 اونکو کثرت انعامات اور عطایا کی شرم و حجاب سے بے نصیبے اونکو مذاونکی مجلس میں بوجہ طلبت کم جاتی تھی اس
 روایت سے ثابت ہوا کہ اونکو مذاہبت بے طمع اور ارباب دانش تھی بعض عمادون فی راضی باللہ کو خیر چینی
 کہ قاہر باللہ خلیفہ مہزول اور کچھول نے بعض امراد و لقمند فلان فلان کو جو قتل کیا اونکی ساری دولت
 ضبط کر کے اور چھپا کر کہیں ذخیرہ کر رکھی ہے اس سبب سے پہلو اوپر بہت شدت اور سختی کی گئی مگر
 بعد اسکو راضی باللہ پر ثابت ہو گیا کہ وہ خبر نری غمازی کی تھی اسکی کچھ اصل تھی تب او من بچار
 اندھے خلیفہ مہزول پر اونکو نہایت رحم آیا اسواسطی اونکو اپنی مصاحبت میں رکھا اور مثل اور مصیبت
 کے اوپر بھی دست برد اور سختی کا جاری ہوا مگر طبیعت شرارت طویت قاہر باللہ کی رستی پر کب
 رہنمائی تھی ایک حرکت حاسدانہ ایسی کی کہ راضی باللہ کی نظر سے گرے اور اونکو بھیکھ مانگنے کی
 نوبت پہنچی وہ حرکت یہ تھی کہ اونھیں قاہر باللہ نے اپنے عہد خلافت میں ایک باغ بہت ہی عمدہ
 بنوایا تھا اوسمیں ایک عمارت پر تکلف ہر جنس کی زیب و زینت سے سجی ہوئی تھی اشجار اور اہنار
 اور طیور اور ہر قسم کے گل و ریاحین اور فوارے اور انشار سے سارا باغ مملو تھا وہاں قاہر باللہ
 شراب پیا کرتے تھے راضی باللہ بھی اوسمیں عیش و عشرت کرتے تھے ایک دن قاہر باللہ نے اونسی کہا
 جب آپ نے میرے اوپر ایسی عنایت اور رحمت فرمائی اب اپنا راز دل آپ سے چھپانا نری احسان
 فراموشی ہے اسواسطی میں آپکو مطلع کرتا ہوں کہ اس باغ میں کسی مقام پر میں بہت بڑا خزانہ زرد
 جو اہرات کا دفن کیا ہے مگر خاص مقام اوسکا میں بھول گیا ہوں راضی باللہ نے وہ سارا باغ
 مع عمارت پینا سوت تک کھدوا ڈالا کہیں خزانے کا پتہ نہ لگتا تب راضی باللہ نے اونسی پوچھا کہ اس
 جھوٹے بونے سے کیا فائدہ ملے گا اونھوں نے جواب دیا حقیقت تو یہ ہے کہ مجھ پر گزوارا ہوا کہ میں تو عام

رہوں اور تمھاری آنکھیں اوسین مزے اوڑائیں اب میرا مطلب حاصل ہو گیا آپ جو چاہے مجھ کو
 سزا دیجو راضی باللہ کی طبیعت اگر ویسی ہی ہوتی جیسی قاہر کی تھی لامحالہ اوکو قتل کرتے وہ تو دنیا
 مگر اپنی صحبت سے اوکو نکال دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بیجا زندگی سمدت تک جیتو رہے اور خدا کی
 گلیوں میں بھیکہ مانگتے پھرتے تھے۔ الغرض ^{۳۲۹}سنة میں راضی باللہ نے مرض استسقا سے قضا کی تھیں
 برس دس دن اوصحون و خلافت کی اور کچھ اوپر تیس برس کی او کی عمر ہوئی روضۃ الصفا کی
 اور مسامرہ کی اور مرآۃ الجنان کی روایات میں راضی باللہ کو وزیر کا نام کچھ اختلاف ہے ^{الصف}روضة
 میں علی بن مقلہ لکھا ہے اور مسامرہ میں ابو علی محمد بن علی بن مقلہ ہے اور مرآۃ الجنان میں ابو علی
 محمد بن علی بن حسن بن مقلہ ہے اور ایک مقام پر مرآۃ الجنان میں مثل روایت روضۃ الصفا کو
 علی بن مقلہ لکھا ہے۔ اب ہم مرآۃ الجنان کی روایت نقل کرتے ہیں ^{۳۳۰}سنة ہجری میں علی بن مقلہ
 وزیر گرفتار ہوئے اور اون کا گھر حلا دیا گیا اور وہ ۲۰ برس گئے اور دس لاکھ دینار کا خطا ونسہ لکھو
 لیا گیا اور اوں پر مارنے سے اور لٹکانے سے اور سو اوں کی بڑی بڑی شدتیں ہوئیں اور بڑ بڑی
 امرا ہم اس سائین مخالفت اہل دولت کی یعنی امرا کو پیش آئے کہ وہ لوگ خلیفہ سے وزارت
 اور دفاتر اوں کو طلب کرتے تھے الغرض امر خلافت بہت ضعیف ہو گیا اور راضی باللہ برا نام خلیفہ
 راقم کہتا ہے ظاہر امر انی نجاوت کر کے بن مقلہ وزیر پر شدتیں کیں اور امر خلافت کو
 ضعیف کر دیا۔ پھر اوسے مرآۃ الجنان میں یا منی فی بن مقلہ کے ذکر میں اوس خبر مجمل مذکورہ بالا کی زیادہ
 شرح کی ہے لکھا ہے ^{۳۳۱}سنة ہجری میں وزیر ابو علی محمد بن علی بن حسن بن مقلہ کا تب مشہور فی قضا کی
 او کی ابتدا یہ تھی کہ بعض اعمال مملکت فارس پر اوں کی تحصیل خراج کیو اسطی ما مور ہو پھر یو فیو ما و
 حالات میں انقلاب ہوتا رہا یہاں تک کہ مقتدر باللہ خلیفہ فی او کو وزیر مقرر کیا اور خلعت عطا کیا دو

دو مہینے وہ وزیر رہے اور سکیا اہل نسو بہت کچھ زرمصادرہ لیکر مالک فارس کی طرف اوٹکونیا
 تہ اور سکی قاہر باللہ خلیفہ نے اوٹکونیا ملک فارس طلب کر کے اپنا وزیر مقرر کیا اور اوٹکونیا غم غیبت
 میں اور کی طرف سے منصب وزارت پر ایک نائب مامور کیا اور وہ ۳۲۰ھ کی عید الانحیہ کو دن
 شہادت فارس سے آئے اور منصب وزارت پر قائم ہو کر برابر اوٹکونیا وزیر رہے یہاں تک کہ اوٹکونیا
 تہمت ہوئی کہ لوگوں نے قاہر باللہ کے قتل کا ارادہ کیا اور اوٹکونیا وزیر کی بھی شرکت ہو
 جب اس تہمت کی بن مقلہ کو خبر پہنچی خدا جانے وہ نرمی نہمت تھی یا اوٹکونیا کچھ اصل بھی تھی
 تب بن مقلہ دفتر وزارت چھوڑ کر چھپ رہے جب راضی باللہ خلیفہ ہو اور ہونے میں پھر بن مقلہ کو
 بلا کر وزیر مقرر کیا اور مظفر بن یاقوت ایک امیر کو راضی باللہ کو امور میں بڑا اختیار اور اقتدار تھا
 اور اوٹکونیا اور بن مقلہ کے درمیان صفائی نہ تھی بلکہ باہم معادات تھی لیکن ابن یاقوت نے
 سارے خدام اور غلاموں کو اس پر آمادہ کیا کہ جب بن مقلہ قصر خلافت میں آوے اور اوٹکونیا کو خلیفہ
 میں سمجھا لو گناہ میری تجویز کے کہی خلاف نہ کریں اس نظر سے جب بن مقلہ قصر خلافت کی
 دیوڑھی پہنچ کر سب غلاموں نے ہجوم کیا اور ابن یاقوت بھی اوٹکونیا کے ہمراہ تھے اور ابن مقلہ کو پکڑ کر
 قید کر دیا بعد اوٹکونیا ابن یاقوت نے راضی باللہ سے جا کے بہت سی قصورات بن مقلہ کے نقل کئے اور کہا
 اس سبب سے ہم نے اوٹکونیا کو قید کر لیا ہے راضی باللہ نے کہا بہت مناسب کیا اور عبد الرحمن بن عیسیٰ
 بن داؤد الجراح پر سب نداء اور راضی باللہ کے آرا قرار پائے خلیفہ سے کہہ سنکے اوٹکونیا وزیر مقرر کر دیا
 اور ابن مقلہ اوٹکونیا سپرد ہو گیا کہ دفتر وزارت کو مواخذات اور نئے کرین وزیر جدید نے ابن مقلہ پر
 کوئی نہج عقوبت اور عذاب کا ہنہن چھوڑا جو عمل میں نہ لایا ہون باندھا اور لٹکایا اور لاٹھیوں سے
 مارا یہاں تک کہ اور نئے دس لاکھ دینار کا خط حوالہ لکھوایا پھر اوٹکونیا اپنے گھر میں نظر بند کیا

اس سانچے کے بعد ابن رابع ایک امیر تھا اوسنے بغاوت پر کمر باندھی مگر راضی باللہ فی بہت
مدارات اور استمالت اونکو ساتھ کی مخاطب بہ امیر الامرا کر کے کل تدابیر ممالک خلافت کی
اونکو سپرد کی اور حکم کیا ممبر و سپر خطہ بنین اونکا نام داخل کیا جا الغرض خلافت میں اونکو بہت
اقتدار حاصل ہوا اونھوں نے سارے املاک ابن مقلد کے اور اونکو بیٹے ابی الحسن کے ضبط کر لئے
ابن مقلد نے مخفی سلسلہ جنبا فی شروع کی اور راضی باللہ خلیفہ سے درخواست کی کہ اگر پھر وہ منصب
وزارت پر مامور ہوں تو تیس لاکھ دینار خزانہ خلافت میں داخل کر نیو راضی باللہ فی قبول کیا
جب بالا بالا سب امور خلیفہ سے طے ہو گئے جسکے متوسط ابن ہارون منجم ایک مصاحب خلیفہ کو بھیج
تب ایک دن رمضان میں ایک رات باقی بقی ابن مقلد اپنے گھر سے بہ ارادہ قصر خلافت کو سوار ہوا
اسو اسطی کہ اوسدن قمر تحت الشعاع تھا اور وزارت کی امور کے واسطی وہ ساعت محدود قرار دی گئی
ہی لیکن اونکیواسطی نامحمد ہوی یعنی جبہ قصر خلافت کی ڈیوڑھی پہنچنے لوگوں نے اونکو خلیفہ ملک
جانے ندیا پھر مقید کئے گئے اور ابن رابع فی خلیفہ سے کہہ سکے ابن مقلد کو دہانے ہاتھ کو کاٹنے کا حکم
لے لیا اور کوڑا لاکر بعد اوسکو راضی باللہ ابن مقلد کے قطع یہ حکم دیکر بہت نادم ہوا اور طببا کو اونکو
معالجی کا حکم دیا بعد صحت کو راضی باللہ فی پھر ابن مقلد کو وزیر مقرر کیا اور کہا قطع یہ مانع وزارت کا مونا
ہنیں ہی لکھتے ہیں پھر چندے اونھوں نے وزارت کا کام انجام کیا اوسحالت میں وہ قلم باز و پر باندھ کو
لکھا کرتے تھے۔ پھر ابن رابع کی سعی سے ابن مقلد کی زبان کاٹ ڈالنے کا حکم ہوا اور پھر مقید ہو گئے ابی
مرتبہ قید میں یہ نوبت پہنچی کہ نوے سے پانی خود بھرتے تھے ایک ہاتھ سے مشکل سے پانی بھرجاتا تھا اسی
حالت میں اونھوں نے قضا کی فاعبر وایا اولی البصار علی مصائب ہذا الدنیا الدنی المکار و انقلب الاحوال
بالمذلة و المسکنة بعد الازالة و الوزارة بخفیة اللہ الواحد القہار پھر راضی فی مرآة الخبان میں لکھا

کہ ۳۲۹ ہجری میں راضی باللہ ابو اسحاق محمد اور بنو نعلیٰ کہا احمد بن مقتدر باللہ فی قضا کی افکی
 مان رومیہ لونڈی تھی اور وہ آخر خلیفہ خاندان عباسی کو تھی جو شاعر تھی اور آخر خلیفہ تھی جنہوں نے
 تدابیر ترتیب اور تہذیب فوج کی بذات خود کیں اور آخر خلیفہ تھی جو ندامت صابین کی ساتھ
 مہارست کرتے تھی اور آخر خلیفہ تھی جنہوں نے جمعے کو دن خطبہ پڑھا ہے استنشا حاکم باللہ کہ انہوں
 نے بھی دو مرتبہ جمعہ کے دن خطبہ پڑھا ہے لیکن اپنی عورت کو مقہور تھی اور وہ بڑا فیاض اور کریم
 علما اور ادبا کو بہت دوست رکھتی تھی اور نبوی سے انہوں نے حدیث سماعت کی تھی کہ تیس
 برس کی عمر میں انہوں نے قضا کی۔ اکیسویں خلیفہ خاندان عباسی کے ابو اسحاق
 ابراہیم المتقی للہ راضی باللہ کے بھائی یعنی مقتدر باللہ اٹھارہویں
 خلیفہ کے بیٹے تھے۔ بروایت سبایک الذہب بعد راضی باللہ ان کو بھائی کو قضا کرنے کے
 لوگوں نے ان کو ہاتھ پر بیت کی جب ان کی عمر چونتیس برس کی تھی افکی مان لونڈی تھی حلوب نام
 اور بعضی کہتے ہیں زہرہ اس کا نام تھا انہوں نے خلافت کی امور میں کچھ تغیر اور تبدل نہیں کی یہاں
 تک کہ جو افکی اپنی لونڈی متصرف تھی اس کا بھی کچھ رتبہ نہیں بڑھایا وہ بہت کثرت سے روز
 رکھتی تھی اور ہمیشہ عبادت میں مشغول رہتے تھے اور کہتے تھے سو اقرآن شریف کو میں کیسے مصاب
 نہیں بناتا انراض وہ صرف نام کو خلیفہ تھی اور ان نظام خلافت کا ابی عبد اللہ احمد بن علی کو فی
 جو ان کا منشی تھا اوسیکر ہاتھ میں تھا ان کو عہد میں دشمنوں نے ہر طرف غلبہ کیا اور ہمیشہ خلافت کے
 امور مختل رہے یہاں تک کہ ۳۳۳ میں تو زون نے ان کو پکڑ کے آنکھوں میں گرم سلائی پھروادی
 اور خلافت سے موزل کر کے مستکفی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور سامرہ میں لکھا ہے متقی للہ کی مان
 رومیہ تھی حلوب نام ان کو بھائی راضی باللہ کے قضا کرنے سے سات دن کے بعد ان کو ہاتھ پر بیعت ہوئی

اذکی مہرین تھا کفی باللہ معنیاً وزیر اذکی محمد بن احمد بن میمون تھی اور قایم اذکی امر پر سعید
 بن شکلی تھے ظاہر قایم بہ امر مراد ہی کہ خلیفہ کے احکام ہر ایک کو وہ پہنچاتے تھے وہ نیا عہدہ انھیں
 خلیفہ کے عہد میں صرف مسامرہ میں لکھا ہوا یا دوسرے مراد یہ ہے کہ خلافت کا کام خلیفہ کے بدلے وہی
 کرتے تھے اور حاجب اذکی سلامہ انھیں تھی بو وون ترکی نو اذکی کو کیرٹ کے سلامی آنکھوں میں پھیر دی کہ وہ
 اندھے ہو گئے اور خلافت سے اذکی جو تیس برس کی عمر میں مغزول کیا گیا رہ دن یا دو دن با خلافت رہا
 اونیون نو خلافت کی دس دن ریح الاول ۳۲۹ میں باقی تھی چار شنبہ کو روز اذکی بیعت ہوئی تھی
 اور دس دن صفر ۳۳۰ میں باقی تھی سینچہ کے دن وہ خلافت سے مغزول ہوا اور شعبان ۳۳۵ میں ساتھ
 برسکی عمر میں مطیع اللہ کی خلافت میں اونیون نے قضا کی اذکی قاضی یوسف بن عمر وغیرہ تھے۔ اور
 روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ جب راضی باللہ نو قضا کی اس وقت تک نام اذکی امیر الامرا نو واسطہ سے
 اپنے فتنی کو بغداد میں بھیجا کہ ارباب حل عقد کیسکو عباسیونین سے خلیفہ مقرر کریں چونکہ مسامرہ کی موت
 سے لکھا گیا ہے کہ راضی باللہ بغداد میں دفن ہو تو بغداد ہی میں ظاہر اونیون نے قضا کی اور حکم امیر
 جسکو راضی باللہ نو مختار کل امور خلافت میں کیا تھا اوپر شتر اذکی ابن رابق لکھا ہے اونیون نو
 واسطہ سے گویا اجازت لکھ بھیجی کہ بغداد میں سب بنی ہاشم اور آل عباس اور علما اور قضات
 اور اعیان اور اشراف جمع ہو کے عباسیونین سے کسی شخص لایق کو خلیفہ مقرر کریں چنانچہ جنو
 حکم اور اجازت امیر الامرا کو سب لوگ جمع ہو اور باہم مشورہ یہ قرار پایا کہ ابراہیم راضی باللہ کے
 بھائی مقتدہ رب اللہ اٹھا رہوین خلیفہ کو بیڑی کو خلیفہ کریں جب لوگ اذکی پاس بیت کر نکو گئے
 چونکہ اس وقت تک ظاہر باللہ خلیفہ مغزول نا بینا زندہ تھے اور اونیون نے اپنا خلع خلافت سے قبول نہیں کیا تھا
 اس واسطے ابراہیم کہا کہ جب تک ظاہر باللہ کی رضامندی نہیں ہوگی یعنی وہ اذکی پر عقد بیعت سے بری

خلیفہ

نہ کر دینا تو بت تلک وہ خلافت نہیں قبول کرینگے جب ہر باللہ کو یہ خبر پہنچی اونھوں نے متقی کو حق میں
 وعارضہ کی اور انکو پاس یہ پیغام کہنا بھیجا کہ تمھارے بھائی راضی باللہ فی میرے اوپر بہت ظلم کیا
 مگر اب میں تمھاری خاطر سے اونکو بھی بخشا اور اپنے تین خلافت سے خلع کیا اور انکو اور سبکو اپنے عقد بیعت
 بری کیا تب ابراہیم نو خلافت قبول کی اور اپنے تین بیعتی للہ طقب کیا اس حکم امیر الامرا نے پہلے لوگ
 بغداد میں بھیج کر اچھو اچھو ٹھوڑے اور عمدہ اونٹ اور سب احوال اور جو اہرات گران بھاجو خاص خلیفہ
 کا مال تھا وہ ضبط کر لیا اسے ادبی کے تھوڑے دنوں کے بعد وہ مقتول ہوا اسکی مرگیکر بعد
 امیر الامرائی اور سپہ سرداری افواج کی ابو عبد اللہ پر قرار پائی اسکو جب ناصر لدولہ ابن حمدان نے
 قتل کیا تب توران ترک امیر الامرا ہوا اس ترک کا نام سبا یک الذہب میں توزون یا نوزون
 پڑھا جاتا ہے اور سامرہ میں بودون لکھا ہے اور روضۃ الصفائین توران ہے الخیب عند اللہ صحیح
 کون لفظ ہے یہ ہمیشہ کھلا۔ بالجمہ تھوڑے عرصے کے بعد اس امیر الامرا سے اور خلیفہ سے منازعت واقع
 ہوئی اوسنے بغاوت پر کمر باندھی خلیفہ مدافعت پر آمادہ ہو گیا باہم بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی
 جس میں خلیفہ کو شکست ہوئی وہ بھاگ کر رتہ میں پہنچا وہاں سے آخشی نام حاکم مصر سے استمداد
 کی اوسنے درخواست کی کہ آپ مصر میں تشریف لائے اونھوں نے آخشیہ کو وہیں رتہ میں
 طلب کیا وہ بہت کچھہ تحائف اونکی نذر کیو اسطریک کو آیا اور بہت اصرار کیا کہ آپ مصر میں تشریف
 لیجئے وہاں سے باطینان مدافعت اعدا کی کیجا لگی اور سب اونکی ہمارا ہونگا اور خیر طلبو نکا بھی وہی
 مشورہ تھا مگر اونھوں نے اپنی خود رائی اور خود پسندی سے اوسے توران کی ساتھ مراسلات
 شروع کئے اوس منافق نے بجلف عہد کیا کہ اسیر اوسین بغداد میں معاودت فراوان میں تالوار
 رہو لگا اور نہ ہار بغاوت اور نافرمانی نہ کرو لگا متقی نے اوس منافق کے عہد پر اعتماد کر کے بغداد میں

معاودت کی اوسنے عذر کیا اور اونکو اندھا کر کے خلافت سے معزول کیا اور مستکفی کو ہاتھ پر بیت کی
 بائیسویں خلیفہ خاندان عباسیہ کے ابو القاسم عبد اللہ المستکفی باللہ بیٹا ابو محمد
 علی المکتفی باللہ سترہویں خلیفہ کے تھے۔ سب ایک الذنب میں مروی ہے مان اونکی
 ام ولد ایلح الناس نام تھی صفر ۳۳۳ ہجری میں بعد خلع متقی باللہ کے لوگوں نے اذنی ہاتھ پر بیت
 کی جب اونکی کتا لیس برس کی عمر تھی اور تورون امیر الامرا اونکی عہد خلافت میں مر گیا اور احمد
 بن بویہ دیلمی جو عراق پر مسلط ہو گیا تھا بغداد میں داخل ہوا اور خلیفہ کے رو برو جا کر کھڑا ہوا
 فی اوسکی بہت استمالت کی اور خطاب معز الدولہ اور اوسکی ساتھ مکلف خلعت عطا کیا جب
 خوب تسلط سارے ممالک خلافت پر ہو گیا تب اوسنے خلیفہ کیواسطی پانچ ہزار درہم روز مقرر کر دیا
 اور حکومت خلافت اپنے قابو میں رکھی اوسے خلیفہ کو بے تعلق کیا اور اپنا وظیفہ خوار بنا دیا اور بعد
 چند مدت کی اوسنے خلیفہ کو اندھا کر کے خلافت سے معزول کیا اور فضل نام مقتدر باللہ کو بیٹا کو
 خلیفہ مقرر کیا اور مسامرہ میں منقول ہے مان مستکفی باللہ کی رومیہ تھی غضن نام وزیر اونکی ابو الفتح
 محمد بن علی السامری تھے حاجب اونکی احمد بن خاقان تھے مہر میں اونکی کھدا تھا عبد اللہ بن المکتفی اونکو
 چھیالیس برس کی عمر میں ظالموں نے اندھا کر کے خلافت سے معزول کیا ایک برس چار مہینے چار دن
 وہ خلیفہ رہی دس دن صفر ۳۳۳ ہجری میں باقی تھے جب اونکی ہیبت ہوئی تھی اور ربیع الثانی
 ۳۳۳ میں اونھوں نے قضا کی۔ اور روضۃ الصفائین مذکور ہے کہ جب ابو الوفا توران بیوفانی
 متقی باللہ کو اندھا کیا اور مستکفی باللہ کو ہاتھ پر بیت کی بعضی نے ہاشم جو شکر گاہ میں حاضر تھے بہت
 امیر الامرا اونھوں نے بھی بیت کی تب وہ خلیفہ ہو گئے لوگ اونکو امام الحق کہتے تھے تھوڑے دنوں
 بعد امیر الامرا مر گیا کفران نعمت اور شامت انقض عہد فی اوسکو جلد آخر کر دیا۔ اونکو مرنے کو بعد

مستکفی ذوالفقار اراکلی اکابر اور اشراف کے ایک شخص کو جبکا لقب بن شیر زاد تھا منصب
امیر الامرائی کا عطا کیا، اوسنے خلافت کو کام میں داخل پاؤں سے علی العموم ظلم و ستم شروع کیا اور
کو نہایت تنگ کیا ساری رعیت نالان ہوئی بغداد میں بھر نڈ بچ گیا احمد بن بویہ دہلی جو مالک
عراق پر مسلط ہو گیا تھا اوسکے خیر خواہ و مین ایک شخص تھا جسنے بغداد میں کچھ اعتبار پیدا کیا تھا
اور واسط کا عامل ہو گیا تھا اوسنے مخفی احمد بن بویہ کو ترغیب دی کہ یہ وقت ہے کہ تم بغداد کی
تسلیہ کا ارادہ کرو وہ یہ خط پاک پہلو واسط میں آیا چونکہ افواج خلافت کا مقر رہی واسط تھا معلوم
ہوتا ہے کہ کل افواج اوسی شخص کے ذریعہ سے بود واسط کا عامل تھا احمد بن بویہ کو قابو میں ہو گئی
اوسنے خوب دمان اپنا اطمینان کر لیا اب بغداد میں یہ خبر پھیلی یہاں بدعملی ہوئی ابن شیر زاد
بھاگ گیا خلیفہ مستکفی باللہ بھی شہر چوڑ کے کہیں نکل گئے ترک لوگ جتنو دمان تو سب متفرق
ہو گئے احمد بن بویہ دہلی بغداد میں داخل ہوا اور بغیر جنگ کو اس پر مسلط ہو گیا اوسکو تسلیہ کو بغداد
میں خلیفہ نے معاودت کی احمد بن بویہ دہلی جب ملازمت کیواسطی حاضر ہوا خلیفہ فریانی بہت
مسرت خاطر اوسکو آنے سے ظاہر کی اور کہا ترکو نسج مجھ کو نہایت خوف تھا الحمد للہ کہ تم ہمارے
آنے سے میرا خوف دفع ہو گیا اوسنے بیعت کی معز الدولہ اوسکو خطاب دیا اور علی اور حسن و دوحا
احمد کو تحو ان پر بھی بہت مرحمت فرمائی علی کو عماد الدولہ اور حسن کو رکن الدولہ خطاب دیا اور حکم کیا
کہ اؤنکو خطاب سکونین منقوش ہوں۔

راقم کتاہ ظاہر صرف معز الدولہ کا نام سکونین کندہ ہوا ہوگا اگرچہ روضۃ الصفا
کی عبارت مقتضی اسکی ہے کہ تینوں بھائیوں کا نام سکونین مضروب ہوا تھا اور یاضی فی مرآۃ النین
بھی تینوں بھائیوں کا نام سکے میں مضروب ہونیکو لکھا ہے۔ بالجمہ معز الدولہ نے پانچ ہزار دینار یومیہ خلیفہ

مصارف کیواسطی مقرر کر دیا اور کل مصوبات ممالک کی معزالدولہ کو نواب کے اختیار اور ضبط میں آ کر
اور حکومت خلافت کی بھی خلیفہ کو کچھ علاقہ باقی نہ رہا۔ سب ایک اندہ سبب کی روایت ہے جو اوپر مذکور
ہو چکی ہے اور اس اخیر روایت روضۃ الصفا میں یہ فرق ہے کہ اول روایت میں پانچہزار دہم
خلیفہ کے مصارف کیواسطی یومیہ مقرر ہوا جو اس زمانے کا روپیہ تھا اور دوسری روایت میں
پانچہزار دینار یومیہ مقرر ہوا جو اس زمانے کی اشرفی تھی غالباً دوسری روایت صحیح ہے اور اس
کہ دار الخلافہ کے مصارف بہت بڑھے ہوئے دفعۃً اتنی تقلیل نہ ہوئی ہوگی جیسی اول روایت
میں ہے اور چند عرصے کی معزالدولہ کو خلیفہ کی طرف سے کچھ ہشتبہا ہوئے اور اس کے ساتھ کچھ غدر منظور
اس سبب سے مستکفی بالئہ کو اندھا کر کے خلافت سے معزول کیا۔ پھر روضۃ الصفا میں لکھا ہے
کہ سبب وحشت اور مباغضت کا بامین مستکفی بالئہ خلیفہ اور معزالدولہ دہلی کے باختلاف ولایت
مختلف ہے۔ مسعودی کی یہ روایت ہے کہ مستکفی بالئہ کو عہد میں بنی حمدان ممالک شرقیہ بغداد میں
مسلط تھا اور معزالدولہ جنگ کا جو اور اختیار میں خلیفہ تھا وہ ممالک غرب میں تھے اور دونوں میں سخت
معرکہ لڑائیوں کی ہو رہی تھی معزالدولہ کو غمازون فی خبر پھچائی کہ خلیفہ بنی حمدان کی طرف مائل
ہیں اور افکی اسرار سے وہ خوب واقف ہیں۔ اور حافظ آبرو فی اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ قہر
ایک عورت مستکفی بالئہ کے محل میں بہت بڑی باعتبار اور باعتبار خلیفہ کی اوپر تھی اور
کسی اپنی تقریب کے سبب سے ایک بہت بڑا جشن کیا تھا جہاں سارے امرا دیلمی اور امرا ترک
کو اسنے مدعو کیا تھا معزالدولہ کو غمازون فی خبر پھچائی کہ اس مجمع عظیم میں یہ قرار پایا ہے کہ اوکو
قتل کریں یا قید کر لیں دیا کہ سرداروں میں سے ایک شخص تھا جسکو اس مفسدہ منظورہ کی خبر پھچی
وہ ساری جماعت مطلوبہ دعوت پیشتر دار الخلافہ میں داخل ہوا اور خلیفہ کو رو بہر جا کہ کھڑا ہوا

خلیفہ کو لگان ہوا کہ وہ دست بوس ہو نیکیو پاس چلا آتا ہے جب وہ تخت کو قریب پہنچا خلیفہ نے اپنا ہاتھ دراز کیا اس خیال پر کہ وہ بوسہ لے گا اوسنے کہاں بے ادبی سے خلیفہ کا ہاتھ پکڑ کے تخت پر بیٹھ کھینچ لیا اور اپنی پگڑی یا خلیفہ کا عمامہ اوٹکی گلیمین ڈالکر مضبوط باندھ لیا مغزالدولہ بھی وہاں پہنچا اور یہ دیکھ کر کہ خلیفہ قابو میں آگئے ہیں وہ تو اپنے گھر میں پلٹ آئے اور ازالخلافہ میں ایک بھر نڈپچ گیا دیا مہ فوہان لوٹ شروع کر دی اور خلیفہ کو پکڑ کے مغزالدولہ کی گھیر میں لے آئے یہاں بیڑیاں اوٹکی بانوین ٹھونک دین اور قہرمانہ کو پکڑ کے اوسکی زبان کاٹ ڈالی اور خلیفہ کے آنکھوں میں گرم سلاخیان پھروا کے اندھا کر دیا۔

راقم کہتا ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوٹکی خلیفہ کو لوگ معظم اور تبرک سمجھتے تھے کہ عظمت اور بزرگی اوٹکی قلوب میں غیبی بسبب نیابت انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور بلاشبہ لوگوں کو یقین تھا کہ اوٹکی ساتھ کسی نہج کی بے ادبی حقیقت میں اونکے سینہ کو ساتھ بے ادبی ہر جبر و وقوع قہر الہی کا ہو گا وہ خوف و خطر غیبی بسبب لغاوت اور خروج کے خلیفہ ثالث حضرت امیر المؤمنین عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ پر دلونسہ نکل گیا اسواسطے کہ کوئی قہر الہی غیبی ایسا کہ بالتصریح جزا اور سزا اوس بے ادبی کی معلوم ہو جو اون خلیفہ مظلوم کو ساتھ ہوئی تھی واقعہ ہنیں ہوا پس وہ رعب اور ڈر غیبی دلونسہ مٹ گیا حالانکہ اگر چشم بصیرت ہوتی تو معلوم ہوتا کہ اوس بے ادبی کے عوض میں وہ زور کا قہر الہی نازل ہوا جسکی کچھ انتہا نہ تھی اس اپنی کتاب کی شروع میں ہم نے کچھ اوس قہر کی تشریح کی ہے اگر وہ بے ادبی اوس خلیفہ مظلوم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوتی تو خلفائے اسلام کا رعب اور خوف غیبی ہمارا گمان یہ ہے کہ کہیں دلونسے نہ نکلتا تو عجب نہیں ہے کہ ہر خلیفہ اسلام کے ساتھ بے ادبی کا گناہ اول خلیفہ

ثالث کے بنات کے نامہ اعمال میں لکھا جائیگا جس طرح سے قتل انسان کا گناہ پہلو قابل کی نامہ اعمال میں ثبت ہوتا ہے جسے بائبل کو قتل کیا تھا جو بہ نص کلام الہی ثابت ہے اگرچہ کوئی ہماری اس تقریر کو اتنا ہی یا وہی کہہ کر کہا کرے ہو تو اویسکا یقین ہے۔ اور یا فی فی مرتبہ الجنان میں سلسلہ کو قائل متقی اللہ کے نسبت وہی کہہ کر جو اوپر مذکور ہو کہ تورون فی بدعہدی کر کے اور اوکو اندھا کر کے خلافت سے مغضوب کیا اور مستغنی باللہ کی تھہ پر بیعت کی اور تھوڑے دنوں کے بعد وہ مر گیا بعد ازاں سلسلہ ہجری کے وقائع نقل کئے ہیں کہ اس سال میں ایک بہت بڑی تباہی نازل ہوئی ایک شدت تھا اور گرانی سے اس پر طرہ بنات کی تھہ سی جو فساد اور فتنہ اور جو راد ظلم واقع ہوئے اس کی کچھ انتہا نہ تھی اور یہی شرح وہی کی ہے جو دیالہ کو داخل ہونے سے بعد اومین اوپر مذکور ہو چکی ہے کچھ تھوڑی سی زیادتی کے ساتھ۔ یعنی جب دیالہ کا خوب لطف خلافت پر ہو گیا تب بعضی شیعہ لوگوں نے کچھ فساد کا ارادہ کیا تھا اوکو خلیفہ فی سزاویدی چونکہ مغزالدولہ بھی شیعہ تھا اوکو یہ امر ناگوار ہوا اس واسطے اوسے سال کی جادی الثانی میں امر دیا کہ اسے مع مغزالدولہ خلیفہ کے پاس حاضر ہو کر دوئے اونین خلیفہ سے اپنی تنخواہ طلب کی اور خلیفہ پاس جا کر کھڑے ہوئے اونھوں نے اپنا ہاتھ دراز کیا اس گمان پر کہ دستبوس کو آئے ہیں اون دونوں خلیفہ کا ہاتھ پکڑ کے تخت پر سے کھینچ لیا اور بہتے ادبی کی پس سارے قصر خلافت میں شور اور غل مچ گیا متسلطین نے سارے خلیفہ کے ملازمین اور خواص کو قید کر لیا اور خلیفہ کو پیادہ پا کھینچتے ہوئے لیکر اور اوکو اندھا کر ڈالا اور خلافت سے مغضوب کیا صرف ایک برس چار مہینے وہ خلیفہ رہے تین خلیفہ کو متصل ظالمون نے اندھا کیا اوکو اور جو اوسے پیشتر تھے اور قاہر باللہ کو۔ بعد اوسے مغزالدولہ نے ابوالقاسم فضل بن مقتدر باللہ کو بلا کر اوکو ہاتھ پر بیعت کی اور طبع اللہ اور خالق مقرب اور مغزالدولہ نے صرف ایک سو دینار یومیہ خلیفہ کے مصارف کیو اسطے مقرر کیا خلیفہ کی اب یہ نوبت پہنچی بعد اؤکو کہ ساری دنیا کو غزانے اوکو اختیار اور قابو میں تھی اس زمانہ شدت کی قطع میں سو دینار اوکو مصارف کیو اسطے

رحلے۔ اسی سال کو شبان میں بغداد کی یہ کیفیت ہوئی کہ لوگ گھاس پوس غیر ماکول اور مردہ آدمیوں کا گشت
کھاتے تھے اور سڑکوں اور راہوں پر برابر مردہ نظر آتے تھے مطیع اللہ نو ایک گرانادس ہزار درہم کو خرید کر دیا
چونکہ ایک کرچہ ہزار رطل بغداد کا ہوتا تھا اس حساب سے فی رطل دو درہم ایک ثلث کم ہوا

راقم کہتا ہے چونکہ ایک رطل کچھ کم آدھ سیر بندی ہوتا ہے اور ایک درہم قریب چار آنے کے
تھا اس حساب سے ایک سیر آٹھ روپے کا ہوا کوڑیوں کی مول زمین اور ریاستیں بکے لیکن پھر یاغی لکھتے
ہیں اگرچہ وہ بہت ہی بڑا قحط تھا لیکن کہ منظر میں آئے میں اس شدت کی گرانی ہوئی کہ ایک شہن
رطل آٹے کا دو درہم کو بکتا تھا جو مند و ستان کا ایک چھٹانک سی کچھ کم ہوا وہ آٹھ آنے کا بکا اللہم
احفظنا وجميع المسلمين بل عامۃ الناس من هذا البلاء یتیسوین خلیفہ خاندان
عباسی کے ابو القاسم الفضل المطیع للہ بی جعفر المقتدر الشاہر ہون
خلیفہ کے تھے۔ سب ایک الذہب میں مروی ہے مان اوکلی ام ولد شعلہ نام تھی وہ شہر ہجرین
پیدا ہوئے تھے اور جہن مستغنی کو خلافت سے خلع کیا اور سیدان اوکلی کا تھہر بیعت ہوئی مگر مغرالدولہ
نے صرف سو دینار روز اوکلی واسطی مقرر کر دئے بغداد میں مع اوکلی توابع کو تسلط اور حکومت دیا کہ تھی
خلیفہ برآ نام تھے شہ ۳۵۶ میں مغرالدولہ نے قضا کی اونکا بیٹا بختیار نام سلطنت پر مسلط ہوا جسکو خلیفہ نے غرالدولہ
خطاب دیا اور یاغی کی روایت جو آگوند کو رہوگی یہ کہ کہ مغرالدولہ نے شہ ۳۵۶ میں قضا کی انھیں دیالہ کی
حکومت کو زامینین عبیدیون اسماعیلی کا پھر تسلط مصر پر قرار واقعی ہو گیا اور شام کے ممالک بھی انھیں
کے قبضہ میں ہو گئے اور وہاں خطبہ بنیں ہی نام خلفائے عباسیہ کا کمال ڈالا اور دولت اور حکومت
روافض اسماعیلیہ کی قائم ہوئی۔

راقم کہتا ہے اگرچہ دیالہ بھی شیعہ تھی لیکن چونکہ بغداد اور اوکلی توابع میں خلیفہ کا نام سکو نہی

بنی عباس غاصب بن اور مغالدولہ کو منظور تھا کہ سارے بنی عباس کو خلافت سے محروم کر کے ابوالحسن محمد بن یحییٰ
 زیدی کو جو کہ اجلہ سادات سے فضل اور ادب اور فراست اور شجاعت اور کرم اور تقویٰ دین ہمیشہ اور
 سبے نظیر تھے خلیفہ مقرر کریں ابو جعفر محمد میری جو اس عرصہ میں وزارت کو منصب پر تھے اور انھوں نے مغالدولہ کا
 وہ ارادہ سننے کے لئے پوچھا اگر کوئی سید جو تمھارے نزدیک لائق خلافت کی ہو مقصدی اس امر خلا
 کا ہو جائے اسکی تابعداری کرو گے انھوں نے جواب دیا جہاں تک ممکن ہو گا انکو راضی رکھنے میں کوشش
 کروں گا وزیر نو کہا کہ گروہ کہیں سلطنت اور حکومت سے باز آو صرف امارت پر اقتصار کرو تو قبول
 کرو گے مغالدولہ نے کہا وہ ایسا امر مجھ سے کہیں کے وزیر نے کہا میں فرض کرتا ہوں اگر ایسا انھوں نے کہا
 تو کیا کرو گے مغالدولہ نے کہا اگر نفس قبول کر لیا تو بادشاہی چھوڑ دوں گا دلائل گاہ کہ سو کے مستحق دونوں
 کا ہوں گا وزیر نے کہا ایسی صورتیں ایسے شخص کا کہوں نہ خلیفہ کبھی نہ صرف خلافت کی نام پر عین
 کہے اور تم سے متوقع بادشاہت چھوڑنے کا ہوا اور اگر کچھ بڑھ چکے تو اسکو انشا کی دوسرے کو بھاد بھجوں
 علاوہ اسکی سارے بنی عباس کو محروم کر دینا اگر کسی شخصہ عظیم کا احتمال ہے کیا عجب ہے کل بنی عباس
 جو سارے عالم میں منتشر ہیں بالخصوص وہ لوگ جو بعض اطراف عالم میں باقوت اور شوکت ہیں ہر طرف
 خدو مجاہدین جسکا تدارک دشوار ہو مغالدولہ کو یہ مشورہ پسندیدہ ہوا بنی عباس کے محروم کر لیا ارادہ
 خلافت سے دوسری کمال ڈالا اور فضل بن جعفر مقتدر اللہ کو بعد مستکنی کے اندھو کر لیا اور خلافت سے
 خلع کر لیا خلیفہ مقرر کیا جنھوں نے اپنا لقب مطیع اللہ قرار دیا اور جیسا اوپر مذکور ہوا مطیع اللہ نے ۳۲۵ھ
 میں اپنے تین خلافت سے خلع کیا اور اپنے بیٹے عبد اللہ کریم کے ہاتھ پر بیعت کر دئی مدت انکی خلافت
 کی انیس برس پانچ مہینے تھی۔ یا فنی فرامۃ البنائین لکھا ہے کہ ۳۵۵ھ ہجری میں متقی اللہ احمد
 بن موفی عباسی نے خلکو تو روئے اندھا کر کے خلافت سے مغرول کیا تھا قید خانہ میں قضا کی انکی خلافت

چار برس رہی وہ بڑے صالح تھی اور کثیر الصلوٰۃ والصوم اور شارب خمر نہ تھی اور کثیر عبادت میں قریب خضر
جو بنی عباس کے بڑے مفاخرت کا باعث تھا منہدم ہو گیا اور ۳۵۸ میں سلطان مغزالدولہ احمد بن بویہ دلی
فی قضائی وہ اپنے لڑکپن میں لکڑیاں چنکے بیچا کرتے تھے اور انکی باپ مچھو سے تھی یعنی مچھلیاں شکار کر کے
بیچا کرتے تھے پھر تدریج ترقی پاتے پاتے بغداد کے مالک ہو جاہانکی سلطنت انھوں نے کچھ اوپر
بیش کی اور اندلس میں جا کر گنہ وہ بڑے جازم امر اور بڑے منتظم اور بارع اور شوکت تھے لیکن
رافضی تھے اور انھوں نے کہا ہے انھوں نے اپنے مرض موت میں رفض سے توبہ کی اور جو انھوں نے اپنے
حیات میں ظلم کی تھی اس پر بہت ندامت کا اظہار کیا اور وہ چچا عضد الدولہ اور عماد الدولہ اور رکن الدولہ
راقم کہتا ہے ابتدا میں دیالمہ کی سلطنت جب بغداد میں ہوئی ہے اس وقت مغزالدولہ
کو دو بھائیوں کو بھی ایک علی کو عماد الدولہ کا اور دوسرے حسن کو رکن الدولہ کا خطاب خلیفہ نو دیا تھا اگرچہ
روضۃ الصفا سے وہ روایت اوپر لکھی گئی ہے لیکن یا فنی نے بھی ۳۳۳ کے وقائع میں مرآۃ الجنان میں
بعینہ ہی لکھا ہے جو روضۃ الصفا میں ہے پس مرآۃ الجنان جو بالفعل ہمارے زیر نظر نہایت غلط
اور ۳۳۳ کے وقائع میں یہ عبارت ہے فاقبہ یومئذ مغزالدولہ ولقب البویہ علیا عماد الدولہ والسن رکن الدولہ
و ضربت لهم السکة اس عبارت میں البویہ کا لفظ محض بڑے اور غلط ہے وہاں خواہ مخواہ غویہ
جسکو غلطی سے البویہ لکھا ہے یا یون ہوگا انویہ میں البویہ انویہ اور من چھوٹ گیا ہے اسکا مطلب ہے کہ
کہ وہ دونو حقیقی بھائی مغزالدولہ کو تھے اور ۳۵۸ کے وقائع میں جو مرآۃ الجنان سے اوپر نقل ہو کہ مغزالدولہ
عضد الدولہ اور عماد الدولہ اور رکن الدولہ کے چچا تھے اس روایت سے ہمارا گمان یہ ہوتا ہے کہ وہ عماد الدولہ اور
رکن الدولہ جو دونو بھائی مغزالدولہ کو تھے وہ مر گئے تھے اور انکی دونوں کے بیٹوں کو باپ کا خطاب ہوگا جنکو
۳۵۸ کے وقائع میں لکھا ہے کہ مغزالدولہ انکی چچا تھے اور مغزالدولہ کے بیٹے کو خطاب غزالدولہ ملا تھا جو باپ کے

بہ سلطان ہو۔ چوتیسویں خلیفہ خاندان عباسیہ ابو بکر عبد الکریم علیہ السلام
 لکھتے تھے مطیع اللہ تیسویں خلیفہ کے بیٹے سبایک الذہب بن مروی ہے
 کہ خلیفہ اللہ کی بیعت بعد انکی باپ کو خلافت چھوڑ دینے کے تیسویں ذیقعدہ ۳۶۳ء میں انکی
 تینتالیس برس کی عمر میں ہوئی مگر انکو عہد میں بغداد میں خطبہ نہیں اُکھا نام نہیں پڑھا جاتا تھا سبب
 بعضے وقائع طویہ کے جسکا حال بڑی تاریخوں سے معلوم ہوگا اور خلافت بہت ضعیف ہو گئی اور ترکوں
 کا بالکل اختیار ہو گیا۔

راقم کہتا ہوں دیالمہ سے پیشتر البتہ ترک محیط تھے تو طالع اللہ کے عہد میں شاید دیالمہ کا اقتدار
 ضعیف ہو گیا تھا یا دیالمہ بھی ترک تھا یا یہاں غلطی ہو دیالمہ کی جگہ ترکوں کا اقتدار لکھا ہوتا ہے امراتک
 بہکو نہیں معلوم ہوا مگر روضۃ الصفا کی روایت کو دینے سے جو آگے مذکور ہوگی معلوم ہوتا ہے کہ ترک
 پھر مسلط ہو گئے تھے اور دیالمہ کا تسلط ضعیف ہو گیا تھا بعد اوسکو ۳۶۳ء میں وہ خلافت سے معزول ہو
 اور سامرہ میں لکھا ہے کہ مطیع اللہ نے اپنی خوشی سے بدون کسیے جبر کے اپنے تین خلافت سے
 خلع کیا اور اپنی بیٹے کے ہاتھ پر تیرہویں ذیقعدہ ۳۶۳ء ہجری میں بیت کروائی اور بہار الدولہ ابو نصر
 بن عضد الدولہ نے انکو سینچر کے دن جب شعبان ۳۶۳ء میں بارہ راتیں گزری تھیں قید کر لیا انھوں
 نے ظاہر الجبر بغیر اپنی رضا کو خلافت ترک کی بعد قادر باللہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے انیس برس
 نو مہینے نو دن وہ خلیفہ رہے اور منگل کے دن سلخ رمضان ۳۶۳ء ہجری میں انھوں نے قضا کی اور رضا
 میں دفن ہوئے۔ اور روضۃ الصفا میں مروی ہے کہ تیرہویں ذیقعدہ ۳۶۳ء میں طالع اللہ کا ہاتھ
 بیعت ہوئی انکو دو مہینے کے بعد انکی باپ مطیع اللہ نے قضا کی انکو زمانہ خلافت میں ترکوں سے اور
 عزالدولہ بنشیار بن معز الدولہ دیلمی سے بغداد میں محاربات شروع ہو اور عزالدولہ ان لڑائیوں میں

بہت تنگ ہو گا ہر اذکی طرف ضعف پیا ہوا اور ترک قوی ہو گئے تب انھوں نے عضد الدولہ اپنے
 بنی عم سے جو عراق عجم میں مسلط تھے مدد طلب کی وہ وہاں سے بہت بڑی جہاز فوج لیکر بغداد میں داخل
 ہوئے انکی آئیے ترک لوگ متفرق ہو گئے اور چونکہ ان تحاسنات کے زمانے میں ضائع شدہ کے پاس کوئی
 بہت مصاحبت رہتی تھی انکی متفرق ہو جانے سے ضائع شدہ کو عضد الدولہ کی طرف سے بہت خوف پیدا ہوا
 اس واسطے وہ بغداد سے کی طرف چلے گئے مگر عضد الدولہ نے انکو پیغام تسلی اور اطمینان کا بھیجے کہ طلب کیا
 جب انھوں نے بغداد میں مساوت کی عضد الدولہ نے بہت انکی تحظیم اور تکریم خلافت کے رتبے کی مقرر
 کی اور چونکہ ترکوں کی فتنہ تسلط میں خلافت کا سارا سامان اور اسباب ضائع ہو گیا تھا عضد الدولہ نے
 فرش اور فرش اور برتن وغیرہ سارا سامان مایحتاج خلیفہ کا مہیا کر دیا بالجلد عضد الدولہ عراق عرب
 پر ایک مدت تک مسلط رہے پھر وہ اپنی موت طبعی سے مر گئے انکی جگہ مصمم الدولہ اور شرف الدولہ اپنے
 اپنے عہد میں عراق عرب کے مالک رہے۔

راقم کہتا ہے ظاہر وہ دونو عضد الدولہ کے عزیز و نہیں تھے جنکو روضۃ الصفا میں
 لکھا ہے کہ ان دونوں بھارت کی اٹھا ڈالی اس عبارت سے سمجھتے ہیں آیا کہ ان دونوں نے
 از خود بھارت چھوڑ دی یا مغزول ہو یا مر گئے غالباً مر جانا مراد ہے۔ پھر اسی روضۃ الصفا میں لکھا ہے
 انکو دونوں کے بعد طائع اللہ نے حکومت اور ریاست بغداد کی بولنہ خسرو فیروز بن عضد الدولہ کو
 سپرد کی انکو بہت بھاری خدمت دیا اور بہاء الدولہ خطاب عطا کیا مگر تھوڑے دنوں کے بعد بہاء الدولہ
 سے اور طائع اللہ سے بگڑ گئی اس سبب کہ طائع باللہ اتمام اور انتقام خلافت کا بغیر انکو مشورے کے
 کرنے لگا پس بہاء الدولہ خلیفہ کی مغزولی پر خلافت سے آمادہ ہوا اور بعض کہتے ہیں بہاء الدولہ کو خزانہ
 روسیہ نہ رہا انکو شکریوں فی دہ مجائی بہاء الدولہ نے اپنے وزیر پر بہت تشدد کیا جب کچھ آیتا تب

ابو الحسن بن معلم نے یہ مشورہ دیا کہ خلیفہ کو خلافت سے مغزول کر کے جو کچھ انکو گھر میں پائے لیجئے
 چونکہ بہاء الدولہ ابو الحسن کا قول کا لوجی من السماء سمجھتے تھے اس واسطے خلیفہ کی مغزولی پر آمادہ ہوئے
 راقم کہتا ہے ابو الحسن بن معلم روضۃ الصفا میں لکھا ہے اور یافعی فی مرآۃ الجنان میں
 بھی وہی لکھا ہے معلم کی کانام آج تک سننے میں نہیں آیا تو عجیب نہیں ہے کہ ابو الحسن بہاء الدولہ
 معلم کے بیٹے ہوں۔ بالجمہر ایک دن بہاء الدولہ نے درخواست حضوری کی خلیفہ کے پاس کی جب
 ہوئی تب وہ دستور کی موافق قصر خلافت میں حاضر ہوئے اور بموجب قاعدہ کی مجرا کر کے تخت کی نیچے
 کرسی پر جا کر بیٹھے اور دو اور امیر دیالمہ کے تخت کی پاس مجرا کر کے کھڑے ہوئے خلیفہ سمجھ کر دستوں
 ہونیکو قریب آئے ہیں اپنا ہاتھ دراز کیا ان دونوں ہاتھ پکڑ کے تخت کو اوپر سے کھینچ لیا خلیفہ
 ان للہ وانا الیہ راجعون کرتے ہوئے نیچے گر پڑے تب انکو پکڑ کے قصر خلافت سے باہر لے گئے اور
 قصر خلافت میں جو کچھ پایا اٹھا لے گئے۔ اور یافعی فی مرآۃ الجنان میں صرف اس قدر لکھا ہے کہ ۸۳۸ھ میں
 طالع للہ فی بہاء الدولہ کو حکم دیا حسین بن معلم کے قید کرینکا اور وہ بہاء الدولہ کی خواہش نہ مانتے تھے
 اس سبب وہ حکم انہیں بہت شاق ہوا تب بہاء الدولہ ظاہر میں مطیعانہ خلیفہ کے حضور میں حاضر ہوئے اور
 موافق دستور کو زمین پر بوسہ دیکر کرسی پر بیٹھے اور ہمراہی بہاء الدولہ نے خلیفہ کو تخت پر سے کھینچ کے
 زمین پر گرا دیا اور ایک چادر میں لپیٹ کر قصر خلافت سے قصر سلطنت میں لے گئے اور وہاں جو کچھ
 پایا سب لوٹ لیا اس نعل غیاث سے سے لوگ یہ سمجھ کر خلیفہ نے بہاء الدولہ کو قید کر لیا اس
 عرصہ میں بہاء الدولہ نے قادر باللہ کی خلافت کا اشتہار دیا کانام احمد بن امیر اسحاق جو خلیفہ بنے
 ہوئے بن مقتدر باللہ تھا کثیر التہجد اور صاحب خیر اور نیکی کے تھے چو انیس برس کی عمر میں اونکی
 بیعت ہوئی اہل سنت و جماعت تھے۔ پھر یافعی نے ۸۳۸ھ کے واقعات میں لکھا ہے جو قاعدہ تیس

برسے روز عاشورا کو ماتم حضرت امام حسین سلام اللہ علیہ کا کرینکا مقرر ہو گیا تھا ابو الحسن بن معلم فر
 اسکو موقوف اور بند کرادیا چونکہ انکو بہادر والدہ ولہ کو مزاج پر بہت قابو اور زور ہو گیا تھا۔
 راقم کہتا ہے اسکی بعد ایک ایسی عبارت غلط قاعدہ صر فی اور نحو ی سر مرآۃ الجنان
 لکھی ہے کہ مطلب اسکا سمجھنا دشوار ہے اس عبارت کو اخیر میں ایک کتاب میں لکھا ہے باشنا عا اور شیخ
 پر سرخی سے اسکا بدل لکھا ہے باشفاعات ہمار دانست میں باشنا عات کا لفظ صحیح ہونیکے صورت میں
 اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اس ماتم میں بعضی بہت بڑے معتبر اور با اقتدار لوگ کچھ سخت برسے
 امور کیا کرتے تھے وہ سب رتبے سے گرا دیئے گئے اور غالباً وہی لفظ باشنا عات کا صحیح ہے اور اگر
 باشفاعات کا لفظ صحیح ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ بعضی بہت بڑے معتبر اور با اقتدار لوگ جنہوں نے
 اس ماتم کے بدستور تیس برس پہلے کے باقی رہنے کی سعی اور سفاعت کی اُنکا رتبہ گرا دیا گیا حقیقت
 یہ ہے کہ وہ رسم مذموم ایجاد جہلا کی تھی جو سخت بدعت ہے قطع نظر اسے ماتم کا عہد ادیم رکھنا کس قدر
 خلاف عقل کے ہے اور شناعات اُس میں جو اکثر ایجاد اہل ایران کی ہے اور وہ اُنسی سند و ستائین
 آئی ہیں مثل اسکی کہ چہاتی پر پچھنے لگا کے چہاتی کا پیشا اور اُنسی قسم کے اداسیات جو ظاہر ادیانہ فر
 بنذا دین جاری کئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ ابن معلم بہت بڑے عالم تھے انھوں نے وہ شناعات دیکھ کر
 وہ رسم ماتم کی موقوف کرادی اور لگان اسکا کہ ابن معلم اہل سنت و جماعت تھے ہونہیں ہی بلکہ وہ چونکہ
 بہادر والدہ کے غالباً استاد کی بیٹی تھے ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ انکی والدین جو کچھ شیعہ تھے انہیں بڑی
 تعلیم کیواسطے کسی اہلسنت کو مقرر کرتے اور خود بہادر والدہ کے مزاج پر وہ اتنی محیط کیوں ہوتی تھیں
 مرآۃ الجنان میں وہی موقوفی ماتم عاشورا کی حکایت لکھی لکھا ہے کہ شکر یوں نے اور اہل فوج نے
 بہادر والدہ پر بلوہ کر دیا اور اسنے ابو الحسن بن معلم کو طلب کیا اور اس طلب میں بڑی شدت کی

یہاں تک کہ انکو پیغام یحیٰی والون فی بہار الدولہ لکھا یہاں الملک اختر قبادہ اوقیانک مطلب یہ کہ آپ اگر اپنی زندگی چاہتے ہیں تو انکی زندگی سے ہاتھ دھوئیے الغرض اہل فوج نے ابن معلم کو اور انکو اصحاب کو اپنا قابو میں لاکر اپنے پاس بکشدائید کئے یہاں تک کہ انکو قتل کیا یہ لکھو کہ مرۃ النجاشین لکھا ہے رحمہ اللہ وہ دعائیہ اگر مصنف کا ہے اور کاتب کا بڑھایا ہوا نہیں ہے تو شاید وہ اہل سنت ہوں۔

راقم کے نزدیک اہل فوج کا دفعۂ دشمن ابن معلم کا ہونا غالباً اسی ماتم عاشوراء کو موقوف کرانی ہوگا چونکہ اہل فوج میں اکثر چال اور دوام ہوتے ہیں انپر استہدائے عقلی اس معاملہ کا نہ کھلا اور اسکی مانع کو دشمن اہدیت سمجھتی ہے چلیسویں خلیفہ خاندان عباسیہ ابو العباس احمد قادر باللہ تھو بن اسحاق جنکو خلافت نہیں نصیب ہوئی بن مقتدر باللہ اشعار حسین خلیفہ۔

سبب ایک الذہب میں انکی خلافت کا صرف اسقدر حال لکھا ہے کہ بعد طالع للہ کی مہزولی کو انکے ہاتھ پر بیعت ہوئی وہ بہت بڑے عالم اور بڑے متقی اور پرہیزگار اور دیندار تھے کثرت سے عبادت کرتے تھے اور صدقات بہت دیتے تھے ۷۲۲ھ میں ستاسی برس کی عمر میں انھوں نے قضا کی اکتالیس برس تین مہینے وہ خلیفہ رہے۔ اور مسامرہ میں منقول ہے کہ قادر باللہ طالع للہ کو چپا کی بیڑی تھو بارہ راتیں رمضان ۷۲۲ھ کی گزاری تھیں جب انکی بیعت ہوئی سینچر کے دن اور گیا رھوین ذی الحجہ ۷۲۲ھ میں اسی برس کی عمر میں انھوں نے قضا کی اکتالیس برس تین مہینے خلیفہ رہے۔ اور

روضۃ الصفا میں مروی ہے کہ جب بہار الدولہ نے طالع للہ کو خلافت سے مہزول کیا تب کان دلت اور اعیان ملت مشورہ کیا کہ خلافت کی لالچ کون شخص ہے لوگوں کی رائے احمد بن اسحاق بن مقتدر باللہ پر قرار پائی وہ طالع للہ کو خلیفہ ہوئے بھاگ گئے تھو ظاہر اونس کچھ مناقشہ ہوگا اور طنجہ میں جا کے شہر سے تھو جہانکداری اور حاکم مہذب الدولہ دیلمی تھو انھوں نے انکی حمایت کی اور اپنی پناہ میں رکھا

بہاء الدولہ نے لوگوں کو بھیج کر انکو طلب کیا اور انکو ہاتھ پر بیعت کروائی۔ ہیبت اللہ بن یحییٰ مہذب الدولہ کو فتنی تھوڑے رومی ہیں کہ ایک روز وہ طنجہ میں قادر باللہ کی مجلس میں قبل انکی خلافت کو حاضر تھے وہ اسوقت نہایت خوشی میں جہوم سے تھے انھوں نے جرات کر کے سب خوشی کا پوچھا قادر باللہ نے جواب دیا کہ شہ کو منی خواہ میں دیکھا کہ یہ دریا جو طنجہ کی گردی حد اعتدال سے بڑھ گیا ہے اور اسکی اوپر ایک پل باندھا گیا ہے میں تعجب سے کہتا ہوں کہ اتنے بڑے دریا پر کس نے پل باندھا ہے اتنے میں ایک بزرگ مقدس کو منی دیکھا کہ پل کے اسی پار وہ کھڑے ہیں اور پکار کے مجھے کہہا کیا تمھارا اس دریا سے پار ہونی کا قصد ہے میں نے کہا ہاں ان بزرگ نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا کہ میرے ہاتھ لٹک پہنچ گیا اور میرا ہاتھ پکڑ کے دریا سے پار کر دیا میرے اوپر اسی مقدس بزرگ کا رعب چھا گیا پھر میں نے اُسے پوچھا آپ کون ہیں انھوں نے کہا میں علی بن ابی طالب ہوں تم خلیفہ ہو کر عمر تمھاری بہت ہوگی اور بہت برسوں خلافت کرو گے جب تم خلیفہ ہو جاؤ تب میری اولاد پر اور میرے شیوخ پر مہربانی کی نظر رکھنا رومی کہتا ہے یہاں تک قادر باللہ نے اپنے خواب کو بیان کیا تھا کہ اتنے میں ملاحون وغیرہ کی آواز ہمارے کان میں پہنچی کہ وہ بغداد سے جہاز یا کشتی قادر باللہ کے لینے کو واسطی لائے ہیں۔ الغرض مہذب الدولہ نے قادر باللہ کو بہت تجل اور حشمت کی ساتھ رخصت کیا جب وہ بغداد میں داخل ہو بہاء الدولہ نے اور سارے اکابر اور امرا اور اعیان اور اشراف نے استقبال کر کے دار الخلافت میں انکو اتارا اور تیرہ تین رمضان کو خطبہ بغداد میں انکی نام کا پڑھا گیا انکی ایام خلافت میں اللہ تعالیٰ کو فضل و کرم سے اقدار خلافت کا بخلاف کئی پچھلے خلفاء کے نہایت مستحکم ہو گیا رعب اور ہیبت اور شوکت انکی اور خوف انکی سیاست کا خود بخود قلوب پر طاری ہو گیا دیا لکہ جو تسلط ہو گیا تھا وہ

جاتا رہا پھر سیکو انہیں سے طاقت تغلبہ اور خروج کی باقی نہ رہی۔

راقم کہتا ہے عجیب نہیں ہے کہ اسکا سبب یہ بھی ہوگا کہ دیالمہ میں کوئی شخص ایسا جسکی وجاہت اور اسکا رعب مثل چیلے انکو اہل تسلط کے ہو باقی نہ رہا۔ اور جب طالع اللہ کو دیالمہ نے خلافت سے معزول کیا تو مالک خراسان میں ایک مدت تک خطبہ انھیں کو نام پڑھا گیا وہ انکو حکام نے اور لوگوں نے کہا کہ امام بے سبب کے معزول نہیں ہو سکتا۔ مگر جب سلطان محمود سبکتگین انمالک پر مسلط ہو چکا تو انکے تین تعارف اور اخلاص خاص قادر باللہ کے ساتھ تھا انھوں نے اسکو اور خطبہ قادر باللہ کا انمالک میں بھی جاری کیا۔ قادر باللہ کے عہد خلافت میں سارے عالم میں انقلابات کثیرہ ہو سب سے بڑے انقلاب میں ایک یہ تھا کہ ترکستان میں بعد ایلک خان کو طغخان انکو بھائی مقصدی سلطنت اور حکومت کے ہوئے تھو وہ کسی عارضہ سخت میں مبتلا ہوئے اس سبب سے خفا اور خفقن کے کفار کو طمع تسخیر ترکستان کی ہوئی لکھتے ہیں ایسی فوج کثیر دہانے اسکے واسطے روانہ ہوئی کہ تعداد او دشمار سے باہر تھی حافظ آبرو نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ اس جمیعت فوج میں تین لاکھ خرگاہ تھا خرگاہ بہت بڑے خیمہ دور کو کہتے ہیں جب وہ لشکر آٹھ روز کے فاصلے پر طغخان کی سرحد پہنچا تو انھوں نے جناب باری تعالیٰ سے ہنایت عجز و الحاج کے ساتھ دعا اپنے صحت کی مانگی وہ دعا فوراً قبول ہوئی اور دفعۃً انکو صحت ہو گئی انھوں نے بعد صحت کو جب قدر لشکر جمع ہو سکا اکٹھا کر کے خطائیوں کی مدافعت کیو اسطر روانہ ہوئے مخالفین پر وہ خبر سننے سے ایسا رعب چھا گیا کہ بغیر مقابلے کے رجعت قہر میں انھوں نے شروع کی طغخان نے تین ہینو برابر انکا تعاقب کیا بعد اس مدت کے دفعۃً اپنی رنجشوں مارا جسکے سبب سے دو لاکھ مشرکین بت پرست قتل ہوئے اور ایک لاکھ آدمی زندہ گرفتار ہوئے اور لاکھوں کا اموال

غینت ماتھ آیا اس فتح نمایان کے بعد لشکر اہل اسلام کا سلاماً اور غنائاً پڑ دطن میں مراجعت کر آیا۔ مورخین
 کہتے ہیں کہ قادر باللہ صایم الدہر اور قایم اللیل تھے اور نہایت عدل اور داد اور لطف اور رحم رعایا پر
 کرتے تھے منجملہ انکی صفات حمیدہ کے ایک یہ صفت تھی کہ طالع باللہ خلیفہ معزول کو انھوں نے اپنا ندیم
 اور صاحب مقرر کیا تھا اور انپر بہت طرح سے احسانات کرتے رہے وہ صفت انکی کمال شفقت اور
 رحم پر دلالت کرتی ہے اسطر حکم اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ انکی عمر اور خلافت میں بہت
 برکت ہوئی اور کئی پچھلی خلافتوں سے جو اس میں ضعف آگیا تھا وہ جاتا رہا اور اقدار خلافت کا از سر نو
 قایم ہوا بڑے عیش و آرام کی انھوں نے زندگانی کی اور ۴۲۲ھ میں انھوں نے قضا کی باختلاف روایت
 اکتالیس برس تین مہینے گیارہ دن یا تینتالیس برس قادر باللہ نے خلافت کی اور عمر انکی ایک
 روایت میں چھیالیس برس کی ہوئی اور دوسری روایت میں تیرانوے برس زندہ رہے۔ یا فنی نے
 مرآۃ الجنان میں صرف اسقدر لکھا ہے کہ قادر باللہ ۴۲۲ھ ہجیرین قضا کی اور اپنے بیٹے قایم بامر اللہ کی خلافت
 کیواسطی وصیت کی چنانچہ شریف مرتضیٰ نے پہلے انکو ماتھ پر بیعت کی اور بعد اسکو امیر حسن بن عیسیٰ بن
 مقتدر باللہ نے بیعت کی اور ترکون نے جب بیعت کر نیکر واسطے آئے تو جو رسم اور آئین بیعت کرنی
 کیوقت مقرر تھا اسکی درخواست کی

راقم کہتا ہے ظاہر اسے خلیفہ کے بیعت کیوقت تقسیم انعامات اور خراج کا اہل فوج پر ہونا
 ہوگا قایم بامر اللہ نے جواب دیا کہ قادر باللہ نے قصر خلافت میں کچھ نہیں چھوڑا حقیقت میں انھوں نے
 سچ کہا اسواسطی کہ قادر باللہ سب خلفائے میں مثل فقر کے محتاج رہے آمدنی کم تھی اور مصارف انکو
 صدقات کے زیادہ تھے بعد اسکو تین ہزار دینار پر انھوں نے اہل فوج سے مصالحہ کیا لیکن اسکو واسطی
 اور اور مصارف خلافت کیواسطی اکتہ اور باغات کے بیچنے کی نوبت آئی خلافت کے ماتھ کٹنگی کی

یہ نوبت پہنچی خراج ممالک کے وصول ہوئیں بہت کمی ہو گئی و زراعت منظمین میں کوئی لایق اور ذی ہمت نہ تھا فتون اور آشوب کا زمانہ تھا کوئی سردار ہاشوکت اور رعب نہ تھا سب لوگ گویا بے سر کے تھے اور اسے پیشتر یا فنی نے اسی سال کو قانع مین لکھا ہے کہ ایک بزرگ مشہور بصوفی مقلد بہمنصور نے جہاد کا ارادہ کیا اور سلطان نے انکو فرمان اجازت جہاد کا لکھ دیا۔ راقم کہتا ہے یہ سلطان ملقب بجلال الدولہ دیشی تھے مگر انکی وجاہت اور انکار عجب مثل دیالمہ متقدمین کے نہ تھا خلیفہ کا اقتدار بسبب ضعف قوت دیالمہ کے ازغیب بڑھ گیا تھا اور دیالمہ کے قوت اور زور کی وقت چونکہ خلیفہ کا اقتدار بہت ضعیف ہو گیا تھا اس سبب علی العموم لوگ اہل سنت بہت رنجیدہ تھے پس صوفی کا دانت ظاہر و افض پر تھا جو دیالمہ کے تسلط سے بدوین انکے شناعات اور بدعات کی بڑی ترقی ہوئی تھی اور سلطان بجلال الدولہ دیالمہ کے اگرچہ شیعہ تھے مگر ظاہر اوہ بھی ان شناعات اور بدعات جاہلانہ عوام روافض کی اجرا کو پسند نہیں کرتے تھے یا بسبب قوت اقتدار خلیفہ کے اور علی العموم لوگوں کو بسبب اپنے ضعف کو نہایت ڈرتے تھے اس سبب علی اور اجازت جہاد کا فرمان انھوں کو لکھ دیا۔ بالجمہ صوفی وہ فرمان لیکے جامع مسجد مین گئے تاکہ اس فرمان کو پڑھیں اور علی العموم خلق کثیر مسلح انکو ہمراہ تھی اور حضرت شیخین یعنی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فارق رضی اللہ عنہما پر پکار پکار سب رضوان بھیجتے تھے گویا وہ دعائیہ اپنا نشان اور شعار غازی ہونے کا مقرر کیا تھا جس پر یا فنی لکھتے ہیں مین کہتا ہوں کہ وہ شمار حادیہ بن سفیان کا تھا کہ شیخین کا ذکر بدون ذکر علی ابیطالب رضی اللہ عنہ کے کرتے تھے اسپر کرخ نے لوگوں نے اس جماعت پر تبصرہ پھینکنا شروع کئے۔

راقم کہتا ہے کرخ ایک محدث و نداد کا ہے جہاں بالکل یا اکثر آبادی اور سکونت شیعہ لوگوں کی ہے اس تبصرہ پھینکنے سے فتنہ اور فساد شروع ہو گیا عوام نے جا کے شریف مرتضیٰ کا گھر

لوٹنا شروع کیا مگر ترک لوگ جو انکے ہمسایے میں تھے اونہوں نے انکو بچا یا پھر بھی انکا بہت نقصان ہوا
 پھر شبکو عوام لوگ مارنے کیواسطی آمادہ ہو چکے ساتھ کچھ ترک بھی تھے اور کچھ پرورش کی اور
 ہر طرف آگ لگانا اور بوٹ مار شروع کر دی قریب تھا کہ سارے کچھ کے لوگ تباہ ہو جائیں اس
 سبب سے وزیر خلافت کو فوج لیکے عوام کی مدافعت کیواسطی آمادہ ہوا ایک اینٹ وزیر کے سینے پر آئی لگی
 اور انکا عامہ گر پڑا ایک جماعت شیعوں کی جن بچاروں کا اس وقت بڑھانے میں قصور نہ تھا قتل ہو گئی اور
 انھیں کے گھر خوب لوٹے گئے اور اس عوام کے فتنہ میں کئی بازار کچھ کے جلا کے خاک کر دیے گئے اور
 سلطان کی طرف سے کسی نیچ کا انکار یا مدافعت اس غوغای عوام کی سبب انکی اپنی ضعف اور عجز کے ہنوی
 اور کئی دن تک رات اور دن اس عامیانہ فتنہ کو ترقی رہی۔

راقم کہتا ہے وہ سب نتیجہ ان شناعات اور بدعات جاہلانہ کا تھا جو عوام شیعہ کے

کرتے تھے جبکہ معاوضے میں عوام اہلسنت کی طرف سے فساد برپا ہوا اور اس فساد میں بچا خواص
 امامیہ مذہب کے لوگ بھی مبتلا ہو گئے اسی فساد میں یا اسکی بعد سپاہ فی سلطان پر اپنی تخواہوں کو واسطی بڑھ
 کر دیا اور ارادہ کیا کہ خطبہ موقوف کر دیں۔ راقم کہتا ہے معلوم نہیں صرف سلطان کا نام خطبے سے نکال کر کاڑوا
 تھا یا خلیفہ کا بھی غالباً دونوں کا نام نکالنا منظور ہو گا تب جلال الدولہ نے کچھ روپیہ دے اٹھوچ کو راضی کیا مگر
 تھوڑے دنوں کے بعد پھر اٹھوچ نے سلطان پر بڑھ کیا مگر اس مقام پر اسکا نتیجہ یا فنی نے نہیں لکھا وہ سب
 وقائع ۸۲۲ھ ہجری کے لکھکے یا فنی نے قادر باللہ کی وفات کا ذکر کیا جو اوپر مذکور ہوا اور مکرر انکی وفات کا
 ذکر کر کے لکھتے ہیں اکتالیس برس وہ خلیفہ رہے پھر خطیب ظاہر کوئی مورخ ہی اسکا قول نقل کیا ہے
 کہ قادر باللہ دیانت میں اور تہجد گذاری میں اور کثرت صدقات میں معروف اور مشہور ہیں اور انھوں
 نے ایک کتاب اصول میں تصنیف کی ہے حسین تفضیل صحابہ کی اور کثیر معتزلہ کی اور جو خلق قرآن کو قایل ہیں

انکی لکھی ہے اور انکو ہر جگہ کے دن لوگوں کو روبرو بعد نماز کے پڑھا کرتے تھے۔ چھبیسویں خلیفہ
 خاندان عباسیہ ابو جعفر عبداللہ طلقب بہ القایم بامر اللہ چھبیسویں
 خلیفہ قادر باللہ تھے بیٹے تھے۔ بروایت سبایک الذہب وہ نصف ذیقعدہ
 ۳۹۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے انکی ارمینیہ ام ولد تھی بدرالبحی نام اقتدار اور اختیار انکار و زبر و زہتا
 چلا گیا مگر شہد ہجری میں وہ قید ہو گئے سبب اسکا بڑی تاریخوں نے معلوم ہو گا پھر چھوٹے اور با اختیار
 ہوئے اور ۳۹۵ھ میں قضا کر گئے۔ اور مسامرہ میں لکھا ہے انکی ماں بدرالبحی تھی اٹھارہویں ذیقعدہ
 ۳۹۵ھ میں وہ پیدا ہوئے تھے اور ذی الحجہ ۳۹۵ھ میں انکی بیعت ہوئی جب وہ اکتیس برس کو تھے انکی
 باپ نے اپنی حیات میں انکو ولیعہد مقرر کیا تھا اور جمہور کے دن بارہویں تاریخ اور بعض کہتے ہیں
 تیرہویں تاریخ شعبان ۳۹۵ھ میں انھوں نے قضا کی چو ایلیس برس آٹھ مہینے خلیفہ رہے۔ اور
 روضۃ الصفا میں مروی ہے قادر باللہ کی قضا کر نیو روز انکو ماتھ پر بیعت ہوئی تھی وہ صلحا خلفا سے تھے
 انکو عہد خلافت میں دیالہ کی سلطنت اور دولت منقرض ہوئی اور انکی حکومت اور سلطنت طغرل
 سلجوقی کی طرف منتقل ہوئی۔ انکی زمان خلافت میں بسا سیری ایک سردار بغداد کے امراء میں تھا
 نہایت شجاع اور دیر اور عالی ہمت اصل اسکی یہ تھی کہ وہ بہاء الدولہ دغلی کا غلام تھا ارسلان نام اور
 کنیت اسکی ابو الحارث تھی اسکے مولد اور مسکن کی نسبت سے اسکو بسا سیری کہتے تھے اُسے بغداد میں
 بہت فتنہ اور فساد برپا کیا تھا رئیس الروسا قایم بامر اللہ کے وزیر تھے اُسے اسکو چھ نزاع واقع
 ہوئی وہ بغداد سے باہر نکل گیا اور لوٹ مار شروع کر دی اور ایک شخص کو وکیل مقرر کر کے مصر میں
 بھیجا وہاں عبیدیوں کی قوم کا مستغفر لقب خلیفہ تھا اُسے مدد طلب کی۔
 راقم کہتا ہے چونکہ بسا سیری خود شیعہ تھا اور خلفائے عبیدیوں رفض میں سخت

متعصب تھو ظاہر انکو پاس یہ پیغام بھیجا ہو گا کہ نباد میں اہل سنت کا بہت زور اور تعصب ہے شیطان اہل سنت کو
اُسے بہت زحمت اور تکلیف پہنچتی ہے اور غالباً ضعف تو مت فوجی کی بھی اطلاع دی ہوگی کہ تسخیر اون
ممالک کی اس سبب آسان ہے پس ضرر سبب تعصب مذہبی کی اور طمع تسخیر و اختلاف سے فوراً اسکی اہمیت
پر آمادہ ہو گیا جب خرقا قیام باللہ کو پہنچی انھوں نے اپنے وزیر کے مشاور سے قاضی حیدت اللہ ہاشمی کو
برسم رسالت طغرل بیگ سلجوقی کے پاس بھیجا جو ظاہر احوال ملک ترکستان پر یازسان اور عراق عجم پر بھی
مسلط تھو اور انکو نباد میں طلب کیا اور امیر الامرائی اور سلطنت جو دیالہ کے نامزد تھی اُسکا انکو موعود کیا
طغرل بیگ فوراً اپنے مقر حکومت سے روانہ ہو کر ہروان میں پہنچ کر رئیس الروسا وزیر خلیفہ کو اور بہت
نقبا اور اشراف اور اکابر انکو استقبال کیو اسطرح گئے عبدالملک ماکذری طغرل بیگ کو وزیر نے نباد میں
بہت دلجوئی اور تشریف کی اور مراسم تنظیم اور تکمیل ہر ایک کے رتبہ کی موافق ہو آلا بعد اسکی طغرل بیگ نے ماہ و پیمان
رئیس الروسا خلیفہ کے وزیر کے ساتھ مستحکم کیا کہ وہ کی طرح کا تعرض خلیفہ کے امرا اور مصاحبین اور
ملازمین کو ساتھ کر نیو بالخصوص ملک رحیم دہلی کے ساتھ جسے اس عرصہ میں امارت اور حکومت نباد
کی متعلق تھی کچھ تعرض نہو گا۔ راقم کہتا ہے اگر مطلب اس عدم تعرض کا یہ ہو گا کہ سارے پچھلے اہلکار
اپنے عہد و پندر حال ہینکے تو جو شخص اعانت کیو اسطرح باقوت اور شوکت نیا آیا اگر وہ سب نوکر و نوکود دستور
بحال رکھو تو وہ خود اور اسکی ہمراہی کے امرا مثل صفربین الاعداد کے رہے کہ اور ونگار رتبہ بڑھایا اور خود
کچھ بھی ہین پس عجب ہین ہے کہ وہ فقرہ عدم تعرض کا خلیفہ کے امرا و غیرہ کے ساتھ جو عہد نامہ میں
لکھا گیا ہو جیسا معاہدہ قوی میں ضعیف کے ساتھ دستور ہے ذو معنیں لکھا گیا ہو گا یعنی نبادیوں نے
یہ سمجھا کہ انکی مناصب اور عہد و نسے تعرض نہو گا اور معینوں نے یہ منے لکائے ہونگے کہ انکی جان مال
کے ساتھ تعرض نہو گا وہ سمجھ نبادیوں کی محض حماقت اور نادانی کی تھی اگر ایسا شخص جو راہ دراز سے

اُس کے دشمنان خلافت کو ساتھ اپنے جان و مال کو تلف کرے وہ حکومت اور شوکت خلافت کی باقی رکھو
 تو غنیمت ہے اپنے تین خلیفہ کے نوکر و کھامنیج اور تابعین بناوے یہ کب ممکن تھا آخرش وہی ہوا کہ سارے
 امرا و مالک سر زمین رئیس الرؤسا و زیر خلیفہ کے بھی شامل تھے کہ غالباً وہ بھی دیالہ کی قوم سے ہو گئی اور
 طغرل بیگ حمزہ نزع اور پر خاش واقع ہو گئی شرح اسکی یہ ہے کہ بعد تکمیل معاہدے کے مابین دیالہ اور سلجوقیوں
 اور کواجزت موقف خلافت سے دار الخلافہ میں داخل ہو گئی ہوئی اور بموجب قرار داد کی بالشہ سید
 سلجوقی کا خیمہ قرار پایا جہاں وہ آکر مگر ابتدا ہی میں ظاہر طغرل بیگ کے باریابی کے بعد خلیفہ کے حضور
 یا اسے پیشتر دیالہ اور سلجوقیوں میں ایسی بگڑی کہ ظاہر جنگ و جدل کی نوبت پہنچی اور کئی جمعے تک مسجد
 جامع میں لوگوں کا زکیو اسطی نہ جاسکی یا صرف طرفین سے آمادگی رہی اسکا حال مفصل نہیں معلوم ہوا مگر کچھ
 فساد ضرور ہوا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سلجوقیوں نے رئیس الرؤسا خلیفہ کے وزیر کا گھر اور مقبرہ خلفا کا جہاں
 دیالہ کا سب نقد و جنس جمع تھا غوب لوٹ لیا اور سلجوقیوں نے بلاشبہ اس فساد کو سبب نقص عہد کا
 قرار دیا ہو گا مگر تفصیل نہیں معلوم ہوئی کہ وہ فساد کس جنس کا تھا اور طغرل بیگ نے نسبت شر اور
 فساد کی ملک رحیم دیلی کی طرف کر کے خلیفہ کے پاس پیغام بھیجا کہ برائت ملک رحیم کی اس جرم سے
 منحصر اس پر کہ وہ بے عذر میر کا پاس حاضر ہو خلیفہ نے اسکو ہمراہ چند اپنے امرا اور مصاحبین کی طغرل
 بیگ کے پاس بھیج دیا انھوں نے ملک رحیم کو قید کر لیا اور سب اٹکا نقد اور جنس لوٹ لیا۔ اب طغرل بیگ
 بقیہ اقتدار دیالہ کے بیٹنے کے بعد اور اوٹلی طمر سے خاطر جمع کر کے ب سیری کے مقابلے اور مدافعت
 کیو اسطی آمادہ ہو چو کہ وہ اندونین مستنصر خلیفہ مصر کی مدد سے بہت قوی ہو گیا تھا اور رئیس بن صدقہ
 ایک امرا قدیم میں اور بنی اسد اور اعراب بنی کلاب اور بعض ترک لوگ اور کرا د کی قوم اسکی ساتھ
 جمع تو طغرل بیگ نے اپنی فوج کے مقد سے یمن قتلش بن اسرائیل اپنے چچا کے بیٹے کو مقرر کر کے روانہ کیا اور

قریش بن بدران عقیلی کو انکی مدد کیواسطی ہمراہ کیا عین حالت جنگ میں بسا سیری کی فوج کو ساتھ
قریش کی ہمراہیوں نے اپنے سردار کو ساتھ غدر کیا اور سب جاگی بسا سیری کو شکر میں شامل ہوا جس
سبب قلمش کو ہر میت ہوئی وہ طغرل بیگ کے پاس پلٹ آئے۔

راقم کہتا ہے بسا سیری سو اہل ہار اور ذی ہمت ہونیکو ظاہر ابراہم پرادر توڑ جو
کا آدمی تھا حریف کی ہمراہیوں کو توڑ لینے میں بڑا استاد تھا۔ بالکل طغرل بیگ بذات خود اسکی مقابل
کیواسطی روانہ ہوئے گھسانکی باہم لڑائی ہوئی جہین طغرل بیگ کو طفر حاصل ہوئی اور بسا سیری
میدان جنگ سے بھاگ کے سجا کی طرف چلا گیا اور وہاں ایک جماعت متعلقین شکر طغرل بیگ کی
وارد تھی ان سبکو لوٹ لیا۔ اس عرصہ میں شامیوں نے بسا سیری کے مشورے سے تیس ہزار دینار جو
اشرفی مروجہ اس زمانے کی تھی ابراہیم بنال جو طغرل بیگ کا اخیانی بھائی تھا اسکو دی کہ طغرل
بیگ سے عہدہ ہو کر فساد برپا کرے اور بالاستقلال شام میں امارت کرے ابراہیم نے اپنے بھائی کو
ساتھ غدر کیا اور اسے عہدہ ہو کے ہمدان کی طرف بھاگ گیا وہاں پہنچ کر بعض ارکان دولت
طغرل بیگ کو فریب دیکر اپنے ہمراہی کی دعوت کی اسواسطی طغرل بیگ معاملہ بسا سیری کا مہمل اور
غیر منفصل چھوڑ کر ہمدان کی طرف کوچ کر گئے بسا سیری نے جب میدان اپنے حریف سے خالی پایا
فوراً انہد کی طرف روانہ ہوا اور آٹھویں ذیقعدہ ۳۸۸ میں وہاں پہنچا اور خلیفہ قایم بامر اللہ کو قید
کر لیا اور رئیس الروسا خلیفہ کے وزیر کو اور بعض اور انکی خواص امر کو انڈونپڑ بھلا کی تمام شہر میں
تشرہر کیا اور بعد اسکی سبکو قتل کر ڈالا اور خلیفہ کو مہارنش عجبی نام ایک شخص کو اپنے ہمراہیوں کے
سپر دیا اسنے ایک مکان محفوظ میں خلیفہ کو مقید کیا اور بسا سیری نے بغداد میں مستنصر خلیفہ مہر کے نام
خطبہ پڑھوایا۔ لکھتے ہیں قایم بامر اللہ نے قید خانے سے ایک رقعہ طغرل بیگ کو نام برخصی اپنی کسی معتد کو دیا

روانہ کیا مضمون اُسکایہ تھا یہاں قرامطہ کو رسوم جاری ہو اور اسلام ضعیف ہو گیا اگر ممکن ہو جلد یہاں پہنچو غزل بیگ نے وہ رقعہ پڑھ کے اپنے منشی کو دیا کہ چند سطر جواب میں لکھ دو کہ میں بہت جلد پہنچتا ہوں منشی نے رقعہ کی پشت پر یہ آیت لکھ دی۔ ارجع الیہم فلنأقیننہم یجود لا قبل لہم بہا و لنخجنہم اذلہ و ہم صاعنہ و ن۔ غزل بیگ نے جواب بہت پسند کیا اور کہا میں امیدوار ہوں کہ بموجب آیت شریفہ کے واقع ہوگا۔

راقم کہتا ہے وہ آیت اُس مقام پر واقع ہے جب بغتیس نے تحائف حضرت سلیمان کو پاس اُنکو خط دعوت اسلام کے جواب میں بھیجے تھے جو خط شعر عدم قبول اسلام کا تھا اُسکا ترجمہ مولوی عبدالقادر قدس سرہ فی یون کیا ہے پھر جانکو پاس اب ہم بھیجتے ہیں اُسپر ساتھ شکر و نکو جسکا سامنا ہونے اور نکال دینے اُنکو دہانے بے عزت کر کے اور وہ خوار ہونے۔ انحضرت غزل بیگ نے ابراہیم کی مہم سفر اغت کر کے دارالسلام بغداد کا سفر شروع کیا جب قریب بغداد کے پہنچے مہاراش عجبی جسکی حفاظت میں بسا سیری نے قائم باللہ کو سپرد کیا تھا وہ اُنکو ہمراہ لیکے غزل بیگ کو پاس حاضر ہوا ادھون نے خلیفہ کا بہت اعزاز اور اکرام کیا اور اُنکو سامن زمین پر بوسہ دیکر اُنکو سوار کیا اور خود انکی جلو میں پیادہ روانہ ہوا خلیفہ نے اُنسے فرمایا اسراکب یا مراکن الدین یعنی سوار ہو تو ای ستون دین کو اسوقت یہ رسم ہو گئی کہ فرامین اور مناشیر میں انکا نام سلطان رکن الدین غزل بیگ لکھنے لگو۔ بالحمد سلطان مع خلیفہ منظم کے بغداد میں داخل ہو اور انتظام ضروری شہر اور دیار میں فراغت کر کے ایک شخص کو اپنے امرا میں ہر شام کے رستے پر مامور کیا تاکہ بسا سیری اسطرف نجاسکی اور خود اسکی تعاقب میں روانہ ہو جو بغداد انکی خبر آنے کی سننے بجائے گیا تھا ارباب مقدمہ لشکر سلطان نے بسا سیری کو حوالی کوئے میں گرفتار کیا اور فوراً اُسکا سر کاٹ لیا ایک برس اور چار مہینے یہ فتنہ بسا سیری کا قائم رہا۔ الفتنہ قائم بامر اللہ

۳۶ء میں قضا کی پوائلیس برس آٹھ مہینے وہ خلیفہ رہے جس میں غالباً فتنہ بسا سیری کا داخل ہے
 چھتھ برس تین مہینے پانچ دن کی انکی عمر ہوئی۔ قایم باللہ بڑے فاضل و رشاعر اور با تحمل تھے اور نہایت خوبصورت
 اور پاکیزہ سیرت خلیفہ گذرے ہیں جب انکو اپنے قرب و قات کا یقین ہوا تب انھوں نے اپنے بیڑ کو
 جسکو وسیعہ مقرر کیا تھا بلا کے خلافت کے امور میں بہت کچھ سمجھایا اور وصایا کئے جو بوقت مقتدی بامر اللہ
 انکی بعد خلیفہ ہوئے۔ راقم کہتا ہے مقتدی بامر اللہ کو روضۃ الصفا میں اوشیخ اکبر کی مسامرہ میں قایم بامر اللہ
 بیٹا لکھا ہے مگر یافعی نے مرآۃ الجنان میں اور سبائک الذہب میں انکا پوتا لکھا ہے وہی صحیح ہے چونکہ مقتدی
 بامر اللہ کے باپ محمد بن قایم بامر اللہ اپنے باپ کے حیات میں قضا کر گئے اسوقت مقتدی بامر اللہ اپنی
 مانگے پیٹ میں تھے اپنے باپ کو مرنے کے چھ مہینے کے بعد پیدا ہو اسوقت قایم بامر اللہ نے انکو اپنا
 قبی امیٹا بنایا اس سبب سے وہ انکی بیٹے مشہور ہو اسی سے بعض مورخین نے انکو قایم بامر اللہ کا بیٹا لکھا
 اور یافعی نے ۳۶ء ہجری کے وقائع میں مرآۃ الجنان میں قایم بامر اللہ کا صرف اسقدر حال لکھا ہے کہ
 اس سال میں انھوں نے قضا کی پوائلیس برس کئی مہینے وہ خلیفہ رہے وہ بڑے دیندار اور پرہیزگار
 تھے صدقات بہت کرتے تھے صاحب علم اور فضل تھے اور بہترین مخلوقات میں تھے خصوص جب انکی خلافت
 کا اعادہ ہوا۔ راقم کہتا ہے اعادہ خلافت سے مراد ہے جب بسا سیری کی قید سے چھوٹے اور
 طغزل بیگ نے پھر انکو تخت خلافت پر بٹھلایا۔ اور انکے پوتے مقتدی بامر اللہ عبد اللہ بن محمد بن قایم بامر اللہ
 اس کے بعد خلیفہ ہوئے۔ ستائیسویں خلیفہ خاندان عباسیہ کو ابو القاسم عبد اللہ مقتدی
 بامر اللہ تھے بن محمد جنکو خلافت نہیں نصیب ہوئی بن قایم بامر اللہ
 چھبیسویں خلیفہ۔ سبائک الذہب میں لکھا ہے انکو باپ محمد اپنے باپ کی حیات میں قضا کر گئے جب وہ اپنی مانگے پیٹ
 میں تھے انکی باپ کے مرنے کے چھ مہینے کے بعد وہ پیدا ہو انکی مان ام ولد تھی ارجوان نام خلافت کی بیعت انکی بعد

اُنکے دادا کے قضا کر نیکی ہوئی جب وہ انیس برس تین مہینے کے تھے اُنکے زمانہ خلافت میں بہت سی نیک امور اور اناج شہر دن اور ملکوں میں غاہر سو اور قواعد خلافت کے اُنکی عہد میں بہت عزت اور حرمت سے مقرر ہوئے جو اُنسے پیشتر جاری نہ تھے اور وہ اتالیس برس کی عمر میں مرگے مفاجات ہو قضا کر گئے اور بعض مورخین راوی ہیں کہ اُنکی ایک بیٹی تھی شمس النہار نام اسنے اُنکو زہر دیدیا۔

راقم کہتا ہے بڑے امر اور عمدہ لوگوں کی وفات خصوصاً سلاطین کی اگر دفعہ واقع ہو تو اکثر شہرہ اُنکی مسموم ہونیکا ہوتا ہے کہی وہ امر واقعی ہوتا ہے اور کہی محض بی اصل اور نرا شبہہ شیطانی ہوتا ہے۔ اُنکو بعد اُنکے بیٹے مستطہر کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ اور سامرہ میں لکھا خلافت مقتدی ابن القایم بامر اللہ الخکانام مقتدی بامر اللہ عبد اللہ بن محمد بن قایم بامر اللہ تھا اور کینت اُنکی ابو القاسم تھی تیرھویں شعبان ستائیس ہجری کو حیرات کے دن اُنکی بیعت ہوئی جب عمر اُنکی نو برس کی تھی۔

راقم کہتا ہے غالباً سامرہ میں کتاب سے تسع کے بعد عشر کا غلط پھوٹ گیا ہے اس واسطے کہ سبایک الذہب سے اوپر لکھا گیا ہے کہ جب اُنکی بیعت ہوئی تو اُنکی عمر انیس برس تین مہینے کی تھی اور ضعیف گمان ہے کہ شیخ ابکر کو اُنکی عمر کی روایت اس قدر پہنچی ہو۔ پھر سامرہ میں لکھا ہے کہ اُنکی باپ ابو العباس بن قایم بامر اللہ نے اُنکو ولایت عہد کی واسطی وصیت کی تھی لیکن پیشتر سبایک الذہب سے لکھا ہے کہ باپ کے مرنے کے وقت وہ تین مہینے کے مانکے پیت میں تھے تو شاید باپ کی وصیت مشروط ہوگی کہ اگر بیٹا پیدا ہو تو وہ ولیمہ ہو پھر اُسی سامرہ میں ہے کہ وہ بند او میں سپر کے دن محرم ۳۵۵ میں قضا کر گئے اس حساب سے خلافت اُنکی بیس برس چار مہینے اٹھارہ دن رہی۔ اور روضۃ الصفا میں مروی ہے بعد قایم بامر اللہ کو امرا و اعیان نے اُنکی بیٹے کے ہاتھ پر بیعت کی اُنکے ابتدای ایام خلافت میں بند او میں ایک آگ لگی تھی کہ اکثر شہر جلکے خاکستر ہو گیا تھا بعد چند سال اُنکے خلیفہ ہونیکو ملکشاہ سلجوقی

بیٹی کے ساتھ انکی نسبت قرار پائی اور ستم میں وہ لڑکی بڑے تحمل اور احتشام کے ساتھ جواب دہ
 ہمراہ کیا تھا بغداد میں داخل ہوئی اسباب جہیز میں مورخین لکھتے ہیں ایک سو تیس اونٹ کہ سب پر دیا
 رومی کی جھولین تھیں اور چاندی اور سونے سحر اور اجناس قیمتی اور امتنع نفیسے لگے تھے انکی ہزار
 آٹے اور تین عماریان ظاہر اور دلہن کی اور انکی بعض بیگمات مصاحبین کی سواری کی جٹکو چوتھراؤ
 کھینچتے تھے انکی گردنوں میں سونے کے گھنٹے اور قلایہ لطیفہ اور نفیس مرصع اور کارچوبی جھولین تھیں
 اور چھ اونٹوں پر بارہ صندوق چاندی کے تھے ہر صندوق جو اہر گران بہا سے ملبہ تھا اور تین تیس
 گھوڑے نفیس عربی اور ترکی گران بہا زینور مرصع در ویا قوت والماس و نیلم وغیرہ اور زینہا مرصع
 زین سحر آراستہ تھے اور اسباب نقد و جنس کو اسی پر قیاس کرنا چاہئے جب یہ لشکر عروس کا اور
 انکی امرا سے ہمراہی کا بغداد سے باہر پہنچا شہر سے سارے امرا اور غنی اور فقیر اور صغیر اور کبیر سوار
 اور پیادہ اور افواج جلوسی استقبالیہ واسطی نکلے اور خلیفہ نے اپنے وزیر کو بہت تیاری اور
 تہن کے ساتھ عروس کی مان کے پاس جو اپنی بیٹی کے ساتھ آئی تھیں بھیجا اور یہ پیغام کہ بلا بھیجا کہ
 ان اللہ یا مومن ان تودوا الاسلامات الی اہلہا یعنی یہ یقین اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے
 تیر کہ امانت کو چھینا دوا کے مالک کے پاس۔

راقم کہتا ہے اس پیغام سے معلوم ہوتا ہے کہ عروس کی مان نے قبل نکاح کے
 کچھ شرائط خلیفہ سے کہے ہونگے اور ان شرائط قبول ہونے ان شرائط کے عروس کے شہر میں لیجائے
 سر مکث کیا ہوگا آخر شش بد قبول ہونے ان شرائط کے یا بغیر قبول ہونے شرائط کے عروس کی مان
 نے خلیفہ کے پیغام کا جواب کہلا بھیجا بالسمع والطاعة یعنی بسر و چشم امانت ادا کیا گئی اور بقر
 تاریخ سعید ایک رات کو عروس کا داخلہ شہر میں ہوا۔ مگر معلوم نہیں ہوا کہ نکاح قبل داخلے کے شہر میں ہوا

یا بعد داخلہ کے عجب نہیں ہے کہ نکاح بذریعہ وکلاء کے قبل روانگی عروس کے خراسان ہو گیا ہو پیغام خلیفہ
 انہی مان کو اسی پر دلالت کرتا ہے اور قبل نکاح کے عروس کا روانہ ہونا اپنے مان باپ کے گھر سے رسماً
 موجب توہین ہے وہ اتنے بڑے سلطان نے کب گوارا کی ہوگی۔ الفرض جس رات کو عروس
 بغداد میں داخل ہوئیں نظام الملک وزیر سلطان ملکشاہ کے جو عروس کے ساتھ آئے تھے اور اور
 اراکین اور امراء سلجوقی کے سب ہمراہ تھے اور اتنی روشنی شمع میں ظاہر عروس کی طرف سے ہوئی تھی کہ
 سارا بغداد مثل روز روشن کے ہو گیا تھا عروس محض مرصع زر و جواہر پر سوار تھیں تین سو نو بصورت
 نو نڈیان ہمراہ تھیں جنکو حور اور پری بغیر دیکھیں دو ہزار سوار آگے جلو میں تھے اور خواجہ سرا جو محض
 کھیرے ہوئے تھے شمار سے باہر تھے کہ تو بہن مثل اس شب کی بغداد میں کیسے کوئی رات نہیں دیکھی
 دوسرے دن مقتدی بامر اللہ نے طعام ولیمہ کی ایسی تیاری کی کہ بین چالیس ہزار من شکر صرف ہوئی
 تھی اور سامان کو اسی پر قیاس کرنا چاہئے بعد اسکی بہت بڑے جشن کا دربار ہوا جس میں سارا اراکین
 اور امراء سلجوقی کو ہر ایک کے رتبے کی موافق خلعتیں اور انعامات عطا ہوئے۔ آخر الام بعد چند سے
 یا بہت جلد جبکی تفصیل نہیں معلوم ہوئی صحبت خلیفہ کی عروس کو ساتھ موافق نہ ہوئی آپس میں بد مزگی ہوئی
 عروس اپنے باپ کی مملکت میں معاودت کر گئیں مگر صغہا میں پھنچے مر گئیں۔

راقم کہتا ہے ظاہر عروس مقتدی بامر اللہ کی بڑی غیور تھیں سیکڑوں حرم محترم خلیفہ
 کی دیکھ نہ سکیں یا خلیفہ کو وہ پسند نہ ہوئیں اور خلفا عباسیہ میں باشتنا چند اوائل کے خلفا کے
 ہارون رشید تک کسی کی شادی اور نکاح کا حال بھی تو ارنج میں نہیں دیکھا اور جب خلیفہ عباسیہ گذر
 ہین سو امین ہارون رشید کے بیٹے کے سب ام الولد لونڈیوں کی اولاد تھے صرف مقتدی بامر اللہ
 کے نکاح اور شادی کا حال دیکھنے میں آیا اسے معلوم ہوتا ہے کہ خلفا کو حرم ہی کی طرف بہت توجہ تھی

شادی اور نکاح کے راغب نہ تھے اور جنگی شادی ہوئی بھی وہ اپنی منظور نظر لونڈیوں کو شادی کی بجائے
 برابر کرتے تھے بلکہ اُن سے بھی بڑھادیتے تھے یہ امر ملکشاہ بلوچی کی بیٹی کو جنکو غرہ اپنی شادی کی گاتھا
 کب گوارا ہوتا۔ بالآخر ایام خلافت مقتدی بامر اللہ میں کئی مرتبہ جنگ و جدل بعد اذین ہوئی جو کوٹھ
 بڑی تاریخوں سے معلوم ہونگے۔ ستمین مقتدی بامر اللہ نے قضا کی انگریزوں کی مورخین نے یہ کیفیت
 لکھی ہے کہ ایک شب کو انھوں نے کھانا کھایا اسوقت انکے پاس سوا قہرمانہ اور شمس النہار کی کوئی نہ تھا
 جونہیں ہاتھ منہ دھو کے بیٹھے شمس النہار سے فرمایا یہ سب کون لوگ ہیں جو بے اجازت چلے آتے ہیں
 شمس النہار نے ادھر ادھر دیکھا وہاں کوئی نہ تھا۔ قرب موت کیوقت میں صدیقہ میں صوتین جس مشترک
 میں کبھی مشتعل ہوئی ہوں وہ منعکس ہوتی ہیں مثل خواب کے یا شاید ارواح میتہ اور ملائکہ اور شیاطین
 نظر آتے ہوں۔ الغرض اسقدر کہ وہ چپکے ہو رہے ہاتھ پاؤں سرد اور بے قابو ہو گئے اور روج
 مفارقت کی انکی مرگ مفاجات ہوئی کل انیس برس پانچ مہینے وہ خلیفہ رہے اور چھتیس برس
 آٹھ مہینے سات دن کی عمر ہوئی حقیقت میں وہ جوان صالح تھے حسن کہولت اور پیری انھوں نے پایا۔
 بہت سوا حکام موافق شریعت غرا کے انھوں نے صادر کئے۔ کافی والی عورتوں کی مجلسین موقوف کردی
 ظاہر کافی والی عورتیں اس عہد میں ویسی ہی تھیں جیسی ہندوستان میں کنچیان اور طوائف ہیں مگر شاید
 کچھ خزانے انہیں فحش ہونو مخفی ہو تو ہو۔ حکم عام دیا کہ حماموں میں کوئی شخص نہ لگائے نہ ہاتھ نہ پاؤں نہ
 ملک میں مصر وغیرہ میں اب تک موجود ہے کہ ایک دوسرے اور حامیو نسے پردہ نہیں ہوتا حمام تو در
 کنار دیا وینین اور حوضونین مرد علی العموم اور عوام کی عورتیں بے تکلف ننگی ہو کے کنارہ پر نہایا کرتی
 ہیں اور مطلق ایک دوسرے کچھ پردہ نہیں ہوتا۔ کبوتر خانے سب اجڑا دیئے اور حکم عام ہوا کہ
 کوئی شرط اور بازی کبوتر اڑانے میں نہ کرے۔ ایک حکم یہ جاری ہوا کہ حمامونین و جل کاپانی نہ جانی پاوی

یہ حکم اخیر کو اسطرح ہوا اسکا سبب نہیں معلوم ہے چونکہ بغداد میں ہزاروں حمام تھے تو سب میں دبلے کا پانی جانے سے شاید دریا میں پانی کم ہو جاتا ہو گا یا حماموں کا بند ہو جانا نہ نظر ہو کہ وہاں سوانگی نہانے کے اور بھی شناعات ہوتے ہوں۔ ایک حکم ملاخو کو علی العموم ہوا کہ ایک کشتی پر مشترک مرد اور عورتیں نہ سوار کریں۔ اور اکثر امور جو خلاف شرع کے جاری تھے وہ انکی عہد میں موقوف ہو گئے۔

راقم کہتا ہے مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ احکام خاص شہر بغداد میں جاری ہو یا سارے ممالک محروسہ میں انکی تعمیل ہوئی۔ امراۃ الجنائین یا فنی فی شہرہ کو قلعہ میں لکھا ہے اس سائین دمشق جو خلفاء عبیدیہ میں مصر کے تصرف اور قبضہ میں تھا اسکا محاصرہ ہوا شہر میں قحط ہو گیا کھانہ پینے کی جنس معدوم ہو گئی آخر میں محصورین نے حکم امان پا کے شہر سپرد کر دیا اور وہاں پھر خطبہ خلیفہ عباسیہ کا جاری ہوا اور شعار شیعہ کا اذان وغیرہ میں موقوف ہوا۔

راقم کہتا ہے یا فنی کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی بامر اللہ کو زمانہ خلافت میں بدستور سبجو قیوں کا تسلط ممالک میں تھا لیکن خلیفہ سی اور سلطان ملکشاہ سی صفائی کلی نہ تھی اور سلطان خود تو اپنے ممالک عجم میں تھے مگر انکی اعوان اور انصار اور اقربا ممالک پر مسلط تھے اور جتنی حکام ممالک سیرونی میں تھے وہ بہ استقلال تھے گویا بالکل طوائف الملوک کی کا زمانہ تھا مگر ظاہر اب استثنائات ممالک کے جہاں عبیدیہ میں مصر کا تسلط تھا سب ممالک میں خطبہ اور سکے خلیفہ کے نام کا جاری تھا غالباً ہر مملکت سی بطور پیشکش کے دارالخلافت میں کچھ آتا ہو گا بعض حکام آپس میں ایک دوسرے سے جنگ و جدل کرتے تھے جسکو غلبہ ہوتا تھا وہ برسر کار آتا تھا چنانچہ یا فنی نے شہرہ کے قلعہ میں لکھا ہے کہ تاج الدولہ سلطان ملکشاہ کے بھائی اس سائین مملکت شام میں داخل ہوئے اور اپنے بھائی کی طرف سے طلب اور دمشق پر قبضہ کیا پہلے کوئی اور حاکم تھا جو ظاہر ائمہ میں عبیدیہ میں کو قبضہ سے دمشق کو نکالا تھا۔ پھر انھیں یا فنی نے شہرہ کے قلعہ میں لکھا ہے

کہ اُس سال میں ایک شخص مکنی بہ ابو الحسن علی بن محمد بن علی الصلی مارا گیا جو مین کا اور اسکو نواح کا بدرج مالک ہو گیا تھا اسکو حال میں لکھا ہوا کہ اسکا باپ مین کا قاضی سنی مذہب تھا اور وہ بڑا عیار اور ہشیار اور ذی عزمت اور شجاع تھا اس کے عجیب کوائف لکھو مین کہ بدرج بڑھتے بڑھتے ۴۵۳ ہجری میں اس نے خلفا سے مصری عبیدین اسماعیلی مذہب کی طرف مین پر قبضہ کیا اور انکی مذہب کی دعوت شروع کی اور مدت تک اُن بلاد کا مالک رہا یہاں تک کہ ۴۵۴ میں جب حج کر نیو کہ معظمہ کی طرف جاتا تھا وہ اور اسکا بھائی اور سب اسکی ہمراہی کے لوگ قتل ہو گئے قاتل اسکا سعید احوں نام ایک شخص تھا جسکا باپ صلی کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اس نے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لایا اسکا قصد یافعی نے بہت طویل نقل کیا ہے اور سار کوائف صلی کے ذکر میں کچھ اختلاف مورخین کا بھی لکھا ہے۔ الفرض سار صلی کے پانچ ہزار فوج کے لوگ جنگو اس نے پیشتر روانہ کیا تھا صلی کے قتل کی خبر سننے سے سعید احوں کے مطیع ہو گئے اور اس نے انکی اعانت سے صلی کے مابقی لشکر کو مغلوب کیا اور سار مقبوضات میں وغیرہ پر مسلط ہو گیا مگر یہ معلوم ہوا کہ اس نے اُن مقبوضات میں سکہ اور خطبہ عبیدین مصری کا جاری رکھا یہاں خلفائے عباسیہ کی اطاعت کی۔ پھر یافعی لکھتے ہیں ۴۵۴ میں تاج الدولہ سلطان ملکشاہ کے بھائی نے طرطوس پر قبضہ کیا اور ۴۵۵ میں حران کے لوگوں نے اور وہاں کی قاضی نے ارادہ کیا کہ شہر حران ترکمان کے امیر کو سپرد کرین جو ظاہر تاج الدولہ سلطان ملکشاہ سلجوقی کے بھائی کو تھا تو اسوا سٹیکہ وہ امیر اہلسنت کی مذہب پر تھو اور حاکم موصل کا جسکے قبضہ میں شہر حران تھا وہ رافضی تھا اس سبب وہاں کی لوگ اسے ناراض تھو حاکم موصل نے یہ خبر سننے فوراً اُجا کے حران کا محاصرہ کیا اور منجنیق یعنی گوجھونے شہر پر آک اور پھر برسا کے شہر پر قبضہ کیا اور قاضی کو اور اذکی بیٹو کو فوج کو ڈالا۔ پھر یافعی نے ۴۵۶ کے وقائع میں صرف اسقدر لکھا ہے کہ اس سال میں مقتدی بامر اللہ مرگ

مخافات سے قضا کر گئے۔ پہلے تقلید اور حکومت بر کیا روق سلطان ملکشاہ سلجوقی کے بیٹری انھوں نے
 مشاوی پھر جب اُنسے ملاقات ہوئی تب اُنکو خطاب رکن الدولہ کا دیا اور خطبہ میں اُنکا نام داخل
 کروایا ایسکے دوسرے دن وہ قضا کر گئے بعد اُنکے دادا کے ششہ میں اُنکی بیعت ہوئی تھی اُنکی
 انیس برس کے سن میں تین بہنیں اور پراور محرم میں انائیس برس کی عمر میں خجاء قضا کر گئے
 اور بعض کہتے ہیں اُنکی لونڈی نے اُنکو زہر دیا وہ بڑے متدین اور دیندار تھے فوجاں اور گانوالی
 عورتوں کو بعد اسے انھوں نے نکلوا دیا خلافت اُنکی ایام میں مرفعتھی اور صنائع اور حرفہ منکے
 خوب ترقی ہوئی تھی اُنکے بعد مستطہر باللہ احمد کی بیعت ہوئی نام مقتدی کا یاغی نے یون لکھا ہے
 مقتدی باللہ ابو القاسم عبد اللہ ابن ذخیرۃ الدین محمد بن قایم بامر اللہ عباسی۔ اٹھائیسویں
 خلیفہ خاندان عباسیہ ابو العباس احمد المستطہر باللہ تھے
 مقتدی بامر اللہ ستائیسویں خلیفہ کے بیٹے۔ بروایت سبایک
 الذہب شوال ششہ میں وہ پیدا ہوئے تھو باپ کے مرنے کے بعد سولہ برس کی عمر میں اُنکی بیعت
 ہوئی مان اُنکی ام ولہ ترکیہ تھی اور وہ بہت نرم مزاج اور کریم الاخلاق تھے نیک کامونین بہت
 جلدی کرتے تھے اُنکا عہد خلافت رعایا کو اسطے بہت خوشی اور مسرت کا تھا بدر کے دن تیسویں
 ربیع الاول ۲۸۷ھ ہجری میں قضا کی پچیس برس وہ خلیفہ رہے۔ اور سامرہ میں لکھا ہے
 کینت مستطہر کی ابو العباس تھی اُنکے خلافت کی بیعت منگل کے دن محرم ششہ میں ہوئی باہن
 ظہر اور عصر کے انھوں نے لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی بعد اُسکے اپنے با مقتدی بامر اللہ
 کی نماز خجاء کی پڑھائی اُنکی عمر جسن اُنکی بیعت ہوئی اور اُنکو باپ دفن ہوئے سولہ برس دو بہنیں
 تھیں جن کی تھی اسواطے کہ سینچر کے دن بیویں شوال ششہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اور

روضۃ الصفا میں مذکور ہے باختلاف روایت اُسید بن جسدن مقتدی بامر اللہ نے قضائی برکیا روق بن ملکشاہ سلجوقی نے جو بنیاد میں موجود تھا مستطہر کے ماتھے پر بیعت کی۔ اور روایت میں مستطہر نے تین دن باپ کا مرنہ منہی رکھا اس عرصہ میں برکیا روق کو غلامت اور ہدایا بھیجے راضی کیا بعد اسکو باپ کا قضا کرنا ظاہر کیا تب اسنے آکے بیعت کی۔ مستطہر کے ایام خلافت میں حسن صباح اسماعیلی نے بہت قوت پکڑی اور غصہ خیزی اور شام اور روم و بار کے مستحکم قلعوں پر اسکا قبضہ ہو گیا اور انہیں مستطہر کو عہد میں منعموں نے ایک سال میں حکم کیا کہ طوفان فوج کی طرح سے اس سالین طوفان ہو گا مستطہر باللہ نے ابن عیسیٰ منہم سے اسکی کیفیت پوچھی انھوں نے کہا حضرت فوج علیہ السلام کے زمانے میں سب سے سیرہ کا اجتماع اور قرآن برج حوت میں ہوا تھا اس سال اُسی برج میں چھ سیرہ جمع ہوئیں مگر زحل اُسے خارج ہے اگر زحل بھی اس میں ہوتا تو طوفان عالمگیر واقع ہوتا مگر ابن عیسیٰ نے اپنی رائے بیان کی کہ کسی جگہ اس عالم میں جہاں ہر طرف کے لوگ بکثرت جمع ہونگے شاید ایک سیل عظیم آوے اور مجمع کثیر کو ہلاک کرے اس جمیعت سے بہت کم لوگ بچیں اتفاقات سے اس سال کو حجاج جو قریب دو لاکھ آدمی کو تھوڑے سے فراغت کر کے ایک خشک ندی پر اترے جس میں برسوں پانی کہی نہیں آیا تھا دفعۃً ایک سیل عظیم نے آکے سارے اس مجمع کو چاروں طرف سے گھیر لیا کی طرف بھاگے گا کی کو رستہ نکلا اس مجمع سے بہت قلیل لوگ جو جھٹ پٹ اونچے درختوں پر اور پہاڑوں پر چڑھ گئے وہ تو بچے اور باقی سب ہلاک ہو گئے۔ اور مستطہر باللہ نے ابن عیسیٰ منہم کا وہ حکم سنکے اس تصور سے کہ مبادا وہ جلے گا سیل بغداد کو تباہ کرے جن مقاموں نے شہر میں سیل آنیکا احتمال تھا وہاں بہت مستحکم بند بندھوا دیئے تھے جب یہ حادثہ حجاج پر واقع ہوا تب مستطہر باللہ نے ابن عیسیٰ منہم کو نظر آنکے استخراج صیغ حکم بخومی کے خلاف فاخرہ اور انعام کثیرہ عطا کیا۔ اس روایت کو صاحب روضۃ الصفا نے نقل کر کے لکھا ہے کہ حضرت فوج علیہ السلام

عہد میں قرآن سب سے زیادہ کا بموجب روایت مورخین کے برج سلطان میں ہوا تھا جسکو منہجین طالع
 عالم کہتے ہیں نہ کہ برج حوت میں جیسا روایت مذکورہ بالا میں لکھا ہے۔ بالجمہ مستنصر باللہ ۱۲۰۵ھ میں مر
 موت میں مبتلا ہو کے قضا کر گئے کچھ اور پچیس برس انھوں نے خلافت کی اور اکتالیس برس چھ مہینے
 چھہ ذکری الکی عمر ہوئی رعایا انکو عہد میں بہت رفاہ اور فلاح میں رہی وہ نہایت اخلاق کریمانہ کی متصف تھے
 پھل خوردگی بات مطلق نہیں سنتے تھے اور شریر اور بدگلوں کو نہ توں پر ہرگز عمل نہیں کرتے تھے ایسے لوگوں کو
 وہ خوب پہچانتے تھے بہت بڑے خوش نویس تھے اور بڑے شاعر تھے عمدہ اشعار اور قصائد انھوں نے
 یادگار چھوڑے ہیں۔ یافعی مرآۃ الجنان میں ۱۲۰۵ھ کے وقائع میں مستنصر عبیدی کا ذکر کرتے ہیں کہ اسی
 سال میں اسنے قضا کی اور اسکا نام یون لکھتے ہیں المستنصر باللہ ابو نعیم معد بن طاہر علی بن الحاکم العبیدی
 صاحب مصر اسکا تسلط اور غلبہ یہاں تک پہنچا کہ بغداد میں بھی اسکا نام خطبے میں ہر سیر میں پڑھوایا
 اور قایم بامر اللہ عباسی کا نام نکلو اذ لا النرض اسنے اتنی ترقی کی کہ اس کے ابا اور اجداد میں سے کوئی اس
 رتبے کو نہیں پہنچا تھا سائبرس اسنے سلطنت کی اتنی مدت تک نہ کوئی خلفائے عبیدی میں سے
 کسی خلافت کی نہ خلفائے عباسی فی اسی سال میں صلیبی کا بیٹا پھر بلا دین میں مسلط ہوا اور تجدید خطبے
 اور سکوی مستنصر کے نام کی اسنے کی وہی مستنصرات بر سکا تھا جب خلیفہ مصر کا مقرر کیا گیا اور اس کے
 نو برس کی عمر میں حرمین شریفین میں اسکا نام اور اس کے ابا کا خطبے سے نکال دیا گیا اور خلفا عباسیہ کے نام کی
 تجدید ہوئی اسی مستنصر کے عہد خلافت میں مصر میں ایک ایسا قحط عظیم واقع ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام
 عہد ہی کہیں اس شدت کا قحط نہیں ہوا تھا سات برس تک متصل وہ قحط قایم رہا آدمی ایک دوسرے کو
 کھا لگا ایک روٹی پچاس دینا تک کی کمی اس مدت قحط میں مستنصر تنہا سوا رہا باہر نکلتا تھا اسکی
 خواص اور امرا کے پاس سواری باقی نہیں تھی سب پیادہ یا ہمراہ ہوتے تھے راہ میں ہزاروں عتیم اور بچے

الجمع الجوع بکارتے پھرتے تھے اور مستصر بنی عادت کی موافق ہر روز اپنے چہرے پر سوار پھرتا تھا آخر شش بہشت پہنچی کہ مستصر کی ماں اور بیٹیاں بھوک کی شدت سے مصر سے بغداد میں چلی گئیں۔ ۴۹۰ء کے وقائع میں یافعی لکھتے ہیں رضوان ایک شخص نے طلب پر قبضہ کیا اور مستعلی باطنی کے نام کا جو خلفا عبیدین تھا خطبہ پڑھوایا مگر چند مہینے کے بعد حاکم انطاکیہ فراسکو وہاں سے نکالا اور پھر تجدید خطبہ خلفا عباسیہ کے نام کی ہوئی اور ۴۹۱ء کے وقائع میں لکھتے ہیں کہ فرنگیوں نے انطاکیہ پر بزور شمشیر قبضہ کیا اور وہاں مسلمانوں پر بڑی عسارت نازل ہوئی۔ اور ۴۹۲ء میں انھیں فرنگیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کیا اور اسی سال میں دعوت باطنیہ کی اصفہان اور اسکو نواح میں پہنچی۔

راقم کہتا ہے باطنیہ وہی روافض اسماعلیہ حسن صباح کے مطیع کہلاتے ہیں جو ظاہر انھیں عبیدین سے منشعب ہوئے تھے۔ اور ۴۹۳ء میں انھیں یافعی کی روایت سے مسلمانوں نے اور فرنگیوں نے قریب مالطہ کے بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی جس میں تین لاکھ فرنگیوں کی فوج تھی اس لڑائی میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو منظر اور منصور کیا بادشاہ فرنگیوں کا مقید کر لیا گیا اور اس کے تین لاکھ آدمیوں نے کل تین ہزار آدمی رات کی وقت بھاگ کپجے باقی سب مقتول اور مقید ہوئے اور ۴۹۴ء میں باطنیہ کی عراق میں اور کوہستان میں کثرت ہوئی جبکہ سردار حسن بن صباح شہادت قلعہ سمرقند قابض ہو گئے اور رستے کو نا شروع کئے اس سبب کہ اولاد ملکشاہ سلجوقی کی اپنے آپس کے قتال اور جدال میں مصروف تھی ان کے مدافعت کی فکر سے غافل ہو گئے تھے اسی سال میں فرنگیوں نے بعض بلاد شام پر قبضہ کر لیا منجھ ان بلاد کے سروج اور تنہا رہے تھا اور ۴۹۵ء میں خلفا عبیدین کا تسلط ممالک شام پر سے جاتا رہا بعض بلاد پر ترک مسلط ہوئے اور بعض فرنگیوں کو اختیار میں فرنگیوں نے بیت المقدس پر پھر قبضہ کیا مسجد اقصیٰ میں ستر ہزار مسلمان قتل ہوئے اور سونا

اور چاندی بے انتہا فرنگیوں کے قبضے میں گئی۔ اور تیسہ میں سلطان محمد بن ملکشاہ فی باطنیہ کو تصرف
اصفہان کا ایک قلعہ نکال لیا جس کے بنامین سلطان ملکشاہ نے دس لاکھ دینار خرچ کئے تھے اور بڑے
اونچے پہاڑ پر بنایا تھا وہ سلاطین کی غفلت سے باطنیہ کے تصرف میں آگیا تھا جیسر احمد بن عبد الملک
بارہ برس سے قابض تھا آخر شش سلطان محمد نے اس پر قبضہ کیا اور احمد بن عبد الملک کو قتل کیا۔

اسی سالین باختلاف روایت یوسف بن یاسفین امیر المسلمین سلطان مغرب ابو یقوب بربری نے
قضا کی جو اپنے زمانے میں اکبر ملوک دنیا سے تھا براشباع اور عادل اور حلیم اور مدبر تھا کچھ اوپر
تیس برس اس نے ملک مغربیہ میں سلطنت کی اور اپنے انیسویں اُس نے وکلاء عراق میں بھیجے
اور خلیفہ مستنصر باللہ سے عہد اپنی حکومت کا طلب کیا اپنے اپنی سلطنت کو انکی خلافت کے تحت کر کے انہما
بیت اور استبازت اپنی سلطنت کی کی خلیفہ نے خلعتین اور نشان اور جو امور اسکا سلطنت پر داخل
روانہ کئے اور انکی سلطنت تحت خلافت خلفائے عباسیہ کے داخل ہوئی۔ انیسویں یوسف بن یاسفین
کے خصائل میں لکھا ہے اہل علم اور دیندار لوگوں کی انکو بہت صحبت رہتی تھی اور عفو اور انعام بڑے
بڑے جرائم سے انکی جہت میں تھا لکھتے ہیں ایک دن باخفا نشان سلطنت وہ سیر کرتے تھے ایک مقام پر
گذرے جہاں تین آدمی بیٹھے ہوئے اپنی خیالی آرزو میں بیان کر رہے تھے ایک نے کہا کاش ہزار دینار
ہمو ملے جس کے ذریعے سے ہم تجارت کرتے دوسرے نے کہا کاش ہمو کوئی خدمت امارت مسلمین کی ملتی
تیسرے نے کہا کاش ملک بادشاہ کی ہماری آرزو ہو تو یوسف بن یاسفین نے انوں کو
طلب کیا اول کو ہزار دینار دئے اور کہا جاؤ تجارت کرو اور دوسرے کو اسکی آرزو کے مطابق ان کی
حکومت عطا کی اور تیسرے کو بلا کے کہا اسی جاہل کیوں ایسی آرزو تو نے کی جو تمہیں مل نہیں سکتی
بعد اسکے اسکو اپنی ملک کے پاس بھیج دیا انہوں نے ایک خیمے میں اسکو بٹھادی تو یا قید کیا تین دن

وہاں رکھا اور روز ایک سو کا کھانا اسکو کھلوا یا تیسرے دن اسکو بلا کے پوچھا کھانا کیسا تھا اُس نے کہا
 ایک ہی ذائقے کا کھانا تینوں دن تک ملکہ نے کہا سب عورتوں نے ایک ہی لذت حاصل ہوتی ہے کیونکہ وقت
 سحر ایسی آرزو کی جو تجھ کو مل نہیں سکتی بعد اُس کے کچھ لباس اور کچھ نقد اسکو دیکے قید سے رہائی دی۔
 ۱۲۵ھ کے وقائع میں یافعی لکھتے ہیں اس سال میں امام مستظہر باللہ ابو العباس احمد بن المقدادی باللہ
 عباسی نے قضا کی بیالیس برس کی سن میں اور پچیس برس انھوں نے خلافت کی وہ بڑے خوش فہم
 اور بڑے اویٹ اور صاحب فضیلت اور کریم الاخلاق تھے نیک امور میں بہت سرعت کرتے تھے۔
 تیسویں خلیفہ خاندان عباسیہ کو ابو المنصور الفضل المسترشد باللہ احمد
 المستظہر باللہ اٹھائیسویں خلیفہ کے بیٹے تھے۔ بروایت سبایک الذہب وہ بعد
 اپنے باپ کے مرنے کو خلیفہ ہوا لوگوں نے اُنکے ہاتھ پر بیعت کی وہ بڑے عالی ہمت اور شجاع اور
 نہایت بامیبت تھے رعب انکا قلوب پر نہایت نا ہی تھا مہالک اور شداید بذات خود اقام کرتے تھے
 انھوں نے امور خلافت کو نہایت منظم اور ضبط کیا اور اُس کے رسوم زائد کو از سر نو قائم کیا تھا اور شریعت کے
 احکام کو بھی بہت رونق دی تھی اور بذات خود سلاطین بغات کے ساتھ جنگ و جدل میں شریک تھے
 یہاں تک کہ بسبب کثرت فسادات بغات کی اور تشاویش محاربات سحرانگو آرام اور راحت اپنا ایام
 خلافت میں نہیں نصیب ہوئی اور چونکہ ہمیشہ محاربات کے واسطے مخالفین کے ساتھ بذات خود اٹھ کھڑے
 ہوتے تھے ایک اخیر محاربے میں اُنکو شکست ہوئی جمین اللہ تعالیٰ نے اُنکو شہادت نصیب کی اور
 مسامرہ میں صرف اس قدر لکھا ہے کہ مسترشد باللہ جنکا نام فضل بن احمد تھا اور کنیت اُمی ابو المنصور تھی حمیرا
 کے دن چودھویں ربیع الاول ۱۲۵ھ میں اُمی بیعت ہوئی جب اُمی ستائیس برس کی عمر تھی اسوا سٹیک بدھ کی
 شکو جو تھی ربیع الاول ۱۲۵ھ میں وہ پیدا ہوئے اُس کے بعد اُنکے بیٹے راشد باللہ خلیفہ ہوئے اور روضۃ الصفا میں

امروئے سے کہ بروز وفات مستطہر باللہ کے انکی بیٹے ابو المنصور الفضل المستطہر باللہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی وہ خلیفہ باہیت اور عب تمیم سلطین سلجوقی سے انکا اقتدار اور اختیار بڑھ گیا تھا مگر آل اسکا اچھا نہوا۔ انکی شروع خلافت میں ایک انکی بھائی ابوالحسن نام نے کچھ فساد برپا کیا تھا مگر وہ گرفتار ہو کے خلیفہ کے پاس آئے۔ خلیفہ نے انپر مہربانی کی اور انکو امان دی اور بعض لکھتے ہیں بہت ذلت سے انکو ادب پر سوار کر کے شہر ہیکر وایا اور ایک شخص کو انسی ادب پر انکار دیف کر کے حکم دیا تھا کہ پیچھے سے کوڑے مارتا جاتا تھا۔

راقم کہتا ہے تطابق دونوں روایتوں کا اسے ہو سکتا ہے کہ بعد خلیفہ کے پاس آنے کو انپر مہربانی ہوئی اور انکو امان دی گئی۔ ۲۹۰ھ میں بعض امرا سلطان مسعود سلجوقی کے اُنسے منحرف ہو کے بغداد میں چلے آئے خلیفہ نے ان سبکی بہت دلجوئی کی اور ہر ایک کیواسطی مناصب اور عطا کیا کثیرہ مقرر کئے انھوں نے خلیفہ کو اتنا اور شانا کہ خطبے سے سلطان مسعود نام خلیفہ نے نکلوا ڈالا اور انکی ساتھ محاربے پر آمادہ ہوا اور تیاری کر کے بغداد روانہ ہوا راستے میں الی بھرت نے ہمراہی سے تخلف اور تھا عد کیا اس سبب خلیفہ اپنی عزیمت میں متردد ہوئے مگر ان امرا سلجوقی نے بالاج اور امرا خلیفہ کے تردد کو اُنکے دل سے نکلوا ڈالا کہ پھر اُس غزیمت کے اتمام پر آمادہ ہو گئے اور سلطان مسعود نے خلیفہ کی آمادگی اپنے محاربے پر سینکے ساری اپنی افواج متفرقہ جمع کی اور اپنے مقرر حکومت سر روانہ ہوئے جب اقبال فستین اور تواقی فریقین ہوئی تب بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی مگر خلیفہ کی فوج کو شکست ہوئی باوصف اسکا کہ بہت سے ہمراہی اُنکے قتل ہوئے اور بہت سے متید ہو گئے اور باقی ماندہ فرار اختیار کیا مگر خلیفہ بذات خود ایک ہاتھ میں مصحف شریف اور دوسرے ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے جہان کھڑے تھے وہاں سے جنش نکلی اور منہزمین کو پکارتے تھے کہ عارفار سے شرم نہیں آتی بھادری کرو اور پھر اور خلیفہ کے وزیر علی بن طراز جو دانشمندی اور کفایت شجاری میں بے نظیر تھے ہمراہی ابلقلم اور ایک گروہ مصاحبین خاص اور خواص اور خدم کا خلیفہ کے ہمراہ تھا کہ انھوں نے بھی

جنش اپنے مقاموں سے نہیں کی یہاں تک کہ سلطان مسعود اور ان کے ہمراہی کے لوگ خلیفہ کا وہ قمار اور
 ممکن دیکھ کے بہت متحجب تھے۔ آخر شہ سلطان نے ایک جمعیت مامور کی جس نے خلیفہ کو اور انکو وزیر کو و قاضی
 القضاۃ کو اور ارباب مخزن کو گھیر کے مقید کر لیا اور خلیفہ کو ایک خیمہ میں اتار کے اس پر محافظین مقرر
 اور خود سلطان مسعود وہاں کی طرف روانہ ہو گیا ہر اعلیٰ کو بھی ہمراہ لگئے۔ جب سلطان مسعود ہر اعلیٰ میں
 پہنچے تب خلیفہ کے ساتھ گفتگوئی مصالحہ پیش ہوئی اور یہ قرار پایا کہ خلیفہ کیسے قدر و پیر ہر سال سلطان کو پہنچا
 کریں اور پھر بغداد سے کہیں نہ اٹھیں خلیفہ اس صلح پر راضی ہوا اور سلطان آمادہ تھی کہ خلیفہ کو بغداد کی طرف
 کریں۔ اتنے میں خبر پہنچی کہ قرآن نام ایک شخص سلطان سے بغیر کی طرف سے برسم رسالت آتا ہے سلطان مسعود
 اسکو استقبال کیو اسطر روانہ ہوا اور ظاہر اسباب مصالحت ہو جانے کے خلیفہ کے حفاظت کی کچھ فکر نہ رہی کہ چند
 ملاحدہ باطنیہ کے فدائی جنکا رئیس حسن صباح تھا خلیفہ کے خیمہ میں گھس گئے اور انکو شہید کر ڈالا۔
 اسکو فدائی اور ہمراہیوں کی یہی عادت تھی کہ ایک یا دو شخص اپنے مخالفین نامور کے مکانات یا خیموں
 کسی جیل اور تدبیر سے گھس جاتے تھے اور اسکا کام تمام کرتے تھے یا مدت تک نوکری سے یا کسی اور حیلے
 سے اسے صحبت رکھتے تھے اور فرصت پا کر اسکو قتل کرتے تھے سیکڑوں کے ساتھ یہ تدبیر غدری حسن صباح
 نے کروائی اور انکو تمام کیا۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ ان ملاحدہ باطنیہ نے باغوا اور ایما سلطان مسعود کے
 وہ حرکت ناشایستہ کی تھی سبب اسکا یہ تھا کہ سلطان سنجر نے سلطان مسعود کو لکھا تھا کہ جو کچھ انھوں نے
 خلیفہ کا اموال ضبط کیا ہے وہ سب واپس کریں اور بہت معذرت اور استغفار کے انکو بغداد کی طرف روانہ
 کریں چونکہ سلطان مسعود سلطان سنجر کے خلاف رائی کے کوئی امر نہیں کرتے تھے ظاہر میں تو اس پر آمادہ ہوئے کہ
 سلطان سنجر کی نصیحت کے بموجب خلیفہ کو بہت جمل اور احتشام تمام اور تکریم اور تعظیم سے رخصت کریں مگر مخفی
 بسنے باطنیہ کو پیر آمادہ کیا جو اسے ظہور میں آیا خدا جانے یہ روایت نری بدگمانی کی ہے یا واقفیت رکھنے کی

بعد اس حادثے کے جو امرائے قہورین آیا یعنی نہایت جزع اور فرخ خلیفہ کے شہید ہونے پر اور قاتلین کو
 تلاش کر کے قصاصاً انکو قتل کرنا وہ اس بدگمانی کے خلاف ہی بالجملہ سلطان مسعود نے بہت ماتم اور شیون
 کیا اور خواص اور خدم ہمارا ہی خلیفہ مرحوم کے سنگے سر روتے پیٹتے جنازے کے ہمراہ تھے اور سارے علما اور
 ائمہ اور قضاۃ خلیفہ کے تابوت کو اپنے کندھوں پر اٹھا کے ایک مدرسین جو دکان ایک امیر ناباک نے
 جاری کیا تھا یہاں کے دفن کیا سترہ برس چھ مہینہ ستر شہد خلیفہ رہے اور تینتالیس برس کی انکی عمر
 ہوئی۔ اور یاقنی نے مرآۃ الجنان میں لکھا ہے ۵۲۹ھ کے وقایع میں کہ خلیفہ مسترشد باللہ سات ہزار
 فوج کی جمیعت سے سلطان مسعود کے ساتھ حجاز رہے کیواسطی اٹھ کھڑے ہوئے جو ہمدان میں تھوڑے ہی دنوں میں
 رہے اور اسے بھر رہی کچھوپر دس ہزار فوج کے چنانچہ اسی سال کو رضائین دو نو جمیعتوں سے باہر جنگ ہوئی
 حسین خلیفہ کی فوج کو شکست ہوئی حریف نے خلیفہ کو اور انکے خواص کو گھیر لیا اور خلیفہ کا خزانہ جو خیر
 چالیس لاکھ دینار کا تھا وہ سلطان مسعود کے قبضہ میں اور پانچ ہزار آدمیوں سے زیادہ کسی کو قتل نہیں کیا
 راقم کہتا ہے ظاہر امر ایدہ ہے کہ سلطان مسعود نے بعد لڑائی کے اس محاصرہ میں پانچ
 آدمیوں سے زیادہ کسی کو قتل نہیں کیا اور سلطان خلیفہ کو ہمراہ لیکے مراغہ میں چلے گئے جہاں کھانا کم و آؤدین
 محمود تھا اس عرصہ میں سلطان سنجر نے بڑی تہدید اور تحویف سے سلطان مسعود کو لکھا کہ فوراً خلیفہ سے
 اپنا قصور معاف کرو اور جو زیادتی انکے اوپر ہوئی ہے اسکا معقول تدارک کرو اور خلیفہ کو سوار
 کر کے اٹلی رکاب میں زیادہ پاؤروں سے غفریب میں ملو قرار واقعی سزا دو گنا۔

راقم کہتا ہے چونکہ سلطان سنجر سلطان مسعود کے چچا تھے وہ انکا بہت ادب
 اور لحاظ کرتے تھے مجرب انکو حکم کے انھوں نے فوراً عمل کیا مگر اتفاقات سے سلطان مسعود نے سنجر
 میں تھک کر سترہ آدمی ملاحدہ باطنیہ کے خلیفہ کے سراوق میں گھس گئے اور انکو شہید کیا سلطان سنجر نے

بیٹھے اور رونائیں شروع ہوا اور جب خبر بغداد میں پہنچی وہاں لوگوں نے ایسا ماتم کیا کہ منہ اوسکے
 کبھی بغداد میں نہیں ہوا تھا اور راشد بالہ ستر شد بالہ کے بیٹے کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی ستر شد بالہ
 کی خلافت سارے ستر برس رہی اور انکی ستر برس کی عمر تھی جب بعد انکے باپ کے انکی بیعت ہوئی تھی
 پھر یافعی نے بلفظ قیل لکھا ہے جو لفظ دلالت کرتا ہے ضعف روایت پر کہ باطنیہ ملاحدہ نے باغوا اور ایما
 سلطان مسعود کے ستر شد بالہ کو شہید کیا پھر یافعی لکھتے ہیں بعد مقتصد بالہ کے جو سوطحون خلیفہ خاندان عباسی
 کے تھے کوئی خلیفہ ایسا ہمارا اور شجاع اور شہور اور شدید الہیت اور صاحب عقل اور بیدار اور ذی ہمت
 عالی شان ستر شد بالہ کے نہیں گذرا۔ تیسویں خلیفہ خاندان عباسی ابو جعفر راشد
 بالہ ستر شد بالہ اُنقیسویں خلیفہ کے بیٹے تھے۔ سب ایک الذہب میں انکے عہد کے
 کو ایف بخت ہی مختصر لکھے ہیں کہ وہ ۲۹۰ھ میں پیدا ہوئے تھے ماں انکی ام ولد تھی بچپن میں باپ کی
 شہادت کے ذی القعدہ ۲۹۰ھ میں انکے ہاتھ پر بیعت ہوئی پھر انکو خلافت سے معزول کر کے
 مقتضی الامر لہ کو لوگوں نے خلیفہ کیا اور ۳۰۰ھ میں اُس سے بھی مختصر ہے اور روضۃ الصفا میں مذکور ہے
 کہ ستر شد بالہ نے ایک برس پیشتر اپنے مقتول ہونے سے راشد بالہ کو ولیعہد مقرر کیا تھا
 جب خبر انکے مقتول ہونے کی بغداد میں پہنچی وہاں کے اعیان اور اشرف نے انکے ہاتھ پر بیعت کی اور
 مسعود سجوقی نے اپنے گماشتے کو جو بغداد میں تھا لکھ بھجوا کہ راشد بالہ کی اطاعت میں بند ہو کر
 ساتھ متفق رہے بعد اوسکے سلطان مسعود نے ایک امیر کو اپنے امراؤں میں سے بھجوا اور راشد بالہ سے
 وہ روپیہ پیشکش کا طلب کیا جسکے ادا کا ستر شد بالہ نے وعدہ لکھ دیا تھا راشد بالہ نے
 کہا کہ باپ کے وعدہ کرنے سے میرے اوپر ایفا اسکا لازم نہیں ہے پس شبان سلطان مسعود سے
 اور خلیفہ راشد بالہ سے باہم مجاہدہ ہو گیا سارے بغداد کے لوگ خلیفہ کے شریک ہو گئے اور اٹھنا

سلطان مسعود کو ہزیمت ہوئی داؤد بن محمود بن ملک شاہ آذربایجان سے آکے خلیفہ کے شریک ہوئے اور
 عباد الدین زنگی موصل سے آکے خلیفہ کے ہمراہ ہوئے پس راشد اُن کو گونگی شرکت سے قوی العزم ہو گئے
 اور سلطان مسعود کا نام خطیب سے لکھوا لالا سلطان وہ خبر سن کر بہر اہی افواج کثیرہ خلیفہ کے ساتھ جنگ کر دیکو
 روانہ ہوئے اور مسجوقی اور تائب زنگی سلطان کی فوج کا راستہ روکنے کے لئے چلے کچھ قلیل زود نمودار ہوئے
 پہلے ملائذیوں نے اپنے تئیں مقابل اور باہم فوج سلطان کا ندیکہا اس سبب انھوں نے بغداد کی طرف
 مراجعت کی اور سلطان مسعود آکے بغداد کا حاصرہ کیا پچاس دن کے محاصرے کے بعد خلیفہ بہر اہی تائب
 زنگی موصل کی طرف بھاگ گئے اور داؤد بن محمود بن ملک شاہ مسجوقی آذربایجان کی طرف جو انکا مقر حکومت
 تھا چلے گئے اور سلطان مسعود بغداد پر قابض ہو گئے پھر خلیفہ تائب زنگی سے علیہ ہو کے مراغہ میں
 پہنچے وہاں پھر وہی داؤد بن محمود اور بعض اور امرائے اس فوج کے جو سلطان مسعود منصرف تھے آکے
 خلیفہ کے شریک ہوئے اور سب لوگوں نے عزم مصمم کیا کہ پھر خلیفہ کو لیجا کے تخت خلافت پر بیٹھلائیں سلطان
 مسعود خبر اتفاق اس جماعت کی سننے اسکی عداقت کیواسطے روانہ ہوئے اُنکے مراغہ میں پہنچے ہوئے
 خلیفہ اور داؤد اور اس کے امرا جو اُنکے شریک ہوئے تھے حاکم خورستان کی طرف چلے گئے اور وہاں
 جمعیت ایک فوج کے اصفہانیوں داخل ہوئے اور سلطان مسعود مراغہ سے بغداد کی طرف مراجعت کی
 اصفہانیوں ایک شخص نے ملاحدہ باصفہ میں سے جو مدت سے کسی فرقے میں خلیفہ کے خواص کے کو کر تھا
 اور فرصت وقت کا تفرقہ تھا قابو یک خلیفہ کو ایک چہرے قتل کر دالا لوگوں نے اُس قاتل کو پکڑ کے قتل کیا
 اور شہر اصفہان کے باہر خلیفہ کی لاش کو دفن کیا راشد بالہ کی خلافت بروایت ابن جوزی اور حبیبی کے
 ایک برس رہی اور یافعی نے مرآۃ الجنان میں مسعود کے وقایع میں لکھا ہے کہ سلطان مسعود ایک امیر کو
 خلیفہ راشد بالہ کے پاس بھیجا اور سات لاکھ دینار اُسے طلب کئے خلیفہ نے لوگوں سے مشورہ کیا

آرا سپہر بانی کہ روپیہ کو گوئیں سے تحصیل کر کے بھیج دیں وہ روپیہ تحصیل ہوا اور سلطان کے پاس
 روانہ کیا گیا مگر اسکی تحصیل میں ایسے مظالم ہوئے کہ لوگوں نے ہتھیار اٹھائے اور بغداد میں کیفیت
 غدر کی پیدا ہوئی اتنے میں سلطان محمود کی فوج بانی بنی اور آنا تک زنگی موصل سے آئے خلیفہ ٹاکیہ
 ہو بغداد کے لوگوں نے سلطان کی فوج کے ساتھ قتال شروع کیا تھوڑے دنوں کے بعد سلطان
 مسعود اپنے وکلا خلیفہ کے پاس پہنچے اور درخواست مصالحت کی لکھی خلیفہ نے لوگوں سے اس امر
 میں مشورہ کیا سب امرائے قبول مصالحت سے انکار کیا اور کہا سو قتال کے کچھ چارہ نہیں ہے جب
 یہ جواب سلطان کو پہنچا انھوں نے پانچ ہزار سوار سے آئے بغداد کا محاصرہ کیا اور فوج خلیفہ کی نہایت
 پریشان اور مضطرب ہو گئی اور ایسے امور واقع ہوئے کہ انکا ذکر بہت طوالت چاہتا ہے بعد اسکے
 سلطان مسعود آنا تک زنگی کو بہت کچھ تہدید اور تحویف لکھی اور سب امرائے وکلا اطلاع کی کہ جو کوئی
 آنا تک زنگی کو قتل کرے سارے ممالک جو اسکے قبضے میں ہیں وہ سب اسکے قاتل کو سپرد کر دئے
 جائیں گے آنا تک زنگی نے یہ خبر سننے خلیفہ کو ہمراہ لیکے موصل کی طرف چلا گیا اور سلطان مسعود بغداد
 میں داخل ہوئے اور اُسے قبضہ کیا اور احکام بہت عدالت اور انصاف کے انھوں نے جاری کئے
 اس سبب سے سارے اعیان اور اشراف اور علمائے سلطان کے پاس مجتمع ہوئے اور ارشاد بالہ
 پر سب نے طعن اور تشنیع شروع کی اور بعضوں نے روایت کی ہے کہ سلطان نے سب کو تہدید
 اور تحویف کی اور ہر ایک کو وعید شدید کی او اگر ارشاد بالہ کو سب لوگ خلافت سے خلع نہ کریں پس
 سب لوگوں نے ایک محضر لکھا اور اُس میں وہ امور ذکر کئے جو ارشاد بالہ کے خلافت سے معزول کرینگے
 باعث ہوئے اور محمد بن مستطہ بالہ کو بلا کے اُنکے ہاتھ پر بیعت کی اور مقتضی الامر الہی انکا لقب قرار دیا
 بعد اسکے سلطان مسعود جو کچھ اموال خلفا کا دار خلافت میں تھا سب کو ضبط کیا اور بجز چار گھوڑوں کے

وہاں کچھ نہیں چھوڑا پھر یافعیؒ کے وقایع میں لکھتے ہیں کہ رنگی نے راشد بالہ خلیفہ مغول کو
 موصل سے نکال دیا اور سب انکے عمر ایون نے انکا ساتھ چھوڑ دیا وہ حیران اور پریشان مراغہ میں چلے
 گئے اور اپنے پاک قبر پر جب کہ خوب رو اور سر میں اور سر پر خاک اڑائی انکے اس ماتم اور شیون سے
 وہ انکے لوگوں کو انپر بہت رحم آیا اور سلطان داؤد بن محمود سلجوقی بن ملک شاہ انکے ہمراہ ہوئے اور سلطان
 مسعود ساتھ انہوں نے جنگ کی جس میں سلطان مسعود بہت لوگ مار گئے اور سلطان مسعود
 بغداد کی رعایا سے بہت کچھ زرمبادلہ اسی سال میں لیا یہ ہر سال کے وقایع میں انھیں یافعی نے درج کیا
 لکھا ہے کہ شرکت راشد بالہ کی قوی ہو گئی اور انکے ساتھ بہت جمیعت ہو گئی اور اسی سال میں قتل
 ہو گئے یہ اسی سال میں لکھتے ہیں راشد ابو جعفر بن مسترشد بالہ بن مستظہر بالہ کے اکثر عہد خلافت
 میں بسبب عہد ہونیکے خطبہ پڑا کئے اور باپ کے بچے کے ساتھ یہ رعیت ہوئی تھی اور وہ نوجوان
 سفید رنگ نکلیں تام الکمل شدید البطش شجاع النفس حسن السیرت جواد شاعر فصیح تھے مگر اونکی
 دولت خلافت کی دراز نہیں ہوئی جو بڑے گناہوں کی انتہی تہمت کر کے لوگوں نے انکو خلافت سے مغول
 کیا یہ وہ اصفہان میں چلے گئے اور انکے ساتھ سلطان داؤد بن محمود بن ملک شاہ سلجوقی تھے وہاں کہ
 وہ کسی عارضہ میں بیمار ہو گئے اسی التین انکے اوپر ایک جماعت باطنیہ کی کو دمی اونکو ملا حدہ نے
 قتل کر ڈالا۔

قسم کہتا ہے طرز تحریر یافعی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جماعت ملاحدہ کی بطور چوڑی
 بچا ہے راشد بالہ پر ڈانٹا ڈالے اوکو قتل کیا مگر قیاساً وہ اسی جماعت کشیکہ کو بھی
 حفاظت نہ ہوئی۔ اکتیسویں خلیفہ خاندان عباسیہ کے ابو عبد اللہ محمد المقتدی الاعرابی
 بیٹے المستظہر بالہ اٹھائیسویں خلیفہ کے تھے۔ سبیک الذہب میں لکھا ہے

وہ راشد بالہ کے چچا تھے اونکی مغزولی کے بعد چچا کے ہاتھ پر بیعت ہوئی وقت بیعت کے مقتضی لامر اللہ کی چالیس برس کی عمر تھی ابن جوزی راوی ہیں کہ مقتضی کے عہد میں بغداد اور عراق خلفا کے اختیار میں آیا وہاں کوئی الحکامنازع اور مخالف نہ رہا اور اُن سے پیشتر مقتدر بالہ اٹھارہویں خلیفہ کے عہد سے وہاں کی حکومت سلاطین متغلبین کے ہاتھ میں تھی اور خلیفہ واسطے صرف نام خلافت کا تھا اور مقتضی لامر اللہ ربیع الاول کے چاند رات کے دن قضا کر گئے ۳۵۵ ہجری میں چوبیس برس تین مہینے اکیس دن بچھے اور سامرہ میں صرف اس قدر لکھا ہے کہ مقتضی لامر اللہ جو راشد بالہ کے چچا تھے انکے ہاتھ پر بدعت کے دن اٹھارہویں ذی القعدہ ۳۵۳ میں بیعت ہوئی اور روضۃ الصفا میں مروی ہے راشد بالہ بغداد چلے گئے مرکز خلافت خلیفہ سے خالی ہو گیا وہاں سلطان سعود کا تسلط ہو گیا مکی تحریک سے راشد بالہ کو ہر قسم کی بدیوبیوز اور معایب میں لوگوں نے منتسب کیا اور سلطان سعود اُن معایب اور سئیات کا اشتہار کیا علماء سے اُنکے باب میں استفتاء کیا علمائے نجواب میں لکھا جو شخص متصف ایسے صفات بد کا، وہ لائق خلافت اور امارت کے نہیں ہے۔

راشتم کہتا ہے کچھ شبہ نہیں ہے کہ علمائے صرف سلطان سعود کی تخلیف اور تہدید سے وہ فتویٰ لکھا ہے جیسا یا فعی کی روایت سے اوپر مذکور ہوا ہے اور اُن معایب کی صرف اُنپر تہمت تھی اس واسطیکہ اگر وہ پیشتر خلافت سے اُن معایب سے معیوب ہوئے تو انکے ہاتھ پر بیعت کا ہو سکتا ہے اور بغیر فرض حال اگر بعد خلافت کے وہ سئیات متہم میں گرفتار ہوئے تو یہ مسئلہ فقہی ہے کہ امام کا غل بسبب فاسق ہو جانیکے جائز نہیں ہے بالجملہ بعد شوریکے محمد بن احمد المستطہر بالہ خلافت کے لائق قرار پائے اُنکے ہاتھ پر بیعت ہوئی اور مقتضی لامر اللہ

اٹکا لقب قرار پایا بعد اُسکے سلطان نے اُنسے پوچھا کہ آپ کا اور آپکے متعلقین کا مصارف
 روزمرہ کیا ہے مفصل ارشاد ہو کہ بموجب اسکے روزانہ پیشکش کیا جاوے خلیفہ نے اُسکے
 جواب میں کہلا بھیجا کہ ہر روز چالیس اونٹ قطر الخلافت میں پانی پھنچاتے ہیں اسی سبب مصارف
 کو قیاس کر لو سلطان نے یہ جواب سنے کہا ہمنے ایک شخص عظیم القدر کو خلیفہ مقرر کیا ہے
 اللہ تعالیٰ اُسکے شیعہ محفوظ رکھے اور ہماری عزت بجاوے الغرض جب تک سلطان معوذ زندہ
 رہے خلافت کو کچھ رونق نہ ہوئی اُنکے مرثیے بعد مقتضی لامر اللہ کا اقتدار اور اختیار خلافت میں
 قائم ہو گیا پھر سلاطین سلجوقی کو انہوں نے بغداد میں داخل نہ دیا بعد سلطان خود کے مرنے کے
 محمد بن محمود ملک شاہ سلجوقی جو ممالک عجم پر تسلط تھا اُسنے بغداد میں اپنا وکیل بھیجا
 اور خلیفہ سے درخواست کی کہ اسکا نام خطبہ میں داخل کیا جائے خلیفہ نے وہ درخواست
 نامنظور کی سلطان محمد نے لشکر کشی کی اور بغداد کا آکے محاصرہ کیا خلیفہ نے استحکام شہر کے
 حصہ کا برج و بارو سے کر کے بقوت تمام مدافعت پر آمادگی کی اور شہر کے عام اور خاص سب
 لوگوں نے خلیفہ اسلام کی تائید پر کمر باندھ ہی یہاں تک کہ بعض عوام کشتیوں پر چڑھ چڑھ کے اور
 اور بعض دریائیں پہرے کے پار جاتے تھے اور سلطان کی فوج سے قتال کرتے تھے اس عرصہ
 میں سلطان محمد کو خبر پہنچی کہ بعض اُنکے مخالفین نے عواق عجم میں بغاوت کی ہے وہ دفعۃً
 بغداد کا تھوڑے چھوڑ کے معاودت کر گیا اور مقتضی لامر اللہ بحیثیت خاطر نبات خود سیاہ اور
 سفید امور خلافت کے مختار ہو گئے بروایت صحیح منقول ہے مقتضی لامر اللہ نے دروازہ بیت
 کائنات پرست شکست کا بنوایا اور کعبہ شریفہ میں بھیجے وہاں نصب کروایا اور پرانا دروازہ مکہ
 معطر سے بغداد میں آیا اُسکا انہوں نے اپنے واسطے تابوت بنوایا بعد اُنکی وفات کو لوگوں نے

اُسی تابوت میں اُنکی لاش رکھ کر کھدو کی شہ ہجرت میں انہوں نے قضا کی مدت اُنکی خلافت کا
 روضۃ الصفا میں بعینہ وہی لکھی ہے جو اوپر سب ایک الذہب کی روایت سے مرقوم ہوئی ہے
 پہر لکھا ہے چونکہ شہر برسی اُنکی عمر ہوئی اور وہ مرد حکیم و کریم اور عادل نیک سیرت اور پاکیزہ
 سیرت تھے بغداد میں ابست کا ظہور و بالہ سے کسی خفیہ بجز ان کے حکومت بالاستقلال
 نہیں کی تھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مقتضی الامر اللہ کو عطا کی اخبار اور ابرار
 بہت خدمت کرتے تھے اور انہیں بہت روپیہ صرف کرتے تھے اور کلیات اور جزئیات امور انتظام
 سے وہ باخبر رہتے تھے اُنکے ایام خلافت کے حوادث میں ایک ظہور و بالہ شدید کا بغداد میں
 بعد سلطان محمد کے محاصرہ چھوڑنے کے ہوا جس میں کثرت سے لوگ مر گئے اور شام کے
 شہر وین زلزلہ کوئی کثرت ہوئی یہاں تک کہ ایک شہر جمین مکانات کے انہدام سے بیس ہزار
 آدمی مر گئے و جلے کا پانی ایک مرتبہ اتنا بڑھ گیا کہ کئی تھے بغداد کے اُس میں غرق ہو گئے جہان کی
 عمارات کا نشان باقی نہ رہا یا فعی نے مرۃ السجنانین جھڑ کے وقایع میں لکھا ہے اُس سال میں
 مقتضی الامر اللہ محمد بن المستنصر باللہ بن اللقادی باللہ العباسی نے قضا کی بعد اُنکے صفات
 متوالیہ مذکورہ شمار کئے ہیں وہ تھے عالم فاضل نرم مزاج حلیم شجاع حبیب خلیق امارت کی واسطے
 ہمتی میں کامل تھے کوئی امر چھوٹے سے چھوٹا بھی اُنکے عہد میں نہیں اپنے توقع اور فرمان کے
 جاری نہیں ہوتا تھا علی بن طرار نے اُنکی وزارت کے بعد اُنکے ابو نصر بن جہر نے بعد اُنکے علی
 بن معد فہ نے بعد اُنکے ابن عبید نے اور حاجب اُنکے ابو المعالی بن صاحب تھے اور بعد اُنکے
 ایک جماعت نے اُنکی حجابت کی اور یلیح الشہید اور عظیم الہیت تھے چھپیس برس انہوں نے
 خلافت کی دروازہ کھڑے مغمہ کا انہوں نے نیا بنوایا اور پرانے دروازے کا اپنے واسطے تابوت

بنوایا جمین وہ دفن ہوئے اوسنے بعد اوسنے بیٹے مستجد باللہ خلیفہ ہوئے ۔
 بتیسویں خلیفہ خاندان عباسیہ کے ابوالمظفر یوسف المستجد باللہ تھے
 اکتیسویں خلیفہ مقتضی لامر اللہ کے بیٹے سیامک الذہب میں تھے کہ وہ ۱۸۰ھ میں
 پیدا ہوئے تھے مان اوکی ام ولد گرجیہ تھی جسن اوسنے باپ کی وفات ہوئی اوسیدن او
 ماتہ پر بیعت ہوئی وہ بہت عادل اور حلیم اور سلیم تھے محصولات غیر واجبی سب چھوڑ
 یہاں تک کہ عراق میں کوئی غیر واجبی محصول لکھنیں رماشیر اور معد لوگوں پر نہایت سوت گیر
 ربيع الاول ۳۶۶ھ میں انہوں نے قضا کی اور سا مردہ میں لکھا ہی دو شنبہ کو تیسری بیع الاول
 ۳۶۶ھ میں اوکی بیعت ہوئی بعد اوسکے شیخ اکبر کہتے ہیں کہ جب اررحمن بن علی نے بذریعہ حیر
 ہمسے وایت کی کہ ابوالمظفر وزیر فی اوسنے کہا کہ امیر المومنین مستضی باللہ مستجد باللہ کے
 بیٹے اوسنے کہتے تھے کہ پندرہ برس ہو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 خواب میں دیکھا کہ اوسنے فرمایا کہ تمہارے باپ پندرہ برس اور خلیفہ رہینگے وہی واقع ہوا
 راقم کہتا ہے وہ ارشاد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 مستضی باللہ سے خبر مغیب اوکی اپنی زمان خلافت کی تھی مطلب اسکا یہ تھا کہ پندرہ برس
 بعد تم خلیفہ ہو گے ظاہر مستضی باللہ عابد اور متراض تھے اور قلب صافی غیر مکر رکھتے تھے
 پھر اسکے بعد شیخ اکبر کہتے ہیں کہ وہ نمودا و نہیں مستجد باللہ خلیفہ کی عہد میں شہر رشتین
 جو قوابع اندلس سے تھا پیدا ہوئے تھے جب سلطان ابی عبد اللہ محمد بن سعد بن مردیس اندلس
 بادشاہ تھے لکھتے ہیں میں ستائہا کہ خطیبی میں جمعہ کی دن مستجد باللہ کا نام خطیبین
 پڑنا کرتا تھا اوسنے بعد اوسکے بیٹے مستضی باللہ خلیفہ ہوئے

راقم کہتا ہے شیخ اکبر کی اس خبر اور جو الناصر لدین اللہ مستغنی بالہ کے بیٹے
 کی خلافت میں انہوں نے لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بعد بنی امیہ کے خلفاء کے جنہوں نے اندلس میں
 خلافت کا دعویٰ کیا تھا بعضے اُن حمالک کے سلاطین نے خطبہ اور سکہ خلفاء عباسیہ کا قایم کیا تھا
 اور روضۃ الصفا میں مروی ہے کہ مقتضی لامر اللہ کا سوامستیجی بالہ کے ایک اور بیٹا تھا ابو علی نام
 جب مقتضی لامر اللہ عرض موت میں مبتلا ہوئے تب ابو علی کی مان نے سب امر کو وعدہ رشوت پر کر
 کر کے یا رشوت دیکے درخواست کی کہ ابو علی کے ہاتھ پر بیعت کریں امر نے جواب دیا کہ باپ مستغنی بالہ
 ولیعہد کر چکے ہیں اُس پر عمل نکر نیکی کیا تدبیر ہے ابو علی کی مان نے کہا جب باپ کے دیکھنے کو تحمل میں
 آویں گے تب وہ یہاں قتل ہو جائیگے اُس کے واسطے کئی لونڈیوں کو چہرہ پران ہاتھ میں دیکے اُس نے کہیں
 میں بٹھلایا کہ جب مستغنی بالہ محل میں آویں تو وہ دفعۃً اُن پر حملہ کر کے اُنکا کام تمام کریں ایک بوجہ
 اس زار پر مطلع ہو گیا اور اُس نے عضد الدین نام ایک شخص سے بیان کیا جسکو روضۃ الصفا میں
 استواء لار لکھا ہے انہوں نے جا کے اُس عزم شرارت مخفیہ کا حال مستغنی سے بیان کر دیا اور
 اُن مقامات کا نشان بیان کر دیا جہاں وہ لونڈیاں بٹھلائی گئی تھیں مستغنی بالہ بہت ہوشیاری
 اور احتیاط سے یاپ کے دیکھنے کو گئے جسکے سبب ابو علی کی مان کی شرارت اور اُسکا عذر
 پیش رفت نہوا اور جب وہ تخت خلافت پر بیٹھے تب ابو علی اپنے بہائی کو اور اُنکی مان کو قید
 کیا اور سب لونڈیوں کو جو اُنکے کہیں میں بٹھلای گئی تھیں دریائے دجلہ میں ڈبوایا اور جو حال
 زلزلوں کے آنیکا حمالک شام میں مقتضی بالہ کے عہد میں لکھا گیا ہے بعضے مؤرخین ناقل ہیں کہ
 مستغنی بالہ کے عہد میں وہ زلزلے آئے تھے کہ چند روز حمالک شام اور جزیرہ عوب اور
 عراق عوب میں حادث ہوا کہ شہر دمشق کی اکثر عمارات منہدم ہو گئیں اور اکثر آدمی سکا

ان عمارات کے نیچے دب مرے شہر بعلبک کے سکرسان شہر چھوڑ کر جنگلوں میں جا رہے
اور عجیب امر یہ تھا کہ جو لوگ ان زلزلوں سے بھاگ کے دوسرے جگہ پہنچ گئے وہاں ہی زلزلے آئے
مگر ابن جوزی نے تلیق میں لکھا ہے کہ وہ حوادث مقتضی الامر الہ کے عہد میں پیش آئے تھے مستحیلاً
کی فراست اور دانشمندی کے بہت سے حکایات مشہور ہیں منجہ اُنکے ایک یہ حکایت ہے کہ ایک
بہت رات گئے ایک خواص کو جو قریب اُنکے تھا بلا کے کہا کہ اس وقت کسی سنا کہ کام کر نیکی
اور کوٹنے کی آواز میں کراہیں آتی ہے ایسے موسم میں چہت کے نیچے ایسا کام کرنا ہٹا
کے خلاف ہے۔

راشتم کہتا ہے ظاہر موسم برسات کا ہوگا اور پانی برستا ہوگا اس سبب سے
تفرس اٹھا ہوگا کہ وہ کام چہت کے نیچے کرتا ہے اور خلاف احتیاط اس واسطے کہا کہ برسات کی موسم
میں درود یوار اور چہت وغینہ شکر کے ضعیف ہو جاتی ہیں دھماکے آواز سے احتمال جنبش کا
درود یوار میں زیادہ ہے اور کھا تفرس یہ ہو کہ وہ قلب روپیہ بنا رہا ہے جس گھر سے وہ آواز
آتی تھی وہاں لوگ مقرر کئے کہ جب دروازہ اُس گھر کا کھلے وہاں گئے رہنے والے کو موعا سبب عت
کے یہاں لے آؤ خلیفہ کا تفرس ٹھیک تھا اُس آدمی کو جو اُس گھر میں تھا معاً اُن روپیہ کے جو
اُس نے بنائی تھے خلیفہ کے حضور میں لائے مگر امتحان کے بعد معلوم ہوا کہ روپے اُس نے قلب
نہیں بنائے تھے بعینہ ویسے ہی روپے تھے جیسے دار الضرب میں بنتے تھے اُس نے عذر کیا کہ سبب
مغلے کے میں نے یہ جرات کی کہچہ نفع اُس سے زاید جو دار الضرب میں مزدوری کر نیسے ملیگا
مجھے نہیں ہے مستحب بالہ کو اُس پر رحم آیا اُس کو حکم دیا جو کام وہ تھی اپنے گھر کرتا تھا وہ دار الضرب
میں بیٹھ کے علانیہ کیا کرے اور کچھ اُس سے محصول وغیرہ نہ لیا جاوے۔

راقم کا تفرس یہ ہے جیسے اوپر پہنے جلاب رسالتاب صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب
 دیکھنے کی حکایت میں اہل بیت رضی اللہ عنہم کو لکھا ہے کہ وہ ظاہر اقلب صافی کا شفی کار دیکھتے ہوں گے
 اسی طرح سے کیا عجب ہے کہ ان کے والد مستنجد باللہ بھی ارباب مکاشفات سے ہوں اور ان کا تفرس
 بمکاشفہ ہوتا ہو ۶۶۷ میں مستنجد باللہ نے قضا کی گیارہ برس ایک ہینا وہ خلیفہ رہے خلفا عباسیہ
 یقین وہ نیک کردار خلیفہ تھے رفا اور فلاح دعایا کے وہ بڑے خواہشمند تھے بہت سی بدعتیں
 انہوں نے موقوف کر دیں چل خور و نکے وہ بڑے دشمن تھے ہر گز کسی کی چٹائی وہ نہیں بستے تھے اور
 جو کوئی کسی کی چٹائی کھاتا تھا اس کو وہ قید کر دیتے تھے ایک شخص کو انہوں نے اسی جرم میں مقید کیا
 تھا اور مدت سے قید تھا اس کے کسی دوست نے درخواست کی کہ عوض اس کے جرم کے میں دس ہزار
 روپیہ جرمی مانہ داخل کرتا ہوں اس کی رہائی کا حکم صادر فرمائے اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا تم کسی
 شخص کو جو اس سے زیادہ شریعہ اور بد نفس ہو سیکے پاس لاؤ کہ اس کو مقید کر کے خلق اللہ کو اس کے
 شر سے بچاؤں تب اس کو میں چوڑو دوں گا اور دس ہزار روپے ملو اس کے شکر نہ میں عطا کر دوں گا
 وہ جرم مانہ نکو معاف کر دوں گا مطلب ان کا یہ تھا کہ سعادت اور نامی سے زیادہ عالم میں کوئی شہادت
 مودی خلافت نہیں ہے۔ تثنیہ یوں خلیفہ خاندان عباسیہ کے ابو محمد الحسن المستنجد
 بامر اللہ تھے بیٹے مستنجد بامر اللہ یثیہ یوں خلیفہ کے یافعی کی مراد انجانیہ اوسبایک
 الذہب میں ان کو مستنجدی بامر اللہ لکھا ہے اور مسعودی المستنجدی باللہ ہے اور روضۃ الصغیرین
 المستنجدی بنور اللہ ہے پس سبایک الذہب کی روایت سے وہ ۳۶۷ میں پیدا ہوئے تھے ماں ان کی
 ام ولد ارمنیہ تھی سمات غصیہ بروز وفات ان کے باپ کے ان کی بیعت ہوئی ابن جوزی سے
 سبایک الذہب میں روایت ہے کہ انہوں نے بحمد و اجلاس کے تحت خلافت پیر تحمیل ملکوس کی

لینے محصولات خلاف شرع کے موقوف کر دئے اور درمغالہم پر کمر باندھی اور اسطر حکما عدل کیا کہ ہنہ
 اور ہمارا اقران نے اپنی عمر و عین نہیں دیکھا تھا اور سلج مشوال شہین انہوں نے قضا کی مامورین
 صرف اسقدر لکھا ہے اُنکی بیعت التوار کے دن نوین ربیع الاول ۶۶۷ھ میں ہوئی اور شہر مرستیقلہ
 اندلس میں وہاں کے سلطان نے اُنکے نام کا خطبہ پڑھوایا اور روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ جب
 امیر المومنین حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور ستضیٰ بنور اللہ کے کسی خلیفہ حسن نام نہ تھا اور کنیت
 حضرت سبط اکبر سلام اللہ علیہ کے ابو محمد تھے جب وہ خلیفہ ہوئے سارے محاکم اور شہر و عین لوگوں کو
 بھیجا کہ پیغام اُنکی خلافت کا پہنچاؤین چونکہ علی العموم لوگ اُنکے حسن معاش اور مکارم اخلاق سے
 مطلع تھے سب لوگ بہت خوش ہوئے لیکن ایک شخص قطب الدین قیماں نام مخاطب بہ امیر المومنین
 محیط ہو گیا تھا اور بڑا ظالم تھا جسکو چاہتا تھا کہ اُنکے قتل کر دے اور اسکی جگہ پر اسکی جگہ پر
 اسی نہیں کر سکتے تھے ایک دن ظہیر الدین عطار جو خلیفہ کے خزانہ دار تھے اور مورد الطاف اور عنایت
 خلیفہ کے اُنکی گرفتاری کیواسطے لوگ مامور کئے وہ بہاگ کے خلیفہ کے پاس پہنچے قیماں نے سارے
 اککا گھر لوٹ لیا اور اُس میں آگ لگا دی اور سب اور اُنکو اپنے ساتھ متفق کر کے خلیفہ کے پاس خزانہ
 دار کی گرفتاری کیواسطے گیا اس امر عجیب کے سبب ایک جم غفیر بعد اُسکے عوام کا اُنکے ساتھ بطور
 تماشا ئی کے تھے جبکہ بہت غل اور شور تھا خلیفہ غل اور شور سننے قصر خلافت کی جیت پر چڑھ کر
 اُن عوام اور اویاش کے سامنے ہوئے جو تماشا ئی تھے اور آواز بلند قیماں کی شکایت کو یا کہ خلق اللہ
 داورسی چاہتا ہوں تاکہ مجھکو اور میری رعایا کو اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے اُسکا خون ہر دے
 اُسکے قاتل سے کچھ باز پرس نہوگی اور مال اور اسباب اُسکا خلق اللہ کو حلال ہے سب لو
 گ یہ آواز خلیفہ کی سنتے ہی ہزاروں آدمی قیماں کے گھر میں گھس پڑے اور لوٹنا شروع کیا وہ

ہنایت و شوری سے اپنے گھر تک پہنچا اور ہم چند کوشش کی مگر نہیب و غارت سے کچھ بچا نہ سکا
صرف اپنی جان بچانے کیواسطے گھر کی دیوار کا سیڑھے توڑ کے بغیر ادا موصول کی طرف بھاگا ہوا
کہ عوام کی یورش آنا فائدہ دیتی جاتی تھی کوئی صورت جان بچنے کی اُس نے نہ دیکھی رستے میں شدت
تنگی سے اور حرارت آفتاب سے اور ایسی مصیبت کے غم اور غیصے سے جو فتنہ بعد اقدار اور اختیار
پیش آئی مگر اُس کا مال اموال عوام نے اتنا لوٹا کہ حد اور حصر سے باہر ہے بالحدہ مستضیٰ بنور الشجاعت
اور عدالت اور سخاوت میں ممتاز تھے عفو اور اغراض کو بہت دوست رکھتے تھے سزا اور تعزیرات میں
مبالغہ نہیں کرتے تھے فحاش حمید او صاف مسعید انو برس اور آئہ مہینے انہوں نے
خلافت کی اور شہدین انہوں نے قضا کی اور یافعی مرآۃ الجنائین شہد کے وقایع میں لکھا ہے کہ اُس
سالمین مصر میں سلطان صلاح الدین نے عبیدین کا خطبہ موقوف کر کے مستضیٰ امیر المومنین عباسی کا
خطبہ پڑھا جو دو نو برس سے موقوف تھا اور مستضیٰ لامر اللہ نے صلاح الدین سلطان مصر اور سلطان نور الدین
کیواسطے بہت مکلف خلیفین بھیجے سلطان نور الدین اصل سلطان شام اور مصر کے تھے اور سلطان
صلاح الدین اُن کے طرف سے مصر میں نائب تھے اس خلیفہ کے خلعت میں سلطان نور الدین کیواسطے بخلہ
اور اشیا کے دو تلواریں تھیں جس سے ایما تھی اس امر کی کہ حاکم شام اور مصر اُنکی حکومت کے تحت
جمع ہو بہرہ موجب تحریر یافعی کے اُس سالمین سلطان نور الدین اور سلطان صلاح الدین کے مابین کہ یہ نقاض
واقع ہوا جس سے سلطان نور الدین نے سلطان صلاح الدین کی عزل کا حکم مصر کی حکومت سے لکھا
جس پر سلطان صلاح الدین آمادہ مدافعت پر اس حکم کے ہوئے اُن کے مشیرین نے صلاح الدین کو ہتھیار
کی دی مگر سلطان صلاح الدین کے پاپ نجم الدین ایوب نے بیٹے کو روکا اور صلاح دحضرت کی
سلطان نور الدین کی نافرمانی سے دی جو موجب نقاض کے ہوئی تھی اور باہم مضابطہ اور رفع غفلت

ہو گیا یہ یافعی شہ کے قلع میں لکھتے ہیں اس میں مستضیٰ بالمرالہ نے قضائی وہ بھرویند اور ولیم
 جو صاحب کرم اور رافت اور معروف بے انتہا کے تھے ابن جوزی نے کہا ہے کہ انہوں نے ایسا عد کیا
 کہ ہم لوگوں نے اپنی عمر و عین نہیں دیکھا تھا کہ رت روپیہ بنی ہاشم پر اور بدر سوکے مصارف میں ہونے
 اخراج کیا اُن کے نزدیک روپے کی کچھ وقعت یا قدر نہ تھی یا قی یہ روایت ابن جوزی کی لکھ کے لکھتے
 ہیں بے ہوشانے کہا ہے کہ مستضیٰ بالہ ابن جوزی کو بلا کے حکم دیتے تھے کہ مجلس غط کی قایم کر دینا
 مجلس شام ہوتی تھی تو خود ایسی جگہ پر بیٹھتے تھے کہ دغظ سنیں اور لوگ اُنکو نہ دیکھیں یہ یافعی لکھتے
 ہیں کہ اُن کے عہد میں بدعات رخص کی بعت آؤ دفع ہو گئی تھی مگر مصر اور شام میں بدستور باقی رہیں اور
 تسلط عبید میں کاموقوف ہوا اور اُن کے نام کا خطبہ مصر میں اور یمن میں اور بعض بلاد مغرب میں پڑھنا شروع
 ہوا اُن کے بعد اُن کے بیٹے احمد الناصر لدین اللہ کی بیعت ہوئی چونکہ تیسویں خلیفہ خاندان عباسیہ
 ابو العباس احمد الناصر لدین اللہ تھے بیٹے ابو محمد حسن المستضیٰ بالہ تینتیسویں خلیفہ
 کے سابق الذہب میں مروی ہے کہ وہ دوشنبے کے دن دسویں رجب ۳۸۵ میں پیدا ہوئے
 تھے ماں انکی ترکیزہ مرو نام تھی باپ کو مرنے کے بعد اُنکی بیعت ہوئی ذی القعد کے چاند رات کو دن
 اور ساری اُنکی مدت حیات غث اور بزرگی میں اور دشمنوں کے قلع اور قمع میں اور بادشاہوں پر تسلط
 اور قوت اور عظمت میں کئی کئی حکام و بال اور نکال انہیں وار د نہیں ہوا جس نے اُنکی مخالفت پیر
 اٹھایا وہ منکوب اور مختول ہوا جسکو وہ کہلاتے تھے اُسکا پیت بہر دیتے تھے اور جسکو وہ مانتے
 تھے اُسکو ابدالہ ہر رنج اور بلا میں مبتلا کرتے تھے یعنی دوستوں پر عہد بان اور دشمنوں پر سخت تھے
 عطا اور بخشش حبیر وہ کرتے تھے وہ کبھی محتاج نہیں ہوتا تھا قلوب پر اُنکی ہیبت اور عجب
 حسد زیادہ تھا ہر کد اور مصر کے لوگ اُن سے اسطرح سے ڈرتے تھے جیسے بغداد کے

لوگ خلافت کا رعب اُنکے سبب سے نئے سرے سے زندہ ہوا جو معتصم اُہو بن خلیفہ کے قضا کرنے سے سلاطین دور و دراز کے قلوب سے بالکل جاتاڑا اور یہ اُنکے قضا کرنے سے وہ رعب اور جبروت اور سطوت خلافت کی باقی نہ رہی التوا کے دن سلخ رمضان ۳۲۰ھ میں اُنہوں نے قضا کی اور سمرقند جو شیخ اکبر نے اُنکے بامیں لکھا ہے اسکا ہم بعینہ ترجمہ کرتے ہیں سیدنا مولانا الناصر لدین اللہ امیر المومنین امام احمد بن امام حسن بن ابیوسف بن امام محمد کی بیعت پچیسویں ذی قعدہ ۳۲۰ھ میں ہوئی یہ ہم آج لکھتے ہیں شوال ۳۲۰ھ میں باقی رکھے اللہ عمر ہماری سید اور مولانا امیر اُہو بن کی اُنہوں نے اپنے بیٹے ابو نصر محمد کو ولیعہد کیا تھا مگر ولیعہد نے تھوڑے دنوں کے بعد خود ولایت عہد سے استعفا کیا اور اپنا عہد خلافت کا بوجہ اٹھانے سے ظاہر کیا چنانچہ اُنکا نام خطبہ سے ۳۲۰ھ میں نکال ڈالا گیا یہ بہر حکو ثقہ لوگوں نے موصول میں دی اور بعد ولیعہد کے استعفا کو سارے ممالک میں خطبوں سے اُنکا نام نکال ڈالا گیا مگر یونان کے بلاد میں سال بہر تک بعد ولیعہد کے استعفا کے اُنکا نام خطبہ سے نہیں نکالایا اس واسطے کہ سلطان کیخرو بن فتح ارسلان بن مسعود جو وہاں کے بادشاہ تھے اُنہوں نے کہا صرف عوام کے شہرے یہ ہم نام ولیعہد کا نہیں نکالیں گے جب تک حکم خاص اس بامیں دیوان سے ہمارے نام یہ نہیں آوے گا کجب اونکو حکم پہنچا تب ولیعہد کا نام اُنہوں نے خطبوں سے نکال دیا باقی رکھے اللہ عمر ہمارے سید امیر المومنین کی اور مدد کرے اللہ اُنکی اور رشد دیوے اُنکو واسطے مصالح اپنی ذات کے اور واسطے مصلحت اُنکو کے اور رعیت کے کہ سب مامون رہیں اُنکی عزت سے اور قضا کی اُنہوں نے آخر شہر رمضان ۳۲۰ھ میں تب اُنکے بیٹے محمد ظاہر فی امر اللہ خلیفہ ہوئے جنہوں نے ولایت عہد سے استعفا دیا تھا اور وہ پہلی جب ۶۲۳ھ میں قضا کر گئے تو چھینے صرف و خلیفہ رہے اُنکے بعد اُنکے بیٹے مستنصر ابو جعفر منصور خلیفہ

ہوئے جو قاضی مشہور تھے اور وہی اب خلیفہ بن جب بن یہ لکھتا ہوں وایم کہے اللہ تعالیٰ
 انکی بقا کو رخصتہ الصفا میں لکھا ہے جب ناصر الدین اللہ خلیفہ ہوئے انہوں نے سر بغداد اور شراب کا
 پینا موقوف کر دیا جہاں شراب ملی پھینک دی گئی مگر امیر ہر قسم کے تڑواؤ اے شریعت کے
 رواج میں بہت انہوں نے کوشش کی اطراف و جوانب سے بلاد اسلام کے لوگ دار السلام
 بغداد میں آئے اور دار الخلافہ کو معمور کیا اور ولایت بھی انکے عہد میں معمور ہوئیں نئے شہر
 اور قصبہ آباد ہوئے روایت صحیح سے ثابت ہوا ہے کہ ناصر خلیفہ نہایت شجاع اور حاضر جواب
 اور تیز خاطر یعنی ذہین اور عاقل اور بڑے فاضل تھے مباحثے اور جدل میں علما سے کم نہ تھے
 امور ملکی کے وقایق کو خوب پہنچتے تھے اور ہمت انکی اسطرح مصروف رہتی تھی کہ کلیات
 اور جزئیات احوال ارکان دولت اور سپاہی اور رعیت سے باخبر رہیں بہانہ کہ رات کو نیندا
 کے محلوں اور گلیوں میں پھر اکر لے تھے جو لوگ اپنے گھر و زمین اپنی جو رو و نیک سائہ سوتے
 تھے انکو بھی بات چیت کرنے سے خوف ہوتا تھا کہ کہیں خلیفہ کان رکھے نہ سنتے ہوں انکے
 جاسوس سب محالک و دروازہ سارے عالم میں پھرتے تھے اور بادشاہوں کے اور حاکموں کے
 حالات سے مطلع کرتے تھے ہر جگہ تمام عالم میں انکے معتمد خبر رسان مامور تھے کہ کوئی انکو
 پہچانتا نہ تھا مسجدین اور خانہ بن جابجا کثرت سے انہوں نے بنو امیہ بن عبد او میں کئی دربار
 اونکی طرف سے جاری تھیں تاج الدین علی بغدادی اپنی تاریخ میں روایت کرتے ہیں کہ جب
 خلیفہ ناصر الدین اللہ نے غارت رباط خلا علیہ جانب غربی بغداد میں تیار کروائی انکے تمام پیارے
 بہت بڑی دعوت عام کی انکے جشن میں پندرہ ہزار بکریان اور تیس ہزار مرغ و بچ ہوئے
 تھے اور کپانے اور مٹھائیاں اور فواکہ اور مشروبات کو اسی پر قیاس کرنا چاہئے اور

جمال الدین ابوالقاسم کاشی کی روایت ہے کہ خلیفہ ناصر الدین الہ کو خیر پھینچی کہ مدرسہ نظامیہ کے طالب علم اکثر شراب پیتے ہیں اور زنا کو اطمینان میں مبتلا رہتے ہیں اُس مدرسہ سے سب لوگوں کو نکلو دیا اور مدرسہ کو اصطبل بنوایا گھوڑے اور خیر اسمین بند ہوا بعد اوسکے ایک شب کو خلیفہ نے جناب علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ نظام الملک طوسی رحمۃ اللہ بانی مدرسہ نظامیہ آنحضرت کے حضور میں حاضر اور مورد لطف و کرم ہیں جب ناصر سامنے ہوئے اور سلام کر لیا ارادہ کیا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف سے منہ پھیر لیا تب ناصر الدین الہ آنحضرت کے پاؤں پر گر پڑے اور عرض کیا کہ مجھ سے کیا قصور اور گناہ صادر ہوا کہ آنحضرت نے میری طرف سے اعراض کیا آنحضرت نے خواجہ نظام الملک کی طرف اشارہ کیا کہ جب تک وہ تم سے راضی نہ ہو گئے میری رضامندی ممکن نہیں ہے اور تمہارا سلام کا جواب نہیں دلیگانا جس نے نظام الملک سے پوچھا کہ آپ کس واسطے مجھ سے ناراض ہیں انہوں نے جواب دیا کہ میں نے مدرسہ تحصیل علم کے واسطے بنایا تھا کہ لوگ ہاں سے افادہ اور استفادہ حاصل کریں آپ نے تھوڑے لوگوں کے جرم پر سارے مدرسہ کو ویران کر کے اُسکو اصطبل اور دو اب کامر بطن بنایا تب ناصر نے نظام الملک کے پاؤں پر سر ڈال دیا اور معذرت کی اور کہا میں پیر بدستور مدرسہ جاری کروں گا اور اُس میں بہت عمدہ کتب خانہ قائم کروں گا الغرض جب نظام الملک راضی ہوئے تباہی و سعادت دست بوس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حاصل ہوئی اور خواب سے بہت خوش اور مسرور پیدا ہوئے اور اُسی وقت حکم دیا کہ سب دو اب وہاں سے نکالے گئے اور ایک کتب خانہ وہاں بنوانا شروع کیا اور کثرت سے عمدہ عمدہ کتابیں وہاں جمع کروائیں اور وہاں ارباب فضل و کمال جمع ہوئے اور مدرسہ بدستور نہایت انتظام سے جاری ہوا اور سلطان قطب الدین محمد بن تغش خوارزم شاہ نے مسید علماء الملک بنی

جو عبدالملک بنوت سے تھے اُنکے ہاتھ یہ بیعت کر کے اُنکو خلیفہ بنایا اور بغداد میں چریمائی کی عورخین نے سلطان کے مخالفت کی وجہ ناصر لدین اللہ سے کئی لکھی ہیں جو اپنے محل میں مذکور ہو گئی۔

راقسم کہتا ہے محل سے مراد صاحب روضۃ الصفا کی خوارزم شاہ کی سلطنت کا ذکر ہے انقصہ جب خبر خوارزم شاہ کے تیاری کی بغداد میں پہنچی خلیفہ ناصر لدین اللہ نے قدوہ ارباب کشف کرامات شیخ شہاب لدین سہروردی کو برسم رسالت خوارزم شاہ کے پاس بھیجا کہ اُنکو اس غمیت باز رکھیں شیخ وہاں تشریف لے گئے بہت بڑا سامان چربائی کا بغداد میں دیکھا تین لاکھ سوار جہاں سلطان کی فوج میں تھے اور سارے سلطانین اور اُمراء اور اکابر عراق و خراسان اور ماوراء النہر کے خوارزم شاہ ساتھ متفق ہوئے اُنکے ہمراہ تھے باکر شیخ کو اجازت حضوری سلطان کے پاس حاصل ہوئی خود خوارزم شاہ کو شیخ نے دیکھا کہ نہایت عمدہ پوشاک پہنے ہوئے نہایت غور اور متبحر تھے ایک گدی پر بیٹھے تھے شیخ فحشاً منہ جلے کے موافق سنت اسلام کے سلام کیا سلطان نے کمال نجات اور غور سے سلام کا جواب نہ دیا اور نہ شیخ کو بیٹھنے کی اجازت دی شیخ نے اس طرح سے کھڑے کھڑے ایک خطبہ عربی زبان میں پڑھا جس میں بالکل فضائل آل عباس کے نقل کئے تھے اور بالتخصیر صفات حمیدہ خلیفہ ناصر لدین اللہ کے بہت تفصیل سے بیان کئے اور ایک حدیث نقل کی جس میں ممانعت ایدارسانی آل عباس کی تھی تبرہم نے بالکل ترجمہ شیخ کے خطبہ کا خوارزم شاہ کے رہبر و نقل کیا اُسکے جواب میں سلطان نے کہا اس شخص نے یعنی شیخ نے جو صفات ناصر بیان کئے وہ صحیح اور واقعی نہیں ہیں میں جب بغداد میں پہنچا تو ایسے ایک دو تین کو تخت خلافت پر بٹھلاؤ لگا جو حقیقت میں صفات حمیدہ کے ساتھ آراستہ ہے اور جو اس شخص نے بیان کیا

کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آل عباس کی ایذا رسانی سے ممانعت کی ہے اُس قوم کو اسی
 اذیت دی ہے جو انہیں میں کا ہے اس واسطے کہ اکثر اولاد عباس کی مجلس میں پیدا ہوئی ہے
 یہ سجن سلطان نے اس واسطے کہا کہ اُس غرض میں بہت سے لوگ پچھلے خلفاء کی اولاد میں سے
 مجلس میں مقید تھے الغرض شیخ شہاب الدین سہروردی نے بغداد میں مراجعت فرمائی اور جو
 خوارزم شاہ سے سنا تھا خلیفہ کے حضور میں بیان کیا خلیفہ کو اور ساگر بغداد کے لوگوں کو بہت
 خوف اور ہراس پیدا ہوا سامان استحکام حصار کا اور قلعہ بندی کا شروع ہوا اور خوارزم شاہ اور
 جو سلاطین اور امرا اُنکے ہمراہ تھے معہ افواج جہاز کے اپنے اپنے محل حکومت سے روانہ ہو کے
 فصل خرافین میں عقبہ جلوان میں پھنچے بتائید اقبال ناصر الدین اللہ کے خوارزم شاہ لشکر میں جلی
 گری کے سبب اکثر دواب اور چار پاؤں مصالح ہوئے اور ہاتھ پاؤں اکثر کٹر کے لوگوں کے
 بہشت سے مریکا بیکار ہو گئے اس مجبوری سے خوارزم شاہ نے اپنے دار السلطنت کی طرف
 مراجعت کی اور ہمہ تن بغداد کو آئندہ چہرہ رکھا کہ پہر نہ اور بہت سامان سے اُسکی تیاری کر چکا
 لیکن بے شہ نہ ناصر الدین اللہ کے اقبال نے ایسی گردشِ فلکی میں مبتلا کیا کہ تاتاریوں کی مدافعت میں
 خوارزم شاہ ایسا مشغول ہوا کہ اُسکو اُس راہ بدست بغیر بغداد کی فرصت ملی۔

راقم کہتا ہے عجب نہیں ہے کہ تصرف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ
 کا غالب ہوا اور انکی دعا نے خوارزم شاہ کو اُس غریمت بد میں منکوب اور خندول کیا اور چونکہ وہ
 اسے خدا رسیدہ کی تعظیم اور تکریم میں قصور کیا تھا اگر غیبت اللہ بغیر انکی دعا کے بعضی منتقم ہوئی
 تو کچھ تعجب نہیں ہے کہ غرضتہ الصفا میں کی تخریر سے یہ ثابت ہوا کہ خوارزم شاہ کے اپنے حاکم
 تحت حکومت میں خطبہ اور کہ انہیں حضرت علاء الملک ترمذی کا جاری کیا تھا یا اس امر کو

بغداد کی تسخیر پر منحصر کہا تھا اور بعد عدم ظہور اس امر کے پہنچنا ناصر لدین اللہ کا خطبہ اور سکے جاری ہو ایا وہ بالکل موقوف ہو گیا جو ممالک کہ خوارزم شاہ کے تسلط سے علیہ تھے مثل ہندوستان وغیرہ کے وہاں غالباً انہیں کا سکہ اور خطبہ جاری تھا پھر روضۃ الصفائین مذکور ہے کہ سلطہ ہاشمیہ میں ناصر لدین اللہ نے قضا کی چھیا لیس برس کیس روز وہ خلیفہ رہے بعض روایات میں کہہ تھیں اُس سے برہنگے اور انصتر برس کی انکی عمر ہوئی اور باوصف اسکے کہ عام عفو اور تعمیرات منافع عامہ میں ناصر لدین نے بہت روپیہ صرف کیا وہ روپیہ کے جمع کرنا میں بہت حریص تھے اُنکے ایام خلافت میں جو سوداگر مالدار مرجع ہوتا تھا سارا سکامتر و ضبط ہو کر بیت المال میں داخل ہوتا تھا اور اسکے ورثہ اپنے مورث کی وراثت سے محروم کئے جاتے تھے بہت سے بغداد کے متمول لوگوں کے اموال بے سبب خلاف شریعت کے ضبط کر لئے۔

انتہم کہتا ہے باوصف اسکے کہ مورخین نے ناصر لدین اللہ کے بہت سے صفات حمیدہ نقل کئے ہیں ایسے مظالم شہیدہ کا ارتکاب اُنسے محل تعجب ہے جب تلک بروایات متواتر ان مظالم کے روایت کی تائید نہو ہمارے نزدیک وہ روایت مستہرہ اُنکے اعدا کی ہوگی ہمارا حسن ظن ناصر لدین اللہ رحمہ اللہ کی طرف مقتضی اسی امر کا ہے یا فحی نے مراۃجبائین وقایع سلطہ میں صرف اسقدر لکھا ہے کہ اُس سال میں الناصر لدین اللہ ابو العباس احمد بن المستضیٰ بامر اللہ نے قضا کی وہ بڑے عاقل اور ذی شہامت اور بزرگی کے تھے سلطہ میں وہ خلیفہ ہوئے تھے جب انکی عمر تیس برس کی تھی اور خلفا عباسیہ میں زمانہ انکی خلافت کا بہت طویل ہوا وہ عراق میں مستقل خلیفہ رہے اور بذات خود امور انتظام میں مصروف رہتے تھے اکثر اتون کہ بغداد کی گلیوں میں اور محلوں میں پیرا کرتے تھے اور لوگ انکی اس جماعت میں

بہت دیر تھے برابر اپنے عہد خلافت میں انہوں نے عزت اور جلالت اور بزرگی اور سعادت
 دنیوی میں سب کی ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح سے انکو سعادت اخروی عطا کرے
 سینتیسویں خلیفہ خاندان عباسیہ کے ابو نصر محمد الظاہر باہر اللہ تھے
 بیٹے احمد ابو العباس الناصر بن اللہ چونتیسویں خلیفہ کے بروایت سب
 وہ اٹھہرین پیدا ہوئے تھے اور انکے باپ کے روز وفات کے اٹھتھیتھ ہوئی اور جب وہ
 خلیفہ ہوئے رعایا کے ساتھ انہوں نے بہت نیک سلوک کیا مکوس یعنی محصولات خلافت لغیر
 سب موقوف کر دیئے اور پچھلے فطمی سب دور کئے ابن اثیر نے کامل میں روایت کی ہے کہ جب
 ظاہر لاهر اللہ خلیفہ ہوئے وہ عمر بن کی سنت اور طریقہ پر چلے یعنی سنت عمر بن الخطاب اور
 عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہما پر پس اگر کوئی کہے کہ عمر بن عبد العزیز کے بعد شل ظاہر لاهر اللہ کے
 کوئی خلیفہ نہیں ہوا تو وہ صادق القول ہے اس واسطے کہ انہوں نے بہت سے اموال لے گونکے
 جو انکے باپ نے اور انکے باپ سے پہلے خلفائے ضبط کئے تھے وہ سب پھیر دیئے اور
 محصولات خلاف شرع سارے ممالک کے معاف کر دیئے اور تیسرے یوں رجب ۲۷۲ میں انہوں نے
 قضا کی صرف نو چھینے لگی دن وہ خلیفہ رہے رحمہ اللہ اور روضۃ البصافین مرقوم ہے کہ ظاہر لاهر
 اگرچہ اپنے باپ کے ولیعہد تھے مگر الشرع انکی قید میں کٹی اور جب انکی بیعت ہوئی تب وہ
 باہر بر سکی عمر میں تھے۔

راقم کہتا ہے اس روایت سے روضۃ الصفا کی معلوم ہوا کہ ظاہر لاهر
 سے اور انکے اپنے باپ سے باہم نقاض تھا پس وہ روایت مسرہ سے جو اوپر لکھی گئی
 ہے کہ انہوں نے اپنے باپ کے عہد میں ولایت عہد سے استغفا کیا تھا بانظہار اس

امر کے کہ تجھے لیاقت خلافت کا بوجھ اُٹھانیکا نہیں ہے ظاہر اوہ استعفا جبری تھا باپ کے جبر سے
 اپنی عدم لیاقت خلافت کا اقرار کیا تھا اور بڑا قرینہ اُنکے استعفائی جبری کا یہ ہے کہ اگر حقیقت
 میں اُنہوں نے اپنی خوشی سے استعفا دیتا تو اور اپنی عدم لیاقت کا اقرار کیا ہوتا تو پھر خلافت
 قبول نہ کرتے اور لوگ اُنکے ہاتھ پر بیعت نہ کرتے پھر روضۃ الصفا میں مروی ہے کہ ظاہر لامر
 اکثر فرماتے تھے جو دو کا ندر عصر کی ناز کی بعد دو کان کھولیکھا ظاہر ہے کہ کیا معاملہ کر لیا
 اور کیا نفع حاصل کر لیا مطلب اُسکا یہ تھا کہ ہم آخر میں خلیفہ ہوئے معاملات خلافت کے
 ہم سے کیا ہو سکیں گے اور نہایت عاقل اور ہوشیار اور بڑے دیندار تھے رعایا پر بہت شفقت
 اُنکو ملحوظ تھی حتی الامکان بہت سے روم ظالم اُنہوں نے کئے اور جو بدعتیں اُنکے باپ نے ایجاد
 کی تھیں وہ سب موقوف کر دیں عمر بن عبدالعزیز کے بعد کوئی خلیفہ ایسا عادل نہیں ہوا جیسے
 ظاہر لامر اللہ تھے ناصر الدین اللہ اُنکے باپ نے بغداد کے ہر محلے میں جاسوس مقرر کئے تھے ہر روز
 صبح کو ہر محلے کا جاسوس وہاں کے سکن کے حالات نیک اور بد سے خلیفہ کو اطلاع کیا کرتے تھے
 ظاہر لامر اللہ نے وہ سب جاسوس موقوف کر دیئے اور فرمایا رعایا کے حالات کے کشف میں
 اور اُنکے مخفی امور نیک اور بد کے شہر میں چندان منفعت نہیں ہے بعضے لوگوں نے عرض کیا
 کہ اس رسم کی موقوفی سے فساد حال رعایا کا احتمال ہے اُسکے جواب میں اُنہوں نے کہا میں
 جناب باری تعالیٰ جل شانہ سے وعامانگوں کا کہ میری رعایا کو زندہ اور صلاح و فوری کرے اور منظر
 مطالبہ دیوان خلافت کے جو لوگ مقید تھے سب کو چھوڑ دیا اور دس ہزار دینار یعنی اترنی
 رائج اُس زمانہ کی دارالقضامین سپرد کیں اور قاضی حکم دیا کہ جتنے آدمی بجلت مطالبہ لوگوں کے
 قرض کے قید ہیں اس قدر ہر سارے قرض خواہوں کو راضی کر کے اُنکو چھوڑ دو بعضے

دون ہمت لوگوں نے اسکے طرف اسراف کی نسبت کی اُسکے جواب میں انہوں نے فرمایا
 قریب غروب آفتاب کے یعنی آخر زمین میں نے دوکان خلافت کی کہو لی ہے اس جنس کے
 اعتراضات نکر دو اور چھکو کچھ اعمال خیر کرنے دو میری زندگی کے دن بہت تھوڑے باقی ہیں
 الغرض وہ سلسلہ میں قضا کر گئے تو چہینے چودہ دن خلیفہ رہے موصوفین کہتے ہیں کہ کئی مرتبہ
 بعض عیاض سر پر ہمت لوگوں نے اُسکے پاؤں تحت پر ڈالتے انہوں نے بغیر اُسکے کھولنے
 اور پڑھنے کی سبکو دھلو آلا اور فرمایا غالباً اس میں کسی کی سعایت اور شکایت ہوگی عیب اور
 نقصان لوگوں کا مخفی رہنا بہتر ہے کیا ضرورت ہے کہ کسی کی بدنامی شایع اور عام ہو اور
 یافعی نے مرآۃ الجنائین صرف اس قدر لکھا ہے کہ سلسلہ میں الظاہر لاء المرآۃ بن الناصر لدین اللہ
 بن المستصیی باع المرآۃ لے قضا کی ساڑھے نو چہینے وہ خلیفہ رہے وہ بڑے دیندار و نیک
 اور عادل تھے ہمان تک کہ ابن اثیر نے مبالغہ کیا ہے کہ ایسا عدل اور احسان رعایا پر
 انہوں نے کیا جس کے سبب سے سنت عمرین کی یعنی عمر ابن الخطاب اور عمر بن عبد الغریز
 رضی اللہ عنہما کی منہ سے یہ قایم ہوئی تھی اور ابوشامہ نے لکھا ہے بعضوں نے عرض کیا
 آپ قلب کو منشرح اور خوشی میں رکھئے۔

راقم کہتا ہے ظاہر اوہ ہمیشہ مکر اور ملول رہتے تھے اس سبب سے
 لوگوں نے یہ عرض کیا ہو فرمایا کیونکر انشراح قلب ہو کھیتی خشک ہو گئی یعنی عمر آخر ہوئی
 کچھ انتفاع نہیں حاصل ہو سکتا لوگوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ عمر میں برکت دیکھا فرمایا جو
 شخص بعد عمر کے دوکان کھولے وہ کیا نفع حاصل کر گیا بلکہ انہوں نے لوگوں کے ساتھ
 بہت نکوئی کی عطا یا کثرت سے کئے اور محصولات خلاف شرع معاف کر دیئے جہاں تک

ممکن ہوا وہ مظالم کرتے رہے اُنکے بعد اُنکے بیٹے مستنصر باللہ خلیفہ ہوئے چھ تیسویں
 خلیفہ خاندان عباسیہ کے ابو جعفر منصور المستنصر باللہ تھے ظاہر باعزالہ
 پینتیسویں خلیفہ کے بیٹے سب ایک لہ نصب میں مروی ہے کہ وہ صرف ششہین پیدا
 ہوئے تھے مان اُنکی ترکیہ لونڈی تھی باپ کے قضا کرنے کے بعد لوگوں نے اُنکے ہاتھ
 پر بیعت کی انہوں نے عدالت اور انصاف رعایا پر کرنا شروع کیا اور اہل علم اور بادیاں لوگوں
 کی صحبت اختیار کی اور متروین کا قلع اور قمع کرتے رہے اور لوگوں کو راہ راست پر رکھا اور
 جہاد کے بہت درپے رہے اور نصرت اسلام کی واسطے لشکر جمع کیا طرق اور شوارع حسن انتظام
 سے مامون کئے اور بہت سخت اور مستحکم قلعی متروین کے قیضے سے نکالے اور دین اسلام
 کی بہت تقویت اور تائید کی الغرض مناقب اور آثار حسنہ اُنکے بے انتہا ہیں جمعہ کے دن
 دسویں جمادی الثانی ششہین انہوں نے قضا کی رحمہ اللہ اور روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ
 مستنصر ہی مثل باپ کے بہت خصایل پسندیدہ رکھتے تھے ^{یہ وہ طالع ہے جس کے دن خطیب}
 اُنکے نام کا پڑھا گیا روپیہ اور اشرفیان بے انتہا لوگوں ^{مایا رعایا کے حالات}
 اُنکی مدح میں اور اُنکے باپ کے مرثیے کہنے گذرائے ^{یہ ہے} ^{یہی کیوں شعر نے قضا}
 سید میں عطا ہوا اور ضیافت خانوکی دعوت میں جو اُنکے باپ نے جاری کی تھیں بہت کچھ ^{یہ}
 کہ وہ باعیدہ وغینہ علماء و مشائخ پر اور سب مساجد کے اماموں پر بے انتہا انعامات اور صدقات
 صرف کر دیتے تھے ارباب احتیاج کو مال مال کر دیتے تھے ایک بہت بڑا درسہ بغداد میں
 انہوں نے بنوایا اور جاری کیا تھا اور بہت عمدہ کتب خانہ وہاں مقرر کیا جس میں ہر جنس کے
 علوم کی کتابیں جمع کی گئیں تھیں اور چار مدرس چار مذہب اہل سنت اور جماعت کے یعنی

حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی تعلیم کے واسطے معین کئے ہر مدرس کے پاس حکم کہ اگر طالب علم
 ہمیشہ حاضر رہیں اور تعلیم پانچ برسین اور طلبہ کی واسطے عمدہ کھانا تقسیم ہوتا تھا سو گشت
 اور روٹی کے اقامت پر حلقہ فواکہ اور شہائیان تقسیم ہوتی تھیں اور سب چیز سب کو پہنچتی تھی
 امیر حسن اسی مدرسہ میں یاد وہاں سے الگ ایک دارالقرأت بنایا تھا جس میں اچھے قاری مقرر
 کئے اور تعلیم قرآن شریف کی اور علم قرأت کی وہاں ہوتی تھی اور ایک دارالشفاجاری کیا تھا
 جہاں ہزاروں بیماروں کی دوا ہوتی تھی اور دوا اور غذا بیماروں کو وہاں سے ملتی تھی اور ہر طرح کی
 بیماری داری کا وہاں سے تکفل ہوتا تھا ان سب مصارف کی واسطے بہت اچھو دیہات معمور اور آرمینیا
 مستقلہ وقف کی گئی تھیں عیب صرف یہ تھا کہ تولیت ان سب اوقات کی اور اہتمام مصارف کا
 مویہ الدین ابو طالب علقمی رافضی کو سپرد کی تھی جو ان کے بیٹے مستعصم کو وقت میں وزیر مقرر
 ہوا تھا اور اس منافق بے حیائے خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفار ہاتھ سے تباہ اور
 برباد کروادی اور سارے عالم میں روسیہ ہوا اور عتھے میں اپنے کردار بد کی قرار واقعی سزا پایا گیا جس کی
 شرح اور تفصیل آئندہ ہوگی اور بغداد کے ہر محلہ میں ایک دارالضیافت مقرر کیا تھا کہ وہاں قمام
 طرح کے کھانے ہمیا رہتے تھے اور سب کو کھلائے جاتے تھے خصوصاً ماہ مبارک رمضان
 وہاں بہت تیاریاں ہوتی تھیں اور بہت مصارف ہوتے تھے الغرض ان کے عہد خلافت
 میں عراق عرب رشک بہشت ہو گیا تھا ایک روز قریب عید کے خلیفہ قصر خلافت کے کوٹھڑی
 ٹہلتے تھے انہوں نے دیکھا جہاں تک مد نظر تھی اکثر کوٹھو نیرو گونکے کپڑے دھو کے پھیلا گئے
 تھے ایک خواص جو قریب اس سے پونچھایا یکے کپڑے میں کسو اسٹے پھیلائے گئے ہیں سننے
 تحقیق کر کے عرض کیا کہ بغداد کے باشندوں نے عید کی واسطے اپنے اپنے کپڑے دھو کے

پہر ہوگا قصہ مستقر بالہ نے شہدہ میں قضا کی سولہ برس پہنچے سات دن وہ خلیفہ بنی ہاشمی نے
 مراۃ الجنائین صرف اس قدر لکھا ہے مستقر بالہ ابو جعفر منصور بن الظاہر بالہ محمد العباسی نے شہدہ
 قضا کی اور وہ بڑے محمود السیۃ تھے بعد اُنکے معتصم بالہ اُنکے بیٹے کے ہاتھ پر لوگوں نے
 بیعت کی سینتیسویں خلیفہ خاندان عباسیہ کے جنہر خلافت اُس خاندان
 کی ختم ہو گئی ابو احمد عبد اللہ المستعصم بالہ تھے چونتیسویں خلیفہ المستنصر بالہ
 کے بیٹے کیفیت مشرچ خلافت اُس خاندان کے ختم ہونیکو لکھنے کی نہ قلم میں طاقت
 ہے کہ لکھ نہ کسی سلمان کی زبان کو حوصلہ بیان کا ہے نہ کیلے کان کو قدرت سننے کی ہے
 جس حادثے نے ایک منافق ٹکڑا کر ام کی سعی اور کوشش سے اسلام کی شوکت اور عظمت
 کو خاک میں ملا دیا اُس حادثے کے بعد امت خاتم نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو پہر
 وہ دن عظمت اور بزرگی کا نہ نصیب ہوا مرنے کا انتظار مہدی آخر الزمان علی آبادۃ الماضیین
 الف الف تحیتہ والسلام بامید اعادہ معدوم اگر کسیکو تسکین ہو تو ہو الفرض جو صدر نہ اور
 مصیبت اہل اسلام پر اُس حادثہ جانکاہ سے بالخصوص سبکی اور مذلت خاندان نبوت کی ایک
 رافضی منافق کی تحریک از مسعی سے کفار تانار کے ہاتھ سے واقع ہوئی مقتضی اُس حیرت اور
 تعجب کا ہو جو ایک شاعر عجمی کے قلم سے قطعہ مذکورہ ذیل میں مندرج کیا گیا ہو قطعہ لا
 باچنین سنگد لیا کہ ازان قوم آمد بہ ازہوا سنگ نہ بارید ز سہ مستکر لا این چنین واقعہ حادث
 وانکا عجب لا چرخ گردان و فلک و شن و خورشید نور لا باجملہ سار کوا این اُس مصیبت عظمیٰ کے
 اہل اسلام کے اوپر پڑی تاریخین مفصل اور مشرچ میں بیان ہم باختصار غیر محل پہلے کیا
 الذ صبت بعد اُس کے روضۃ الصفا سے نقل کرینگے سببیک لہرب میں لکھا ہو مستعصم بالہ

سنہ ۱۰۰۰ میں پیدا ہوئے مان انکی اُمّ ولد حاجرہ نام تھی وہ آخر خلفاء اراقیین میں ہیں اُنکے باپ کے
 قصدا کر نیکے بعد اُنکے ہاتھ پر بیعت ہوئی وہ بڑے کریم اور حلیم اور سلیم الطبع اور صاف
 باطن تھے نیک دیانت اور ستمک بالسنۃ مثل اپنے باپ اور لو ا کے رہی مگر سیداری
 اور دو راندیشی اور علو ہمت میں اُنکے مثل نہ تھے بلکہ اُنکی طبیعت میں نرمی غیر معتدل اور ناتجربہ
 کاری اور کم دانشی تھی جب وہ خلیفہ ہوئے سارا کار و بار خلافت کا اپنے وزیر ابن علقمی رضی
 منافق اور نکور ام سرپڑال دیا اور خود عیش و عشر و طرب و لذائذ دنیاوی فانی میں منہمک ہو گئے اُس
 وزیر ملحد اور نکور ام نے ملک و دولت اور مل اور ملت سب خاک میں ملا دی خلیفہ کو ایک
 کھلو نانا کے جسطرح سے چاہا رکھا اور ہلاک و تباہی علیہ اللعنت کے ساتھ خفیہ نامہ اور پیغام
 کر کے اُسکو طمع دی کہ بغداد میں آ کے اپنا عمل دخل کرے ظاہر اغرض اس وزیر نامعقول اور
 منافق کی یہ تھی کہ ہلاک و بغداد میں آ کے اور اپنا غلبہ اور سطوت بٹھلا کے معاودت کر جائیگا جسے
 پچھلے سلاطین سلجوقی وغیرہ کرتے رہے اور بموجب اُس عہد نامہ مخفیہ کے جو خود اُس نے
 تحریری یا بموجب اعیز بابائی ہلاک کے ساتھ کیا تھا اسید وارتہا کہ ہلاک و خلافت خاندان عباسیہ
 کی نیست کے بموجب اُسی وزیر نکور ام کی تجویز کے سادات علویہ بنی فاطمہ کے زمرے سے
 ایک کٹھنہ تیلی تخت خلافت پر بٹھلاوے گا اور زمام اختیار خلافت کی اُسی ابن علقمی وزیر
 نکور ام کے ہاتھ میں چھوڑیگا تو وہ گویا مثل سلاطین دیالمہ اور سلجوقی وغیرہ کے سلطان منتظم
 خلافت مقرر ہو جائیگا مگر تقدیر الہی نے ایسے وزیر عاقل اور ہوشیار کی آنکھ بے بخون غرضی
 کے بند کر دی کہ اُس نے ایک پادشاہ کافر اور بے دینکے وعدہ کو سچا سمجھا اور ایسے انقلاب
 عظیم کے مال کو نہ سوچا اور یہ عاقبت بینی اُس نے نہ کی کہ اُس بیدین بادشاہ ظالم کو اسلام

کی شوکت بالکل مٹانا منظور ہو وہ بعد ایک خاندان کے خلافت سنانے کے کب روادار ہو گا
 کہ دوسرے خاندان کو قائم اور پیر پا کرے آخر شش خود بن علقمی اپنی اُس حکمرانی کی سزا میں خام
 فی الدنیا والاخرہ ہوا کوئی ذلت اور سبکی دنیا میں اُس کے واسطے اٹھ نہیں رہی اور علقمی میں
 کچھ شبہ نہیں ہے کہ اشد عذاب میں فی النار والسفر مبتلا ہو گا القصہ ابن علقمی بنظر اُسی عظمت
 بد حکمرانی کے اور بنظر اُن مواعید کے جو مخفی اُس نے ہلا کو سے کئے تھے برابر اخبار اور حالات
 خلیفہ سے اُس کو مطلع کرتا رہا اور ہلا کو کے سارے حالات اور اُس کی عظمت تسبیح و ثناء کی جب
 ملک وہ قریب تر بغداد سے نہیں بھنی خلیفہ سے مخفی کرتا رہا کہ سارے بلاد اور انصار اسلام
 ہلا کو ملعون لوٹا ہوا اور ویران کرتا ہوا بغداد کی طرف بھڑک رہی تھی کہ جبرائیل آتا تھا اور وزیر
 حکمران اور بیدین نے مطلق خلیفہ کو اُس کی خبر دی اور اُس نامعقول وزیر پر تئیر کا خلیفہ کے
 اوپر ایسا احاطہ تھا کہ اور کسی و سر راہ سے بھی خلیفہ از خود مدہوش کو ہلا کو کے استیلا
 خبر نہیں ہوتی تھی جو بلاد اسلام پر اُس کو ہوتا جاتا تھا اور چونکہ مرضی الہی العجوب اے وقتک الہ
 یا صند ۱۰ و لحاظ ابی الناس ۱۰ وقوع اُس حادثہ عظیمہ کی باعث تھی خلیفہ تو وزیر منافق حکمران کے
 ہاتھ میں تھی علی العموم سارے اہل اسلام کے کانوں میں تیل بہ گیا تھا کہ سب میخبر ہلا کو کے فساد
 اور استیلا سے بیٹھے ہوئے تھے اگر وزیر منافق کے نفاق اور شقاق کی لوگوں کو اطلاع
 ہوتی تو کیا دشواری تھی خلیفہ راضی ہوتے یا نہ ہوتے ابن علقمی حکمران کو قتل کر کے وہ فوٹا
 دیتے اہل اسلام سب غافل تھے وزیر نے سب اہل ہلا کو کے استیلا کی سہل کر دین خلیفہ
 اپنے لذائذ اور تعیش میں منہمک مطلق خلافت کی نہ اُنکو کچھ خبر نہ اُنکو کچھ غرض وزیر نے اپنے خلیفہ
 سے کہا فوج بہت کثیر ہو گئی ہو مصارف سے بڑی زیر باری ہوتی ہے کچھ احتیاج اتنی فوج

انہیں ہے بہت سے لوگ اُس نے خلیفہ کا حکم حاصل کر کے ہر طرف کر دئے جو بڑے بڑے
 سپہ سردار عرب اور عجم کے شجاع اور دلیرانہ اختلاف میں موجود تھے انکو وہ دروازہ مالک
 میں متعین کر دیا اور درانہ اختلاف کو بالکل کمزور کر دیا اور جب تاتاریوں کا استیلا بلاد اسلام پر
 خوب ہو گیا تب خلیفہ کو یہ چہا کے کشتیوں کی دی کہ میں تدبیر مصلحے کی ہلا کو کے ساتھ کر رہا
 ہوں آپ اُسکی تعلیم اور توقیر ملحوظ رکھیں اور خفیہ اُس سے عہد و پیمان کر لیا کہ وہ بغداد میں بھجکے
 اسی بے حیا کمرام کو اپنا نائب بغداد میں مقرر کر کے ظاہر ہلا کو نے یہی منافقانہ وعدہ اپنی
 نیابت دینے کا ایک کیا سو کا اغرض ہلا کو باوصف کس طرح کی مدافعت اُسکی راہ میں بغداد تک نہوے
 وہ لاکھ فوج کی جمعیت ششہ میں بغداد کے دروازہ پر داخل ہو گیا جو فوج بغداد میں باقی رہی تھی
 وہ مدافعت کے واسطے باہر نکلی بعد مقابلہ اور قتالے شدید کے اُسکو شکست ہوئی اُس میں سبھو
 قتل اور ہرجا سبھو وہ متفرق اور منتشر ہو گئے تب وہ منافق دغا باز وزیر خلیفہ اجازت
 لینے خود ہلا کو کے پاس گیا اور خلیفہ از خود رفتہ کو مطمئن کر لیا کہ میں جاتا ہوں بخوبی صلح کروا
 دوں گا اور وہاں جا کے اپنی والدنت میں اپنے ذاتی امور کی بچھائی کر آیا اور خلیفہ کو اور سارے
 امر اُنکو اور تمام اسلام کے علما اور شرفا کو فریب کیے ہلا کو کے پاس حاضر کر نیا وعدہ کر آیا
 بموجب اُس وعدے کہ خلیفہ سے ظاہر کیا کہ میں یہ ٹھہرا آیا ہوں کہ مہلا کو کی بیٹی کا عقد کاح خلیفہ کے
 بڑے بیٹے امیر ابی بکر کے ساتھ ہو اور مہلا کو آپ کو بدستور یہاں رکھیں گے جیسا روم کے
 پادشاہ کو بھی بعد فتح کر لینے اُنکے مملکت کے وہاں کا بادشاہ قائم رکھا اور جب طر حسی آپ کے
 اجداد ملوک سلجوقیہ کے متبع رہے اسی طر حسی آپ کو مہلا کو کا ملیج رحنا پڑے گا اور وہ معہ اپنے
 لشکر کے یہاں سے معاونت کر جائیگے اس مصالح سے مسلمانوں میں خونریزی نہوگی اسلئے

مناسب اور ضرور ہے کہ آپ معہ سب اراکین خلافت کے مہلا کو کے پاس تشریف لیجئے اس وقت تک
 اخلاق کریمانہ کا متقاضی یہی ہے کہ القادری زادہ اس جیل سے وہ منافق احمق خلیفہ کو
 معہ اراکین خلافت کے مہلا کو کے لشکر میں لے گیا اور وہاں انکو بدوہن کسی بیچ کے تعظیم اور
 استقبال کے مہلا کو کی طرف سے ایک خیمہ جو وہاں کہہ لیا گیا تھا اس میں خلیفہ کو اتار دیا بعد
 اُسکے وہ مرد و بندگان بھر آیا اور سارے فقہاء اور علماء و قضاة کو اور معتبر معتبر بعد اُسکے رہنما کو
 اس جیل سے لیگیا کہ آج خلیفہ کے بیٹے کا مہلا کو کی بیٹی کے ساتھ عقد نکاح ہے سب جیل کے
 اُس مجلس سرور میں شریک ہوا ایک جسم غفیر طلب و رے طلب اُس بے حیل منافق کے ساتھ
 دشمن اسلام کے لشکر میں گیا بجز دوہاں پھینچنے کے سب کے سب مہلا کو کے حکم سے قتل ہو گئے
 اس طرح سے مکر اور سر کر ایک جماعت ایمان اور اشراف بغداد کی اُسی جیل سے جو پہلی جماعت
 کے ساتھ کر کے لیگیا تھا مہلا کو کے لشکر میں لیگیا اور وہاں پھینچتے ہوئے وہ ساری جماعت
 قتل ہو گئی یا بچ کر بعد اُسکے سارے فقہاء اور علماء اور راہب اور روسا اور حجاب سب مقتول ہو گئے
 اور خود خلیفہ اور اُنکے اراکین اور انکی اولاد اور اُنکے اعمام اور بنی اعمام سب شہید اور مقتول
 ہوئے ذہبی نے لکھا ہے کہ خلیفہ کی لاش دفن بھی نہیں ہوئی سب مقتولین کے زمرے
 میں پھینک دی گئی۔

راقصہ کہتا ہے ہر کو نہایت تعجب ہے کہ اُس وزیر منافق مکار اور غدار نے ابتدا
 سے انتہا تک مکر اور غدر اور نفاق کا جال بھیلے رہا اور خلیفہ اور اُنکے اراکین اور اقربا
 اور علی العموم سارے اہل اسلام کے روس میں سے کوئی اُسکے تدابیر منافقانہ سے آگاہ نہوا اور
 سبہوں نے مفت اپنی جانیں ضائع کیں اقل قلیل خلیفہ کی اولاد میں سے اور اولاد خلفائے متعین

سے بعضے کسی ضرورت سے جو دشمنوں نے تصور کی ہونے پر رہے جو مقید ہو گئے اور بعضے شاید بہانے کے پیر ہونے یا جو انہیں سے ممالک بیرونی میں ہون وہ اُس آفت سے محفوظ رہے ہون یا بعد اُن مصائب کے بعد ہونے ہوئے ظلم و ستم مملکتوں کی پوری نہیں ہوئی وہ خود مع سبکدوشی کے بعد ادمین داخل ہوا اور چالیس دن تک برابر دست و پاؤں قتل و خون اور نہایت غارت کا دراز رکھا مورخین لکھتے ہیں دس لاکھ آدمی سے زیادہ بدوؤں وقوع مہاجرت کے اُنکی طرف سے اُن کافروں نے قتل کئے پس اہل اسلام پر وہ یورش ہلاکوں مملکتوں کی ایسی مصیبت اور بلا بے عظمت تھی کہ مثل اُسکے نہ کبھی ہوئی تھی اور نہ انتہائی کبھی ایسی ہوگی آخر خسروہ وغیرہ منافق اور مرتد بھی صلا کو کے ہاتھ سے ذلیل اور رسوا ہوا صلا کو نے جان سے لٹا اسکو نہیں ملا مگر کوئی ملت اور خواہی اُسکے واسطے اُٹھ نہیں رہی اور جو صلا کو نے منافقانہ اُس سے وعدہ کئے تھے اُس میں ایک بھی پورا نہ کیا ایسے سلاطین ظلمہ اور بیدار مغز حکمران آدمی کو کب بھرنے دیتے ہیں ایسا عہد و پیمان جو لازمہ دیانت اور امانت ہے کفار بیدار کو اس کے خلف سے کیا پورا ہے اُسی غم اور غصے میں وہ حکمران فی النار و السقر ہوا یہاں تک خلاصہ سبائیکہ لذنب کی تہ کا تھا اور یافعی نے عہدہ انجانیہ کے وقایع میں بہت باختصار قریب قریب اسی کے جو سبائیکہ لذنب سے منقول ہوا لکھا ہے اور روضۃ الصفا میں مذکور ہے کہ مدینۃ السلام بغداد بنی عباس کے عہد خلافت میں فلک کچھ فتنہ کے آئینے محفوظ اور مامون رہا اور محمود مغبوط سارے بلدان و اصرار مقبوضہ طین گردوں و قار کا تھا اُس کے عمارات کی بلندی فلک البروج سے دم تا دم تھی رکھتی تھی اور اُس کے باغوں کے چمن ریاض رضوان کے محمود تھے پاکیزگی اور لطافت فرات کے پانی کی ماہرین کے جگر کو افسردہ کرتی تھی اور اُس کے ہندوئی روائی

بحر زخار کے جزر و مد کو رسوا کر رکھا تھا ہر جنس کے آدمی اکابر اور اشراف اور علما اور ارباب
ہنر اور صنایع اور پیشہ ور وہاں مجتمع تھے وہاں کے سارے سکان ایسے تنعم اور ترفیع میں محفوظ
اور مصون نظر بدعین الکمال سے بسر کرتے تھے کہ سارے معمولات عالم کے باشندوں کے
محمود تھے امیر المومنین مستعصم باللہ ابو احمد عبد اللہ بن المستنصر باللہ مغفورین جو تخت خلافت پر
جلوہ کرتے نہایت عیش و طرب میں مشغول اور کثرت اموال اور نقایس اور ذخایر سے اور
اجتماع ہر جنس اسباب عیش و عشرت اور کامرانی اور مسرت سے متغیر اور ممتاز تھے انکی عظمت
اور جلال شان اور تکبر اور تجتر فرحت آوان کا عالم بین و نکاح تھا بڑے بڑے سلاطین و ائمہ
اور روسا باوقار اور اشراف و اعیان اور صنایع و اقطار و امطار بامید قدسوس خلیفہ زمان
جو دار خلافت میں حاضر ہوتے تھے وہ دیدار فلک کردار سے محروم رہتے تھے اور حضوری
در بار کا انکو بار نہیں ملتا تھا بارگاہ سے باہر ایک کھڑکی سے اعلیٰ کی ایک آستین لٹکتی تھی
جو ایک پتھر کی چونک پیڑی رہتی تھی جو کوئی امرائے عظام اور خواقین ذوی الاحتمشام سے
بامید ملازمت خایفہ زمان کے حاضر ہوتا تھا یہی اسکی ملازمت تھی کہ اُس آستین کو بوسہ دیتا تھا
اور باقی اُسکے معروضات و زرا و حجاب اور دیوانوں کے ذریعے سے ملے ہوتے تھے اور
اونہیں ذرا بے اسکو جواب ملتا تھا بعضے موضوعین نے نقل کیا ہے کہ اتانک سعد مظفر الدین
ابوبکر غفر الہ کہ کیٹر فیسے فاضل جلیل القدر مولانا مجد الدین اسماعیل خالی جو بڑے عالم متوجہ تھے
برسم رسالت و سفارت شیعرا سے بغداد میں آئے تھے جب وہ مامور دربار میں اُس آستین
پر بوسہ دینے کے ہوئے بسبب کمال و رع اور تقویٰ کے وہ امر انہیں بہت شاق ہوا کہ کپڑے
پر اور پتھر پر بوسہ دیوین وہ ایسی بدعت پر فضالت کو امارات کفر اور شرک سے سمجھتے تھے

لیکن بسبب رسم و رواج کے اُسکے ادا کرنے پر ہی مجبور تھے اس واسطے ایک جماعی کلام اللہ العظیم
 کی جو نکتہ حبیب بین تھی یا اس بدعت کے رواج کو سنکے وہ بہ تخصیص ہمراہ لگے تھے اُس ستین
 اور چوبی پر رکھکے اُسکو انہوں نے بوسہ دیا بعضے مورخوں نے لکھا ہے کہ اعیاد میں اور بعضے
 اور ایام شہرہ کے میں خلیفہ سوار ہو کے باہر نکلتے تھے ظاہر عید گاہ یا جامع مسجد تک جاتے تھے
 اس واسطے لوگ سر راہ کے برآمد و نہر نشست گاہ کرایہ سے لیکر بامید زیارت خلیفہ کے
 میٹھے تھے ایک مرتبہ حساب کیا گیا تھا تیس ہزار دینار جو اشرفی اُس زمانہ کی تھی برآمد و نکلے
 مالکوں کو کرایہ ملا تھا ایک لاکھ چوبیس ہزار سوار ذات خاص خلیفہ کی حفاظت کیو واسطے معین تھے
 اور بغداد میں مقیم رہتے تھے جنکی تنخواہ خزانہ عامرہ خلافت سے ادا ہوتی تھی اور ششم اور
 خدم اور امر اور اراکین و کارکنان و مستوفیائے تیر و نی اور افواج متعینہ سرحدات اور قلعوں اور
 شہر و نکلے اعلیٰ قیاس کرنا چاہیے الغرض کثرت جاہ و چشم مستحکم بالہ کی اگر مفصل لکھی جائے
 تو ایک جلد ضخیم ہو جائے سلیمان شاہ نام ایک امیر سپہ سردار کل افواج کے تھے اُنکو اور
 بعضے اور لوگوں کو خلیفہ کے حضور میں بہت تقرب تھا اور منصب وزارت کا اُس میدان کو سپر
 تھا جسکا نام برعکس نہ نہ نام زنگی کافور مؤید الدین محمد بن عبد الملک علقمی تھا وہ نہایت بد باطن
 اور بد دیانت اور نکو ام تھا جس نے بھیا اور بے ایمان نے خلافت جاندان عباسی کی بالعمدہ اور
 بالقصد خاک میں ملا دی روضۃ الصفا والے نے اُسکی مدح میں لکھا ہے جو خود شیعہ باطل
 پر تشیع تھے کہ وہ کرم جہلی اور سخاوت طبعی رکھتا تھا اور علم اور حکمت اور شرع اور عہدیت
 میں اپنا مثل نہ رکھتا تھا۔

راشم کہتا ہے اُسکی حرکات بد تمکراتی کے تجربے سے معلوم ہوا کہ وہ

مدح محض اخلاق اور مبالغے کی ہے اس واسطے جو کمزور ترز ویر اور خدع اور نفاق تمام اہل اسلام
 کے ساتھ بالخصوص اپنے خداوند نعمت کے ساتھ جسکے بدولت وہ نامور تہا اور منصب
 عالی پر بفرمایا اُس نے کلو سر اسر علم اور حکمت اور شرع اور عقل کے خلاف تہا صرف شاید
 یہ کہنا ممکن ہو کہ اُس نے مین لوگوں کی نظر میں متبہم ملک اور دولت کا اُسکے مثل کوئی نہ تہا پھر
 وہی روضۃ الصفا والا کہتا ہے کہ ہر چند وہ انتظام اور رتق و فتق ممالک میں مختار کل اور
 مستقل تہا اُسکی کارگزاری منصب وزارت کا کوئی مانع اور عایق نہ تہا لیکن جو لوگ مقرب
 بارگاہ خلافت کے تھے اُنکی آنکھوں میں اُسکی وقعت جیسی چاہئے وہ نہ تھی اور جس آداب
 آداب کا انکے عرف سے وہ امیدوار تھا اُسکا ظہور نہیں ہوتا تھا کیونکہ اُسکے دل خباثت منزل
 میں ایسا جاگزین تہا کہ آخر میں نبی اُسکی کورنگی اور نکور احمی کی طرف اپنی ولی نعمت کے ساتھ
 ہوا جسکی آئندہ ہوگی پھر اُسی روضۃ الصفا میں ظاہر اس نظر سے کہ ایسا جرم شدید اُس
 خبیث الباطن کا جو خلاف علم اور عقل اور شرافت اور دیانت کے اُس سے صادر ہوا وہ
 مجبور یا معفو تصور کیا جائے ایک حکایت نقل ہوئی ہے جو کو اُس میں لکھا ہے کہ وہ معاملہ
 سبب قوی اُسکی بدعہدی اور کورنگی کا اپنے ولی نعمت کے ساتھ ہوا یعنی خلیفہ کے بڑے
 بیٹے امیر ابو بکر اعتقادات اہل سنت اور جماعت میں ایسے متعصب تھے کہ تعصب اُنکا حد
 اعتدال سے بڑھ گیا تھا انہوں نے ایک جمیعت لشکر کی کرنج کے ہنب اور غارت کے
 واسطے مامور کر دی جو ایک محلہ بغداد کا خاص مکن شیعہ مذہب کے لوگوں کا بالخصوص اکثر
 بنی ہاشم اور علویوں کا تھا اُن جمیعت نے اُس محلے کو خوب لوٹا اور وہاں کے عمدہ مکان
 خصوص بنی ہاشم کو قید کیا اور اُنکے لڑکے بالوں کو لٹا گھور و نہیر یعنی دم کی طرف نہ

کروا کے بٹھلایا اور سارے شہر میں تشہید کیا چونکہ بن علقمی مذہب تشیع کا رکھتا تھا اور اس مذہب میں وہ بڑے متعصب تھا اسکو خلیفہ کے بیٹے کی اس حرکت سے نہایت بیچ اور طیش ہو اور وہی اسکا رنج اور طیش موجب اسکی اس حرکت ٹھکرامی اور نفاق کا ہوا جو اسنے اپنے خداوند نعمت کے ساتھ اور جمیع اہل اسلام کے ساتھ کی اور اسحق اسکی گنجائش سے کہ خلیفہ کے بیٹے کی اس حرکت بد کے سبب سے اہل سنت اور جماعت بھی خلیفہ کے بیٹے پر لعن اور نفرین کرین انتہی۔

باقسم کھتا ہے عصیت مذہب میں اگر حد اعتدال سے نہ بڑھے عین مقتضائے دیانت اور امانت ہے اور تجاوز اعتدال سے کسی حرکت خیر اور شر کا عقل سلیم اور فہم مستقیم گزرتو جو مذکر لگا منجملہ اور بے اعتدالیوں کے ایک بڑی بے اعتدالی یہ بھی ہے کہ کوئی مصنف کسی کتاب کا جسے انتفاع عام مقصود ہو اور مذہب سے اسکو علاقہ نہ ہو اور مناظرے کی کتاب نہ ہو اس میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جس سے عام سبکی کسی مذہب کی یا خاص کسی مذہب کے اسے کی سبکی ہو وہ بھی تعصب غیر معتدل پر دلالت کرتا ہے مگر ہم نے اس خاتم خلافت خلفا بنی عباس کے ذکر میں بن علقمی پر بہت لعن اور نفرین کیا ہے سو ہم اپنے والدین بالیقین یہہ سمجھتے ہیں کہ ابن علقمی کی اس حرکت نالایق نفاق اور کینے پر جو اسنے علی العیوب سارے اہل اسلام کے ساتھ کی اور بالخصوص اپنے ولی نعمت کے ساتھ مکر اور غدر کر کے انکو تباہ کیا نہتہ فرشتے اہل اسلام کے بھی اسکو ملعون اور مرتد سمجھیں گے بلکہ سارے بنی نوع ان کے اسکو خارج از آدمیت اور قابل نفرین اور تنفر کے جانین کے ایسے شخص کے حقیقین جو کلمہ بد کسی خبیث کا مستعمل ہو وہ ہرگز کیسی

جائے گرفت کا نہو گا مذہب سلام کے بانی صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاق اور کینے سے بڑی
 مخالفت کی ہے ہمارے دانت میں عوام کا لالہ انعام کا تو اعتبار نہیں ہے ارباب تمیز اور
 علماء شیعہ مذہب کے ہرگز تجویز نہ کر سیکے کہ کوئی شخص ساری عمر ایک ولی نعمت کا نگوار رہے اور
 اسکی بدولت نامور ہو اور نہ باحجاز اسکا ہو کہ مخفی غدر اور مکر سے اسکو تباہ کرے اگر کسی مذہب
 اولیت میں یہ امر جایز تصور کیا جاتا ہے تو اسکی حقیقت کو ہمارا سلام ہے پس صرف اہل سنت
 جماعت ہی کو ایسے مذہب بٹالے لوگوں سے احتیاط کر نیکو میل و جوں میں ہم نہ کہیں گے بلکہ سارے
 مخالفین اُس مذہب کو لازم ہے کہ ایسے لوگوں سے جنہوں نے اپنی مذہب کا خبر بلکہ کل مذہب کو
 نفاق اور کینہ کشی یہ مخالفین سے متنبی کیا ہے کہ ساری عمر غلامی اور نوکری کریں اور دوستی اور
 خلوص جتاویں اور مکر اور غدر مخفی کر کے جسکا ہمیشہ ٹھک کھایا کئے اور اُس سے دوستی کا بڑاؤ
 کرتے رہے جب قابو پا دیں اسکو تباہ کر دیں اور ہمیشہ اسکی بیخ کنی کی فکر میں رہیں بہت ہوشیار
 رہیں بلکہ ہرگز اسکی نوکری اور غلامی اور دوستی کو قبول نہ کریں لیکن ہمارا زعم قریب یہ یقین ہے
 کہ عالم میں سب نوع انسان میں کوئی ایسا مذہب نہیں ہے کہ اسنے نفاق اور کینہ کشی مخفی کو
 عین اپنا مذہب مقرر کیا ہو بعض عوام اور جہاں نے ناحق مذہب شیعہ کو ایسے عیب سخت کی
 بدنامی کا داغ لگایا ہے اسواسے ابن علقمی کو ہم عوام کے زمرے سمجھتے ہیں کیونکہ اگر
 عصیت مذہبی جسکو علم اور حکمت جایز تصور کرے وہ رکھتا ہوتا تو وہ وزارت مستعصم یا
 مستغنی ہو کے اور انکی حفاظت اور امنیت سے باہر نکل کے اور خرم ٹھونک کے کہد بتاکہ ہم
 تمہارے دشمن ہیں اور تمہارے بیخ کنی کی فکر میں ہیں نہ بہہ کی ظاہر میں غلامی کرتا رہا اور مکر اور
 غدر مخفی سے اُس خاندان عالیشان کو تباہ کیا اور اگر حقیقت پوچھئے تو بنظر انصاف کے ہمارے

نزدیک وہ عصیت بھی جسکو اپنی اہم نے جائز قرار دیا ہو ایسے شخص کو جو اُس خاندانِ عالیشان کے بدولت احلاس سے ایک رتبہ عالی کو یعنی اور گوشت اور پوست اسکا ملا ہوا اُسی خاندان کے آب و دل سے تھا آدمیت ہر گرجائز نہ تصور کر لگی کہ کسی تاویل سے نکلوا سکی کر کے اُس خاندان کو تباہ کرے اب ہم جوابِ روضۃ الصفا والیکے اُس زعمِ باطل کا لکھتے ہیں جسے جسٹس ابنِ علقمی کی اس کو غلطی کو جائز تصور کیا ہے یعنی امیر ابو بکر مستعصم باللہ کے بیٹے جو ظلم اور ستم سنی ہاشم مکانِ کرخ پر کیا تھا وہ حکمرانی ابنِ علقمی کی اسکا معاوضہ تھا اول تو یہ ہے کہ اسس مورخ نے وہ حکایت کرخ کے تاختِ تاج کی ایسی جعل اور مختصر نقل کی ہے کہ اسس پر کوئی عاقل مجاہد رائے صحیح نہیں بیان کر سکتا یعنی سبب ایسے ظلم شدید کا نہیں لکھا کہ کیا تباہِ صاف یہ کتاب کے کھنڈ سے وجہ اور بے سبب اور امیر ابو بکر کی وہ حرکت ناشایستہ مجنونانہ تھی اگر اُس ظلم شدید کا کوئی سبب محرک تھا تو محالہ یہی سبب خیال آتا ہے کہ کرخ میں اکثر شیعہ مذہب کے لوگ رہتے تھے اور اُس مذہب کے متعصبوں کا شیوہ اور دستور ہے کہ حرکاتِ لعن اور طعن کے خلاف مذہبِ اہل سنت اور جماعت کے اُن سے وقوع میں آیا کرتے ہیں چنانچہ پچھلے خلفاء کے عہد میں مکرر اور سہ کرر عوامِ اہل سنت و جماعت نے بلوا کر کے اُسی کرخ کو اُسی وجہ سے تاخت و تاراج کیا ہے اور کئی مرتبہ خلیفہ کی طرف سے وہاں کے لوگوں کو اُسی جرم کے سبب سے سزا دی گئی ہے ایک مرتبہ خلیفہ قاور باللہ کے عہد میں سلطانِ جلال الدولہ دیلمی نے جسکا خود مذہب شیعہ کا تھا سبب شیعہ کی قوم پر جہاد کرنے کا حکم لکھ دیا تھا جس کا تذکرہ ہم نے پیشتر کیا تھا اسس پر جسے عجب نہیں ہے کہ کرخ میں سب و لعن کی شورش ہوئی ہوگی اُس کے تدارک کے واسطے خلیفہ کے بیٹے کی طرف سے وہ ظلم ہوا ہوگا اور چونکہ دستور ہے کہ تنقیہ عام میں ہوا وفاق

کے ساتھ مواد صالح بھی دفع ہو جاتا ہے پس ایک منغلے کی باداش میں اگر دوسرا منغلہ ہو تو
اُس کے حد سے بڑھ جائیگا کچھ تعجب نہیں ہے یا ہم نے فرض کیا کہ خلیفہ کے بیٹے کی طرف سے محض
بے سبب چند اکابر پر ظلم و ستم واقع ہوا ایسی صورتیں چونکہ ابن علقمی وزیر باختیار خلافت کا تھا
اور خلیفہ کے مزاج میں اُسکو نہایت مداخلت تھی کہ کہی کوئی اُسکی تجویز رد نہیں کرتے تھے کچھ
ایسا مکر اور حیلہ پیدا کرتا اور خلیفہ کو کسی نوع سے تحویف کر کے امیر الی بکر کو کچھ سزا دلوا دیتا
اور جن اکابر پر ظلم اور ستم ہوا تھا خلیفہ کی طرف سے معذرت کروانے کے بانگ مارت اور صلوات گرانما یہ رفا
کروا تا نہ یہ کہ ایک شخص کے ظلم کے باداش میں ساری خلافت رسول اللہ علیہ وسلم کی اور سلام
کی وہ ریاست اور شوکت جسکی نظیر پھر عالم میں پیدا نہ ہوئی یک لخت کفار کے ہاتھ سے مٹوا
دینا اور خاندان نبوت کی تنگ اور سبکی ملا عنہ بیدین کے ہاتھوں سے کروانا حسین دس لاکھ
آدمی کا خون بدون جنگ کے اُن کافروں کے ہاتھ سے ہوا کوشتی جائز رکھے گا کیا اس مصیبت
عام میں بچا سے بنی ہاشم کمرخ سکینچ رہے ہونگے ہمارے زعم یقینی میں وہ بھی نہیں بچے
الغرض ایک بادشاہ جبار کافر اور بیدین کو اغوا کر کے بغد اد میں طلب کرنا اور برابر اُسکے
ساتھ تحریات مخفی کر کے اُسکو مدافعت نکولے پھر مطمئن کرنا اور کورٹکی اور بے ایمانی اور بد
ویانتی سے سائے سامان اُسکی مدافعت کے بند کر رکھنا بحرِ ملی اور کافرا و صلب ایمان کے
دوسرا نہیں تجویز کریگا جسکی شرح اور تفصیل اور نتیجہ بد اُسکا اور خود اُسی ابن علقمی کا نسخہ ان کا
اور آخرت میں مبتلا ہونا اُسی روضۃ الصفا سے ہم نقل کرتے ہیں اُس میں لکھا ہے جب الامتحان عرفِ حلو
خان جنگینہ خان کا پوتہ عراق عجم میں ضبط اور تسخیر مسلمانوں کی مملکت سے اور فتح اور قلع ملاحدہ
اسمعیلیہ فارغ ہوا اور تمام عالم میں غل اور شور اُسکی ممالک ستانی کا پور فتح اور فیروز می کاہن ہوا تب

ابن علقمی نے مخفی وکلا اپنے اُس بادشاہ بیدین کے پاس بھیجے اور اُنکے ذریعے سے اپنی عیوب و
اور تابعداری ظاہر کر کے اُسکے اثبات کے واسطے ایما کی کہ اگر بادشاہ گیتی ستان بغداد کی تسخیر کا
ارادہ فرماوین بدون اُسکے کہ نوبت جنگ اور محاربے کی پہنچے سارے ممالک اس خلافت عظمیٰ کے
سعد و اختلاف بغداد کے بادشاہ قبض و تصرف میں منغوض ہو جائیں گے اور اس معویہ کے دلائل
اور شواہد میں اپنے تدابیر مخفیہ اور ترمز ویرہ نگہ امی کے جو کہ چپا تھا اور جنگا کر نیکار ارادہ تھا اُن سب کا
اظہار کیا جس سے بادشاہ کی یورش بغداد پر بدون عائق اور مانع کے سہل میں ہو جائے لیکن ایلمخان
صرف اس کے پیغام نہ بانی پر اعتماد کیا اور بغداد کی تسخیر کے ارادے میں اُسکو تذبذب اور تامل
تھا اس واسطے کہ اُس عرصہ میں دار خلافت کے فوج کی کثرت کا اور فراوانی اور وفور سامان سے
ہو پیکار کا تمام عالم میں شہرہ تھا۔

راہم کہتا ہے چونکہ کسی عاقل کی عقل اگر چہ کافر اور بیدین ہو ہرگز تجویز نہیں کرتی
کہ ایسا وزیر یا اختیار دفعہ اپنے خاوند کا نیکو کام ہو جائے ظاہر اکمال و دراندیشی سے ابن علقمی
تھک کی درخواست کو خدع اور فریب پر اپنے ساتھ محمول کیا ہو گا اور چونکہ پیشتر او کتائی خان
نے اُنہیں جنگیز روئین سے بہت بڑا لشکر جبار بغداد کی تسخیر کے واسطے بھیجا تھا اور وہ لشکر
خایب و خاسر ہوا اور شکست کہا کے پھر گیا وہ زیادہ تر سبب ایلمخان کے تردد اور تذبذب کا بغداد
کی تسخیر سے تھا با اینہم ایلمخان نے ابن علقمی کے وکلا پر شفقت و مرحمت شاہانہ کر کے رخصت
کیا اور اُس نیکو کام کے صداقت اور خلوص و عاوی پر شواہد موقوفہ طلب کئے اور اُس بیدین اور
بیوقوف نے اپنے حقیقی المقدور بار سال عیاض متوالی اور متواتر اپنے عزائم نیکو امی سے اپنے خاوند
کے ساتھ اُس بادشاہ جبار کو بخوبی مطمئن کر دیا اسکے ساتھ بھی ایلمخان کا تذبذب دل سے نہیں

تھکتا تھا کہ ایک اور سرگروہ مذہب شیعہ کا جو ایلخان کی مصاحبت میں ممتاز تھا اور اپنے اقرا
 میں نامور ہو گیا تھا یعنی لغیرطوسی اسے علم نجوم کے قواعد سے نتیجہ غم تسخیر بغداد کا پونہا
 اُس نے زائچہ اُس سوال کا بنا کے استخراج کیا کہ بہت محنت اور مشقت سے اور زحمت اور
 مصیبت سخت تحمل کے بعد تسخیر بغداد کی صلاح کو خان کی سعی اور کوشش سے ممکن معلوم ہوئی ہے
 اس واسطے کہ زمانہ حایفت اور امامت عباسیہ کے خاندان کا تمام ہو گیا ہے صلاح کو خان کو نصیحت کی
 اس استخراج کا یقین ہو گیا اور سامان یورش کا بغداد پر جمع کرنا شروع کیا اور غم اُسکی تسخیر کا
 اُسکے دلیں باجزم ہو گیا۔

راقم کہتا ہے پس وہ مصیبت غمی الاسلام پر یہ نتیجہ سعی اور کوشش ایک شیعہ
 مذہب کے شروع ہوئی جسکو ایک اور سرگروہ اُس فتنے نے ختم کر دیا یعنی زوال شوکت اسلامی
 اُن بد باطن لوگوں کے ہاتھ سے ہوئی جو خود مدعی اسلام تھے جو شوکت پھر اُس قوم کو نصیب
 نہوی ہمار نزدیک تو یہاں وہی بعدی مثل ہندی صادق آئی کہ کسی نے اپنے ہمسایہ ٹکونی
 کے واسطے اپنی ناک کاٹ ڈالی تھی اس سبب سے کہ شیعہ کے قوم میں بھی وہ غصت اور
 برتری جو خلافت اسلامی کے بقا کے عہد میں تھی وہ بھی لاریب زایل ہو گئی تھی القصہ صلاح کو
 خان نے ایک شخص اپنے امراؤ میں سے جسکا نام سونجاق نوایان تھا مقدمہ لشکر میں مقرر کیا
 اور اُسکو حکم دیا کہ دریا و جلد سے عبور کر کے اور تاجو نوایان جو پیشتر روانہ ہوا تھا اس کے
 ساتھ ملحق ہو کے بغداد کے پرچم کی طرف اپنا معکر اور خیم مقرر کرے اب اور کیفیت نکمرا
 اور غزالی ابن علقمی کی سننے سے جب اُس نے دیکھا کہ تیر اُس کے مکر اور تزویر کا اُس کے مقصود نامحسوس
 پر پہنچ گیا تب اُس نے بارگاہ خلافت میں ایک اور جال نکمرا می اور باطنی کا پھیل یا یعنی خلیفہ

از خود مدہوش کے حضور میں عرض کیا کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سارے سلطانین گردون
 اقتدار عالم کے داغ بندگی اور فرمانبرداری امیر المومنین کا اپنی اپنی پیشانیوں پر رکھتے ہیں
 اور آواز انفاذ احکام و بسطت ممالک اور کثرت خزائن کا جو عالم میں مچ رہا ہے وہ برید
 صبا اور شمال سے بھی تیز روان ہو رہا اور اعدائے دولت خلافت لا زوال کو طاقت اور قدرت
 ایک قدم بھی جدا اعتدال سے بڑھانے کی باقی نہیں رہی جتنے لوگ طالب اور قاصد اپنی حکومت
 اور مملکت بڑھانے کے ہیں ان کے دل و نین آگ حد اور کینے کی بھر پوری ہو لیکن صرف عب
 اور سطت بارگاہ خلافت کی اس آگ کے شعلے اٹھنے نہیں دیتی وہ سب معترف ہیں کہ اگر
 ایک انکل تہم جدا اعتدال سے بڑھیں گے اپنی آگ میں آپ ہی جل مرینگے ایسی حالت میں پڑا
 کرو روں رو پیہ افواج کی تنخواہوں میں صرف کرنا محض اسکا ضایع کرتا ہے مقتضا عقل و دراند
 یہ ہے کہ اگر امیر المومنین اجازت دیوں تو بڑے بڑے امراء عظام اور سپہ سرداروں کو
 ممالک بیرونی کے نظم و نسق کی واسطے متعین اور مامور کر کے سپاہ زاید حاجت سے برہن
 کر دیجائے اس صورت میں لاکھوں روپے کی بجیت خزانہ عامہ خلافت میں ہو جائے گی خلیفہ نے
 اس سے ناصواب و زیر تدبیر اور بداندیش کو اس کے اختیار پر محول کر دی اور خود اپنے ملاہی اور
 ملاعب اور استفادہ دنیاوی میں نہمک رہا آخر شمس اس نکمراہ نے وہ اختیار حاصل کر کے بڑے بڑے
 امراء اور سپہ سرداروں کو جو بڑے شجاع اور بہادر اور محافظات خلیفہ اور بارگاہ خلافت تھے
 بہت بنائے ہوئے مکر و حیلوں سے دور و دراز ممالک میں متعین کر کے روانہ کر دیا اور بہت
 سی سپاہ پر قلم بر طرفی جاری کیا اس حیل اور مکر سے دار خلافت کی حفاظت کو اس کو نکلنے
 بالکل ضعیف کر دیا اور صحران کو خان بمعیت افواج جوار مثل مور و ملخ کے اپنے مقرر حکومت خود بخود

کی طرف روانہ ہوا راہ میں پہلے بعضے قلعے مستحکم اسماعیلیوں کے آسنے فتح کئے اور وہاں سے نکلا
 اور ایلیچی اپنے مستعصم بالہ خلیفہ کے بھیجے اور ظاہر ایشتر آسے اس نظر سے کہ اقوام اسماعیلی
 دشمن اور معاند بارگاہ خلافت کے تھے دار خلافت سے استمداد افواج اور آلات حرب قلمیہ کشائی
 کی کی تھی اب بذریعہ اُن نکلا کے اُس اعانت نہ کرنے پر بہت تو بیچ اور سرزنش خلیفہ کے مشاویہ
 کی زبانی یا تحریری کی گئی اور شدت کی تحویف اور تہدید باظہار اپنے نخوت اور غرور کے اکثر
 ایام کی کہ مضی ماضی اب بھی اگر ہرج اور بارہ بغداد کا شمار کرو اور خندق گردشہر کی پیر کرد
 یعنی تمام سامان مدافعت دور کرو اور اپنے بیٹے کو اپنا قایم مقام بغداد میں مقرر کرو کہ خود میرے
 پاس چلے آؤ اور اگر خود آسکو اپنے وزیر کو اور سیلانیہ سپہ سردار کو اور دوات دار کو میرے
 پاس بھیج دو تاکہ وہ میرا پیغام نکلو لفظ بلفظ پہنچاویں اور کچھ اسمن کمی اور زیادتی تکمرین اگر اس پر
 پیغام تمہاری عمل نہ کیا تو میں بعزم تسخیر بغداد آتا ہوں جہاں تک کر سکو میرے مدافعت کی فکر
 کرو لیکن یہ یاد رکھو کہ اگر تم آسمان پر چڑھ جاؤ گے یا تحت الشری زمین میں گھس جاؤ گے
 سزا گروں گردان بنزیر آرمست لازمی بیالاجوشیر آرمست عائد ماند کسے زندہ از شکرت
 در آتش نہم شہر و بوم ہر تہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا خاندان قدیم بحال اور برقرار رہے میرے
 حکم و ایما سے تجاوز نہ کرو اور اگر تم نے میرے ایما پر عمل نہ کیا تو مال تمہارے خاندان کا کیا ہوگا
 اس کو خدا ہی جانتا ہے خلیفہ ابن جوری اور مدبر الدین محمد پنجوانی کو جو انکی معاہدت میں تھے
 اپنی طرف سے وکیل مقرر کر کے صلح کو کے ایلیچوں کے ساتھ برسات روانہ کیا اور اُسکی تحریر
 کے جواب میں لکھا ایچوان نورسیدہ جس نے گرم و سرد زمانے کا نہیں دیکھا دو دسکے زور
 اقبال پر کیوں اپنے تئیں بھولا جاتا ہے مجھے جو تھکوں نہیں مل سکتا اُسکا خواست گارست ہو

نیا شاہزادہ کو نہیں معلوم ہے کہ آسمان سے زمین تک جو خدا اور رسول سے آگاہ ہے وہ بھیجے اور فرمایا نہ دار اس درگاہ کا ہے جب ساری فوج اور سارا لشکر جو محالک دور و دراز میں سے جمع ہو جائیگا پہلے میں ایران پر چڑھائی کروں گا وہاں سے توران کی خبر لوں گا اور ہر ایک کو سیدھی راہ پر لگاؤں گا براہ دوستی وہی خواہی اس دولت باصوالت کے لازم ہے تم کو کہ خراسان کی طرف معاونت کر جاؤ اور اگر نا تجربہ کاری سے لڑائی کا ارادہ کیا ہے تو کچھ غم نہیں ہے اس درگاہ فلک پائیگاہ کے ادنا ترین غلام بھی کچھ فتار و نکلے سیدھا کرتیگے واسطے کافی ہیں۔

راستم کہتا ہے اس تحریر میں مخاطب یعنی حاکم کو بلا فطرت ہزارہ تعبیر کیا گیا وہ ایسا ہے اس طرف کہ اسکے جد و پدر چونکہ بارگاہ خلافت کی طرف سے تھے وہ البتہ معبر سلطان تھے حاکم کو بسبب کچھ فتاری کے یہ سلطنت نہیں قبول کیا باجملہ ملاکو کے ایلی جب بغداد میں داخل ہوئے شہر کے عوام الناس کا انکے دیکھنے کے واسطے ایک مجمع عظیم ہو گیا اور ہر ایک نے خلافت تہذیب کے جو عوام ہر قوم کے اکثر مفقود ہوئی ہونے کے ساتھ بہت نامہ واری کی یہاں تک کہ بعضوں نے قریب جا کے انکے منہ پر تھوکت یا اس راوی سے کہ اگر تکلیف اس کے مداخلت میں کچھ سہی ہو تو وہ اور کچھ بے تمیز بیان کریں اور وہ اس مجمع میں ایسے گھر گئے کہ اس سے ٹکنا دشوار ہو گیا ابن علقمی وزیر کو جب وہ خبر پہنچی اس نے ایک جمیعت خواص اور غلاموں خلافت کی بھیجی اس نے ایلیوں کو اس مجمع بے تمیز سے بچا کے باہر نکالا اور عوام کو بہت سزائش کی انہیں عرض الہی جب مرزومت کر کے حاکم کے پاس پہنچے انہوں نے خود دیکھا اور سنا تھا اور جو انہیں گدانا تعاملفصل بیان کیا حاکم کو وہ سنکے بہت ہی غیظ و غضب میں آیا اور

کہنے لگا معلوم ہوا خلیفہ عقل سے خللی من اور ہمارے تہہ مثل کمان کے ٹیڑھے ہیں اگر خدا
 ازلی نے چاہا اور میری مدد کی تو مثل تیر کے اُنکو سیدھا کر دے گا پھر جب وہ کلا سے خلافت
 ہلا کو کے دربار میں پھنچے اور بارگاہ خلافت کی رسالت اُنہوں نے ادا کی تب وہ بادشاہ بدین
 اور برہم ہوا اور کھا خواہش ایزدی اُس قوم کے ساتھ کچھ اور ہی ہے جو اس جنس کے
 امور ہمارے تہہ اُنکے متخیلہ میں جمع ہیں اور شہادت میں وہ کلا خلافت کو مقام پنج انگشت
 سے رخصت کیا اور خلیفہ کو پیغام دیا کہ جب جاہ اور دوستی مال کی آپکے دلیں ایسی تھلی
 ہے کہ ناصح نیک اندیشوں کی بات آپکے دلیں اٹھ نہیں کرتی خیر آبادہ جنگ پیکار ہو جائے کہ
 میں بالشر فرماؤں مثل مور و بلخ کے عنقریب بغداد میں پہنچتا ہوں اب اس مقام پر روایات
 مختلفہ مشورت اور گفتگو خلیفہ کی اپنے وزیر بلے پیر اور بداندیش کے ساتھ اور اور مقربان
 خلافت کے ساتھ جو مخالف وزیر کے تہور و ضہا الصفا میں بطوالت نقل کر کے لکھا ہے کہ سدا
 مقربان خلیفہ نے بتا کہ یہ عرض کیا کہ افواج منتشرہ ممالک و درواز کو جمع کر نیک حکم صادر کیجئے
 اور زہار وزیر ٹکڑا کر اس میں مشورہ نہ کیجئے اس واسطیکہ وہ فکر میں ہے کہ خدا خواستہ
 خلافت اس خاندان کی زایل اور معدوم ہو جائے خلیفہ بخواہش تقدیر از خود مدہوش ظاہر اناصحان
 مشفق کے اقوال کو حد اور عداوت پر وزیر کے ساتھ محمول کرتے تھے ہرگز اسکی بددیانتی اور
 ٹکڑا می کا اُنکو یقین نہوا اور ابتدا سے انتہا تک اُسی بد باطن ٹکڑا م سے مشورہ کرتے رہے جس نے
 اُنکو اور اُنکے خاندان کو تباہ اور برباد کیا اور ہم میں منافقانہ مشورہ دیتا رہا اخیر میں اُس وزیر بکار
 اور منافق اور برتر و برے احمق خلیفہ کو یہ بیٹی پڑھائی کہ ہلا کو وغیرہ غول جمع غول کی کیا طاقت
 اور قدرت ہو کہ بغداد کے شیر و ننگے تہہ مقابلہ کرے اگر یہاں کے لڑکے اور عورتیں کو ہتھ پیر

انیٹ اور پتھر پھینکے گئے اُسی سے اُنکا کام تمام ہو گیا اس سے اسحق خلیفہ کا غرہ اور تختہ
اور دونا ہو گیا اور ناصحان مشفق کی صلاح کے بموجب سپاہ جزار اور سپہ سرداران بہادر اور
تجربہ کار کارزار کے اکٹھا کر کے جمع کر لیا بغداد میں کھنڈیا جس کو وزیر بہر تزدیر اور کلکھرام نے
اسی مدافعت کے روکنے کیواسے ممالک و رودرا زمین منتشر اور پرالٹنہ کر دیا تھا اور وہ مکار
غدار برابر سامان تسہیل یورین دشمن کا کرتا جاتا تھا اس عرصہ میں خبر پھنچی سو لجا قنویان اور
تاجقو قنویان جنگو ہلا کو خان نے مقدمہ لشکر میں مامور کر کے حکم دیا تھا کہ جانب غری بغداد کے
جا کے خیمہ زن ہوں وہ اپنے مقام مامور میں پھینگیئے خلیفہ نے دو امیر و نکو اپنے مصاحبین سے
بہمراہی دس ہزار سوار کے انکی مدافعت پر مامور کیا ایک کا نام فتح الدین تھا وہ بٹے تجربہ کار
اور دوسرے کو مجاہد الدین بن ایکب نے اتنی کہتے تھے وہ بھی بٹے بہادر اور دلیر تھے مگر سخت ناتجربہ
کار اور خود اپنے قصصان دونو امیروں نے مقدمہ لشکر منحل پر بہادرانہ یورش کی کہ اول حملے میں
دشمن کے پانچو اٹھ گئے اور عارفرا انھوں نے اختیار کی فتح الدین نے اپنی ناتجربہ کاری سے قتل
انکا مناسب نجانا اور دشمن کے سر پر قبضہ کر نیکو فتح اور ظفر کیواسے کافی سمجھا مگر بن ایکب
دوائی نے اپنی خود رائی سے اُنکے تعاقب پر اصرار کیا جب اُن بہادر و نکا لشکر شہر بغداد
سے کچھ فاصلے پر ہو گیا تب لشکر منہ نہ منول کا پھر پڑا اور تمام روز لڑائی کی آگ بہادران
طرفین کی کوشش سے شعلہ زن رہی جب رات ہو گئی تب دونو جماعتیں اپنے اپنے مقامات
ستراحت کی مگر دشمن نے ایک ایسی تدبیر چکایا کہ دریا فرات کا پانی کاٹ کے اہل اسلام
کے لشکر کے طرف روانہ کر دیا جب کما معکر جانب شیب دریا فرات تھا دفعہ سارا لشکر
اُس سیلاب میں غرق ہو گیا اسلحا تین اُنیر پورش کی جو غرق سے اور دشمن کے حملے سے

بچے وہ مملکت شام کہ طرف بہا کے بجائے فتح الدین بہادرانہ مقتول اور شہید ہوئے
 اور مجاہد الدین ایک مرتین آدمیوں کی معیت پہنچا مصیبت بغداد میں پہنچ گئے انہیں غرضی
 ۵۵۰ شہ میں ہلاکو خان سے افواج جرار کے زیر دیوار بغداد کے پہنچ گیا جو سپاہ بہادر اور نامدا
 اور سپہ سردار شجاع اور تجربہ کار بغداد میں باقی تہو دشمن کے مدافعت پر آمادہ تھے بروایت
 پچاس دن تک ہر روز صبح سے شام تک سخت لڑائی رہی اور طرفین سے ہزاروں بہادر
 مقتول اور مجروح ہوا کئے اسی عرصے میں مقام حلد کے سادات میں سے مثل مجاہد الدین محمد
 بن حسن طاوسی اور سید بدر الدین یوسف وغیرہ نے معرفت ایک وکیل ہوشیار اور سخنا
 کے ہلاکو خان کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم کو اپنے اجداد سے باخصوص حضرت امیر المومنین
 علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے بظنا بعد بطن یہ خبر غیب کی پہنچی ہے کہ آپ عراق
 پر مستولی ہونگے اور حاکم اس ملک کا آپ کے قبضہ اقتدار میں آوے گا اس سبب سے ہم لوگ
 بخوبی خاطر آپ کے اور امر النواہی کے طبع میں جو احکام ہم پر صادر ہوں اُسکی ہم تعمیل
 کریں یہ خبر ہلاکو سننے بہت خوش اور لوگ متعین کئے تاکہ اُن لوگوں کو دوبار میں حاضر کریں اور
 ایک شخص کو اُن لوگوں کی شنگلی کے واسطے بھیجا اس سبب سے سارے محلے کے لوگ آفات اور
 مصدمات فوج فتمیاب سے محفوظ رہے اور اپنے گہر نہیں امن و امان سے رہے پھر دفعہ لہذا
 والا لکھتا ہے کہ میں کیفیت تسخیر بغداد کی بروایات مختلفہ جو تاریخ نویس دیکھی ہے لکھتا ہوں
 اگر اُن روایات میں کچھ تناقض ہو تو عقلاً اور فہمیدہ لوگ اُس کے اسباب میں غور و فکر کریں
 امر صحیح اُسے استخراج کریں بعضے مؤرخین نے لکھا ہے جب چند روز بغداد کے محاصرے
 گذرے اور خلیفہ کو اُس سے بہت تردد اور تشویش ہوئی تب بھی وہ سادہ لوح و زبیر کی حکمرانی اور

غدار یکا بدستور سابق متعزز نہوا اور گھوڑے بھیدی دشمن مخفی ظاہر کے دوست کی طرح
متنبہ ہو کے دل اڑھایا اسی نکلورام ملعون پہ تہہ بیر اُس مصیبت سے نجات کی پونجی اس کو ر
نک بد باطن اور منافق نے اب یہ صلاح دی کہ بغداد میں فوج لایق مدافعت اور مقابلت لشکر
جرا مغول کے باقی نہیں ہے مناسب بلکہ لازم ہے کہ امیر المومنین عزم مدافعت اور جنگ دشمن
کے ساتھ دل کمال دالین اور زور و جواہر اور مال وافر خود لیکے دشمن کے معکر پیش دریو بجلیں
اور تصدق اپنی جان اور آبرو کا اسکو حوالہ فرمائیں اور میں یہ تدبیر اور فکر کرونگا کہ ایک بیٹی ماہ پیکر
خلیفہ دیکھے عقد میں آوے اور کوئی لڑکی آپ کی آسکے بیٹے کے عقد میں جاوے تاکہ اتحاد
اور ارتباط بقرب قرابت اور برہم سجاو اور احمق خلیفہ کو اُس پر راضی کیا۔

راقص کہتا ہے کہ وہ ساری صلاح وزیر منافق کی محض منافقانہ تھی کہ اُسکے عدم
وقوع کا اسکو خوب یقین تھا لیکن عجب نہیں ہے کہ جملہ اخیر اس صلاح کا کہ خلیفہ کی بیٹی ہلا کو
کافر اور بیدینکے بیٹے کے ساتھ منکوحہ ہوتا کہ غت اور آبرو خلیفہ کی بالکل خاک میں بکجا
عین اُسکا مدعا ہوا اور اگر وہ بھی صلاح منافقانہ تھی تب بھی اُس نکلورام کے مرتد اور بیدین ہونے
پر صریح دلالت کرتی ہے کہ ایک سلمان لڑکی کے نکاح کافر اور بیدینکے ساتھ صلاح دینا
تہا یہ جا خلیفہ زادی خاندان عباس علیہ السلام کی کہ ذریت خاندان نبوت کی تھی یا بحدہ ذمت ا
میں خلیفہ کا سکا امر اسے خفت کاہ کو کے معکر میں جا کے قتل ہونا اور نہت غارت
بغداد کی کیفیت بہت مشرق اور مفصل لکھی ہے جو کہ یہ ہم نے پیشتر باجمال سبائک الذہب
سے نقل کی ہر اس واسطے اب اُسکے مشرح لکھنے کی تھو ضرورت نہیں معلوم ہوئی مگر بعضے کو
خلیفہ کے قتل کے باب میں نقل کرنا مناسب معلوم ہوا جس کا تذکرہ اوپر نہیں ہوا ہے نیز ہم نے

کے دلیں خلیفہ کے زندہ رکھنے میں باقیل کرنے میں تذبذب اور تردد تھا اس واسطے اس نے اپنے مقربین سے اس امر میں مشورہ پوچھا اکثر و کثرت کا اتفاق خلیفہ کے قتل کرنے پر ہوا اس نے اپنے اس برائی کی یہ وجہ بیان کی کہ اگر اسلام خلیفہ کو امام بہ حق اور خلیفہ مطلق جانتے ہیں اور اپنے اپنے نفوس اور اموال پر حاکم سمجھتے ہیں اگر وہ زندہ چھوٹے جائیگے ممکن ہے کہ اراکین و جوانب سے سارے مسلمان شکر اور فوج جمع کر کے انکی اعانت پر آمادہ ہو جائیں اور بادشاہ کو یہ امر از سر نو حاجت یورش کی ہو اور محنت اور مشقت جواب ہو چکی ہو اس سے زیادہ رحمت اور بخشش پیش آوے اس سبب سے ہلاکو کا ارادہ خلیفہ کے قتل کر نیکا مصمم ہو گیا اور انکو اور انکے بیٹوں اور سارے عباسیہ کے خاندان اور اولاد زکوٰۃ کو جو کچھ تہہ اور اعتبار رکھتے تھے سبکو قتل کر ڈالا موزنین نے لکھا ہے کہ جب ہلاکو کا ارادہ خلیفہ کے قتل کا مصمم ہو گیا تب حسام الدین منجم نے جبکہ ہلاکو کے پاس بہت تقرب تھا اس نے جا کے عرض کیا اگر آپ خلیفہ کو قتل کر نیگے تو سارے عالم میں غلٹ اور تاریکی چھا جائیگی اور آثار قیامت کے نمودار ہونگے انکے اس بیان سے ہلاکو کے دلیں پھرتذبذب پیدا ہوا اس نے نصیر طوسی سے حسام الدین منجم کی تقریر بیان کر کے استشارہ کیا اس نے جواب دیا کہ لوگوں نے ذکر یا پیغمبر کو اور انکے بیٹے بھی معصوم کو قتل کیا نہ آفتاب میں کہن لگانا مہتاب میں نہ قیامت آئی بنی عباس کے قتل سے قیامت کا واقع ہونا جو حسام الدین بیان کرتے ہیں ہرگز قابل قبول نہیں ہر باجملہ ہلاکو کے مقربوں کی یہ تجویز ہوئی کہ خون خلیفہ کا نہ بہا جائے ایک چٹائی میں انکو لپیٹ کے ہاتھوں سے مل ڈالا کہ ساری ہڈیاں انکی چور چور ہو گئیں اور جس دم سے انہوں نے قضا کی اور شہید ہوئے۔

راشم کہتا ہے ہمارا دانت میں حسام الدین منجم نے جوش اسلام سے

وہ تنخویف کی تھی اور نصیر طوسی نے جو سرگروہ فریقہ شیعہ کا تھا اُس نے داوفاق اور عداوت کی
 خلیفہ اسلام کے ساتھ بلکہ علی العموم اسلام کے ساتھ ہی اس واسطیکہ پہنے اوپر ذکر کیا
 ہے کہ اُس حادثہ قیامت ز اور مصیبت اعلیٰ میں شیعہ کی قوم بھی محفوظ و نفعین رہی موجودہ سب
 تباہ ہونے اور آئندہ نسلونین افلاس اور بے مالگی جیسا کہ جہانگیر اُسی وقتہ الصفا میں منقول ہے
 کہ بعض ایما اثنا عشرین سے جو بغداد میں مدفون تھے اُن کے مقابر اور روضے کھود کے پھینک دیے
 گئے بعد ازاں اب و شریف کے ساتھ کیا گیا بے اوبیان ہو میں انا للہ وانا الیہ راجعون ہنری بہت
 کم سن میں اپنے والد ماجد مرحوم و مغفور کی زبان سے ایک حکایت سنی تھی جس کا ذکر اس مقام پر
 حکمو مناسب معلوم ہوا کہ ایک بہت بڑا عالم سیکڑوں علوم کا ایک کسی بادشاہ کے پاس گیا اور
 اپنے جمیع علوم کو فوراً فرما اس بادشاہ کے حضور میں اس نے عرض کیا اور ہر علم کے کو ایف جدا
 جدا بیان کرتا گیا بادشاہ ہر علم کے کو ایف سننے اُس سے کہتے تھے افسوس کہ علم بوریہ آشتی
 مطلب بادشاہ کا یہ تھا کہ ایسا بڑا عالم ہو کہ وہ دنیا طلب ہے مقتضا اُس علم اور حکمت کا یہ
 تھا کہ بوریہ فقر اختیار کرتا اور اسی سبب اُس کو کچھ صلہ اور انعام نہ دیا یا جس کا وہ متمنی تھا وہ نہ کیا
 وہ عالم بادشاہ کی مجلس سے نہایت رنجیدہ اور ناامید ہو کے باہر نکلا اور علم نجوم جو اس سوال کا
 زائچہ بنایا کہ اس بادشاہ کے بعد کون بادشاہ ہوگا اور اُس سے استقراط کیا کہ ایک گڑبڑ یا جو بکریاں
 چر رہا تھا وہ بادشاہ ہوگا وہ عالم اُس گڑبڑ سے کہ پاس اور اُس سے کہ تم اس مملکت کے
 بادشاہ ہو جاؤ گے بشرطیکہ جو میں کہتا جاؤں اُس پر عمل کرتے رہو اُس نے قبول کیا پہلی صلاح
 انہوں نے یہ دی کہ سب بکریاں بیچ کے ایک گھوڑا مول لو اور قصاتی اور راہزنی شروع کرو گڑبڑ سے
 نے وہی کیا اور اُس سے کچھ روپیہ پیدا کر کے ایک اور سواری تیار کیا انصرص رفتہ رفتہ تدریج

دس بیس سوار کا حاکم ہوا اور ایک لگانٹو لوٹے آخر شش کس قدر مملکت اور دو ایک شہروں پر
حاکم ہوا جو جمیع فوج کی حکام کی طرف سے اسکے مدافعت پر مامور ہوتی تھی ذات شریف عالم
نے افسر و نکو ترغیب اور تخریص کر کے اُسی گڑ پر یہ کی معین اور مددگار کرویتے تھے اس
شدبیس بہت سے ممالک پر وہ حاکم اور قابض ہو گیا یہاں تک کہ خود بادشاہ اُسکی مدافعت
کیواسطے اٹھ کھڑے ہوئے اور بڑی فوج کے ساتھ اُسکو لڑنے کی نوبت آئی اُس لڑائی میں
بھی بہت سی جمیعت اُسی عالم نے توڑ لی اور باقی ماندہ کو نہایت نصیب ہوئی اور بادشاہ خود قید ہو
اور وہ گڑ یا ساری مملکت کا بادشاہ ہو گیا جب یہ نوبت آئی تب اُن عالم نے اپنی بیٹی کو بادشاہ سے
کہا کہ اس بادشاہ معزول کو ہمارے سپرد کرو انہوں نے بے تکلف بادشاہ مقید اور معزول کو اُن عالم کے
حوالے کر دیا انہوں نے اُنکو ایک چٹائی میں لیٹا اور اُسے کہا اکنون علم بویا موصیٰ آمدہ ام اور
صاحتوں اور پاؤں سے ملے اُنکو آخر کر دیا انتہی۔

راقم نے یہ قصہ کسی تاریخ میں نہیں دیکھا اور بسبب نقصانِ زمان و راز کے چونکہ بہت
کم سنسی میں یہ قصہ سنا تھا بادشاہ معزول اور بادشاہ فاتح اور مملکت مفتوحہ اور اُن عالم کا نام یاد
نہیں رہا اب یہ تصور ہوتا ہے شاید بادشاہ معزول وہی خلیفہ مستعصر عالم مرحوم اور بادشاہ فاتح
ہلاکو خان اور وہ عالم نصیر طوسی ہوں اگرچہ بعضے کو ایف جو اس قصے میں لکھے گئے وہ صلا کہ خان
پر منطبق نہیں ہیں بلکہ یوں لگے چلنے وغیرہ کے اسم سے کہ وہ خود شاہ ہزارہ تھا اور باب
اور دادا اسکے بٹے شوکت کے بادشاہ تھے مگر ممکن ہے کہ بسبب غلبہ اور دعویٰ داران سلطنت
اسکے اہام اور بنی اہام اور خان سے جنگ کے اسمیں بٹے مر کے کے جنگ و جدل رہے
کسی میں وہ غفلت ہو گیا ہو اور وہ نوبت اُسکی آئی ہو کہ یہ کو ایف نہایت غارت بغداد جو روضۃ الصفا

میں مذکور ہیں باجمال اسکا ذکر بھی مناسب معلوم ہوا اسمیں منقول ہے کہ منقول اور تالیفوں نے
 ہلاکو خان کے لشکر کے سامان اور ظروف و زر نگار بلکہ خواجے اور بلق اور جام اور کاسے سونے
 اور چاندی کے استقد خلیفہ کے باور چینا نے اور شراب خانے سے نکال کے لے کر اسکا حساب
 خود وہی نہیں کے سکے یعنی شناخت چاندی اور سونے کی کرنیکی انکو فرصت نصیب ملی اور سیسے
 اور لنگے کی قیمت پر انکو مینیا اس سبب بہت سے اہل فقر و فاقہ بغیر آدم صاحب جمل و ناقہ ہو گئے
 شوق و اور اجناس پھر اور چین اور سارے ممالک کے اور گھوڑے عربی اور خیر قیمتی اور رومی اور سیا
 اور آلالی اور تہجائی غلام اور لونڈیاں ماہ پیکر استقد رختیا بونکو ملیں کہ ہرگز انکے امرا اور وزرا کے
 وہم خیال میں بھی نہ تھیں کثرت زرباب اور جواہر شکن اور امتنع نفیسہ اور اقمشہ لطیفہ گرلن بہا
 اور رخت سسنگین سے جو خلیفہ کے محزون سے اور انکے نواب اور خواص کے گھروں اور بغداد
 کے متمول لوگوں کے یہاں سے نکلے ہو ہو شہر بغداد کی زمین پر یہ قول باری تعالیٰ کا صادق آتا تھا
 و اخروجت الاعداء و اتقوا الغرض سارا بغداد خراب اور ویران ہوا اور تمام عالم کے بلدان
 اور امصار و ہاتکے مال و منال سے متمول اور آبادان ہوئے پھر لکھا ہے کہ مقل کو خان نوین صفر
 جمعہ کے دن ۱۷۷۵ کو بغداد میں داخل ہوا اور خلیفہ کو سامنے بلا کے منافقانہ اسے کہا تم میرا
 ہو اور ہم مہمان ہیں جو تمہارے پاس ہمارے لایق موجود ہے وہ پیش کر دے خلیفہ نے وہ قول
 اسکا بخلوص سمجھ کے ایک کسی محزون کو کھلوایا اسمیں سے دس ہزار جامہ وادوس ہزار دینار
 اشرفی و روجہ اس عہد کی پیش کی ہلاکو خان نے وہ سب اپنے امرا پر تقسیم کر کے کہا جو
 محزون ظاہر ہیں وہ تو ہمارے غلاموں کے ہیں تمہارے دینے کی اسمیں احتیاج نہیں محزون مخفیہ ہوا
 خلیفہ نے ایک زمین کے کھوڑیگا اشارہ کیا اس کے نیچے سے ایک حوض نکلا جو سونے کے

سکوٹے پر تہاہر کے وزن سو سو مثقال کا تھا اب کینیت ابن علقمی نکلوا م خسر بن الدنیاہ لا خیر
 ہونیکل اسی روضۃ الصفا سے محرم نقل کرتے ہیں اُسین لکھا ہے جب خلیفہ خاندان عباسیہ
 ہلاکو خان کے ظلم و ستم سے شہید کئے گئے ابن علقمی منافق اور کوزنگ کو یقین تھا کہ
 بعض حسن خدمت ہلاکو خان کے جو تباہی اور بربادی خاندان عباسیہ اُس نے کی تھی حکومت
 بغداد اور جمیع ممالک خلافت کی اُس کو موقوف ہوگی لیکن اُس باوثاہ عاقل اور ہوشیار نے باب
 اس کے کفران نعمت اور نیکو اُمی کے مطلق اُس کی طرف التفات نکلیا اور سمجھا کہ جو شخص اپنے ولی نعمت
 کے ساتھ بیوفائی کئے اُس سے ہرگز توقع وفاداری کی نہیں ہے اور علی بہادر ایک امیر کے امرا
 سے جو سب سے پہلے بغداد میں داخل ہوا تھا حکومت اور امارت ممالک خلافت کی اُس کو سپرد
 ہوئی اور حکومت خاص شہر بغداد کی ابن عمران نام ایک شخص کو بغدادیوین سے سپرد کی جس نے
 وقت محاصرہ بغداد کے ہلاکو خان کے لشکر کی یعقوبیہ سے بہت سی رسد یا محتاج لشکر مہیا
 کر دی تھی حکومت یعقوبیہ کی اسی ابن عمران کے نامزد ہوئی اسی یعقوبیہ سے متعلق حکومت شہر
 بغداد کی قرار پائی اس سبب ابن عمران بدوں کسی منازع کے مدینۃ السلام بغداد کے حکومت
 یہ فرمانروا ہوا چونکہ قصہ ابن عمران کا نہایت غرابت رکھتا ہے اس واسطے مفصل مذکور ہوتا ہے
 وہی ابن عمران عوام سے ایک شخص کی یہ تھوڑا سا لکھنا پڑ معنا بھی جانتا تھا اور یعقوبیہ کے
 عامل کی خدمت نگاری میں نوکر تھا ہلاکو خان کی یورش سے ایک سال پیشہ آمدن وہی عامل ہوتا تھا
 اور وہی ابن عمران اُس کے پانوں اب رہا تھا کہ اُس کو نیند آئی سو گیا عامل نے متنبہ کر کے پوچھا کیوں
 پانوں دے اپنے سے ہاتھ کھینچی اُس نے جواب دیا مجھے نیند آئی اور ایک خواب دیکھنے لگا عامل نے
 پوچھا کیا خواب دیکھا اُس نے کہا میں نے یہ خواب دیکھا کہ دولت اور حکومت مستقیم خلیفہ کی مٹ گئی

اور حکومت بغداد کی مع اسکی سرحدوں کے چھکوں ملی اُس عامل نے یہ قول ابن عمران کا تمسخر اور استہزائہ پر حمل کیا خود ہنسنا اور ابن عمران کو ایک لات ماری کہ وہ پلنگ پر سے نیچے گریڑا انگریز جب ہلاکو نے بغداد کا محاصرہ کیا تب اسی ابن عمران نے ایک کاغذ پر لکھا اگر بادشاہ چھکوں خلیفہ کے پاس سے طلب کر لیوں تو قیامت عمدہ خدمت بادشاہ کی کرونگا اور اُس کاغذ کو ایک تیسریں لپیٹ کے ہلاکو خان کے لشکر میں دے دیا کہ اسے پھینکا وہ تیسریں شخص نے پایا اور وہ کاغذ جو اُس پر لپیٹا تھا رفتہ رفتہ ہلاکو خان کے پاس پہنچا بادشاہ دلیں اُس تحریر کا بہت اثر ہوا فوراً وکیل بغداد ابن عمران کی جانب کے واسطے بھیجا بغدادیوں کو ایسے آحاد اس کے بھیج دینے میں کچھ عذر نہوا اُسکو بلا کے وکیل کے ہمراہ کر دیا ابن عمران نے ہلاکو خان کے سامنے جا کے عرض کیا کہ محل سامان رسد اور مایحتاج بادشاہ کے لشکر فہمیں چھپا کر دیکھا اگرچہ ظاہر میں یہ امر خلاف قیاس اور محال معلوم ہوتا تھا مگر ہلاکو خان نے سبب اس پر اس کے دعوے کیے اُسکو ہتھمیں رسد لشکر کے سپرد کیا اب سامان غیبی ہلاکو خان کے اقبال کا اور خلیفہ اسلام کے اوبار کا تھا کہ یہ عتبہ بیہ اور اس کے فواج مجمع اور مخزن مخفی غلو وغیرہ کے کھتوں کا تھا جو کسی وقت میں افواج اسلام کو درکار ہو جو ظاہر عالم بقویہ کے اہتمام میں سب لکھتے سپرد تھے اور ابن عمران چونکہ خدمت کار معتود اس عامل کا تھا وہ اس مقامات پر بخوبی مطلع تھا اسکی سبب سے ہزاروں ہزار بار بار اسباب سلو اور مایحتاج لشکر ہلاک ہو جان کا اسنے بہت ساقی پہنچا دیا اسکی خدمت میں کچھ عو ضمین ہلاکو خان نے بعد فتح بغداد ابن عمران کو حکومت یعقوبیہ اور بغداد کی عطا کی اور لطف یہ ہوا کہ ابن عمران کو حکم ہوا کہ مطیع اور فرمانبردار ابن عمران کا ہے اس مذلت اور خواہی کے حکم کے نہ کچھ ایسے اُس کو بلایا بہت دوسرے وصوبہ کی امداد اور اعیان اور خواص ہلاکو خان کے جتنے تھو فریاد افواہ اسکی خوشامد

اور منت اور سماجت کرنا رہا مگر جبکہ پاس وہ جاتا تھا وہ اسکو مسخرا بناتا تھا اور استہزا اور تمسخر سے اسکی اہانت اور سبکی کرتا تھا آخر میں وہ ملعون اپنی ننگی رومی اور بیوفائی سے دنیا میں بھی پشیمان ہوا اور اسی چند روز کے عرصہ میں اُس خواہی اور مذلت کے غم و غصہ سے بقول صاحب روضۃ الصفا کے اپنے اصلی پر پھینچا اور پشیمانی ازلی اور بدی میں مبتلا رہ گیا یہ حکایت لکھنے کے روضۃ الصفا میں لکھا ہے حکما کا قول ہے کہ پانچ آدمی اعتماد کرنے لگے لائق نہیں ہیں رومی زخم رسیدہ اور بادشاہ ستم پیشہ اور دشمن جو زیادہ فروتنی اور تعلق کرتا ہو اور عورت جو اظہار وفاداری کا کرتی ہو اور چغل خور جو اپنے مصلحت کے واسطے اور نکلے عیوب فاش کرے۔

راقم کہتا ہے کہ روضۃ الصفا والے نے ابن علقمی ننگی رومی کو پانچویں عیب میں شامل کیا ہے ہمارے دانشت میں چھٹا عیب دار جو اُن پانچوں سے بڑھا ہوا ہے نوکر بیوفا اور ننگی رومی ہے جو اپنے خاوند کے بدولت احاد ناس سے وزارت کے رتبے کو پہنچے اور اُسی خاوند کو تباہ اور برباد کر دے اب اس مقام پر ایک حکایت جو نہایت کم سنی میں اپنے والد ماجد منظور سے سنی تھی اسکا بیان کرنا مناسب معلوم ہوا یعنی بعد فتح بغداد کے ایک شب کو محل کو خان کی مجلس خلوت ایک خاتون نہایت حسین جو مستعصم باللہ کی منکوحہ ملیٹی تھی یہ امر راقم کو سہو ہوا ہے حاضر کی گئی اور اُس وقت ہلا کو شراب پی رہا تھا اور چونکہ وہ خاتون نہایت مقررہ اور معتد بہ مستعصم باللہ مرحوم کی تھی ہلا کو نے قبل اسکے کہ ہوا اور ہوس کی حرکت بد اس کے ساتھ کر کے اُس سے پوچھا کہ عجائب اشیا خلیفہ میں سے جو تمہارے علم و اختیار میں سے ہو اسکو بیان کرو انہوں نے جواب دیا کہ اشیا عجیبہ سے خلیفہ کی میری تحویل

اور اختیار میں ایک پتھر کا ٹکڑا ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہو گا کوئی تلوار یا مثل اس کے اور کوئی ہتھیار
مطلق اسپر اثر نہ کرے گا اور ایک تلوار ہے کہ اگر سنگ خدا پر اس کو مارے دو ٹکڑے ہو جائیگا
وہ دونوں چیزیں اس خاتون نے حاضر کر کے پتھر اپنے ہاتھ میں لیا اور تلوار ہلا کو دی کہ آپ
مجھ پر امتحان کر لیجئے یہ تلوار مجھ پر اثر نہ کرے گی ہلا کو مٹنے تلوار ایک ایک وار اس خاتون کے چہرہ پر
سے پائونگ وہ دو ٹکڑے ہو گئی جس طرح سے یہ حکایت نقل کی ہے اس نے لکھا ہے کہ ایسی
تدبیر عقائد سے اس خاتون کا عصمت نے اپنی عفت اور عصمت بچائی اور خاندان نبوت کی
ہنک حرمت بچنے دی اور خود وجہ شہادت کو بچنے کی واضح ہو اگر وجہ خلافت خاندان عباسی
کی مستعصم باللہ مرحوم پر ختم ہو گئی مگر مملکت مصر اور شام وغیرہ جن سلاطین کے قبضہ و تصرف
میں تھی انہوں نے تبرکاً برائے نام چند اکابر خاندان عباسیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اس
سبب سے شاید شاید تک نام خلافت کا قائم رہا اس کے بعد جب سلطنت عثمانیہ ترکوں
کی ہوئی تو وہ نام بھی معدوم ہو گیا صم یہاں نام ان خلفائے بچے نام کا سب ایک الذہب
سے لکھتے ہیں خاندان عباسیہ کے خلفاء جو بعد واقعہ ہاید ہلا کو خان کے مصر وغیرہ
کے حاکم ہیں تبرکاً برائے نام یعنی بدون اختیار ملک داری کے مقرر
ہوئے انہیں اول ابوالقاسم احمد ملقب بہ المستنصر باللہ تھے وہ پستین
تعلیف ابوالنضر محمد الظاہر باعزلہ کے بیٹے تھے جب واقعہ خاتم خلافت مستعصم باللہ مرحوم
کا واقع ہوا وہ عقیدہ تھے قیصر ہائی پا کے بھاگے عراق عرب میں آئے اور جب مصر میں
ملک فاطمہ سمیعہ بیگم پادشاہ تھے اسی سال واقعہ ہاید کے رجب کے مہینے میں مصر میں
داخل ہوئے سن آدمی اور کثیر فوجی عباس سے ان کے ہمراہ تھے ملک ظاہر نے ہمارے

قاضی القضاۃ مصر کے اور امرا اور غدا اور دولت کے بڑے غلم اور شان سے اُنکا استقبال
کمر کے قاہرہ مصر میں اُنکو داخل کیا بعد اُسکے قاضی القضاۃ تاج الدین بن بنت الاغر کے پاس
اُنکے ثبوت پر گواہان گذرین اُسوقت اُنکے ماتھے پر خلافت کی بیعت ہوئی وہ مستنصر باللہ
خلیفہ اول مصر کے بڑے عالی ہمت اور غیور اور شجاع تھے وہ اپنی بیعت ہوتی ہی تانار یونیکے
ساتھ محابے کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوئے فوج کشیہ اُنکے ہمراہ جمع ہو گئی
اور عراق کی طرف جہان جمع تانار یونیکا تھا اُنھوں نے کوچ کیا وہ فوج کا مقابلہ ہوا بڑے
گھمان کی لڑائی ہوئی طرفین سے بڑے بڑے بہادر کام آئے اور بہت سے نامور
مسلمان شہید ہوئے اور خود خلیفہ مستنصر منقود الخیر ہو گئے بعضہ کہتے ہیں کہ وہ
کسی طرف نکل گئے مگر پھر کہیں اُنکایتہ نہ لگا غالباً وہ بھی شہید ہو کر جنگ کے تھے
یہ واقعہ شکست فوج اسلام ہمراہی مستنصر باللہ تیسرے محرم ۵۸۱ھ میں پیش آیا پانچ مہینے
وہ بنام خلیفہ تھے دوسرے خلیفہ خاندان عباسیہ مصریہ کے ابوال
عباس احمد الحاکم بامر اللہ مقرر ہوئے وہ اُنیسویں خلیفہ خلفائے بغداد
میں سے ابوالمنصور الفضل المسترشد باللہ کی اولاد سے تھے نسب صحیح اُنکا جو شہود
معتبر کی شہادت سے ثابت ہوا یہ تھا احمد بن محمد بن حسن بن علی بن ابی
بکر بن ابوالمنصور المسترشد باللہ وہ بھی واقعہ ہایہ بغداد میں مخفی وہاں سے نکل بیٹے
تباہ اور پریشان ہوتے ہوئے تھے ۵۸۱ھ میں جبیرات کے دن قاہرہ مصر میں پھنسے ملک
ظاہر سیبرس نے جو صالحی نجی بندق وادی شہورہ میں اُنھوں نے اُنکو قلعۃ الجبل
میں جو ممکن بہ برج کبیر مشہور تھا وہاں اُنکو اُتار لیا اسکے ایوان قلعہ میں ایک

مجلس قرار پائی جہاں سلطان اپنے ملک ظاہر اور اُنکے وزیر اور قاضی القضاۃ اُنکان
دولت اور امر اور اکابر اور شرفاء جمع ہوئے اور قاضی القضاۃ کے روبرو وہ نسب نامہ پڑھا
گیا اور اُس پر شہود و مستبرک گئے جنہوں نے اُسکی تصدیق کی تب پچھلے قاضی القضاۃ
نے اُنکے ہاتھ پر بیس کی اُنکے بعد سلطان نے پچھلے وزیر نے پھر علی العموم
لوگوں نے بیعت کی پھر اس وقت جب لقب اُنکا اُٹھا کلم قرار پایا انھوں نے سلطان کو
مد اللہ ہام انتظام مملکت غالباً باختر و کالت مطلق مقرر کیا جس کا موضوع یہ ہے کہ ابو غلام
میں تکمیل مطلق کو حاجت اطلاع کی موکل کو اور استیلاحت کی اُسے ضرور نہیں ہے ۷۳
تک معاملہ یوں رہا بعد اُسکے سلطان نے آمد و رفت لوگوں کی خلیفہ کے پاس موقوف
کر وادی ایک مدت تک تنہا بسر کرتے رہے گویا بند ہے شب جمعہ اٹھارہ عین
جمادی الاول ۸۳۰ میں انھوں نے قضا کی قلعہ کے نیچے اُنکی نماز جنازے کی پڑھی گئی
سلسلے ارکان دولت خاص اور عام پیادہ پادشاہیت جنازے کی کر کے لیکئے
اور قریب مرقہ منہرہ حضرت سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے جو پر وئی حضرت سید
اکبر امام حسن علیہ السلام کی اور اولیاء اللہ مشائخ سید خدیو سے تھیں مدفون ہے مرقہ
منہرہ حضرت نفیسہ مجددیہ سے خاص و عام کے اعتقاد میں لوگ اُسی طرح سے
ستیفیض ہوتے ہیں جیسے اولیاء اللہ احیاء سے فیض پاتے ہیں اور اُنکے حالت حیات
کے کرامات متواتر ہوتے ہیں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ حضرت سیدہ کے ہمعصر تھے
اور نہایت معتقد تھے اور جب انھوں نے قضا کی تو وصیت کی تھی کہ جب حضرت
سیدہ نماز اُنکے جنازہ کی پڑھ لیں تب مدفون کرنا چاہئے اُنکا جنازہ وہاں گیا اور حضرت

سیدہ نے اپنے محل میں جنازہ طلب کیا اور نماز پڑھی اور وہ جو اوپر لکھا گیا ہے کہ بعد
۶۶۲ء کے سلطان نے لوگوں کی آمد و رفت حاکم بامرالہ خلیفہ کے پاس موقوف کر دی
تھی باعث اُسکایہ تھا کہ انہوں نے اپنے ایک بیٹے محمد نام کو ولیعهد اپنا اور قطب
بہ مستک بالہ مقرر کیا تھا وہ محمد باپ کی حیات میں قضا کے لئے اس سبب سے
محمد کے ایک بیٹے ابراہیم نام تھے انکو ولیعهد مقرر کیا بعد چن بدست کے حاکم بامرالہ
پر ثابت ہوا کہ وہ ابراہیم نہایت نالایق ہیں رات دن لہو و لعب میں اور صحبت
الزنا میں بسر کرتے ہیں اس واسطے انکو ولایت عہد سے منہ کی کے لئے دوسرے
بیٹے کو جن کا سلمان نام تھا ولیعهد مقرر کیا جو تیسرے خلیفہ مصری قرار پاسے وہ ابراہیم
سخت مفد اور بد معاش تھے بسبب مغزولی کے خلافت میں سے دوا کے
دشمن ہو گئے اور سلطان سے جا کے انکی شکایتیں کیں کہ وہ بالکل خلیفہ کی طرف سے
غیر معصن ہو گئے پہلے لوگوں کی آمد و رفت اُنکے پاس موقوف کر کے وہیں قلعہ کے
برج کبیر کے مکان میں مقید رکھا بعد تھوٹے دنوں کے قلعے سے خلیفہ کو نکال کے باہر کیا اور
قوص کوئی قاہرہ کے پاس ہے وہاں اُنکی جائے اقامت مقرر ہوئی وہ جہاں اپنے اہل و عیال
قریب ایک سو آدمی کے وہاں ہے کچھ اُنکے مہارف کیلئے مقرر کر دیا یہ جہاں
بہت کم قدر ہو گئی تیسرے خلیفہ خلفاء عباسیہ مصریہ سے ابوالیونج
سلمان استگنی بالہ حاکم بامرالہ دوسرے خلیفہ مصری کے بیٹے
مقرر ہوئے باپ کی وصیت سے اُسی قوص کے مکان میں جہاں اُنکے باپ قلعہ ا
بجیل سے نکل کے نظر بند ہوئے تھے اُنکی سیعت ہوئی وہ بھی جیلے نام تبرکات مدت

دراز تک خلیفہ ہے اور شعبان سنہ ۳۱۸ میں انہوں نے قضا کی انہوں نے اپنے بیٹے
 کو جن کا احمد نام تھا ولیعہد مقرر کیا تھا مگر سلطان نے خلیفہ برائے نام کے تقریر و بعد
 کا کچھ پاس و محاذ نکلیا اور انھیں ابراہیم حاکم حلب کے پوتے کو جن کا تقریب سلطان کے
 پاس واد کی سعادت اور شکایت سے ہو گیا تھا جو تھا خلیفہ مصری مقرر کیا وہ دو برس
 خلیفہ ہے لیکن ملک ظاہر سیمبریں سلطان بب مرض موت میں مبتلا ہوئے تب
 تیس خلیفہ کی وصیت پر عمل نہ کرنے سے انکو بہت ندامت ہوئی اور اس دو برس کے
 عرصے میں ابراہیم کی بد معاشی اور عدم لیاقت خلافت تبرک کی بھی ظاہر ثابت ہو گئی تھی
 اس واسطے انکو خلافت سے معزول کر کے بموجب وصیت تیس خلیفہ کے انکے بیٹے
 کو خلیفہ مقرر کیا جو پانچویں خلیفہ عباسیہ مصریہ ہے حبیب آئندہ مذکور ہو گا چوتھے
 خلیفہ خاندان عباسیہ مصریہ کے وہی ابراہیم بن محمد بن حاکم باہر الہ
 دوسرے خلیفہ مصریہ تھے اٹھالقب والی بالہ قرار پایا مگر حبیب اوپر مذکور ہوا
 وہ صرف دو برس خلیفہ ہے پھر خلافت سے معزول ہوئے پانچویں خلیفہ خاندان
 عباسیہ مصریہ کے ابو العباس احمد الحاکم باہر الہ سہمی اور ملکی اور بلقب
 شمل اپنے واد کے بن مستکفی بالہ خلیفہ سیوم مصریہ بن حاکم باہر الہ خلیفہ
 دوم مصریہ مقرر ہوئے بلکہ محرم سنہ ۳۲۲ میں انکی بیعت خلافت ہوئی اور سنہ ۳۲۸ میں انہوں
 نے قضا کی چھٹے خلیفہ خاندان عباسیہ مصریہ کے ابو بکر المعتض بالہ
 بھی تیس خلیفہ مصریہ مستکفی بالہ کے بیٹے مقرر ہوئے بہائی کے
 قضا کرنے کے بعد انکے ہاتھ بیعت ہوئی وہ بہت نیک آدمی تھے ارباب علم کی بہت

تعمیم اور تکریم کرتے تھے اور ان کے ساتھ نہایت متواضع رہتے تھے جمادی الاول ۱۶۲^۳
 میں انہوں نے قضا کی قریب نو برس کے تحت خلافت پر متمکن رہے ساتویں
 خلیفہ خاندان عباسیہ مصریہ کے ابو عبد اللہ محمد المتوکل علی اللہ چھٹے
 خلیفہ مصریہ کے بیٹے مقرر ہوئے ان کا زمانہ خلافت بہت دراز ہو اپنی تالیس
 برس خلیفہ رہے لیکن چند خلافت سے خلع ہو کر مقید رہے سبب ایک الذہب
 میں شرح اُس واقعے کی نہیں لکھی ہے لکھا ہے وہ حال بڑی تاریخوں سے معلوم ہو
 اور ایک عجیب امر ان کی ذات کے واسطے واقع ہوا کہ کبھی کسی خلیفہ کے واسطے نہ خلفا
 بغداد میں کے واسطے ہوا تہا نہ خلفا مصر میں کے واسطے یعنی پانچ بیٹے صلیبی
 ان کے متصل ایک کے بعد ایک خلیفہ ہوئے اور ان کے پانچوے بیٹے کی خلافت کے
 بعد مصر سے خلافت کا عدم ہو گئی اور وہ متوکل علی اللہ سلطان ناصر کے زمانہ سلطنت
 میں شبہ شنبہ مہسورین رجب سنہ ہجری میں قضا کر گئے آٹھویں خلیفہ خاندان
 عباسیہ مصریہ کے ابو الفضل العباس المستعین باللہ متوکل
 علی اللہ کے بیٹے مقرر ہوئے مگر وہ نہ تک خلیفہ رہے پھر خلافت
 سے خلع کئے گئے ہلکی قریب دو برس کے وہ خلیفہ رہے نوین خلیفہ
 خاندان عباسیہ مصریہ کے ابو الفتح داؤد المعتضد باللہ متوکل
 علی اللہ نے بیٹے مقرر ہوئے وہ تا یوم مرگ خلیفہ رہے اور چوتھی
 ربیع الاول ۲۷۵^۳ میں انھوں نے قضا کی قریب پینتیس برس کے ان کا
 زمانہ خلافت قریب ہا دسویں خلیفہ خاندان عباسیہ

مصریہ کے ابو الرزین سلیمان المستکفی بالہ متوکل علی اللہ کے بیٹے مقرر ہوئے وہ اپنے بہائی معتقد بالہ کی وصیت سے مقرر ہوئے تھے وہ بھی تادم مرگ خلیفہ رہے اور سلطان طاهر کی سلطنت میں جمعے کے دن دوسری محرم ۳۵۸ میں انھوں نے قضا کی قریب دس برس کے وہ تخت خلافت پر متمکن رہے کیا انھوں نے خلیفہ خاندان عباسیہ مصریہ کے ابو البقا حمزۃ القاہم بامر اللہ متوکل علی اللہ ساتویں خلیفہ کے بیٹے مقرر ہوئے اپنے بہائی کے مرنے کے بعد وہ خلیفہ ہوئے تھے مگر ۳۵۹ میں خلافت سے خلع کئے گئے اور اسکندریہ میں مقید ہو گئے رہے اور ۳۶۳ میں انھوں نے قضا کی بارہویں خلیفہ خاندان عباسیہ مصریہ ابو الحسن یوسف المستنجد بالہ متوکل علی اللہ کے بیٹے مقرر ہوئے وہ اپنے بہائی قاہم بامر اللہ کے خلع کے بعد سلطان اشرف کی سلطنت میں خلیفہ ہوئے تھے اور چوتھی محرم روز شنبہ ۳۷۸ میں انھوں نے قضا کی قریب پچیس برس کے وہ خلیفہ رہے مصر کی خلا برائے نام تبرکات تو تھی ہی ان کے قضا کرنے سے بالکل قدر و منزلت خلافت کی جاتی رہی اگرچہ ان کے بعد تیسرے ہویں خلیفہ خاندان عباسیہ مصریہ کے ابو المرحوم العزیز المتوکل علی اللہ بن یعقوب بن متوکل علی اللہ ساتویں خلیفہ تھے یہ سب مگر خلافت بہت ہی ضعیف اور بے وقور ہو گیا ان کے بعد بھی شافعی اسی طرح سے بے وقور کوئی شخص نامزد خلیفہ رہا مگر بعد ۳۷۲ کے بالکل نام خلافت کا ہی سہا

ذکر سلاطین عثمانیہ ترکیہ جنہوں نے ۹۹۶ھ سے ہندو فرنگستان وغیرہ میں سلطنت اسلام کو قائم کیا ہے

وہمچ ہو کہ سلیمان شاہ ابن قیالہ بلدہ ماہان میں جو قریب بلخ کے واقعہ ہے بادشاہ تھے
جب چنگیز خان نے ہندو بلخ گجرات کے خاک سیاہ کر دیا اور سلطان علاء الدین خواجہ شمس
کو وہاں سے نکال دیا وہاں کے چھوٹے چھوٹے سلاطین اور حکام میں ایک پراگندگی
اور تفرقہ پڑ گیا اور سوقت سلیمان شاہ خاندان ترکمان کے پچاس ہزار آدمیوں کو ساتھ
لیکے بلدہ ماہان سے ارض روم میں آئے اور وہاں سے حلب ہوتے ہوئے دریائے
برات سے عبور کا ارادہ کیا سب ہمراہیوں نے دفعۃً گھوڑے دریامیں ڈال دیے تاکہ
پیر کے پار ہو جائیں لیکن باتفاق تقدیر سلیمان شاہ اپنے گھوڑے سمیت انہیں
غرق ہو گئے اور بڑی تلاش سے اونکی لاش دریائے نکالی گئی اور قلعہ جیر کے
سامنے مدفون ہوئے جتنے ترکمان اونکے ہمراہ تھے وہ چاروں طرف منتشت اور پریشان
ہو گئی جسکو جہان موقع ملا کونت و بلو و باش اختیار کی چنانچہ اون سب کی اون وابتک
اون اطراف میں جو رہے۔

سلیمان شاہ کے چار بیٹے تھے سنقر و د اور یقہار تو بلاد کچھ لوٹ گئے
مگر ارطغرل اور ڈوندا بلاد و روم میں آئے اور سلطان علاء الدین سلجوقی سے ملے
جو بلاد فرمان کے بادشاہ تھے اور شہر قونیہ کو انہوں نے اپنا دار السلطنت بنایا
تہا سلطان نے انکی نہایت تعظیم و توقیر کی اور یہ دونوں بہائی قرہ حصار و یکجمل کے

در بیان اقامت گزین ہوئے چونکہ آدمی سپاہی پیشہ تھے اکثر جنگ و جدال میں مصروف رہے ارطغرل نے ششہ میں وفات پائی اور انکے بیٹے عثمان چوشہ میں پیدا ہوئے تھے شاہ علاء الدین سلجوقی کے ملازم ہوئے پھلے وہ فوج کی سرداری پر مامور ہوئے اور رفتہ رفتہ سلطنت کے جزئی و کلی امور کا اختیار انکے سپرد ہو گیا اور وہ اپنے آقا ولی نعمت کے ساتھ بہت بڑے بڑے معرکوں میں ثابت قدم و مستقل رہے اور اپنی شجاعت و وفاداری و قابلیت سے روز بروز سلطان کے منظور نظر ہوتے گئے اور عثمان غازی کے خطاب سے سرفراز ہوئے ۹۹۹ء میں علاء الدین سلجوقی نے تاتاریوں سے شکست کھائی اور اُسی زمانہ میں وہ راہی آخرت ہوئے چونکہ سلطان کا کوئی ولیعہد نہ تھا اور کل رعایا اور سپاہ عثمان غازی سے نہایت رضامند تھے سب نے بالاتفاق اُنکو تخت سلطنت پر بیٹھا دیا اور انہوں نے تخت پر بیٹھتے ہی سلطان کی بیٹی شادی بھی کر لی جس نے اوکی بنیاد سلطنت کو اور زیادہ مستحکم اور پایدار بنا دیا۔

ذکر سلطنت عثمان خان ارطغرل بانی سلطنت عثمانیہ سلطان اول یہ سلاطین عثمانیہ کے پہلے سلطان ہیں جو ششہ میں تخت پر بیٹھے چونکہ لوگوں کا اور صاحبہمت تھے تخت پر بیٹھتے ہی بہت سے ملک فتح کئے پھلے قرہ حصار کو فتح کیا اور اینادار السلطنت بنایا اور اپنی بو دہی نو د سالہ حجاز و نجد کو قتل کر ڈالا ششہ میں حاکم برصہ سے مقابلہ کیا اور اُسکے بہت سے ملک کو فتح کر لیا سلاطین عیبائی کو دین اسلام کی دعوت دی بعض نے اسلام قبول کیا اور کچھ لوگوں نے جزیہ دینا

گوار کیا اور بعضے لڑائی میں گرفتار ہوئے یہ تو ادھر جہاد اور کشور ستانی میں مشغول تھے اور ہر تاتاریوں نے اُنکے ملک پر یورش کی لیکن اور خان سلطان کے بیٹے نے اونسے مقابلہ کیا اور تاتاریوں کو مار کے بہگادیا بعد اوسکے اور خان نے قلعہ برصہ کی طرف توجہ کی جس کا محاصرہ سلطان نے بہت اہتمام اور زہر باند سے کر رکھا تھا اور فتح نہیں ہوا تھا آخر کار اور خان کی بہادری اور استقلال سے اس کو برصہ تنگ ہو گیا اور قیصر روم کے بیٹے اندرنیکوس کی صلاح سے ۲۷ مئی ۱۳۷۷ء میں قلعہ اور خان کے حوالہ کر دیا اور خود اپنی جان لیکے چلا گیا اس قلعہ میں عرصہ ملاج باپ کے تیس ہزار اشرفیان اور خان کو ملین اسی عرصہ میں اوسکو سلطان عثمان چاہ پہنچا باپ کی علالت کی خبر ملی اور وہ برصہ سے قرہ حصار میں آیا اور باپ کو چرانج بھی پایا آخر ۱۰ رمضان ۷۷۷ھ کو سلطان عثمان نے اونہتر برس کی عمر میں وفات پائی اور خان نے باپ کی لاش قلعہ برصہ میں لاکے دفن کی اور ایک عالیشان مقبرہ اس پر بنایا مدت سلطنت اُنکی ستائیس برس تھی یہ سلطان نہایت سخی اور سپاہ دوست تھا ایک جبہ اپنے پاس نہیں رکھا جو یا فوج کو تقسیم کر دیا کھتے ہیں کہ مرنے کے بعد اس بادشاہ کے پاس سے سوا زرہ و کمر بند و تلوار کے کوئی چھین نقد و جنس سے نہیں نکلی۔

ذکر سلطنت اور خان سلطان ۷۷۷ھ

سلطان اور خان باپ کے وفات کے بعد ۷۷۷ھ میں تخت پر بیٹھا اور اپنے دار السلطنت برصہ کو مقرر کیا اور تھوڑے ہی دنوں میں سلاطین فرنگ سے لڑ پھڑ

بڑے نامی نامی قلعہ و شہر عنکولہ کندرہ ایدس سمندرہ وغیرہ کو فتح کر لیا
پھلے اسنے اپنی بیہائی علاء الدین نامی کو اپنا وزیر مقرر کیا جب وہ مر گیا تو سلیمان شاہ کو
جنہون نے قلعہ ملک کو فتح کیا ہوا وزیر بنایا مدرسہ اور مسجدیں بہت سی اپنے ملک میں تعمیر کرائیں
قلعہ اذنیک کو بھی فتح کر لیا جس سے رومیوں کی قوت بالکل ضعیف ہو گئی ۵۸۰ء میں سلطان
کو فتح کیا اور شہر کالی پور کی کو بھی جو قسطنطنیہ کی سرحد پر واقع ہے لے لیا ۵۸۰ء میں سلیمان
بادشاہ گھوڑے سے گر کے مر گیا جس کا اثر و صدمہ عظیم اور خان کو ہوا اور بعد ایک سال
کے اور خان نے پیتیس برس بادشاہت کر کے اور اکاسی برس کی عمر میں اس
جہان فانی سے رحلت کی یہ بادشاہ نہایت شجاع و سخی و بردبار عادل تھا۔

ذکر سلطنت سلطان جلاو خان اول سلطان ۳

یہ بادشاہ اپنے باپ اور خان کے مرنے کے بعد ۵۸۰ء میں تخت پر بیٹھا اور ہمہ تن
اپنی فکر و کوشش کو ملک کے بڑھانے اور ترقی دینے میں متوجہ کیا لال شاہین اپنی
سپہ سالار کے ساتھ ترکوں کا ایک جہاد و خونخوار لشکر اطراف و جوانب کے ملکوں کو
تسخر کرنے کے لئے روانہ کیا جس نے بہت تہوڑی مدت میں شہر بلخ کو کوہ بلخان
تک مسخر کر لیا بادشاہ یونان نے رعب و خوف لشکر اسلام سے صلح کر لی۔ جان
بالا لوغ قیصر روم والی قسطنطنیہ نے پوپ روم سے رجوع کی اور اعانت چاہی اور تمام
شاہان فرنگ نے قیصر کے ساتھ شریک ہو کے سلطان پر چڑھائی کی سلطان نے
اپنی سپہ سالار لال شاہین و تیمور تاشیگ کو فوج کے ساتھ مقابلہ کو پہنچا اور باہمد
خوب لڑائی ہوئی آخر کار سلطان کی فوج غالب ہوئی اور قیصر نے شکست کھائی

اور نہایت ذلت کے ساتھ صلح قبول کر لی یا پنج سال میں بہت سے شہر و ملک عیسائیوں کے مسلمانوں کے قبضہ میں آئی والی قرمیان نے جو ایک عیسائی بادشاہ تھا اپنی حفظ آبرو کے لئے اپنی ایک لڑکی سے شادی سلطان مراد خان کے بیٹے بایزید کے ساتھ کر دی اور اس وجہ سے وہ دست برد لشکر اسلام سے بچ گیا سلطان مراد خان نے دوبارہ تیمورتاش کو ملکوں کے فتح کرنے پر مامور کیا جس نے اربوط کے حدود تک قبضہ کر لیا اور شہر منستر کو نہایت جلالت کے ساتھ فتح کیا۔

۹۱ء مطابق ۱۳۹۹ء میں قراں نامی عیسائی بادشاہ سرب نے اپنے ہم مذہبوں کے اتفاق سے کئی لاکھ فوج جمع کر کے سلطان پیرشکر کشی کی سلطان نے بھی بڑے استقلال و بہادری سے مقابلہ کیا اور اگرچہ سلطانی فوج عیسائی لشکر کی چوتھائی مقدار پر بھی نہ تھی لیکن سلطان نے باہمت و کوشش سے قلیلتہ غلبت فیثۃ کثیرۃ بلا خوف و ہراس لڑائی پر آمادگی و توجہ کی بایزید و لیچہ سلطان اپنی ہمراہی فوج لیکے اکبارگی دشمنوں پر ٹوٹ پڑا اور خوب لڑائی ہوئی قراں زندہ گرفتار ہوا لاکھوں آدمی مارے گئے اور قید ہوئے اور باقی بھاگ گئے سلطان نے فتح کے بعد نقارہ خوشی کا بجوایا اور میدان جنگ میں غنیم کی لاشوں اور مجروحین کی تنقیح کر رہا تھا کہ غنیم کے مجروحین میں سے ایک شخص نے جو نیم جان پڑا ہوا تھا خبر سلطان کے پریت میں مارا جس سے کام سلطان کا تمام ہو گیا محافلین سلطانی نے قاتل کو اوس وقت قید کر ڈالا اور قراں کو بھی وہاں لاکھ قتل کیا بایزید نے اپنی باپ کی نعش برصہ میں لاکھ دفن کی اس بادشاہ کی عمر ۶۲ سال کی تھی ۵۶ برس سلطنت

کی بہم پادشاہ نہایت عقیل والو الغرم صوفی مشرب درویش سیرت و پرہیزگار
 تھا اور اس نے شہر برصہ سے اور نہ پراپنا دارالسلطنت منتقل کیا اس پادشاہ نے
 ایک نئی قسم کی فوج مرتب کی تھی کم عمر لڑکوں کو فوج میں نوکر رکھ کے فنون لڑائی
 سکھاتا اور ایک خاص قسم کی زرد و سی ٹوپی اونسکے لئے موضوع کی اور اس شکر
 کا نام نیک چہری رکھا تھا جس کے معنی ترک زبان میں قوج بدیدہ ہیں۔
 ذکر سلطنت سلطان بایزید یدرم سلطان

باپ کے مرنے کے بعد اس نے میں سلطان بایزید یدرم پادشاہ ہوا اور اپنے
 بہائی یقوتوب کو جس نے خروج اور لڑائی کا ارادہ کیا تھا قتل کر ڈالا آغاز تخت نشینی میں
 ملک سرب پر فوج کشی کی اور شہر ویدن و سکوب کو فتح کر لیا سرب کے والی لازار
 نامی نے مال اندیشی سے اپنی بہن کی شادی سلطان کے ساتھ کر دی اور اپنا بیٹا
 چوڑا یا انہیں ایام میں اندرونیکوس اور اس کے دونوں بیٹوں نے اتفاق کر کے
 چاہا کہ جان بالالوغ اپنے باپ اور مانویل ہائی کو قید کر کے تخت قسطنطنیہ پر سلا
 ہوں مگر جان بالالوغ کو اس سازش کی خبر مل گئی اور اس نے بیٹے اور پوتوں کو قید کر لیا
 اندرونیکوس نے سلطان بایزید یدرم کو مخفی عرضی لکھی اور قسطنطنیہ کے سفر
 کرنے کی ترغیب دی سلطان نے اس امر کو فوز عظیم خیال کر کے فوراً قسطنطنیہ
 کا قصد کیا چونکہ مل فوج اندرونیکوس سے ملی ہوئی تھی سلطان نے بے لڑائی جہلم
 کے جان بالالوغ اور اس کے بیٹے مانویل کو قید کر لیا اور اندرونیکوس سے خراج
 مقرر کر کے اس کو تخت پر بٹھلادیا جان بالالوغ اور اس کا بیٹا کسی طرح سے قید

کھل بہاگے اور سلطان کے پاس حاضر ہوئے اور یہ معاہدہ کیا کہ سولے اوس جزیرہ کے جو اندرونیکوس دیتا ہے بارہ ہزار فوج رومی سلطان کے ہمراہ رہے گی جس کا خرچہ سلطنت روم ادا کرتے رہے گی سلطان نے اوسکی درخواست قبول کر لی اور اندرونیکوس اور اوس کے بیٹے کو سلطنت سے معزول کر کے جزیرہ سفید میں مقید کیا اور جان بالالوغ کو پھر تخت پر بٹھایا سلطان کے حکم کے موافق والی سر پہ اپنے ملک میں مسجدیں و مدرسہ کی تعمیر کی اور مسلمانوں کو رہنے کی اجازت دی۔

چونکہ بائزید کو بیت المال کی حفاظت و ترقی دینے کی طرف نہایت اور خاص توجہ تھی اور کل روپیہ فوجی مصارف میں صرف کرتا تھا لہذا اُس نے چاہا کہ شہر اشہر کے باشندوں سے روپیہ لیکے مسجدیں و مدرسہ سرب میں تیار کرے مگر اشہر کے عدسائی باشندوں نے انکار کیا اور اس مطالبہ پر ناراض ہو کے لڑائی و غدر پر آمادگی کی بائزید یہہ سنکے آگ بہو کا ہو گیا اور اوس وقت قیصر روم جان بالالوغ کو لکھا کہ فوراً اشہر کے قلعہ کی دیواریں و برج مسمار کر دے قیصر نے اوسی وقت شہر اشہر سلطان کے حوالہ کر دیا سلطان نے کئی لاکھ اشرفیان وہاں کے باشندوں سے وصول کیں اور اوس روپیہ سے ملک سرب میں نہایت عمدہ اور عالیشان عمارتیں تعمیر کرائیں اور خاص شہر سرب میں مسجد جامع بہت روپیہ لگا کے بنائی حاکم ایدن نے جو اشہر کے متصل تھا اپنا دانا خلافت سلطان کے حوالہ کر دیا اور اسی حیلہ میں سلطان سے دوستی پیدا کی اور سکھ خطبہ بائزید کا اپنے ملک میں جاری کیا اور خود اُس نے اپنی سکونت شہر تیرہ میں اختیار کی

یایزید ان سب باتوں سے جب فارغ ہو چکا تو اُسے مجددِ اہم جہاد کا تہیہ کیا
 اور بارہ ہزار فوج کتبِ تختِ قیصر و مہ سے طلب کی جسکو قیصر نے سپہ سالاری مانویل
 اپنے بیٹے کے سلطان کے خدمت میں پہنچایا سلطان نے یہ لشکر لیکے ممالک
 فرنگستان پر چڑھائی کی اور جزیرہ اودوس وغیرہ کو فتح کیا اسی عرصہ میں یایزید کو معلوم ہوا
 کہ جان بالالوغ قسطنطنیہ میں نیا قلعہ تیار کرتا ہے اور سامان جنگ فراہم کر رہا ہے
 سلطان یہ خبر سنتے ہی جان کو لکھا کہ فوراً قلعہ کے دیوارین گرا دے ورنہ مانویل
 اوسکے بیٹے کی آنکھیں نکال لیجا میں کی جان نے فوراً اس حکم کی تعمیل کی اور کل
 نئی دیوارین قلعہ کی گرا دیں مگر اس غم و غصہ میں وہ بیمار ہو کے چند روز میں مر گیا
 مانویل کو جب اپنے باپ کے مرنے کی خبر ملی وہ سلطان کے بغیر اجازت
 قسطنطنیہ کو چلا گیا اور اپنی باپ کی جگہ تخت نشین ہوا یایزید نے جب سنا کہ
 مانویل بغیر اجازت بہاگ گیا اوسنے قسطنطنیہ پر چڑھائی کا حکم دیا اور ایک لشکر
 قسطنطنیہ کے باہر پہنچا اس عرصہ میں علاء الدین نے جو ایک فوجی سردار تھا بغاوت
 اختیار کی اور تیمورتاش کو قید کر لیا یایزید بسبیل الیغار وہاں پہنچا اور علاء الدین
 کے جمیعت کو پراگندہ و متفرق کر دیا اور اُسکو اور اُسکے دو بیٹوں کو گرفتار
 کر کے قلعہ برصہ میں مقید کیا اور تیمورتاش کے حوالہ کیا تیمورتاش نے چند روز
 کے بعد بے اذن سلطان کے علاء الدین کا کام ختم کر دیا جب یایزید خانگی
 جہگڑوں سے مطمئن ہو گیا تو اوسنے پہر کشورستانی کی طرف توجہ کی اور بہت
 سی لڑائیوں کے بعد ملک بہران الدین کا چہین لیا اور بہت سے قلعہ اور شہر

عیسائیوں کے فتح کئے بعض اشخاص بایزید کے خوف سے سمرقند پہاگ گئے
اور امیر تیمور کو رکان کے پاس پناہ گزین ہوئے

۹۶ء میں بایزید نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی قیصر نے پوپ روم اور دوسرے
شاہان فرنگ سے مدد لیکے اسی ہزار فوج جمع کی اور شہر نکولوہی کے سوا دین دونوں
شکر و حکام مقابلہ ہوا اور بایزید نے فتح پائی اور قیصر کا شکر بہاگ گیا دس ہزار عیسائی
زندہ سلطان کے رو برو لائے گئے اور اسکے حکم سے ان کے سر ان کے جسم سے
علیہ کئے گئے اگرچہ قیصر نے امیر تیمور سے مدد چاہی مگر امیر کچھ متوجہ نہیں ہوا لاجپا
قیصر نے سلطان سے جس طرح ہو سکا صلح کر لی بایزید اس فتح کے بعد اپنی
دارالسلطنت کو واپس آیا یہاں اس کو امیر تیمور کا ایلچی اور نامہ ملا جس میں امیر
احمد جلبار والی عراق کو جس نے بایزید کے پاس پناہ لی تھی طلب کیا تھا اور دوستانہ
یہہ ہی لکھا تھا کہ تھکو غافل بیٹھنا مناسب نہیں ہے عیسائی جو تمہارے دین و جان کے
دشمن ہیں موقع کے متجسس ہیں بایزید کو یہہ پیام نہایت گران معلوم ہوا اور ایلچی کو
نہایت ذلت و سبکی کے ساتھ اپنے دربار سے نکال دیا اور نامہ کا بہت سخت جواب دیا
اور جب بایزید نے سنا کہ قیصر نے امیر تیمور سے بھتہ ادا کی تھی تو یہہ ہی غضبناک ہوا اور
قسطنطنیہ پر بہت جرات شکر لیکے چڑھ دوڑا امیر تیمور اپنی خطا کا جواب نامہ لایم پاک کے
اور اپنے سفیر کی بے حرمتی سن کر جو حقیقت اس کی سبکی تھی نہایت متحیر ہوا اور
ایک عظیم الشان لشکر فراہم کر کے بایزید کے مقابلہ کو روانہ ہوا شہر سیدوس میں
جود یا قزل ارمان پر ہے بایزید کے ایک بیٹے اور چند سرداروں نے امیر تیمور کو دھوکا

اور بڑی لڑائی ہوئی آخر کار بایزید کا بیٹا اور کل سرداران نامی مارے گئے اور امیر تیمور نے فتح پائی بایزید نے جب یہ خبر سنی قسطنطنیہ کا محاصرہ چھوڑ کے بکمال اضطراب امیر تیمور کے مقابلہ کو روانہ ہوا ۱۹ دسمبر ۱۴۷۳ء میں قصبہ انگورہ میں دونوں لشکر کا مقابلہ ہوا بایزید اپنے پانچوں بیٹوں موسیٰ سیہان محمد عیسیٰ مصطفیٰ کو مینہ و میرہ وغیرہ میں مقرر کر کے خود بہ نفس نفیس امیر کا مقابل ہوا صبح سے شام تک بہت سخت لڑائی رہی آخر بایزید کی فوج کو شکست ہوئی اور بایزید پہاگا اتفاقاً اوسکے گھوڑے سے اٹھو کر لی اور بایزید گر پڑا امیر کے ایک سپاہی نے جو وہاں موجود تھا بایزید کو گرفتار کیا اور امیر کے پاس لے گیا بایزید کا ایک بیٹا موسیٰ نامی بھی گرفتار ہوا اور مصطفیٰ کا بیٹا نہ لگاتار لڑائی میں مارا گیا باقی تینوں بیٹے بہت تباہ اور خراب حال ادھر ادھر چلے گئے جب بایزید کو امیر تیمور صاحبقران کے سامنے لائے امیر نے تعلیم کی اور اپنے برابر بیٹھایا اور نہایت دلجوئی اور اخلاق کیا اور حسن برلاس کو بایزید پر متعین کیا کہ وہ سلطان کو براحت و آرام مقید رکھے بایزید چونکہ نہایت غیور تھا اس شکست و قید کا اوسکے دل پر سخت اثر پڑا جبکی وجہ سے وہ بیمار ہو گیا اور بہت کچھ علاج معالجہ ہوتا رہا مگر کچھ سودمند نہ ہوا آخر کو اوسنے ۱۴ شعبان ۸۷۸ھ کو اس ذلیل و بے ثبات دنیا سے رحلت کی امیر نے بایزید کی لاش اوسکے بیٹے موسیٰ کو حوالہ کی اور اوسکو رخصت دی موسیٰ نے اپنے باپ کی لاش برصہ میں لاسکے دفن کی بعضوں نے لکھا کہ امیر نے سلطان کو لوٹیکے پتھرے میں قید کیا تھا اس سبب سے بایزید نے خودکشی کر لی صاحب روضۃ الصفا لکھتا ہے کہ بایزید یلدرم نے خنایق و ضیق النفس کے عارضہ

میں بلدہ آق شہر میں وفات پائی امیر تیمور نے اس واقعہ کو سنکے نہایت حسرت کی گونج
وہ چاہتا تھا کہ کل ملک روم کو مسخر کرے بایزید کو وہاں کھانا تاج و تخت دیکے معاودت کرے
آخر کار مو سے کو گوگھوڑے مع ساز و سامان اور فرمان آل تمغا اور پیش بہا خلعت اور مرصع
و قیمتی ہتھیار دیکے رخصت کیا اور بھی حکم دیا کہ بایزید کی نقش کو بجلوں شاہانہ اپنی
دارالسلطنت میں لجائے۔

معتبر مورخین کا بیان ہے کہ جب امیر تیمور نے لڑائی کا ارادہ کیا اور ارویل
میں آیا تو حضرت خواجہ علی خلف مولانا صدر الدین اونیویرہ جناب سید شاہ صفی الدین علیہم السلام
کی خدمت میں تنہا حاضر ہوا حضرت صبح کی نماز پڑھ کے مراقبہ میں مشغول تھے اور انکے
گرد تمام مرید حلقہ کئے ہوئے مراقبہ کر رہے تھے جو وقت امیر بچو نچا حضرت نے تعظیم
دی اور عائقہ کر کے اپنے برابر بٹھا لیا امیر تیمور کو خطرہ گذرا کہ آیا مجھے بایزید پر فتح ملیگی
یا نہیں آپ نے اسی وقت خطرہ پر شرف ہوا کے فرمایا جاتیہ مطلب حاصل ہوگا اور
اپنے ملبوس یا حق سے ٹوپی غنایت کی اور رخصت کیا جب امیر نے بعد فتح معاودت
کی اور ارویل پہنچا ظہر کے وقت تنہا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور جواب دہ ہوا
ونقد و جنس نذر کیا مگر آپ نے کچھ بھی قبول نہیں کیا اور یہ فرمایا کہ یہ چیزیں میرے
کام کی نہیں ہیں امیر نے بہت اصرار کیا کہ آپ میری نظر قبول فرمائیں کہ میرے لئے
سعادت و برکت کا باعث ہے حضرت نے جواب دیا کہ ان چیزیں تو مجھے کوئی حاجت
نہیں ہے ہاں بایزید کے لشکر کے جو قیدی تمہارے ساتھ آئے ہیں انہیں سے
جب قدر میرے مجسمہ میں آسکیں انکو تجھے دید و امیر نے بہت خوشی تمام قیدیوں کو

بلایا جو تعداد میں کئی ہزار تھے وہ سب کے سب آپ کے حجرہ میں آگئے امیر بہہ کرامات دیکھا اور بہی معتقد ہو گیا اور سب قیدیوں کو آزاد کر کے حضرت کی خدمت میں چھوڑ گیا اور خود رخصت ہوا حضرت نے سب قیدیوں کو حجرہ سے کال کے فرمایا کہ اب تم آزاد ہو اپنے اپنے وطن کو چلے جاؤ وہ سب آپ کے مرید ہوئے اور عرض کی کہ ہم لوگ جانا نہیں چاہتے ہیں اپنی خدمت میں رہیں گے حضرت نے قبول فرمایا یہ بہی کہا جاتا ہے کہ جب شاہ اسماعیل صفوی اپنے آبائی تخت پر بیٹھے تو انہیں قیدیوں کے اولاد اور حضرت کے دوست مریدوں کے اولاد نے جو نہایت پیشہ و سپاہی تھے شاہ اسماعیل اول کو کشورستانی کی ترغیب دی اور ملک ایران کا مسخر کیا اور اسی گروہ کو قزلباش کہتے ہیں۔

یہ پادشاہ نہایت الو العزم و غیور و سپاہ دوست تھا ۱۰۷۰ھ میں پیدا ہوا ۱۱۱۱ھ میں سلطنت کی ۷۰ برس کی عمر میں انتقال کیا

ذکر سلطنت محمد خان اول سلطان

جب سلطان بایزید کو امیر تیمور نے قید کر لیا تو ان کے بیٹے بھاگ کے اپنے ملک میں چلے آئے اور آپس میں خوب جدال و قتال و خانہ جنگی رہی جسکی تفصیل کے لئے ایک دفتر چاہیئے الغرض گیارہ بارہ برس یون ہی گزرے سلیمان کو سپاہ نیک چری نے اس وجہ سے قتل کر ڈالا کہ اوس نے فوج کے ایک سردار کی ڈاہی موند ڈھالی تھی مونس نے اپنے بہائی کے انتقام لینے کا قصد کیا اور بہت سی سپاہ نیک چری کو زندہ گرفتار کر کے آگ میں جلا دیا

۱۰۷۰ھ میں محمد نے اپنے بہائی مونس کو قتل کر ڈالا اور خود تخت سلطنت پر بیٹھا اور انتظام

مملکت کی طرف جو آپس کی خانہ جنگیوں سے بہت کچھ محتاج اصلاح ہو رہا تھا متوجہ ہوا
 سلاطین فرنگ و یونان سے دوستانہ نامہ و پیام جاری کیا حاکم قمران نے جسکو قدیمی کینہ
 سلطان بایزید سے تھا موقع پا کے بایزید کی قسمر کہو د کے لاش کو جلادیا محمد خان نے اس
 فاد کے دفع کرنیکا قصد کیا اور دشمن کو بہکا دیا حاکم قمران کا بیٹا مصطفیٰ بیگ گرفتار ہوا
 جب سلطانے آیا تو اسنے اپنے سینہ کے مقابل ایک کبوتر اپنے جبہ میں جھپایا لیا تھا
 اوسپر ہاتھ رکھ کے بقسم کہا کہ جب تک یہ برقع میرے جسم میں ہے پاؤں سے
 بیوفائی نہ کروں گا سلطان نے یہی قسم کھائی اور اسکے قصور معاف کئے مصطفیٰ بیگ نے
 پاؤں ہی محل سے نکلتے ہی کبوتر کو تو مار ڈالا اور فوراً پاؤں ہی بکریوں کے گلہ کو لوٹا نہ رو
 کر دیا جب بادشاہ کو خبر ہوئی سواروں کو بھیجا اور اسے یہر پکڑ بلا کے کہا کہ میری اہلیت و
 شرافت اسکی مقتضی نہیں ہے کہ تجھ لیسے کینہ عہد شکن کو سزا دوں اسنے کہ میں نے
 امان دی ہے تو اگر اپنی قسم سے پھر پھر امیری شان وہ نہیں ہے کہ اپنے عہد سے
 یہ روں میں شیریں جان بخشی کی جہان تیرا جی چا چلا جا

انہیں دونین ایک شخص نے خروج کیا اور لوگوں پر یہ اظہار کیا کہ میں وہی مصطفیٰ
 بایزید کا بیٹا ہوں جو امیر تیمور کی لڑائی میں روپوش ہو گیا تھا بادشاہ نے اوسپر شکر
 کشی کی اور وہ بہاگ کے قیصر روم کے کسی عامل پاس پناہ گزین ہوا محمد خان نے معامل
 سے اوسکو مانگا مگر اسنے قیصر کی اجازت کا عذر پیش کیا اور قیصر نے سلطان کو لکھ
 بھیجا کہ جو کسی بادشاہ کی پناہ میں آئے اوسکو اوسکے دشمن کے حوالہ کرنا نہایت مجبوری
 ہے مگر آپ مطمئن رہیں کہ میں اوسکو اوسکی زندگی تک زنجیر بند و قید رکھوں گا سلطان

نے اس بات کو قبول کر لیا اور اوسکی لئے کچھ ماہوار مقرر کر دی اس بادشاہ کے وقایع
 لڑائیوں کے بہت ہیں مگر ذکر اسکا یہاں خالی از طوالت نہیں صرف ضروری امور پر اکتفا
 کی جاتی ہے اسنے اپنا تختگاہ اور نئے میں مقرر کیا اور سلاطین عثمانیہ میں پہلی بادشاہ
 ہے جس نے جہازات جنگی و سپاہ و ریا و توپخانہ کو سلطنت عثمانیہ میں ایجاد کیا ۱۲۸۰
 میں خونی اسال کے عارضہ میں وفات پائی جب مرض سے روز بروز اُسکی حالت تباہ
 ہونے لگی تو اپنے بیٹے مراد کو اماسیا سے طلب کیا لیکن قبل اسکے کہ بیٹا پہنچ سکا اصل
 بیوی گلیا و زیرون نے اوسکے مرض کا حال مخفی رکھا جب اکتالیسویں دن مراد خان
 تخت نشین ہوا اوسوقت سلطان کے مرض کی خبر لوگوں کو معلوم ہوئی بہت سی مسجدیں
 سلطنت عثمانیہ میں اس بادشاہ کی یادگار میں آدمی و عین و عقیل مستقل مزاج عادل کریم
 دوستی کا سچا اور بے کینہ تھا ظاہری شان و شوکت و تزک و احتشام کو بہت پسند کرتا
 تھا شیخ صوفیہ سے دلی محبت کرتا تھا اور یہی پہلا بادشاہ سلاطین عثمانیہ کا جو جس نے
 مکہ معظمہ کے تحتاجو کے لئے سالانہ روپیہ مقرر کیا اوسکی مدت سلطنت آٹھ سال ہے
 محمد سلطان مراد خان ثانی سلطان

محمد خان کے بعد اوسکا بیٹا مراد خان ثانی تخت نشین ہوا یہ بادشاہ ۱۳۰۰ میں پیدا ہوا
 اور بیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا مائیل قیصر روم نے اوسکو لکھا کہ تم اپنا بیٹا میرے
 پاس رہن رکھ دو ورنہ میں مصطفیٰ کو جو بایزید پسر مراد کا بیٹا اور میرے پاس مجبوس
 رہا کہ دو ٹکڑے مراد خان نے اس درخواست پر کچھ اعتنائی قیصر نے مصطفیٰ کو رہا کر کے
 دوسرے جنگی جہاز کی افریت پر مراد خان کی مقابلہ کو بھیجا اور مصطفیٰ نے شہر کالی بونی

قبضہ کر لیا مراود خان نے بایزید پاشا کو تیس ہزار فوج کے ساتھ مصطفیٰ کے مقابلہ کو روانہ کیا مگر بایزید پاشا مارا گیا اور اس کے فوج نے شکست کھائی اب مراود خان نے بہ نفس نفیس چڑھائی کی جب سلطانی لشکر کالی بولی کے قریب پہنچا مصطفیٰ کے اکثر فوج سلطان سے مل گئی مصطفیٰ یہ حالت دیکھ کے مضطرب کالی بولی سے ہٹا گا راہ میں اس کے نوکروں نے اس کو مار ڈالا سلطان نے وہاں سے قسطنطنیہ کی طرف رخ کیا اور ایک لاکھ فوج سے وہاں جا کر اور خون و لوٹ پٹا سپاہیوں کو معاف کر دی اگرچہ قسطنطنیہ فتح نہیں ہوئی مگر مانوئل نے نہایت عاجزی و ذلت سے صلح کر لی اور جزیہ قبول کیا مراود خان نے وہاں سے مظفر و منصور مراجعت کی مگر چند مہینہ میں قیصر اس شکست کے صدمہ و بچ سی بیمار ہو کے مر گیا

مراود خان نے یہ جہاد کا تہیہ کیا اور بہت سے شہر و بلاد جو درپاسیہ کے کھنڈر واقع تھے فتح کر لئے مگر بلغار پر اس کو سخت شکست ملی جس میں بیس ہزار فوج ہلاک ہو گئی آئی اور سلطان وہاں سے ناکام پھر اٹھ کر پھر اس کے شہد اب الدین یاد شاہ نواسہ بڑا فوج کے ساتھ بلغار کے فتح پر متعین کیا جو پاں سو آرمیہ کے ساتھ واپس چلا گیا سلطان نے اس پر بھی تیسری مرتبہ چڑھائی کی اور شکست کھائی آخر کو اس صلح کے اقرار پر باہم گر صلح ہو گئی مراود خان نے اپنے بیٹے محمد خان کو اپنی جگہ نشین کیا اور خود گوشہ نشین ہو گیا جب حاکم بلغار نے یہ سنا تو اس نے عہد شکنی کی اور سلطان پر لشکر کشی کی بہت سی لڑائیاں خشکی اور تری میں ہوئیں اور روسوینا لیس جہاز سلطانی کو توپوں سے اوڑا دیا اور خشکی کی لڑائی میں بھی فتحیاب رہا بہت سلطان

شہر اوسکے تصرف میں آگئے جب سرداروں نے بہہ حال دیکھا تو مراد خان کو گوشہ سے نکالا اور چالیس ہزار فوج کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرایا اس مرتبہ بھی بلغار والوں نے شکست دی اور سلطان کے خیمہ تک پہنچ گئی تھی اور سلطان چاہتا تھا کہ بہاگے مگر فوج کے افسروں نے سلطان کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اس عرصہ میں شاہ بلغاریہ نے آگیا سلطان مراد خان نے کہ فن تیر اندازی میں بے مثل تھا یا ایک تیر پہنکا کہ شاہ بلغار کے سینہ کو توڑ کے پیہڑ کے پار نکل گیا فوج ہمراہی نے جو اس وقت سلاطین کے پاس تھی اسکا سر کاٹ ڈالا اس واقعہ سے ایک تہلکہ دشمن کے لشکر میں پڑ گیا اور ساری فوج کے پانٹوں اوٹھ گئے مراد خان نے با مراد اپنی دار السلطنت کا راستہ لیا ۵۲ء مطابق ۵۴ء میں سلطان نے ادا برس کی عمر میں انتقال کیا اور اکتیس برس سلطنت کی

اور برصہ میں دفن ہوا

ذکر سلطان محمد خان ثانی سلطان ۵

یہ بہ پادشاہ سلطان مراد ثانی کا بیٹا ہے ۵۲۹ء میں پیدا ہوا اور اپنے باپ کی وفات کے بعد تخت پر بیٹھا اسکا بہائی اور خان قیصر روم کے پاس نظر بند تھا قیصر نے لکھا کہ اوسکی معمولی ماہوار جلد پہنچو اودور نہ اور خان کو میں ہا کر دوں گا سلطان اس خط کو پڑھ کر تنہا غصہ ہوا اور فوج کے جمع کرنے کے لئے حکم دیا چند مدت میں تقریباً اوہائی لاکھ فوج جمع ہو گئی اودھ قیصر نے بھی خبر پاکے لشکر کی آراستگی کا حکم دیا اور تمام سلاطین یورپ اور یوپ روم سے اوسنے استغانت چاہی اور ہر ایک نے بقدر اپنی حیثیت کے فوجیں بھیجیں ۵۳۰ء میں سلطان محمد خان روانہ ہوا اور قسطنطنیہ کے متصل پہنچے شہر کا محاصرہ کیا

پچاس شبانہ روز تک لڑائی ہوتی رہی چار برج قلعہ کے ٹوٹ گئے اور جا بجا دیوار و نین بھی
 رخنہ پڑ گئے بیسویں جمادی الاولیٰ شنبہ کو سلطان کی فوج نے یورش کی اور ٹوٹی دیواروں
 کی طرف سے قلعہ میں گھس پٹپ اور غنیمت ہی خوب دل کھولے لڑے ہزار ہا آدمی ہلاک
 گئے قسطنطین ایمبراطوس قیصر روم ہی سپاہ نیک چری کے ہاتھ سے مارا لیا اور آگیا
 سر نیزہ پر رکھ کے تمام شہر میں پھرایا گیا نین روز تک قتل عام اور لوٹ ہوتی ہی
 چوتھے دن حکم آمان کا جاری ہوا بہت سے کنیوں کی مسجدیں بنائیں کہیں عیسائیوں
 کے لئے چوڑے گئے تاریخوں سے پایا جاتا ہے کہ یہ شہر قسطنطین اکبر کے
 زمانہ سے اس واقعہ تک ۲۹ مرتبہ محصور ہوا اور سات مرتبہ فتح ہوا قیصران روم پچھلے فلسفی
 مذہب تھے بعد ظہور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الف الف صلواتہ والسلام مذہب
 عیسائی اختیار کیا اور تمام فرنگستان میں قیصر روم شہنشاہ کہلائے تھے سلطان نے
 اس فتح کے بعد تمامی شاہان مصر و شریف مکہ و شاہ ایران کو نامہ بھیجے اور اس
 فتح نمایان کی خوشخبری دی عیسائیوں نے خراج مقرر کیا اور سب جامع جو بنام زوم سب یوب
 اب تک موجود ہے تعمیر کرائی جب اسکی تعمیر تمام ہو چکی جمعہ کے دن سلطان انھیں نماز جمعہ
 پڑھائی اور شیخ الاسلام قاضی القضاۃ شیخ شمس الدین نے سلطان کی کمر میں تلوار باندھی
 جب سے شاہان آل عثمانیہ میں یہ رسم ہو گیا ہے کہ جب کوئی پادشاہ تخت نشین
 ہوتا ہے جمعہ کے دن اس مسجد میں جمعہ پڑھتا ہے اور شیخ الاسلام اسکی کمر میں
 تلوار باندھتے ہیں بعد اس فتح کے سلطان نے ویرہ لاکھ فوج اور تین سو توپیں لیکے
 قلعہ بلغراد کا محاصرہ کیا اور مدتوں محاصرہ رہا سلطان کے یہی اس محاصرہ میں خفیف زخم یا

مگر قلعہ فتح ہوا بالآخر سلطان نے محاصرہ اٹھانے کی طرف معاودت کی چند دنوں
 بعد سلطان نے پھر ملک ستانی کی غریمت کی اور بہت سے شہر یونان اور ملک
 سرب یعنی سر ویہ و طرابزون اور ولایت سنیوب و جزیرہ نسبوسہ و کشور صقالیہ اور
 بلاد انبوط کے فتح کئے۔ ^{۱۸۷۱} ^{۱۸۷۲} میں پیش پیش کے سپہ سالاری میں جو قیصر کے عزیز
 میں تھا لاکھ فوج جزیرہ روس کے فتح کو روانہ کی اور تین مہینہ تک جزیرہ کا محاصرہ رہا
 آخر کو جزیرہ فتح نہ ہوا اور فوج واپس گئی بعد اوسکے سلطان نے دو لشکر جرار ایک
 جزیرہ فیبرس اور دوسرے کو ایران کے فتح کے لئے تیاری کا حکم دیا ہنزہہ لشکر
 مرتب و تکمیل نہیں ہوا تھا کہ سلطان نے جمادی الاول ^{۱۸۷۲} ^{۱۸۷۱} موافق ^{۱۸۷۱} ^{۱۸۷۲} میں انتقال
 کیا اور بلکہ ازن مکید میں مدفون ہوئے عمر اس سلطان کی ۵۲ برس تھی اور مدت
 سلطنت ۳۱ برس بارہ سلاطین کے ملکوں کو اسنے فتح کیا اور دوسو سے زیادہ
 قلعہ مسخر کئے عالموں کو نہایت دوست رکھتا علم کی بہت قدر کرتا تھا اور خود بھی علم
 سے بے بہرہ نہ تھا مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اس بادشاہ کے ہم عصر ہیں اس بادشاہ کی

جیسے تھی بایزید و جمشید

ذکر سلطان بایزید ثانی سلطان

محمد خان کے وفات کے بعد محمد پادشاہ وزیر چاہتا تھا کہ جمشید سلطان کے چھوٹے
 بیٹے کو تخت پر بٹھائے مگر فوج نیک چری نے وزیر کو قتل کر ڈالا اور اوسکی جگہ
 اسحق پادشاہ کو مقرر کیا اس عرصہ میں بایزید چار ہزار سوار کے ساتھ آماسیا
 میں آیا اور باپ کی جگہ تخت نشین ہوا جمشید نے برصہ میں جلے بغاوت شروع

کر دی بایزید نے اس کے مقابلہ کو لشکر روانہ کیا لیکن سلطان شکر نے شکست کھائی
 اور بایزید بذات خود متوجہ ہوا اور جمشید کو ہنگامہ دیا راہ میں قوم ترکان نے جمشید
 ہتھیار و کپڑے چھین لئے اور جمشید مصر کے طرف چلا گیا جہاں قاید یک قوم کرکس کے
 سردار نے اس کی نہایت تعظیم و تکریم کی اور اپنے پاس رکھا ترکانوں نے جمشید کا لباس
 و ہتھیار جو چھین لیا تھا بایزید کے پاس بغرض انعام لے گئے مگر اوس نے بجائے اسکے
 کہ اون لوگوں کو کچھ انعام دے اون سب کو یہاں سی دیوی اور یہ کھا کہ جو غلام و نوکر اپنے مالک
 سے یونانی و ملک حرامی کرین اونکی بھی سزا ہے چار مہینہ کے بعد جمشید قاید یک
 سے رخصت ہو کے مکہ معظمہ کو چلا گیا اور حج کے بعد پھر لڑائی کا سامان فراہم کیا
 بایزید نے جمشید کو لکھا کہ خدا کے حکم سے یہ ملک میرے حصہ میں تھا اب تم کو
 بھی خدائی مرضی و تقدیر پر راضی ہونا چاہیئے مگر جمشید نے نمانا اور پھر اسی میں لڑائی
 ہوئی مگر جمشید شکست کھا کے طاش ایل کی طرف ہٹا گیا اور قوم صفالیہ نے
 اوسکی حمایت کی بایزید نے حاکم رودن کو خط لکھا کہ جمشید کو گرفتار کر کے میرے پاس
 روانہ کرو اور خرچہ بھی بھیجو مگر رودن نے نمانا اور جمشید کو بایزید کے خوف سے
 شہر ندیس علاقہ اٹالی میں بھیجا یا جمشید و حان بھی نہ ٹھہرا اور شہر روسیون علم
 فرانس میں اور دوسرے ملکوں اور شہروں میں سات برس تک پھرتا رہا آخر
 شاہ فرانس نے اوسکو قید کیا جب پانچ سو اسی ایم براطوس مر گیا جمشید قید
 جھاک کے پوپ سنیسوس کے پاس گیا اور اپنا حال بیان کیا پوپ نے اوسکو
 بنے آغاز سے اپنے پاس رکھا جب پوپ مر گیا اور اوسکا بیٹا اسکا دشمن

جانشین ہوا تو بایزید نے پوپ کو حبشید کے شہر دفع کر نیکی تر غیب دی اور پوپ نے
 روپیہ کی طمع میں حبشید کو زہر دیدیا بایزید اپنے عہد میں بہت سی لڑائیاں لڑا بہت سے
 ملک فتح کئے ایک مرتبہ وہ بقصد تسخیر ملک ارنبو ط جاتا تھا اتناٹے راہ میں ایک فقیر
 سلطان کے پاس آیا اور چاہتا تھا کہ اسکو ہلاک کرے محافظین سلطانی نے اوسے وقت اسکو
 ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اوس روز سے یہ دستور ہو گیا کہ کوئی شخص ہتھیار بند سلطان کے پاس
 نہیں جاسکتا سترہمین سلطان نے بلا دبولونیا پر حملہ کیا اور دس ہزار عیسائی کو قید کر لیا
 اور بولونیا کو خوب لوٹا سترہمین سلطان نے ایک زلزلہ آیا جس سے ایک ہزار سترہ گھر اور
 ایک سو نو مسجدیں اور ایک ٹکڑا قصر سلطانی کا گر پڑا اور بیالیس دن تک زلزلہ بار بار
 آتا تھا سلطان نے پندرہ ہزار عمار و مزدور ان سب مہندہ عمارت کی درستی کو مامور کئے
 اور سب کو ترمیم کر دیا سترہمین سلطان نے بعارضہ نفرس بیمار ہو کے وفات پائی
 عمر اسکی ۶۶ سال کی تھی اور ۳۲ برس پادشاہت کی بھہ پادشاہ جیم قوی یکیل طریف
 ادیب عابد پر تہیز گارتیر انداز اور شعرو سخن کا بھی مذاق درست رکھتا تھا ہر سال زہر
 خطیر مکہ معظمہ کو بھیجا کرتا تھا اسکے بیٹوں میں جو جاجا بادشاہ ہوئے سلطان جہاندار
 سلطان احمد سلطان فورقو سلطان محمود سلطان عبداللہ اور سلطان علم شاہ
 تھے ان سب کے پہی نامی اولاد ہوئی مگر سلطان بایزید خان کے ارشد و امجد بیٹو نہیں

سلیم خان تھے

ذکر سلطان سلیم خان اول سلطان ۹

بایزید کے مرئی کے بعد اسکے بیٹا سلیم خان جانشین ہوا ولادت اسکی ۱۵۶۷ء مطابق

۶۷۰ھ میں ہوئی اوسکی تخت نشینی کے بعد اوسکے بھتیجی علاء الدین نے شہر برصہ میں بغاوت شروع کر دی سلطان دارالسلطنت میں اپنے بیٹے سلیمان کو اپنا قائم مقام کر کے ستر ہزار فوج لیکے براہِ شکی علاء الدین پر چڑھ دوڑا اور ایک سو پچیس ہزار جنگی وریا کے راہ سے روانہ کئے علاء الدین کے باپ احمد نے بھی شہر آنا سیامین بغاوت شروع کر دی اور اوسکا دوسرا بھائی مصطفیٰ اوسکا وزیر شہ یک ہو گیا سلیم نے راہ میں سنا کہ مصطفیٰ کی عورتیں اوس پاس جاتی ہیں اسلئے اوس نے سواروں کو دوڑا یا کہ اوس سب کو گرفتار کر لائیں مگر احمٰد بھی خبر پاتے ہی وہاں آ پہنچا اور سواروں کو متفرق کر کے عورتوں کو بچا لیکر آخر کو سلیم نے سرداروں کی سازش سے مصطفیٰ کو گرفتار کر لیا اور گل گھوٹ کے مار ڈالا اور بعد اوسکے بہت سے امرا اور وزیر اور بھائی بھتیجوں کو قتل کیا سلیم کے پاس سوائے شاہ اسماعیل صفوی کے سب بادشاہوں نے تحائف نامہ بھیجے سلطان سلیم سنی خفی المذہب تھا تعصب مذہبی بھی اوسکے مزاج میں بہت تھا مامور خان کا ایک بھتیجا شاہ اسماعیل کے پاس نہ گزین ہوا اس سبب سے سلطان نے اوس پر چڑھائی کی اور وزیرہ لاکھ فوج جرار اور ساٹھ ہزار اونٹ محمولہ سامان جنگ لیکے ایران پر حملہ کیا چونکہ شاہ میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی چند منزل تک تمام دیہات کو اپنے ملک کے جلا دیا جس سے سلیم کے لشکر کو بوجہ نایابی خوراک و چارہ وغیرہ بڑی سخت تکلیف ہوئی حمدان بادشاہ نے سلطان سے شکایت کی کہ اس ملک میں سپاہیوں کو بہت نقصان پہنچا سلطان نے خفا ہو کر اوسکو قتل کیا اور شاہ اسماعیل کے پاس زمانہ لباس بھیجا اگرچہ شاہ میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی مگر غیرت و حمیت نے جوش کیا اور غرہ رجب ۹۸۰ھ میں

دونوں لشکروں میں خوب لڑائی ہوئی اس معرکہ میں شاہ اسماعیل زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑا سلطانی سوار چاہتے تھے کہ اوسکو گرفتار کر لیں مگر ایک ایرانی سوار اپنی جان پر کھیل کے وہاں بھونچا اور اپنا گھوڑا شاہ کو دیا شاہ موقع پا کر گھوڑے پر سوار ہو کے اوس معرکہ سے تہربز کی جانب نکل گیا اور وہ ایرانی سوار وہاں مارا گیا سلیم نے شاہ کے خیمہ گاہ کو لوٹا اور وہاں سے شاہ کے تعاقب میں تہربز کو روانہ ہوا یہاں سلیم نے مرزا بدیع الزمان سے جو امیر تیمور گورکان کی روانہ وہیں تھے بہت اعزاز و احترام سے ملاقات کی اور شاہ اسماعیل کا جس قدر مال و اسباب پایا اوسکو ضبط کیا لاچار شاہ نے تحفہ و ہدیہ بھیج کے سلطان سے صلح کر لی۔

۱۲۱۰ء میں سلیم نے کوماخ کا قصد کیا اور علاء الدولہ سردار ترکمان پر چڑائی کی سینان پادشاہ قیصر کے سپہ سالار نے علاء الدولہ کو قتل کر کے سر اوسکا سلطان کے پاس بھیجا اور اس نے عبرتاً غزیز مصر کے پاس روانہ کیا اسی عرصہ میں خبر ملی کہ قسطنطنیہ میں قوم نیک چری نے صدر اعظم کا گھر لوٹ لیا اور غدر چکار کھا ہے سلیم فوراً اسلام بول میں آیا اور جبر میں کو قتل کیا اوسکے بعد دیار بکر و بار دین و سنجا و موصول وغیرہ کو فتح کیا ۱۲۲۰ء میں قانصو والی والی مصر سے ناخوش ہوا اور اوسکے استیصال کا قصد کیا منسلک وکیل غزیز مصر کا حاضر ہوا سلطان نے اوسکے قتل کا حکم دیا مگر یوں بادشاہ کی سفارش سے خون تو سفاک کر دیا مگر اوسکی وارسی مؤذرا کے ایک خاشاک شہر گدھے پر سوار کر کے تمام شہر میں تشہیر کی اور نکلوا دیا غزیز کو یہ دولت سن کر جوش آگیا اور مقابلہ کے لئے نکلا چونکہ وہ بہت معمر آدمی تھا عید معرکہ میں گھوڑے سے گر پڑا

اور مارا گیا سلیم نے وہاں سے کوچ کر کے حلب و حمص و دمشق و شام کو فتح کیا اور چار مہینہ وہاں مقیم رہا اور اے عرب سے ملاقاتیں کیں کوہ لبنان پر تبرک مقامات کی زیارت و نکاح شرف حاصل کیا و دمشق کی جامع اسید میں خطیب کو خلعت اور پچاس ہزار قریش انعام عطا کیا بھیجے سجد بہت بڑی ہے طول او سکا ساو ہے پانسو قدم اور عرض ڈیڑھ قدم ہے ستون او سکے سنگ سماق اور رخام کے مختلف رنگ کے ہیں چہ سے قندیلین چاندی سونے کی زنجیر و نمین لٹک رہی تھیں رمضان کے مہینہ میں بارہ ہزار قندیلین اٹل سجد میں روشن کیجاتی تھیں چار محرابین اور چار امام اہل سنت و جماعت جیسے کہ مکہ معظمہ میں ہیں یہاں بھی ہیں اور تین منارہ بہت بلند بنے ہوئے ہیں پہچتر موزن نو کرتھے اور اس عمارت کی تعمیر میں تین لاکھ اشرفی صرف ہوئی تھیں اور بانی اسکے ابو العباس ولید بن عبد الملک خلیفہ ششم نبی اسید ہیں۔

ان فتوحات کے بعد طومان والی مصر کے نام جو قالضویہ تھا اطاعت کے لئے لکھا طومان نے سلیم کے وکیل کو مروا ڈالا اور نواحی شہر غزوہ میں سلیم سے لڑائی ہوئی اور رومی غائب آنے اور شہر غزوہ کو لے لیا اور جنگل کے راستہ سے مصر کا قصد کیا چاندین شاہ نے راہ کی خرابی سے منع کیا کہ یہ راستہ نہایت دشوار گزار ہے اس پر سلطان کا مزاج برہم ہو گیا اور حسین بادشاہ کو قتل کر ڈالا ۲۹ دیکھ ۲۲ قسطنطین طومان اور سلیم سے سخت لڑائی ہوئی پھلے ہی لڑائی میں سینان بادشاہ سپہ سالار رومی مارا گیا آخر چپ لڑائیوں کے بعد مصر فتح ہوا شہر کے باشندے ہر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے سلیم شاہ نے اونکو امان دیکے شہر میں بلا لیا اور جب وہ لوگ اپنے مکانات میں آئے آباد ہوئے

اونکے ساتھ عہد شکنی کی گئی اور اسی ہزار مصری کی گردنیں ماری گئیں طومان نے ایک ہزار مصری فوج صحرائی عرب سے جمع کر کے بچہ مقابلہ کیا اور سلیم کو شکست دی مصر بھر چین لیا سلیم نے مصطفیٰ بادشاہ کو طومان پاس بھیجا اور صلح کی درخواست کی طومان نے مصطفیٰ کو مار ڈالا اور پھر لڑائی کو تیار ہوا مگر اب اس نے شکست کھائی اور ہلاک کے اپنے ایک ہمسایہ سردار کے پاس پناہ لی اس نے طومان کو پکڑ کے سلیم کے حوالہ کر دیا اور سلیم نے فی الفور طومان کی گردن اور اسی سال حرمین شریفین زلوعا اللہ شرفا سلطان کے قبضہ میں آئے اس واقعہ کے بعد سلیم نے ۹۲۵ھ میں قسطنطنیہ کو مراجعت کی اور رؤیرہ سو جنگی جہاز کا بیڑہ تیار کیا اور ساتھ ہزار فوج نئی پھرتی کی ۸ شوال ۹۲۶ھ میں چون سال کی عمر میں انتقال کیا نو برس بادشاہی کیا یہ بادشاہ طویل القامت جسم سرخ رنگ غصہ و رو ظالم تھا اور اسی موند اتا تھا اور شکار کا بہت شوقین تھا شاعری کا بھی شوق تھا اور اسکے اشعار عربی و فارسی ترکی

روم میں بہت مشہور ہیں

ذکر سلطان سلیمان خان اول سلطانؒ

سلیم خان کے بعد اوسکا بیٹا سلیمان خان ۹۲۹ھ میں تخت پر بیٹھا اس بادشاہ کے زمانہ میں سلطنت عثمانیہ میں جہت و شوکت کو بہت ترقی ہوئی تیہ لڑائیاں بذات خود اس نے کیں اور اپنے ملک میں بہت سے عمارتیں بنائیں اور اپنی مدت سلطنت میں بڑے بڑے اہم کام کئے پہلے بلغراد کو بذات خود فتح کیا اور شہر خلافت پر لوٹ آیا اس عہد کے دس دن کے اندر تین بیٹے اسکے مر گئے بعد اوسکے فرانس اور دوسرے

قوموں سے بارہا لڑا اور مظفر و منصور رہا ابراہیم پادشاہ سلطان کا بہنوئی بھی عیسائیوں کی لڑائی پر مامور ہوا جس نے دو لاکھ عیسائی قتل اور ایک لاکھ گرفتار کئے اور خزانہ سلطانی کو زبردست جواہر سے بھر دیا اور پھر ایک مرتبہ عیسائیوں پر حملہ کیا اور پانچ ہزار سر اونٹ لے آیا اور سلطان کے خیمہ کے پاس برج کی طرح چن چن سات مہینے میں بھیہ ہمہ اوستے انجام کو پہنچائی

شعبان ۹۳۱ میں جب جامع مسجد حلب میں وہاں کے لوگوں نے قاضی کو شہید کیا پادشاہ فوراً وہاں پہنچا اور مفسدین کو گرفتار کر کے قتل کیا اسی سال میں شاہ منسا کا وکیل مع نامہ حاضر ہوا مگر چونکہ نامہ میں مضمون خلاف طبع تھا سلطان نے نو مہینہ سفیر کو قید رکھا اور بعد اوسکے رہا فرما کے جواب دیا کہ میں خود آ کے ان امور کا جواب دیتا ہوں اور ۹۳۱ء میں ایک لاکھ پچاس ہزار فوج اور تین سو توپیں لیکے منسا پر چڑھائی کی راستہ میں ایک جگہ پانی بہت بڑا اور دریائے اسقندر طغیانی کی کہ تمام خیمہ و سپاہ دریابرد ہو گیا اور سلطان اور لشکر کو سخت تکلیف و زحمت ہوئی دو روز کے بعد سلطان یہاں سے روانہ ہوا راستہ میں شاہ موہن نے ملاقات کی سلطان اوسکے ساتھ باخلاق و اعزاز پیش آیا اور خلعت قیمتی اور گھوڑے مع ساز و سامان مرصع انعام میں دیکے رخصت کیا یہاں سے بود و گزری کہ طرف روانہ ہوا وہاں تک پادشاہ نے مقابلہ کیا بہت سے عیسائی مارے گئے اور بھیہ ملک بھی سلطان کے تخت و تہرے میں آگیا ان سب فتوحات کے بعد سلطان نے بڑے کرم و فر کے ساتھ اسلام بول کو معاودت کی

محرم ۹۳۵ میں شاہ فرانس نے درخواست کی کہ کینیہ عیسائیوں کو جویت

میں ہے عیسائیوں کو دیدیا جا سلطان نے جواب لکھا کہ مجھے کنیہ مدت سے اہل اسلام
 کی مسجد ہو گیا ہے اب خلافت علیہ السلام قدیم اور سکا قبضہ نہیں اور تہہ سکتا چونکہ مجھے امر مذہب
 سے متعلق ہے بافوس یہ درخواست قبول نہیں ہو سکتی اگر جاگیر یا مال و متاع طلب
 کرتے تو درینہ نہ کیا جاتا ۹۱۹ رمضان سنہ مذکورہ میں سلطان دولا کہہ فوج لیکر قسطنطنیہ
 سے نکلا اور ولایت سرب پر چڑھا کی ہم اقلعہ فتح کئے اور شہر بلغراد میں نہایت شان
 و شوکت سے داخل ہوا اور فوج کو انعام و مال غنیمت تقسیم کیا ۹۲۱ء میں عجم کی طرف
 متوجہ ہوا اور بغداد کو فتح کر لیا اور امام ابوحنیفہ کے مقبرہ کو دوبارہ تعمیر کیا اور برہہ تبریز
 قسطنطنیہ کو لوٹ آیا یہاں اس نے ابراہیم پادشاہ کو کسی جرم میں معطل اور قتل کر کے اس کی
 جگہ خیر الدین پادشاہ کو خلعت وزارت عطا کیا جس نے بحکم سلطان ۹۲۲ء میں شہر
 ٹونس کو فتح کر لیا مگر شاہ ٹونس نے شاہ اسپین کی مدد سے پہر اپنا ملک واپس لے لیا
 ۹۲۱ء میں سلطان پھر بجززم ملک ستانی اسلام بول سے نکلا اور خیر الدین پادشاہ کو عطا
 شکر کے ساتھ فتح و تسخیر مالک پر مامور کیا پادشاہ وزیر نے بہت سے جزائر و بناور
 اور شہر و ملک فتح کر کے اپنے ملک میں داخل کیا ۹۲۳ء میں پہر عجم کی طرف گیا راہ میں سلطان
 علاء الدین شاہ ہند کا ایلچی حاضر ہوا اور نامہ گزرا نا جس کا جواب مع تحائف و خلعت سلیمان خان
 ایلچی کے ہاتھ بھیجا گیا بعد اونسکے ایرانیوں سے مقابلہ ہوا اور سلطان نے فتح پائی
 عثمان پادشاہ کو جس نے اس مہم میں کار نمایاں کئے تھے حلب کا حاکم کر دیا اور شاہ
 ایران سے صلح کر کے واپس ہوا ۹۲۴ء میں سلیمان کے جیسے مصطفیٰ نے بغاوت
 کی اور گرفتار ہو کے قتل کیا گیا ۹۲۵ء میں مسجد سلیمانہ تیار ہوئی اسی سال شاہ ایران کا

نامہ آیا اور جواب لکھا گیا اور سلیمان کے دوسرے بیٹے بائزید نے بغاوت کی اور شکست پائی
 اور ۹۶۷ء میں ملک عجم میں ہاک گیا شاہ طہاسپ صفوی نے اس کی نہایت عزت و مناظرہ کی
 کی سلیمان کو جب یہ خبر ملی تو اس نے شاہ سے اپنے بیٹے بائزید کو طلب کیا اور شاہ نے
 سلطان کے معتدین کے ہمراہ بائزید کو بھیجا جنہوں نے بائزید کا کام راستہ میں تمام کر دیا
 سلطان شاہ کے اس تعمیل حکم سے نہایت خوش ہوا اور شکریہ میں بہت دوستانہ خط
 لکھا اور چار لاکھ اشرفیاں شاہ کو بھیجیں ۹۷۱ء میں سلیمان نے ملک افریقیہ کو فتح کیا اسی سال
 شاہ اسپین نے سلطان کے ملک پر حملہ کیا اور بعض قلعہ لے لئے سلیمان نے اکثر
 جہاز و کبابیہ تیار کر کے مصطفیٰ پادشاہ کے سپہ سالار کے بغیر مقابلہ شاہ اسپین کے ساتھ
 روانہ کیا مصطفیٰ نے اس جہم کو بفتح و کامیابی انجام کو پہنچایا اور کئی بہادر فوجی اسپین کے
 گرفتار کر لیا پھر سلطان نے بنفس نفیس جہاد کا ارادہ کیا اور بلغاروین آیا اور عیسائیوں
 بہت سے ملک فتح کئے ۹۷۲ء میں قلعہ زنجات کا محاصرہ کئے پڑا تھا کہ وجع مفاصل کے
 عارضہ میں اس نے انتقال کیا محمد مصطفیٰ سپہ سالار نے سلیمان کی حرکت کو غفی رکھا اور
 محاصرہ اور لڑائی کو بدستور قائم رہنے دیا یہاں تک کہ قلعہ فتح ہو گیا اور سلطان کی وفات کے
 اکیسویں دن اس کا بیٹا بلدہ بلغراد سے یہاں پہنچ گیا اس وقت سپہ سالار ۹۷۳ء پادشاہ
 کے وفات کی خبر فوج پر ظاہر کی یہ پادشاہ سرخ زبانت پشانی ترشہ و عالی ہمت تھا
 ۹۷۴ء سال پادشاہی کی نویں سالانہ رہا

ذکر سلطنت سلیم خان ثانی سلطان

یہ بادشاہ ۹۲۹ء مطابق ۱۵۶۷ء میں پیدا ہوا اور ۹۷۴ء مطابق ۱۵۶۲ء میں اپنے باپ

جنگ تخت نشین ہوا اور باپ کی نقشِ سطنیہ میں لا کے دفن کی اسکے ابتدائے عہد میں قوم نیک چری نے عذر کیا جسکو اسنے بتالیف قلوب و انعام و اکرام فرود کیا اور ایلچی شاہ ایران کا نامہ تعزیت و تہنیت اور دودانہ موتی کے بوزن چالیس درہم اور ایک دانہ یا قوت کا بقدر شرفِ مالو لیکے حاضر ہوا سلطان نے تحفہ و ستانہ قبول کیا اور جواب شکریہ مع ہدایا و مہ کے ایلچی کو حوالہ کر کے رخصت کیا انہیں دنوں سلطان نے امام و والی صنعائی میں سے مقابلہ کیا اور والی منگا کو شکست دی۔

زوتفاس بیہودی نے جو سلطان کا عہد شاہزادگی سے نہایت محبت و عزیز تھا بہت عرصہ پایا اور سلطان اس کے کھنے کو بہت مانتا تھا اسکی تحریک سے جزیرہ قبرس سپاہیں پر چڑھائی کی اور تین سو ساٹھ جہاز جنگی بسپہ لاری مصطفیٰ پادشاہ روانہ کئے جس نے بہت لڑائیوں کے بعد جزیرہ کو فتح کیا اور بہت سا نقد و جنس اور دو ہزار لونڈی و غلام سلطان کی خدمت میں پیش کئے اس لڑائی میں پچاس ہزار سلطانی فوج کام آئی بعد اس واقعہ کے شاہ اسپین اور پوپ روم نے با اتفاق سلطان پر چڑھائی کی اور دریائی لڑائی مدوں رہی سلطان کا اس جنگ کا بہت نقصان ہوا اور ۲۲ جہاز قیصری تباہ و برباد ہو گئے اس فتح کے یادگار میں شاہ اسپین اور پوپ ہم ب تک ہر سال ایک معین دن میں خوشیاں کرتے ہیں اور عید مناسبتہ میں بعد اس کے انہیں یام میں سلطان اور عیسائیوں سے مصاحم ہو گیا ۲۸ شعبان ۱۰۱۲ھ مطابق ۱۶۰۱ء سلطان نے بیمار صحت پر محرقہ وفات پائی اور بیہوش سلطنت کی اوپچاس سال زندہ رہا یہ پادشاہ شراب بہت پیتا تھا اور عیش و وسعت اور راک و رنگ کا نہایت شوقین تھا اگر محمد تقی وزیر کے حسن انتظام و خوش لیاقتی سے

اسکی مملکت میں کوئی فتور نہیں ہوا۔

ذکر سلطنت مراد خان ثالث سلطان ۱۲

سلطان مراد خان ۱۲۰۲ء میں اپنے باپ کی وفات کے بعد تخت پر بیٹھا اور اپنے پانچ بھائیوں کو قتل کیا اور مسجد ابا صوفیہ میں باپ کے برابر اونکو مدفنوں کیا چار سو عیسائیوں کو قید تھے رہا کر دیا بہت سے امرا اور عیادہ کو خدمات سے برطرف اور معزول کیا ۱۲۰۶ء میں بفس پر شکرتی کی اور گرجستان کو فتح کر لیا ۱۲۰۷ء میں انتقال کیا ۱۲ برس سلطنت کی پچھ سلطان متوسط القامت زرد رنگ چھوٹی ڈاہری اور چھوٹی آنکھیں بھکتا تھا نہایت عمیش دوست تھا اور اس کے محل میں پانسو لونڈیاں و حرم تھیں۔

ذکر سلطان محمد خان ثالث سلطان ۱۳

سلطان محمد باپ کے وفات کے وقت شہر مانیز میں تھا صوفیہ سلطان اسکی ماں نے مخفی طور پر اسکو باپ کے مرنے کی اطلاع دی اور سلطان کے مرنے کو بالکل مشہر نہیں کیا جب سلطان محمد خبر سننے ہی بارہویں دن پہونچا اور تخت پر بیٹھ گیا اور سوار پادشاہ کے مرنے کی خبر مشہر ہوئی تخت پر بیٹھتی ہی محل اختیارات سلطنت انی ران کے سپرد کر دئے اور انیس بھائیوں کو قتل کیا اور باپ کے برابر اونکو مدفنوں کیا باپ کی دس عورتوں کو جو حاملہ تھیں دریا میں غرق کر دیا بادشاہ نے سلطان کے شکرتی مقابلہ اور اسکو مغلوب کیا حسن نے اپنے سپہ سالار فرید بادشاہ کو قتل کر کے اسکی جگہ سینان بادشاہ کو کہ اسی برس کا بڑا تھا لڑائی پر روانہ کیا مگر وہ بھی مغلوب ہوا آخر ۲۴ شوال ۱۲۰۸ء کو حسن ان بفس نفیس متوجہ ہوا اور شہر اردو کو سات دن تک غارت کیا

اور شاہ نرسا کو بہکادیا بہت سے عیسائیوں کو قتل کیا سنہ ۱۲۸۷ء میں سلطان اور شاہ ایران سے مقابلہ ہوا سنہ ۱۲۸۸ء میں سلطان غلیل مو کے وفات پائی عمر اس بادشاہ کی ۳۳ سال تھی اور نو برس بادشاہت کی انیون بہت کہا تھا مگر شراب سے کا وہ تھا بہت سے شراب خانہ موقوف کر دئے

ذکر سلطان احمد خان اول سلطان ۱۲

سلطان احمد جب تخت پر بیٹھا او سکی عمر تیرہ سال کی تھی جلوس کے بعد معلوم ہوا کہ شاہ ایران نے ملک قیصری میں مداخلت شروع کر دی ہے اور بلدہ اریخان اور قلعة قر اور دوسرے قلعه وغیرہ فتح کر لئے اور رومی فوج مغلوب ہوئی اس لئے وہ بذات خود مقابلہ کو نکلا اور شاہ کے لشکر سے مقابلہ کر کے واپس آگیا اس راہ میں برف سردی اور دوسری بیماریوں سے بہت لوگ لشکر کے مر گئے اہل حجر (ہنگیریا) کے باشندوں نے شاہ نرسا آسٹریا کے ظلم و ستم کی سلطان سے فریاد کی سلطان نے ان کو گونہ کی بہت دیکھوئی و حمایت کی اور انہیں سینے سے ایک شخص کو بادشاہ بنا کے ہنگیریا کے تخت پر بیٹھا دیا جسکی جہ سے بہت سے ملک قیصری جو شاہ آسٹریا کے قبضہ میں آگئے تھے پھر سلطنت روم میں داخل ہو گئے۔

سنہ ۱۲۸۸ء میں شہر برصہ پر سلطان نے حملہ کیا بادشاہ نرسا نے صلح کر لی اور خراج

دے کے سلطان کو فائز المرام رخصت کیا سلطان نے مراد بادشاہ کو سر جان پولاد عالم اکبر اور امیر فخر الدین پرشاد کرکشی کیلئے بھیجا اور بہت سخت مقابلہ کے بعد جان پولاد بہاگ گیا اور حلب کے متصل نارا گیا حلب کے باشندوں نے مقتولین کے سر مراد بادشاہ کے

پس یہی بڑے امیر فخر الدین بھی مقابلہ میں ٹھہر سکا اور بہاگ گیا مراد بادشاہ نے مظفر
 ومنصور قسطنطنیہ کو مراجعت کی ۱۲۸۵ء میں مراد بادشاہ ایران کی مہم پر پہنچا گیا اور اس نے
 شاہ کو شکست دی اور تبریز کو لے لیا شاہ نے صلح کر لی چند دنوں تک مراد بادشاہ مر گیا اور
 نضوج بادشاہ اس کی جگہ پر مقرر ہوا مگر تھوڑے ہی عرصہ میں سلطان نے انھیں اسے مفتی قرار
 سے اسکو مار ڈالا اور اس کی جگہ محمد بادشاہ کو مامور کیا چونکہ شاہ ایران نے حسب وعدہ
 صلح کے شرائط ادا نہیں کئے لہذا سلطان نے فوج کو ایران روانہ کیا جو برف و بارش کے
 صدمہ سے بہت نقصان اٹھانے کے ناکام واپس آئی اس لئے محمد بادشاہ خدمت سپہ
 سالاری سے معزول اور اس کی جگہ خلیل بادشاہ منصوب ہوا ۱۲۸۵ء مطابق ۱۶۷۱ء
 شاہ آسٹریا کا ایلچی باون ہرمان قسطنطنیہ میں آیا سلطان کو معلوم ہوا کہ عیسائیوں
 نے بقصد فساد و غارتگری قسم کے ہتھیار اپنے مکانات میں جمع کئے ہیں لہذا انکی
 خانہ تلاشی کی گئی اور چار عیسائی سردار گردن ماتے کئے ایران کے تسخیر کیلئے بہت
 بڑا لشکر بھیجا گیا مگر وہ شکست کھا کے واپس آیا سلطان نے اس مرتبہ خود چڑھائی کا
 ارادہ کیا مگر انہیں دفن میں کہ ۱۲۸۵ء تھے سلطان نے رحلت کی چودہ برس سلطنت کی
 پھر بادشاہ جوان طبیعت عیش و ہوس تھا اسکے زمانہ میں تنباکو پینے کا رواج ہوا
 جسکو تباک و شہینہ میں لائے استنبول میں سید جامع احمدی اور حوض توپخانہ انہیں کا
 بنایا ہوا ہے حمین شہ رفین میں بھی انکے یادگار و آثار باقی ہیں چنانچہ کوب درسی انہیں نے
 روضہ مبارک پر چڑھایا تھا

ذکر سلطان محمد بن سلطان محمد ثالث سلطان ۱۵۰

سلطان احمد نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ مصطفیٰ اسکے بھائی کو تخت پر بٹھایا جائے
 کیونکہ عثمان سلطان احمد کا بیٹا کم عمر اور تیرہ برس کا تھا اس وصیت کی تعلیم ہوئی مگر چونکہ وہ چودہ
 برس تک عورتوں میں قید رہا اور سلطنت کا حوصلہ نہیں رکھتا تھا اس لئے امرانے باتفاق اسکو
 پھر قید کر لیا اور عثمان کو تخت پر بٹھلایا

ذکر سلطان عثمان ثانی سلطان ۱۶

عثمان خان نے ۲۸ سال میں تخت پر بیٹھتی صلی خلیل بادشاہ کو فوج کے ساتھ ایران پر پہنچا
 ملکہ ارویل تک گیا اور شاہ عباس سے صلح کر کے ۱۶ سال میں واپس آگیا قیصر نے خلیل بادشاہ
 کو معزول کر کے اسکی جگہ چلی بادشاہ کو مقرر کیا جو فوج سپاہ گری میں خوب ماہر تھا اور سکندر
 بادشاہ کو والی بولونیا کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا جہاں چند لڑائیاں خوب ہوئیں بیس ہزار
 آدمی بولونیا کے مارے گئے اور دس ہزار گرفتار ہو کے اسلا مبول میں آئے اور یہاں
 وہ قتل ہوئے روس و فرانس و پوپ روم نے ہر چند بولونیا کی مدد قرار واقعی کی مگر قیصر کے
 لشکر پر فتح مند نہ ہو سکے اور سلمان مظفر منصور رہے عیسائیوں نے جزیہ قبول کیا
 یہ بادشاہ بھی عورتوں کی صحبت کا بہت شائق اور عیش و مست تھا اور طبعی میل و توجہ کی
 واسطے صرف تہی ایک دفعہ مفتی شہر کی لڑکی سے نکاح کیا اس حرکت سے ارکان دولت
 اور سرداران فوج اس سے بہت ناخوش ہوئے کہ اسنے غیر کفو میں نکاح کیا اور نہین
 دونوں کے ۳۱ سالہ مطابق ۱۶۲۲ء تک سلطان نے غم جہم کیا اور شہر کے باہر خیمہ ڈالا
 سپاہ نے بلوا کر دیا اور عثمان کو نہایت ذلت و خواری سے قتل کیا کیونکہ اونکو بھیہ
 گمان تھا کہ بادشاہ بھیلہ جج چاہتا ہے کہ نئی فوج فراہم کرے اور قدیم لشکر متا صل کر ڈالے

بعد اس واقعہ کے مصطفیٰ کو پہر قید سے نکال کے تاج اوسکے سر پر رکھا جیسا کہ ہنری چہارم کے قتل سے فرانس میں تزلزل ہو گیا تھا ویسا ہی اس ہنگامہ سے دولت عثمانی میں بھی بڑی ابتری پھیل گئی شاہ ایران نے فرصت پاک کے ممالک عثمانیہ پر دست درازی شروع کر دی سرداروں نے جب یہ حال دیکھا کہ مصطفیٰ سے کسی طرح انتظام سلطنت نہیں ہو سکتا اوسکو تخت سے اتار کے ۳۲ سنہ میں پہر حرم سر امین مقید کر دیا اور مراد خان چہارم سلطان احمد کے بیٹے کو جو پندرہ سالہ اور جوان تھا سلطان بنایا۔

ذکر سلطان خان چہارم سلطان ۳۱

مراد خان ۳۲ سنہ میں تخت پر بیٹھا گیا اور دوسرے دن جلوس کے ساتھ وہ الشہیدین کیا اور سلاطین عثمانیہ کے رسم کے موافق تلوار کمر میں باندھی اور شاہ ایران کے غلبہ اور فوج قیصری کے شکست کی اخبار سنکے اوسے بہت بہاری فوج تیار کی اور بغداد بھیجی عجم اور روم کی فوجوں میں بڑی بڑی لڑائیاں رہیں آخر رومیوں نے بڑی ہولنا لڑائی کے بعد بغداد کو لے لیا بعد اوسکے شاہ عباس صفوی نے بغداد پر چڑھائی کی اور بغداد کو سلطان سے چھین لیا کہتے ہیں کہ رومی اس قدر مارے گئے کہ بغداد کی ہر گلی و کوچہ سے خون کی ندیاں بہتی تھیں ابوبکر بادشاہ کو زندہ پکڑ کے پتھر میں قید کیا اور طرح طرح کے عذاب کے ساتھ درگاہ جلوس میں کشتی پر بیٹھا کے جلادیا د نوری افندی و عمر افندی وغیرہ کو جو بڑے اکابر فوج سلطان کے تھے پھانسی دیدی اور محمد پادشاہ کو جو ابوبکر پادشاہ کا بیٹا تھا خراسان بھیج کے مار ڈالا اور شاہ عباس بذات خود چند دنوں بعد امین مقیم رہ کے حافظ پادشاہ سے لڑتا رہا اور موصل کو مسخر کر لیا آخر حافظ پادشاہ چند

لڑائیوں کے قسطنطنیہ چلا گیا اور وہاں سے لڑائی کا سامان از سر نو کر کے پہر آ یا شاہ
 بھی بغداد میں آ کے اوس سے مقابل ہوا اور اوسکو شکست دی لشکر قیصر شکست کھا کے
 استنبول واپس چلا گیا حافظ بادشاہ نے بہاگتے وقت ایک بہت بڑی توپ جسکا
 سلیمان شاہ نام تھا اور بہاری ہونے کے سبب ساتھ نہ رکھ سکتا تھا زمین میں دفن
 کر دی تھی شاہ نے یہ خبر سنے اوسکو نکلا کے اصفہان مسجد یا اور چند مرتبہ روپیوں
 سے لڑ کے خود ہی اصفہان چلا گیا اور چند دنوں کے بعد وفات پائی جب شاہ عبا
 کی خبر وفات روم میں پہنچی تو خسرو بادشاہ ڈیرہ لاکھہ لشکر لیکے ایران پر چڑھ آیا اور
 ایرانیوں کو شکست دیکے موصل کو پٹ گیا۔

اس عرصہ میں روم کے سردار اور امین نہایت مخالفت پھیل گئی اور ایک دوسرے
 کے خواہاں آبرو و جان ہو گئے اور ہزار ہا مخلوق باہمی مخالفت کے سبب تباہ و ہلاک
 ہوئی خاص قسطنطنیہ میں سیکڑوں گھر اور خانوادہ برباد ہو گئے امیر فخر الدین جو کوہ لبنان کا
 حاکم تھا فرانس سے مل گیا کیونکہ وہ خسرو بادشاہ سے مقابل ہوا تھا اسوجہ سے سلطان
 سے مطمئن نہ تھا سلطان کو جب اوسکے سازش کا حال عیاں ہونے کے ساتھ ملو
 ہوا تو احمد پاشا کے تحت میں فوج اوسکی تادیب کو روانہ کی مگر جب احمد بادشاہ کو
 شکست ہوئی تو فیروز اوغلی حکم سلطان امیر کے مقابلہ کے لئے مامور ہوا اور اوسنے
 امیر کی فوج کو شکست دی امیر علی امیر فخر الدین کے لشکر کا سردار مارا گیا اور امیر فخر الدین
 زندہ گرفتار ہوا سلطان نے اوسکی خطا معاف کر دی اور اپنے پاس اجرت رکھا اس
 عرصہ میں خبر ملی کہ امیر کے پوتے نے بیروت کو خراب و تاراج کر دیا اور احمد بادشاہ کو

دشوق کے اطراف میں شکست دی سلطان یہ سنتے ہی برہم ہو گیا اور امیر فخر الدین کو قتل کر ڈالا اور اس کے دونوں بیٹوں امیر مسعود اور امیر حسن کی بھی گردن مارنے کا حکم دیا تاہم پھر اونکی جان بخشی کر دی ۳۳۵ء میں سلطان مراد بنفس نفیس ایک لاکھ فوج لیکے بغداد پر چڑھ آیا راستہ میں اسکا وزیر پیرام پادشاہ مرگیا اسکی جگہ طیار پادشاہ مامور ہوا بغداد پر پہنچے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کے متصل خیمہ زن ہوا اور شکر ایران سخت لڑائی ہوئی طیار پادشاہ مار گیا اور اسکی جگہ مصطفیٰ پادشاہ وزیر ہوا آخر چکاس ہزار ایرانی مائے گئے اور بغداد فتح ہو گیا ایک ہزار ایرانی زندہ گرفتار ہوئے اور سلطان کے روبرو اونکی گزین ماری گئیں اس فتح کے بعد سلطان اسلامبول مراجعت کی وہاں پہنچے بیمار تھے بیمار بیمار ہوئے اور اپنے چہرے بھائی ابراہیم کے قتل کا حکم دیا کہ جان لے اور اسے چھپا اور اس کے قتل کے اطلاع سلطان کو دی سلطان نے نقش دیکھنے کو طلب کی مگر حکیم معالج نے کہا کہ نقش کا دیکھنا آپکے عارضہ کو مضر ہے غرض اسطور سے ابراہیم کی جان بچی الغرض ۱۶ شوال ۸۴۹ھ مطابق ۱۲۷۹ء میں سلطان نے انتقال کیا اس سلطان کے عمر ۲۵ برس تھی اور ۷۰ برس سلطنت کی گھوڑے کی سواری کا نہایت شوقین تھا آٹھ سو گھوڑے خاصہ کے ہمیشہ اس کے اصطل میں رہا کرتے تھے۔

ذکر سلطان ابراہیم خان سلطان ۱۷

مراد کے مرتے ہی ارکان دولت ابراہیم کے پاس جو حرم میں قید تھا حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ کے بھائی نے انتقال کیا آپ چلے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوں ابراہیم کانپ اٹھا اور سمجھا کہ بھائی نے انہو آنا اسکا کافی الضمیر دریافت کرنے کو

یہ پیام پہنچایا ہے کہ امین نے دنیا چھوڑ دی ہے مجھے بادشاہی نہ چاہیے لیکن اگر
 نے اسکو اطمینان دلایا اور سلطان کی بخش لاکے دکھائی اور وقت وہ مطمئن ہوا اور
 بخش کے دفن کا حکم دیا اور مراد کا جنازہ سلاطین کیان کے موافق نہایت دھوم سے
 اوٹھا کل فوج و لشکر اور اسکی سوار یکے گھوڑے جسپر اولٹی زمینیں لگائی گئی تھیں ساتھ
 تھے غرض یہ سب کچھ تمام جنازہ مدفون ہو چکا اور دفن کیا گیا بعد فراغت سرداروں نے ابراہیم
 کو مجبوس کمال کے تخت روان پر سوار کیا اور مسجد میں لائے اور تلوار اسکو حوالہ کی
 اور توپوں کی سلامی اوتاری گئی یہ بادشاہ نہایت خفیف العقل اور کم عمر اور بزدل تھا
 سوا عورتوں میں بیٹھنے کے اور کسی امر کا سلیقہ نہیں رکھتا تھا سائے پانسو لونڈیاں جن میں
 اپنی حرم سرا میں جمع کر رکھی تھیں اور دن رات اونکی صحبت میں اپنی وقت عزیز کو برباد
 کرتا تھا سلطنت کا کل کام مان اور وزیر و نیر و دل دیا تھا مگر فیرون نے جو خیر خواہ تھے
 خوب انتظام کیا اور دولت عثمانی کی آبرو کو برقرار رکھا ۱۶۴۷ء مطابق ۱۰۵۷ھ میں عین
 نے سلطانی جہازوں سے کچھ بیڑ چھاڑ کی اسلئے چار سو جہاز و نکابیرہ اونکی تادیب کے
 لئے انکرگاہ قسطنطنیہ سے جزیرہ مالٹا کو روانہ ہوا اور فتح و کامیابی کے ساتھ لوٹ آیا
 ۱۰۵۸ھ میں پھر عیسائیوں سے لڑائی ہوئی مگر ارکان دولت کی صحت بدیہ سے کوئی خرابی
 واقع نہیں ہوئی فوج کے افسروں نے جب بادشاہ اور وزیر احمد شاہ کو عیش و عشرت
 میں اسقدر ڈوبا ہوا دیکھا تو چاہا کہ سلطان کو قتل کر ڈالیں مگر اسنے بہت ساروشیکے
 اپنی جان بچائی افسران فوج نے سلطان کے سات ہمینہ کے بیٹے کو بادشاہ بنایا اور ابراہیم کو
 محل میں قید دس روز کے بعد بعض افسروں نے چاہا کہ بادشاہ کا ہنر کالیں مگر

جن امرائے اوسکو قید کیا تھا اونہوں نے ۸۰۰ رجب ۵۰۰ھ میں ابراہیم کا کام تمام کر دیا
اس بادشاہ کی عمر ۲۹ برس کی تھی نو برس بادشاہی کی حرکات و سوانح اس سے بہت صاف
ہے شیخ الاسلام کی لڑکی کو بچہ پرچین لیا اور اسی سبب سے نیک چری نے یورش کی
اور اوسکو ہلاک کیا

ذکر سلطان محمد خان چہارم سلطان ۱۹

محمد خان چہارم سات برس کی عمر میں تخت نشین ہوئے اوکلی مان کو سم سلطان سلطنت کا
کام کرتے تھے ان ارکان سلطنت نے عورت کے حکومت قبول و کوارانہ کی اور غدر
کر دیا اسلا بول میں نہایت تشویش پھیل گئی آخر کو کو سم سلطان سلیمان خواجہ سرکے
ہاتھ سے ماری گئیں اور اوسکے پاس سے بہت سارے پیہ اور اثرفی و چاندی و سونا
و جواہرات و قیمتی زیورات و چاندی سونے کے برتن برآمد ہوئے ۶۲ھ تک قسطنطنیہ
میں بے امنی اور فساد پھیل رہا ۶۲ھ میں چالیس روز تک جابجا ملک و مہم میں زلزلہ آتا
رہا جس سے بہت سے جانوں اور مال کو نقصان پہونچا ذیقعدہ ۶۲ھ سے جمادی الاول
۶۲ھ تک ارکان سلطنت میں باہم خوب لڑائیاں و کشت و خون ہوا کیا بادشاہ کی کہسی
کے سبب سے کسی پر عیب و داب نہ تھا کو برلی محمد نام وزیر ہوا اوسنے اپنی
عقل و تدبیر سے ان سب خاندانی فتنہ کو فرو کر دیا اور عیسائیوں پر لشکر بھیجا اور اکثر لڑائیاں
فتح کیں جزیرہ تیندوس وغیرہ کو سخر کیا ۶۷ھ میں سرب پر لشکر کشی کی اور ڈیرہ لاکھ
آدمی کو غنیمت کے لشکر میں سے قتل کیا اور مظفر و منصور ستقر سلطنت پر واپس آیا
تھوٹے ہی دنوں میں اس صاحب تدبیر وزیر کے خوش سلیقگی اور حسن انتظام سے

سلطنت روم کے انتظام اور اصلاح میں نمایاں ترقی ہوئی مگر اوسکی زندگی نے وفات کی
پانچ برس تین مہینہ و س دن وزارت کا کام نہایت خوش تدبیری سے انجام دیکے ، ا
سے پہلے اول شہنشاہ کو رحلت کی نزع کیوقت پادشاہ اوسکے پاس آیا اور وصیت کی درخواست
کی وزیر نے کہا کہ سلطنت کے کاموں میں عورتوں کو دخل نہ دینا عورتوں کے صحبت سے
بہت پرہیز کرنا اپنے لشکر کو راضی رکھنا ایک آدمی بھی فوج سے کم نکرنا عیسائیوں سے
ہمیشہ لڑتے رہنا اور انکو کہیں مہلت نہ دینا سلطان نے اس وزیر کی وفات کے بعد اوسکے
بیٹے احمد پادشاہ کو وزارت کا خلعت عطا کیا یہی اپنے باپ کا ایسا ہوشیار و مدبر تھا جو پہلے شہنشاہ
میں اوسنے قلعہ کریم پر چڑھائی کی اور جمادی الاول ۷۷۱ھ قلعہ کے متصل پہنچ گیا اس قلعہ پر بائیس برس
قیصر کی فوج حملہ کر رہی تھی مگر قلعہ کی استواری اور ذخیرہ جنگ و اسباب یا محتاج کی کثرت سے کہیں فتح
نہیں ہوا تھا احمد پادشاہ نے قلعہ کا محاصرہ کر کے توپوں سے قلعہ والوں کو ہرا گندہ کر دیا ^{۱۶۶۹} بائیس
محصورین نے تنگ ہو کے امان طلب کی اور قلعہ خالی کر دیا احمد پادشاہ کا سیلابی دفتر
کے ساتھ سلطان کے حضور میں حاضر ہوا اور غنایات سلطان سے اوسکے مرتبہ و اغراض
میں اور ترقی ہوئی شہنشاہ میں ملک روم میں طرح طرح کی آفتیں نازل ہوئیں علاوہ لڑائی
و کشت و خون متواتر زلزلوں نے کتنے شہر و ملکوں نیست نابود کر دیا بہت سے پہاڑ
شق ہو گئے و باہی طاعون سے لاکھوں و مرد مر گئے برف باری اور سردی شدت سے
کرور ہاچار پایہ و پرندہ ہلاک ہوئے بیت المقدس میں ایک یہودی نے دعویٰ کیا کہ وہ
مسیح بن مریم ہے چونکہ یہ شخص نہایت گویا اور وجہ اور شعبہ باز تھا یہودی و عیسائی
کرور ہا گروہ اوسکے معتقد و مرید ہو گئے حاکم بیت المقدس نے جاہلکہ اوسکو گرفتار کر لے

مگر وہ اسلامبول کو بہاگ کیا یہاں صدر اعظم احمد پادشاہ نے اسکو قید کر لیا ہزار ہا عیسائی
 سیکڑوں روپیہ ایکے میس میں اس کے پاس جاتے تھے اور ملاقات کرتے تھے
 سلطان محمد خان بھی اس کے لئے لوگیا اور کہا کہ میں تیرا امتحان کرتا ہوں تو میدان
 میں کھڑا ہو اور میں اپنے لشکر سے لکھتا ہوں کہ وہ تجھے تیر چلائیں دیکھوں تیر کا اثر تیر
 جسم پر ہوتا ہے یا نہیں سچ کا ذب سلطان کے پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ میں آپ کے
 امتحان کی طاقت نہیں رکھتا ہوں سلطان نے اس کے قتل کا حکم دیا مگر وہ اوسى وقت
 تاویب ہو گیا اور بہت سے یہود و عیسائی بھی سلمان ہو گئے اسی طرح ایک شخص نے دعویٰ
 کیا کہ وہ موعود مہدی ہے اور قتل کیا گیا ۱۲۸۷ھ مطابق سنہ ۱۸۷۰ء میں ۳۰ رمضان المبارک
 سلطان محمد کے محل میں سلطان احمد پید اہوا اور چند دنوں تک اس تقریب میں عام طور
 پر خوشیاں کی گئیں ۱۲۸۷ھ مطابق سنہ ۱۸۷۰ء میں احمد پادشاہ نے چھ بیس برس وزارت کر
 اکتالیس سال کی عمر میں انتقال کیا اور اسکی جگہ مصطفیٰ پادشاہ وزیر ہوا اور سلطان نے
 اسکو ڈیرہ لاکھ فوج کے ساتھ شہر فینا کی تسخیر پر مامور کیا جو ملک منسا اسٹریہ میں ہے
 مصطفیٰ نے وہاں پہونچکے ممالک اطراف میں لوٹ و قتال شروع کر دیا چالیس ہزار فوجی
 پکڑ کے سلطان کی خدمت میں روانہ کئے اور قلعہ فینا کو محاصرہ کر لیا اور قلعہ کے اکثر لوگ
 گولوں سے اور ڈاویا شبانہ روز بینٹا بیس دن تک باہر گر گولوں کی بارش بھی تو پونے
 دھوئیں سے رات و دن تمیز نہ تھی فینا کی فوج و رعیت خوب لڑی اور شاہان عیسائی
 سے مدد بھی طلب کی ۱۲۸۷ھ میں اسی ہزار فوج عیسائی مختلف قوموں کی قلعہ کی مدد کو آئی
 اس فوج کے سپہ سالار نے سلطان کی فوج کو دیکھ کے کہا کہ افسر فوج کا نا تجربہ کار ہے

اس لئے کہ شہب میں اوسنے اپنی لشکر کو رکھا ہے اور بلن مقامات کو بلحاظ نفقت
 چھوڑ دیا ہے بے شک ہم اوپر غالب ہو جائینگے الغرض دونوں لشکر ایک دوسرے
 لڑنے سے شام تک بہت ہی سخت لڑائی ہوئی ہزار ہا آدمی طرفین کے خاک و
 خون میں مل گئے شام کو دونوں لشکروں نے اپنے ڈیرے واپس مراجعت کی مگر فوج
 روم کی اس لڑائی سے نہایت خستہ و ضعیف ہو گئی تھی اپنے ڈیرے اور مقام
 چھوڑ کے یہاں گئے صبح کو جب عیسائیوں نے سنا نہایت خوش ہوئے اور
 خالی خیموں پر جا پڑے مال و اسباب خوب لوٹا اور اپنی فوج میں تقسیم کیا سلطان ہر
 بزرگی و جہن سے نہایت برہم ہوا اور مصطفیٰ بادشاہ کو صدارت اعظم سے معزول کر کے
 اوسکی جگہ ابراہیم بادشاہ کو خلعت وزارت عطا کیا ان دونوں پوپ روم نے تمام
 اقوام عیسائیوں کو سلطان سے لڑنے پر ترغیب دی اور جابجا فوج سلطانی اور عیسائی
 سے لڑائیاں ہوئیں جس میں اکثر عیسائی فتھیاب رہی سلطان نے جب ابراہیم
 بادشاہ کو لایق وزارت کے نہ پایا تو اسے موقوف کر دیا اور سلیمان بادشاہ کو اپنا وزیر
 بنایا اور وہ شہنشاہ عیسائیوں کے مقابلہ کو روانہ ہوا مگر پہلے ہی لڑائی میں ہلاک
 کے قسطنطنیہ چلا آیا سلطان نے نہایت خفگی و غیظ میں آ کے اوسکو قتل کر ڈالا اور پادشاہ
 بادشاہ کو خلعت وزارت سے سرفراز کیا اور یہ تمام سال آفات و مکر وہات میں گذرا
 قحط سالی اور آتشزدگی سے بہت سال ملک خراب و برباد ہو گیا بعد اوسکے سپاہ نیک چرک
 سلطان سے بگڑ گئی اور چاہتی تھی کہ کچھ فساد برپا کرے اور سلطان کو تخت سے
 اتار دے کہ سلطان نے خود تخت سے کنارہ کشی اختیار کی اور اپنے بھائی سلیمان

ثانی کو سلطنت سپرد کر کے خود علی رہ گیا اور سو آشکار کے اور کسی طرف توجہ و رغبت
نہیں کرتا تھا

ذکر سلیمان خان ثانی سلطان^{۲۲}

یہ سلطان^{۲۲} سنہ ۱۵۹۹ء ہجری میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۶۰۹ء میں تخت پر بیٹھا اور اسکے جلوس کرتے
ہی فوج باغی نے سیاوش پادشاہ کو اوسکی مکان میں قتل کر ڈالا اور تین سو آدمی اور بھی
اس ہنگامہ میں مارے گئے اور افسران فوج میں خانہ جنگی اور قتل و خون ہونے لگا
عیسائیوں نے اسوجہ سے ہر طرف غلبہ کیا اور جب کو موقع ملا سلطانی ملکات
لیا اور کسی نے بیرونی دشمن کے دفع پر توجہ نہ کی اور کہاں سے کرتے گھر کی
خانہ جنگیوں اور کشت و خون سے کس کو فرصت تھی سیاوش پادشاہ کے بعد اسماعیل^{۲۳}
وزیر ہوا اور تین مہینہ کے بعد ہر طرف ہو گیا اور اوسکی جگہ کفور مصطفیٰ پادشاہ مقرر ہوا
سنہ ۱۶۸۵ء میں والی نسا اسٹریہ نے شہر بلغراؤ بلکیہ یا گوے لیا ذوالفقار افندی شاہ
نسا کے پاس سفارت پر بھیجا گیا والی نسا نے ایچی سے درخواست کی کہ اسکا بیٹا
کرب سفیر لے اٹھا کر کیا دس مہینہ اسی درخواست و انکار میں گزر گئے آخر سلطان سلیمان
نہایت طیش میں آ کے بذات خود مقابلہ کو آیا اور بہت سخت لڑائی کے بعد فتح پائی
اور اپنا ملک غنیم سے واپس کر لیا اور پھر کوپری مصطفیٰ پادشاہ کو ساہیہ والی نسا پر
مکر چڑھائی کی خزانہ میں روپیہ نہ تھا اسلئے تمام جاندی اور سونے کے برتنہ نکور و بیہ کر ڈالا
اور فوجی مصارف کو ملو صرف کیا کئی مقامات دشمن کے فتح کئے بلکیہ بلو فتح کر لیا بعد
اوسکے قسطنطنیہ کو لوٹ آیا ۲۶ رمضان سنہ ۱۰۰۰ ہجری میں سال^{۲۴} مہینہ سلطنت کر کے مرض مستعظم

میں غائب ہوئی مکانوں کی تعمیر اور باغوں کی آراستگی کا اس کو بہت شوق تھا۔

ذکر سلطان احمد خان ثانی سلطان ۲۱

سلیمان خان کے وفات کے بعد جب احمد خان ثانی تخت نشین ہوا ارکان دولت نے حیاتی زاوہ حکیم باشی کو مقید کیا اور اس پر دعویٰ کیا کہ اس نے سلطان کو بے آب و دانہ مار ڈالا آخر کو اسے قتل کیا احمد خان نے کوپری مصطفیٰ پادشاہ کو والی نسا کے مقابلہ پر بھیجا اور دونوں لشکر میں مقابلہ ہوا ناگاہ مصطفیٰ پادشاہ جو فوج میں آگے جا رہا تھا گولی کے لگنے سے مارا گیا اور سلطان کے لشکر نے شکست کھائی مگر اسی دن قیصر روم نے دریائی لڑائی میں عیسائیوں پر فتح پائی علی پادشاہ وزیر ہوا مگر اس کی بدعلاجی اور خونسنت سے عام لوگ ناراض تھے اس لئے وہ بہت جلد معزول ہو کر جزیرہ قبرس (سایبرس) پہنچ گیا اور حاجی علی پادشاہ والی حلب وزیر ہوا آئینہ چوہمائی شہر قسطنطنیہ آگ سے جل گیا اور حاجی علی پادشاہ اپنی وزارت سے معزوف ہو گیا اور ایک شخص مصطفیٰ نامی وزیر مقرر ہوا شاہ نسا نے فرصت پا کے بلگیریا کو محاصرہ کر لیا وہ ذیقعد الحرام سنہ ۸۷۰ کو رومین بہت بہادری لشکر اس کی مدافعت کے لئے روانہ ہوا شاہ نسا نے خبر پا کر محاصرہ اٹھالیا محرم سنہ ۸۷۱ میں پھر قسطنطنیہ میں آگ لگی ایک حصہ شہر کا بالکل خاک سیاہ ہو گیا مصطفیٰ پادشاہ وزارت سے معزول اور احمد پادشاہ اس کی جگہ پر وزیر مقرر ہوا اور اس نے اپنی عہد وزارت میں قطعاً ممانعت کر دی کہ کوئی عیسائی انگلیں لباس زر و جوئے سمور کی ٹوپی نہ پہنے گھوڑے پر سوار نہ ہو کالے کپڑے ہمیشہ پہنا کرے سواری میں گدہار سٹھے تاکہ مسلمان و عیسائی میں

اتقاوت و امتیاز ہے چند دنوں کے بعد احمد شاہ بھی دربار سے معزول کر دیا گیا اور نور علی
علی بادشاہ اسکی جگہ مامور ہوا یہ طریقہ شام کا والی و حاکم تھا ۹۱۰ھ مطابق ۲۱ ماہ جمادی الاول
۱۰۸۰ھ میں سلطان کو مرض استقلال حق ہو گیا اور اوسے میں اوسنے رحلت کی تین برس آٹھ
مہینہ سلطنت کی یہ بادشاہ فاضل اور خوشنویس تھا سیر و شکار اور راگ و رنگ کو بہت دوست
رکھتا تھا

ذکر سلطان مصطفیٰ خان ثانی سپہ محمد خان چہارم سلطان

یہ بادشاہ ۱۰۸۰ھ میں تخت نشین ہوا اور جلوس کرتے ہی منادی گئی کہ بندگان خدا کے لئے
یہ بات ہرگز مناسب نہیں ہے کہ گھر و زمین آرام بیٹھیں کیونکہ عیسائیوں نے مسلمانوں کے
ملک پر حملہ و هجوم کر رکھا ہے ہمارے ابا و اجداد ہمیشہ عیسائیوں سے برسرِ رزم رہے
ہیں اور انہیں کے قدم بقدم میں ہی عیسائیوں سے لڑنا تھا مسلمانوں پر واجب ہے کہ
سیری اطاعت کریں بعد اوسکے حسین بادشاہ کو امیر البحر کر کے جنگی جہاز عیسائیوں کے
مقابلہ کو روانہ کئے حسین بادشاہ نے بحر ابیض میں عیسائیوں کو شکست دی اور جزیرہ صا
لے لیا وہاں سے والی اسٹریہ سے جا کے مقابلہ کیا اور اسکو شکست عظیم دی تو پچانہ
عیسائیوں کا چین لیا اور اکثر قلعوں کو منہدم کر دیا جاٹے کے موسم میں شہر ازون میں ٹھہرا ہوا
اور شروع کر دی جرار فوج والی اسٹریہ کے مقابلہ میں یہاں فتح پائی عیسائی قیدی اور اونکا
تو پچانہ جو لڑائیوں میں چین لیا تھا ہمراہ لیکے بڑی شوکت و بدبہ سے قسطنطنیہ میں داخل ہوا
اس عرصہ میں خبر ملی کہ سکوب یعنی روس نے قلعہ ازون کو محاصرہ کر لیا ہے
سلطان نے بہاری فوج دشمن کے دفع کرنے کی بھیجی جس نے تیس ہزار روسیوں کو ہلاک کیا

اور لڑائی فتح کر کے قسطنطنیہ واپس آ گئے پھر سلطان نے لاکھ فوج کے ساتھ شاہ
جرمن پر حملہ کیا اور لڑائی فتح کر کے واپس آ گیا ہنوز یہاں دم نہیں لیا تھا کہ سنا فوج جرمن
پھر جمع ہو رہی ہے اس لئے سلطان نے پھر قصد کیا اور الماس بادشاہ کو پھلے ہی روانہ
کیا مگر الماس بادشاہ لڑائی مارا گیا آخر کو شاہ لندن اور ہالینڈ نے بیچ من پڑ کے جرمن اور روم
من ۲۶ رجب سنہ ۱۱۱۱ کو مصالحہ کر دیا اور سلطان وہاں سے شہر اور نئے کو واپس آیا اور چند
دنوں تک کہہ لیتا رہا بعد اوسکے قسطنطنیہ میں داخل ہوا فوج کے سرداروں نے سلطان سے
اس مصالحت کے سبب ناراضی ظاہر کی اور بغاوت شروع کر دی سلطان کو قید کر کے
تھبیس میں بھیج دیا یہاں اوسنے رحلت کی جب فوج نے خبر کیا ہے تو لوگوں نے صدا
دی کہ بادشاہ اپنے بہائی سلطان احمد کو قتل کر ڈالے کہ فوج کے لوگ جو اوسپر کھنٹ کر رہے
ہیں راہ پر آجائینگے مگر سلطان نے مانا اور یہ کہہ کہ سلطنت سے معزول ہونا بد رجا ہا اس
بات سے بہتر ہے کہ میں اپنے حقیقی بہائی کے خون سے ہاتھ نہ کورنگوں اور نامی کا
سیاہ وہہ اپنے ساتھ آخرت اچھاؤں اوسکی عمر چالیس سال نو مہینہ سات دن تھی تحصیل
علوم میں اپنا وقت زیادہ صرف کیا کرتا تھا

ذکر سلطنت احمد خان ثالث بن سلطان محمد رابع سلطان

یہ بادشاہ پتالیس برس کی عمر میں تخت پر بیٹھا باغی فوج کے افسروں نے فیض الہ
افندی شیخ الاسلام کو قتل کیا مگر سلطان نے سانس تک نہ لی جب پوری طور پر سلطنت
پر قائم ہو گیا بعض مفسدین کو قتل کیا اور بعض کو معزول اور تھوڑی ہی مدت میں کئی وزیر
بے آخر کو علی بادشاہ متقل وزیر ہوئے اور ۱۱۱۱ میں عیسائیوں سے لڑا اور انکو

شکست دی تسمین عیسیٰ بادشاہ بنین باہد گر خوب لڑائیاں ہوئیں پھر س شاہ
 ماسکو نے کارلوس شاہ سوئیڈ پر فتح پائی شاہ آخر اند کر سنے سلطان کے پاس پناہ لی
 شاہ ماسکو کو بھت بات بہت کران لڈری اور سلطان سے اور اوس سے بگڑ گئی سلطان نے
 محمد بادشاہ کو اوس سے لڑنے کیلئے روانہ کیا اور محمد بادشاہ نے اوسکو شکست
 دی اور صلح کر لی سلطان کو محمد بادشاہ کی یہ حرکت پسند نہیں آئی اور اوسکو خدشت
 سے موقوف کر دیا اور یوسف پاشا کو اوسکی جگہ مقرر کیا تسمین کے آخر میں سلطان
 اور شاہ ماسکو سے پچیس سال کے لئے صلح ہو گئی قیصر نے یوسف کو بھی غناہ کے
 برطرف کر دیا اور سلیمان بادشاہ کو مامور کیا اور حکم دیا کہ کارلوس کو اوسکے ملک میں پہنچا
 ئے اور اوسکے اخراجات کے لئے بادشاہی خزانہ سے روپیہ دلا دے کارلوس نے
 پہلے دس لاکھ روپیہ مانگے اور دلا دئے گئے پھر وہ ستر لاکھ مانگے کا سوال کیا سلیمان
 بادشاہ بگڑ گیا اور شکر کو حکم دیا کہ سلطان کے ملک سے جبراً اوسکو نکال دین اور وقت
 کارلوس پاس تین سو سپاہی تھے جنہوں نے ۲۶ ہزار فوج روم سے مقابلہ کیا اور کھینچا
 ہوئے سلیمان کا کارلوس کو قلعہ رمید تلاش میں قید اور چند دنوں بعد دیونیکاسین پہنچا یا
 سلطان نے کارلوس کے خرچ کو کچھ درماہہ مقرر کر دیا اور سلیمان کو اس قصور پر کہ
 بے حکم سلطان کے اوستے اس قدر زیادتی کارلوس کے ساتھ کی برخاست کر دیا اور
 ابراہیم بادشاہ کو مقرر کیا اکیس دن بعد اوسکو بھی معزول کر کے علی بادشاہ کو وزیر
 بنایا کارلوس نے اپنی بہن کی طلب پر سوئیڈ جانیکا قصد کیا سلطان نے اوسکو
 بعزت و احترام تسمین رخصت کیا اور چہ سو چاوش اوسکے ہمراہ کئے اور آئندہ

گھوڑے باسانہ سامانِ حرب اور تباہ اور تلوار جواہر و شکار خلعت میں دی کارلوس قیصر کا ممنون
شکور اپنے گھر پہنچا۔

سولہ مین فوج قیصری نے اکثر بلاد بنا و قعر پر فتح پائی والی جرمن نے عہد شکنی
کی اور رومی فوج سے لڑا اعلیٰ بادشاہ مارا گیا فوج نے شکست کھائی خلیل بادشاہ والی بغداد
وزارت پر مامور بہ کثرت اور متہمت شہر بلگیر یہ میں آیا اور والی جرمن سے لڑا اور شکست
پائی اس سبب سے سلطان نے اوسکو موقوف کر دیا پھر محمد بادشاہ وزیر سوا آٹھ مہینہ
کے بعد معزول ہو گیا اور ابراہیم بادشاہ کے داماد کو وزارت ملی سولہ مین والی جرمن
نے صلح کر لی احمد خان کے عہد سلطنت میں ایک سو چالیس مرتبہ قسطنطنیہ میں آگ
لگی اور بہت سے مکان خاک سیاہ ہو گئے اوسکو اور والی بولونیا میں صلح ہو گئی رومی لشکر
نے ایران کی طرف توجہ کی نہادند و تبریز تک پہنچیں تھے کہ شاہ ایران نے صلح کا
پیام بھیجا اور سلطان نے اس شرط پر قبول کر لیا کہ جو ملک قیصر کا اوسنے لے لیا ہے
واپس کر دے ہنوز یہ گفتگو طے نہیں ہوئی تھی کہ شاہ ایران نے انتقال کیا اور
طہماسپ ثانی تخت بیٹھنا اور شاہ اوسکا سپہ سالار تبریز میں آ کے روم کے لشکر سے
لڑا اور اوسکو ہکا دیا سلطان دوسرے لشکر کی ترتیب کر رہا تھا کہ دفعۃً فوج میں فساد
پڑا اور ابراہیم بادشاہ مارا گیا اور محمد سولہ مین باغی فوج نے احمد خان کو تخت
سے اتار کے محمود کو اوسکی جگہ بیٹھایا یہ بادشاہ ۶۷ سال چار مہینہ دس دن زندہ رہا
ہر قسم کے خطوط لکھنے میں اوسے خوب مہارت تھی شعر بھی لکھتا تھا۔

ذکر سلطان محمود اول بن مصطفیٰ خان ثانی سلطان

جب سلطان محمود تخت نشین ہوا تو چنگیز ایک مگاسہ مجاہد اٹھایا جسے نہرا سپاہی اور کئی بادشاہ اس فساد میں مارے گئے آخر اس پر ستم پاشا والی طلب و زیور ہو اور اوسے ہوا تو سزا عین دینی شروع کیں کسی کو قتل کسی کو سزول کسی کو قید لیکن وہ خود بھی تھوڑے ہی دنوں میں وزارت سے محضول کر دیا گیا عثمان بادشاہ وزیر ہو کے دریا کی راہ سے مصر کو روانہ ہوا اسپین کے جہازوں سے اور اوس سے مقابلہ ہوا جہازات سدھانی پر لگندہ ہو گئے وزیر عینیم کے ہاتھ میں گرفتار ہو کے مالٹہ پہنچا دیا گیا جب جہاز لنگر لگا مالٹہ پہنچے شہر کے باشندے تماشہ دیکھنے آئے ایک فرانسیسی حکماء نام لرون اور مالٹہ میں رخصتا ہا جہازوں کو دیکھتا پھر تاتہا ایک کوند میں اوسے عثمان بادشاہ کو زخمی اور بے سہ و سالان دیکھا اور حکام اسپین کو کچھ روپیہ دیکے عثمان بادشاہ کو اپنی حکمرانی آیا اور اسکا علاج کیا اور جب وہ اپنا ہوا گیا تو اوسے مصر لگیا اور زبان سے قسطی لایا عثمان نہایت ممنون ہوا اور زرخیز اور س فرانسس کو دیکے رخصت کیا شہر میں طوئل عثمان بادشاہ لشکر لقصہ مقابلہ ایران اسلامبول سے نکلا اور سوا اور بغداد میں لشکر ایران کو ہریت دی اور گردستان ننگ جا کے پلٹ آیا پھر سلطان محمود نے ابراہیم بادشاہ احمد بادشاہ اور رستم بادشاہ کو فوجوں کے ساتھ ایران پہنچان لو کون نے کرمان شاہ و سنار دلان و ہمدان وغیرہ فتح پائی طہماسپ ثانی نے ایلمچی بدخواست صلح احمد بادشاہ کے پاس پہنچا نادشاہ نے جو اوس وقت حاکم سیستان تھا طہماسپ ثانی کو تخت سے اتار کے برائے نام اوس کے بیٹے شاہ عباس ثالث کو تخت پر بیٹھا اور قیصر کو لکھا کہ جس قدر ملک ایران کے تمہارے قبضہ میں آگئے ہیں اون سے جوستہ

اور نہ لڑائی کے لئے تیار ہوا تو قبل جواب آنیکے لشکر لیکے متصل بغداد کے پہنچ گیا
 اور لشکر قیصری کو شکست دے دیا اور بغداد کو محاصرہ کر لیا قیصر نے طوہان عثمان بادشاہ کو
 اسی ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کو بھیجا ۷ صفر ۸۷۶ کو دیکھے آپس میں خوب لڑائی
 ہو گئی تھک ہوئی رہی آخر کو کہدیت رومیوں کے ہاتھ رہا اور نادر بہاک گیا اور محاصرہ بغداد کا
 اوتھ گیا سلطان نے یہ خبر سنکے تین روز متواتر تمام شہر قلعہ منیہ میں روشنی کی اور تہرم
 کی عام خوشی و مسرت کا اظہار کیا ایتین ہینہ بعد نادر شاہ نے فوج جمع کر کے پھر مقابلہ کیا
 پھلے اور دوسری مرتبہ نادر و مینو کو فتح ہوئی مگر تیسری مرتبہ انکو شکست فاش ہوئی طوہان
 بادشاہ میدان میں مارا گیا قیصر کو یہ خبر سنکے بہت انسو سہوا اور علی بادشاہ کو مقابلہ
 کیلئے بھیجا پھر اسمعیل بادشاہ کو انتخاب کر کے اوسکے بعد ہی محمد بادشاہ کو روانہ کیا اسی
 اوکھار پچھرا تین ۷ صفر ۸۷۶ کو اسکوکے ساتھ ایک لڑائی ہو گئی نادر شاہ نے متواتر
 لشکر و مہم پر حملہ کر کے ہر بار شکست دی اور شہر کر کوک تک فتح کر لیا سلطان محمود نے
 آخر کو صلح کر لی اور سرحد روم و ایران وہی قرار پائی جو سلطان مراد کے وقت میں بقدر تہ
 سکوب سے بھی اس شرط پر صلح ہو گئی کہ اوسکے جہاز بحیرہ سودین نہ آویں اور شہر و بلد
 روم جو سکونے سابقین نے لے لی تھیں واپس کر دے اور قلعہ ازوف کو خود منہدم
 کر دی اور دوسرے عیسائی قوموں کی طرح روم میں تجارت کے لئے مجاز رہے
 اور یحییٰ عہد نامہ و لون سکے و کل میں مقام بلگیر یا میں مرتب ہوا شاہ جرس نے بھی چند مرتبہ
 لڑکے صلح کر لی اور فرانسس سے بھی باقرار ۲۷ سال کے صلح ہو گئی شکستہ میں شاہ
 سویدن نے بھی صلح کر لیا سنہ ۸۷۶ میں سلطان محمود پیدا ہوا تھا اور ۲۷ صفر ۸۷۶ میں اسنے

انتقال کیا۔ ۱۰ سال زندہ رہا۔

ذکر سلطان عثمان ثالث پسر مصطفیٰ خان ثانی سلطان

عثمان خان سوم مصطفیٰ خان ثانی کا بیٹا جو محمود اول کا بہائی تھا۔ ۱۲۸۵ھ میں پیدا ہوا جو جس میں ۱۲۸۵ھ میں تخت سلطنت پر بیٹھا تھا۔ ۱۲۸۵ھ میں اورنگزیب نے کوئٹہ پر قبضہ کیا اور احمد شاہ افغانی کو اپنا وزیر کیا اور اس خوف سے کہ افسران فوج سلطان احمد خان کی اولاد کو پادشاہ بننا وین محمد و بایزید و اورخان کو قتل کر ڈالا۔ ۱۲۸۵ھ میں آگ لگی اور صدر اعظم کی موبلی اور دولت شہر قریب اباصوفیہ تک جل گیا۔ ۱۲۸۵ھ میں سعید افغانی مغول اور محمد راغب پاشا وزیر ہوا۔ انہیں دلفن بنے۔ ۱۲۸۵ھ میں سلطان عثمان خان تین برس سلطنت کر کے جامع عثمانی کو جسے محمود اول نے بنانا شروع کیا تھا تمام کر کے انتقال کیا۔

ذکر مصطفیٰ خان سوم بن احمد بن سوم سلطان

مصطفیٰ خان ثالث تخت پر بیٹھا اور اپنی بہن صاحبہ سلطانہ کی شادی اپنے وزیر راغب پادشاہ سے کر دی چونکہ وزیر نہایت ذی شعور تھا اس کی ہمت ہمیشہ ملک گیر اور لڑائی کی طرف مایل رہتی تھی مگر اصل نے اس کو مہلت نہ دی اور جلد مر گیا اس کی جگہ حمزہ پاشا وزیر ہوا اور چہمہ مہینہ کے بعد مغزول کر دیا گیا اور مصطفیٰ پادشاہ اس کی جگہ امور کیا گیا وزیر ہر رس کے بعد وہ بھی علی ہوا اور محسن زادہ محمد پادشاہ وزارت سے سرفراز ہوا تین مہینہ بعد وہ بھی برخاست اور ماہر حمزہ پادشاہ چالیس روز تک وزیر رہا اس کے بعد علی پادشاہ صدر اعظم مقرر کیا گیا اس غل و نصب میں ۱۲۸۵ھ تک چند بار مسکین

لڑائی ہوئی اور سلطان کے لشکر نے فتح پائی تو پندرہ سو کاجپین کے قسطنطنیہ میں
لے آیا۔ دیکھو شہزادہ مطابق شہزادہ سلطان نے انتقال کیا۔

ذکر سلطان عبد الحمید بن محمد خان سوم سلطان

یہ بادشاہ سلیمان مصطفیٰ ثالث کا بہائی اور سلطان احمد سوم کا بیٹا تھا شہزادہ
پیدا ہوا اور شہزادہ میں تخت پر بیٹھا فراموشی میں صالح پسندی کا مادہ زیادہ تھا تخت پر
بیٹھتے ہی شہزادہ مطابق شہزادہ عیسیٰ سلطانین سے صلح کر لی کیونکہ خانگی
اور توازن اور بکھیر و بکھیر کی وجہ سے اس کی سلطنت میں نہایت ضعف آ گیا تھا
اور لشکر و فوج کی بناوت سے ملک تباہ ہو رہا تھا صالح کے بعد حسین بادشاہ کو باغیانہ
عرب کی گوشمالی پر روکیا جس نے قرار واقعی اس فساد کو مٹا دیا اور سرکشوں کو پوری
سزا دی مگر روس و جرمن نے آپس میں اتفاق کر کے سلطان پر چڑھائی کی یوسف
پاشا و علی پاشا مقابلہ کے لئے مقرر کئے گئے یوسف بادشاہ نے پہلے جرمن
کے فوج سے مقابلہ کیا اور قلعہ شیش کو سخر کر لیا اور علی بادشاہ نے بھی روس
خوب مقابلہ کیا اسی بادشاہ کے زمانہ میں کریم خان زند نے بصرہ کو فتح کر لیا مدت
سلطنت اس کی پندرہ سال تھی اور عمر ۶۳ سال۔

ذکر سلطان سلیم خان سوم پیر مصطفیٰ خان سوم سلطان

یہ بادشاہ شہزادہ کو پیدا ہوا اور شہزادہ مطابق شہزادہ عثمٰنیہ پر بیٹھا اور اپنی
تمام تر ہمت اوسنے برتری اور بحری فوج کی آراستگی میں مصروف کی تھوڑے ہی
دنوں میں ڈیرہ لاکھ فوج تیار ہو گئی اور شاہان جرمن و روس سے لڑائی بھی چاہ گئی

دو مہینہ نہایت سخت لڑائی رہی ۹۷۷ء میں سپہ سالار نے صلح کر لی مگر ملکہ روس نے جس کا نام کہترین تھا اور اپنے شوہر بیٹرس سوم کو مار کے تخت نشین ہو گئی تھی اس معاہدہ و مصاحبہ کو قبول نہیں کیا اور جرار لشکر قلعہ اسمعیل پر پہنچا جس میں تیس ہزار رومی فوج رجمتی تھی جب روسیوں نے قلعہ پر یورش کی تو پ اور گولیوں سے اس قدر روسی مارے گئے کہ قلعہ کی خندق لاشوں سے پٹ گئی چونکہ روسی فوج بکشت تھی قلعہ کی تفصیل پر چڑھ گئی اور تین شبانہ روز قلعہ کے اندر ایسی لڑائی ہوئی کہ قلعہ کے راستونین خون کی ندیاں بہتی تھیں قلعہ کے عورت و بچوں نے بھی بڑی دلیہی و جرات کی اور سب مارے گئے صرف ایک شخص اس ہنگامہ سے بچ گیا اور قسطنطنیہ میں جا کے خبر کی رومی لشکر کو یہ خبر سننے نہایت جوش و غیظ آگیا اور چاہتے تھے کہ روسیوں پر ٹوٹ پڑیں اور اپنے اون مقبول بہائیوں کا عوض جو قلعہ اسمعیل میں مارے گئے تھے دل کھول کالین مگر انگلستان اور پروسیا نے سچ بچاؤ کر دیا یوں بادشاہ اپنے عہد سے موقوف کیا گیا اور محمد پاشا کہ چہیاسی برس کی عمر کا بڑھا تھا وزارت پر مامور ہوا اسکے بعد پونا پارت شاہ فرانس اور انگریز و نین لڑائی شروع ہو گئی اور کہیت فرانس کے ہاتھ رہا اور فرانس نے سلطان سے دوستی و صلح کر لی سلطان نے بعض لوگ اپنے یحان کے فرانس روانہ کئے کہ جنگی مددینوں تعلیم پاک کے ترکی فوج کو بوضع ولایتی فوج کے تعلیم و تربیت کریں مگر سپاہ نیکوچی نے اس بات کو پسند نہیں کیا اور سلطان کے حکم سے منحرف ہو گئے الغرض ۹۷۸ء میں مسمی اور خان نے فوج باقاعدہ جس کا لقب فوج نظام ہے ترتیب دی

تقریباً دو ہزار فوج باقاعدہ بسہ کر دی مسعود آغا قسطنطنیہ میں تیار ہوئی جس نے جنگ عک
 میں نہایت بہادری ظاہر کی اور سولہ ہزار فوج نظام قریان میں بہت افسری قاضی بادشاہ
 تیار ہوئے جسکو سلطان نے اسلامبول میں طلب کیا راہ میں ایک شخص قاضی پاشا
 کے خدیوہ میں اس کے مارنے کو کہیں آیا مگر قاضی بادشاہ نہایت بہادری و جری
 سپاہی صحابہ دار ہوئے ہی اس نے دشمن کو ٹھکانے لگا دیا جب وہ لشکر شہر کے
 قریب پہنچا نیکی پری فوج نے شہر میں غدر مچا دیا چند مکانات میں آگ لگا دی اور
 قہوہ خانوں اور مسجد وغیرہ جمع ہوئے آمادہ فساد تھے سلطان نے بصلحت قوت
 کے لحاظ سے قاضی بادشاہ کو حکم دیدیا کہ وہ لشکر سمیت قریان کو واپس چلا جائے
 چونکہ انگریز و فرانس میں صفائی نہ تھی اس لئے انگریز چاہتے تھے کہ سلطان فرانس
 سے دوستی ترک کر دے مگر سلطان نے قبول نہ کیا سفیر انگلستان ناکام واپس
 گیا اور انگریزوں نے غفلت میں اسکندریہ پر قبضہ کر لیا مگر محمد بادشاہ والی مصر نے
 پھر اسکندریہ کو انگریزوں سے چھین لیا اب انگریزوں نے مصالحت کی یہ سلسلہ
 جنبانی کی اور اپنے واسطہ سے سلطان اور روس سے صلح کرادی اس واقعہ کے
 بعد وزارت روم میں بہت تغیر و تبدل ہوئے اور کئی بادشاہ برطرف و مقرر
 ہوئے آخر میں حلی ابراہیم بادشاہ وزارت پر مقرر ہوئے ۱۸۳۰ء میں فوج نیکی پری
 نے غدر کر دیا بہت سے بادشاہ جو فوج نظام کے ترتیب میں سلطان کے شریک
 تھے مارے گئے اور فوج نے سلطان کو محضول کر کے مصطفیٰ خان چہارم کو تخت
 نشین کیا اس بادشاہ نے اٹھارہ سال سلطنت کی اور ۴۴ سال زندہ رہا۔

ذکر سلطان مصطفیٰ خان ابج پسر سلطان عبد الحمید سلطان

مصطفیٰ چہارم ۹۲۲ھ میں تخت پر بیٹھا بحمد بادشاہ ۹۲۳ھ میں پیدا ہوا اس نے تخت پر بیٹھتے ہی تمام فوج قدیم کو ہر طرح کی تسکین و دلاسا دیا اور تمام امور جزئی و علی سلطنت کے مفتی اور موسیٰ پاشا کو سپرد کر دئے اور چند دنوں بعد موسیٰ پاشا کو معزول اور عیار پاشا کو مقرر کیا پونا پاشا کو سلطان سلیم خان کے معزول ہونے سے بہت تاسف ہوا اور روس سے اس نے اتفاق اور صلح کر لی سفیر انگلستان قسطنطنیہ میں آیا اور اپنے بادشاہ کی طرف سے دوستی و خیر خواہی کا اظہار کیا تھوڑے ہی عرصہ میں مفتی اور عیار پاشا میں بگڑ گئی طیار پاشا رشک کو چلا گیا اور وہاں کے حاکم مصطفیٰ بیہ سے مل گیا اور مفتی قیقچی کی مدد سے جو فوج کے گذشتہ عذر میں سرغنہ تہادر المہام اور مختار کل ہو گیا بیہ قرار کو چونکہ فوج بحق سے سخت عداوت تھی اس لئے اس نے شاہ روس کو ملا یا اور اس کے مدد سے اسلامبول کی غزیمت کی اکثر اراکین سلطنت کو اس نے بساؤش اپنا طرفدار کر لیا اور شہر اور نتمین ہونچا فوج نیکی پری بیہ قرار کے آنے سے مشوش ہوئی مگر اس نے اونکی تسلی و طمانیت کر دی اور کھلا پیجا کہ ہم تمہاری مدد کو آئے ہیں کوئی اندیشہ کی بات نہیں ہے بعد اس کے حاجی علی کو کہ نہایت مدبر و جری آدمی تھا فوج کے ساتھ قسطنطنیہ روانہ کیا حاجی علی نے قیقچی کے نوکروں کو توڑ لیا اور آدھی رات کو اس کے گھر میں گھس گیا اور قیقچی کو قتل کر کے اس کا سر بے آیا اور بیہ قرار کے پاس روانہ کیا بیہ قرار سر کے پہونچتی ہی سواو اسلامبول میں داخل ہوا اور بادشاہ سے فوج میں اور عہدہ الہ انہ فی کی موقوفی اور اپنی عفو و تقصیر کی درخواست

کی جسکو سلطان نے بھجوری قبول کیا اور بیر قرار سے ملاقات کی اور کہا کہ فوج کو چھوٹی
 میں جانے کا حکم دو اس کے بیر قرار سے صدر اعظم سے کہا کہ جو کچھ ہم کہیں اسکو مان
 اور ہمارے شریک رہو صدر اعظم نے تھوڑا تامل کیا تھا کہ بیر قرار نے اسکو گرفتار کر لیا
 اور فوج سمیت شہر کو چلا دربان نے دروازہ بند کر لیا بیر قرار نے پکار کے کہا کہ مصطفیٰ
 سلطنت سے معزول ہو گیا سلطان سلیم خان کا حکم ہے دروازہ کھول دو والا ہمدرد
 کھول کے اندر گھس آئیے اور نگو مار ڈالیں گے یہاں تک کہ ہر پہر ہی تھی کہ باسوسوں نے سلطان
 مصطفیٰ خان کو خبر ہو چھائی سلطان کشتی پر سوار ہو کے دریا کے راستہ سے شہر میں آیا
 اور سلیم خان کو قتل کر ڈالا اور بازار کے چوراہہ پر اسکی لاش پھلوادی اور اپنے نوکر و فکرو
 محمود خان کا سر لانے کے لئے حکم دیا اور ہر بیر قرار دروازہ کو توڑ کے شہر میں
 گھس آیا اور محل شاہی کی طرف چلا تا کہ سلیم خان کو لاکے تخت پر بیٹھائے ناگاہ
 لاش سلیم کی راہ میں پڑی دیکھی اور گھوڑے سے فوراً اتر کے لاش کو گود میں لے لیا
 اور ڈارہ میں مار کے رونا شروع کیا سید علی نے پکار کے کہا کہ بھد وقت رونے
 دہونے کا نہیں ہے جلد اٹھو اور دشمنوں سے بدلہ اور محمود خان کی خبر لو کہ مبادا
 وہ بھی مارا جائے اور خاندان آل عثمان بے چراغ ہو جائے بیر قرار فوراً اکٹھا ہو گیا
 اور گھوڑے پر بیٹھ بکٹ بھگایا اور قیصر کی محل سے اہر ہو چک گیا مصطفیٰ خان کے
 لوگ محمود خان کے مارنے کو وہاں پہنچ گئے تھے بیر قرار نے انکو مار کے بھگادیا
 اس دار و گیر میں وہ کسی قدر زخمی ہی ہوا پھر محمود خان کو نکال کے تخت پر
 بیٹھایا اور مصطفیٰ خان کو قید کر لیا

ذکر سلطان محمود خان ثانی ایسے عبد الحمید سلطان

۹۹ سلطان آئین تولد ہوا اور ۹۹ جمادی الاول ۸۳۲ھ کو تخت عثمانیہ پر جلوہ افروز ہوا جو کہ بہت اولوادم
 تھا تمام فدیہ اور سرکشوں کو جنہوں نے ملک میں بے امنی پھیلادی تھی منسوب کیا
 شمس الدین شاہ ایران سے بھی مقابلہ و لڑائی ہوئی محمد رؤف پادشاہ ڈیرہ لاکھ فوج کے
 افسری سے اس جہم پہ پہنچا گیا شاہ ایران کی طرف سے ولیعہد عباس میرزا کی قاصد
 فوج لیکے مقابلہ آیا اور تو پہلے قلعہ کے صحرائیں دونوں لشکر مقابل ہوئے اور سخت لڑائی
 ہوئی اس لڑائی میں غلبہ ایران کو رہا اور فوج و مہم میں بہت نقصان ہوا آخر کار سلطان شاہ
 میں صلح ہو گئی چونکہ نیکی کی فوج کو بہت غائب ہو گیا تھا جو چاہتے تھے تخت پر بیٹھا دیتی
 تھی اور جبکہ چاہتے تھے اوتار دیتی تھے سلطان نے چاہا کہ خوب استیصال کرے
 لہذا اوسنے بڑے بڑے اراکین کو اپنی طرف توڑ لیا اور ۸۳۲ھ میں ایک دن ستر ہزار
 آدمی نیکی کی قتل کر ڈالے جو بظاہر انسانی طاقت سے دشوار نظر آتا ہے اور اس سہولت
 گروہ کو جس کے اختیار میں سلطان کا عزل و نصب تھا بجلی متاصل کر دیا کوئی شک نہیں کہ
 یہ بڑا اہم کام تھا ایسی طاقت و قوم کو ایک نہیں نیست و نابود کر دیا کچھ چھوٹی بات نہیں ہے
 اسی سے اس پادشاہ کی ہمت اور حوصلہ کو قیاس کر لینا چاہیے اس واقعہ کی
 تاریخ کسی نے غنائے اکبر لکالی ہے جس میں ۱۲۴۱ عدد دے سکتے ہیں۔

۸۳۲ھ میں سلطان کو شہنشاہ روس سے مقابلہ کا اتفاق ہوا اور شکست
 ملی آخر کو صلح ہو گئی اور سلطان کو تاوان جنگ فریق غالب کو ادھر کرنا پڑا محمد علی پادشاہ
 والی مصر نے بھی اس سلطان کے عہد میں نہایت ترقی کی شامات و صلب و حجاز پر

بالکل قابض ہو گیا اور حکومت سلطان کی ان ممالک سے بالکل اوتھادی صرف بٹلے
 نام مکہ و خطبہ سلطان کا جاری تھا القصد سلطان نے ۹ ربیع الاول ۱۰۳۸ روز و شنبہ
 کو انتقال کیا انکی وفات میں لوگ دو روایت بیان کرتے ہیں ایک یہ ہے کہ محمد علی
 پاشا کے دوستوں نے جو اسلا بول میں تھے اسکو زہر دیدیا اسولے کہ تین روز
 کے علالت میں اسکا کام تمام ہو گیا دوسری روایت یہ ہے کہ اسے سختی محض حافط
 بادشاہ کو بڑے شکر کے ساتھ محمد علی بادشاہ کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا جب اس کے
 شکست کی خبر پہنچی سلطان اس غم و غصہ میں بیمار ہوا اور تیسرے روز وفات پائی
 بعض کا یہ بیان ہے کہ اس شکست کی خبر پہنچنے کے قبل سلطان نے رحلت کی اس
 سلطان کی عمر ۵ سال کی تھی اور ۳۱ سال دو مہینہ دس دن سلطنت کی۔

ذکر سلطان عبد المجید خان بہ سلطان محمود خان ثانی سلطان
 بیچہ بادشاہ ۲۳ اپریل ۱۰۳۸ مطابق ۹ شعبان ۱۲۸۵ کو پیدا ہوا اور اپنے باپ کے وقت
 کے بعد ۲ جولائی ۱۰۳۸ مطابق ۹ ربیع الاول ۱۲۸۵ کو تخت نشین ہوا اس بادشاہ
 کے عہد میں بڑے بڑے واقعات پیش آئے محمد علی پاشا نے جس نے سلطان محمود
 کے عہد میں اپنا لقب خدیو مصر مقرر کیا تھا اور حرمین شریفین اور شامات پر مستقل قبضہ
 کر لیا تھا بڑی ترقی کی آخر ۱۰۳۸ میں شامات حرمین شریفین کو چھوڑ دیا انگلستان نے
 سلطان کی حمایت کی اور قلعہ عکہ بھی محمد علی بادشاہ کے قبضہ سے نکال کے سلطان کو
 دلادیا اور یہ قرار پایا کہ محمد علی بادشاہ صرف مصر اور اسکے توابع پر تسلط بعد اس قابض
 ہے اور سلطان کے کھل ملک کو خالی کر دے ۱۰۳۸ میں محمد علی بادشاہ اسلا بول ہو گیا

اور تین دن وہاں رہا سلطان نے اپنے روبرو دوسکو بیٹھنے کا حکم دیا اور قہوہ کی پیالی
 عطا کی اگرچہ اس نے پیالی تو لے لی مگر تعظیماً سلطان کے روبرو اس نے نہیں پی لی دولا
 ریال و تحالیف قیمتی اس نے سلطان کو پیشکش کئے اور اسی قدر ریال سلطان نے
 اس کے خراج میں معاف کر دیے ایران اور سلطان میں اس نے مکر و مستحکم صلح بھی کر لی
 اور اس کے آئینہ کو آئینہ دے کئے بہت کچھ نشیب و فراز سمجھایا۔
 اس سلطان کے عہد میں بڑا واقعہ ملکہ سپاستول کی فتح ہے اس کی تفصیل یہ ہے
 کہ ۸۳۵ھ میں شہنشاہ روس نے چار لاکھ سپاہ کے ساتھ سلطان کے ملک پر
 چڑھائی کی اور یہ پیام بھیجا کہ ہمارے ہم مذہب عیسائی بہت سے تمہارے ملک میں
 ہیں ان کی معادہ اور مذہبی حکومت اور ان کی عدالت کا انتظام وغیرہ ہم سے متعلق رہنا چاہیے
 اور چند پرگنہ سلطنت روس کے مال دیو یا اور وایشیا جو سرحد روس کی ہوتی تھی اور
 جہین پندرہ لاکھ آدمی آباد تھے وہاں سلطان نے عمر پاشا کی سپہ سالاری سے
 دولاکھ فوج دشمن کے مقابلہ کو روانہ کی تو مہینہ تک خوب لڑائی ہوئی رہی طرفین کے دولاکھ
 آدمی کام آئے روس کے لشکر میں سے جو لوگ چلے گئے وہ سلطانی سرحد سے ہٹ گئے
 لیکن پھر مقام سنیدوب پر ہم ہزار روسی آگے اور وہاں پر پانچہزار ترک فوج ایک
 دشمن ناری الی انگریز اور فرانس نے اتفاق کر کے سلطان کی مدد کی اور چار سو
 جنگی جہاز اور ایک لاکھ لشکر لیکے مالٹہ کی راہ سے گیلی پولی میں جا اترے تاکہ
 بحر الاسود کے نادر میں جو رعایا ہیں ان کو روس کے جنگی جہازوں کی دست بردو
 تاخت و تاراج سے بچائیں چنانچہ ۲۲ مارچ ۱۸۵۴ء کو مقام ادریس میں جو بڑا آباد بندر تھا

مقابلہ ہوا انگریزی و فرانسیسی جہاز نے گولوں سے کئی روسی جہاز جلا ڈالے اور
 اور کئی غرق کر دیے اور تیرہ جہاز جنہر بارود گولہ وغیرہ سامان تہا پکڑ لائے اسی عرصہ
 میں روسیوں نے قلعہ سلیسٹریا کو محاصرہ کر لیا جہاں ترکیوں کی صرف آٹھ ہزار فوج
 تھی اور لاکھ فوج روسیہ نے ڈنیوب کو جا گھیرا کامل دو مہینہ قلعہ لڑتا رہا اہل قلعہ نے
 خوب دلاوری کی روسیوں کے کئی حملہ رد کر دیے آخر کو جب سپہ سالاران روس نے
 دیکھا کہ قلعہ تو غایت استحکام سے کسے طرح فتح نہیں ہوتا اور مفت میں فوج کٹی جاتی
 ہے لہذا چار اونہوں نے دھاوا کر دیا اہل قلعہ نے اونکے قلعہ کو خوب روکا اور پس پا کر دیا
 اور لوٹ سپہ سالار روس مارا گیا اور قلعہ کی دیوار کے نیچے بہت سے سردار مارے۔
 سپاہی روسیوں کے کام آئے اور غنیمت کی سپاہ بھالی تیس ہزار روسی اس
 جگہ مارے گئے فرانس اور انگریزوں نے اپنا جنگی جہازات کا دریائے ڈنیوب میں
 جو حد فاصل عہد ایرویم و روس کی ہے آگے بڑھایا کر سمیا کا ضلع جو اوس حد میں
 ہے کنارہ کنارہ فتح کرتے چلے گئے اور اپوٹریا پرز شکی میں اپنا لشکر جو تقریباً
 پچاس ہزار تھا جاؤتارا اور ہر مقابلہ میں بھی چون ہزار سپاہی روس کے اکٹھے
 ہوئے فرانس نے پیش قدمی کی اور انگریزوں کو نکلے غرض بڑی سخت
 لڑائی ہوئی اور اوس دن روس نے فاحش شکست کھائی اور بہاگا دو ہزار آدمی
 اوسکے اس لڑائی میں کام آئے اور تین ہزار زخمی ہوئے انگریز و فرانس کے
 چہرہ سو آدمی مقتول اور دو ہزار زخمی ہوئے دوسرے دن متفقہ لشکر آگے بڑھا
 اور بلاک لاوا کو چھین لیا بہت روسی سردار قید کر کے قسطنطنیہ کو بھیج دیے وہاں سے

بڑہ کے پاسٹول کو جو بڑا نامی اور مضبوط قلعہ روسیوں کا تھا جاگمیر انجینیئروں نے دوسرے ہاتھ سے
 شروع کر دے راتوں کو شیخون مارے اور دیکوروسیوں سے مقابلہ ہوتا تھا سترہویں اکتوبر
 ۱۸۵۷ء کو چھازی نوین لندن سے یہاں پہونچائیں اور قلعہ پر گولوں کی بارش ہونے لگی
 بلاک لاو اپر روسیوں کی مدد بہت آگئی اور انہوں نے ترکی فوج کو نہر میت دی مگر انگلیزیوں
 کی ہالندرز جمنٹ فور اوکلی مدد کو پہونچی اور نہایت آہستگی اور نہر میتی سے روسی فوج
 کو شکست دی دوسرے روز سوار و پیادہ اور توپخانہ ہاتھ پر مقابل ہوئے اور کچھ جگہ لڑائی ہوئی
 لگی ترکیوں نے اپنی شجاعت و مردانگی سے روسیوں کے دانت کھٹے کر دے اتنے
 مین ایک اور تاتہ و مٹ شکر روسیوں کا آکے بلاک لاو اور پاسٹول کے درمیان حایل
 ہو گیا شکر تفتقہ وں کو جب قدر توپوں سے قلعہ کی دیوار گرا دیتا تھا روسی رات کو اسے
 چھ درست کر لینے تو اس خرابہ میں بہت سے ڈالٹرا و عورتیں صرف ہمدردی کے
 لحاظ سے مجروحین کی تیمارداری اور معالجہ کیلئے ہمراہ حسین مس ناتنگل اور اسکے
 ساتھ چھ سات عورتیں صرف انسانی ہمدردی کے لحاظ سے اس لڑائی میں شریک
 تھیں اور اپنے اعزہ و اقارب کی طرح زخمیوں کی خدمت میں رہا کرتی تھیں پانچویں نومبر ۱۸۵۷ء
 کو مقام انگریان پر روسیوں نے انگریزی فوج پر سخت حملہ کیا اور ایسا یکایک پل پر سے
 اوتر آئے کہ جب تک لڑائی نہیں شروع ہوئے کسی کو نہر تک نہ ہوئے اس سب سے
 انگریزی فوج کو دم لینے اور تیار ہونے تک کی مہلت نہ ملے دوسرے ٹکڑے
 روسیوں کی انگریزی جہاؤنی کے سیدھی جانب حملہ آور ہوئے تیسری فوج بائیں جانب
 سواروں پر چالاری غرض دفعۃً چن جگہ پر مقابلہ اور بڑی سخت لڑائی مچ گئی انگریزی

سپہ سالار نے روسی فوج کے قلب پر حملہ کیا اور ہر لشکر فرانس نے دوسرے طرف
 سے یورش کی بارہ گنہ گنہ تک وہ مار کوٹ ہوئی کہ عظمت اللہ آخر روسی فوج ہلاک لاوا
 کہ طرف بہاگی اور ہر فرانس کے تو پچانہ سے گراپ کی یو جہا پر پڑنے لگی روسیوں کے
 ساتھ ہزار آدمیوں کے نصف جیتے جاگتے بہاگ گئے انگریزی لشکر میں جنگی
 تعداد آٹھ ہزار تھی پانسو مار گئے اور دو ہزار زخمی ہوئے ۲ مارچ ۱۸۱۵ کو نولاس
 شہنشاہ روس مر گیا اور اسکائیٹا اسکاجا لشکر ہوا اور اسے پچاس ہزار فوج
 قلعہ اور محصورین کے مدد کو روانہ کی اور ہر انگلند اور فرانس بھی بہتہ سا اسباب جنگ
 اور تازہ دم فوج آگئی تھی ڈیرہ لاکھ آدمیوں نے سپاسٹول کو گھیر لیا نقب بھی قلعہ
 کے دروازہ تک جا پہنچی ۸ جون ۱۸۱۵ کو سپہ سالار انگریزی لارڈ ویلنگٹن اور
 فرانس ملیکوف نے حملہ کے لئے صلاح کی مگر سپاسٹول کے گرد پہاڑیوں پر
 برج اور مورچہ روسیوں کے تھوہان سے وہ گولہ پڑتا تھا کہ قلعہ کے قریب کوئی ٹھہر
 نہیں سکتا تھا اسلئے یہ تجویز کی گئی کہ پہلے یہ پہاڑیاں بے لیا جین چنانچہ انگریزی
 لشکر نے میدان کے مورچہ پر حملہ کیا اور گوانپیر آگ برستی رہی مگر وہ قدم بڑھ
 جئے پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ گئے روسی بھی خوب دل توڑ کے اس حملہ کے روکنے
 پر تے ہوئے تھے آخر سپاہ انگریزی کو انہوں نے پٹا دیا پانسو آدمی انگریزی
 لشکر کے مقتول ہوئے اور دو ہزار زخمی جس میں لارڈ ویلنگٹن بھی تھے جو آخر کو ہی
 جراحت و زخم میں گذر گئے اور انکی جگہ جنرل سمسن مقرر ہوئے بلا دسار ڈینیائی
 پندرہ ہزار فوج بھی انگریزوں کی اعانت کو پہنچی جس کا سرکردہ جنرل مارو راتھا

استے بھی انگریزوں کے پاس اپنی چھاؤنی ڈالی رات کو روسیوں نے سارڈینیا کے
 لشکر پر شہنشاہی ڈالنا چاہا اور پچھلی رات کو وہ نکلے ایک ٹیکری سے جب وہ نیچے
 اتر رہے تھے کہ فرانس کی فوج سے مقابلہ ہو گیا اور خوب گولی چلی آخر کو روسیوں
 پانچوں اونٹوں کے ساتھ گئے راہ میں بہا گئے وقت بہت سے کپڑوں کی دلدل میں پھنس کے مر گئے
 اور جو بچے خوب کے جانب پل رہے ان کے جاتے تھے اوپر سے سارڈینیا کے توپخانہ
 سے آگ برسے لگی کشتیوں کا پل حبیبہ فوج مغلوب بہاگ رہی تھی گولوں کی مار
 سے ٹوٹ گیا اور بہت آدمی غرق ہو گئے تین ہزار دو سو آدمی روسیوں کے مار گئے
 اور اس سے دو چند زخمی ہوئے انگریزوں نے اس لڑائی میں چار سو قیدی زندہ
 گرفتار کئے پانچویں ستمبر روز چار شنبہ کو قلعہ پروہاوا شروع ہوا بم کے گولے علمین
 بینکے گئے اور نقب میں آگ دیدی گئی وہ ایسے اوڑے کہ ہزاروں قلعہ والوں کی
 جانوں کا نقصان ہوا جمعرات کا تمام دن اور جمعہ کی تمام شب خوب گولہ چلا اس آتش بازی میں
 جا بجا آگ بھی لگ گئی جس نے بڑا نقصان پہنچایا وہاں تو جانوں کے لالے پڑے تھے
 اس آگ کو کون بچھاتا جمعہ کے دن قلعہ کے اندر سے پھر کو میگزین میں ایک گولہ جا کے
 ٹوٹا اور سارا میگزین اوڑ گیا اور اسکی وجہ سے شرقی فصیل قلعہ کی جڑ سے اوکھڑے
 صاف ہو گئی بڑے بڑے پتھر پرندوں کے مانند ہوا پر اوڑے نظر آتے تھے غرض
 ایک حشر اور تماطم پر پاتھار اس ہزار آدمی روسیوں کے ہنگامہ میں ہلاک ہوا تھوڑی دیر
 شنبہ کو سب لشکروں نے ملے دعا دیا اور ملیکوف کے مورچہ پر چڑھ گئے
 ہر چند مورچہ والوں نے بہت کچھ روک ٹوک کی مگر نہادین فرانس کے مورچہ پر پہنچ گئے

فتح کا شان کاڑ دیا وہ تو قوس کا شکر میگزین اور جانے سے بیدست و پا ہو گیا تھا اور
 ونبوب میں انگریزی و فرانسیسی سپاہ آکر شے ہوئے اور گولے مارنے شروع کرے
 الغرض ونبوب قلعہ میں آگ لگادی اور خود چلتے پھرتے نظر آئے دو سو دن متفقہ شکر
 فتح کے پہرہ اور آتے ہوئے قلعہ میں داخل ہوا اس قلعہ پر بارہ مہینہ محاصرہ رہا پانچ ہزار
 لڑائیاں ہوئیں طرفین ایک لاکھ آدمی کام آئے بعد اس فتح کے پارس میں دھلا اور سفیر شاہان
 یورپ اور ترکی کے جمع ہوئے اور صلح نامہ تیار ہوا لڑائی موقوف ہوئی قیدی اور ملک فطین
 کے ایک نو سو کو واپس کر کے لندن میں لے گئے اس تقریب فتح میں بہت بہاری
 جشن ہوا تمام شہر میں خوب روشنی ہوئی اور آتش بازی دیوٹی لگئی یہ بڑا تاریخی واقعہ
 ہے جو ایام سلطنت سلطان عبدالحمید خان کو بہت دنوں تک یاد دلانا رہے گا۔

اس بادشاہ کے عہد سلطنت میں بڑا عظیم باقیات صالحات میں تعمیر مسجد نبوی
 علی صاحبہا الف الف صلوة و سلام ہے جو ۱۲۷۱ھ میں شروع اور ۱۲۷۲ھ میں تمام ہوئی ایک
 کروڑ دینار سے زیادہ خرچ ہوا پچھلے اسمین چار دواڑہ تھے اب ایک پانچواں دروازہ بنام
 باب مجیدی بنایا گیا اس سلطان کے عہد میں نصار اور اہل اسلام میں بہت لڑائیاں مالک
 شام میں ہوئیں جن میں مسلمانوں کو ہی غلبہ رہا آخر کوہ اوجیجہ ۱۲۷۱ھ کو سلطان نے اس دنیا سے
 ناپایدار سے رحلت فرمائی اور سجد سلطان احمد میں اپنے والد سلطان محمود خان کی قبر کے
 برابر مدفون ہوئے۔

ذکر سلطان عبدالعزیز خان بن سلطان محمود خان ثانی سلطان ۱۲۷۲ھ
 یہ سلطان ۱۲ جولائی ۱۲۷۲ھ کو پیدا ہوا اور ۱۹ جولائی ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۹ اوجیجہ ۱۲۷۳ھ کو اپنے

سلطان عبدالحمید خان کے وفات کے بعد تخت نشین ہوا تخت پر بیٹھتے ہی
 نے عربوں کو قید سے رہا کیا اور اپنے جلوس کی اطلاع تمام سلاطین کو دی اس کے بعد
 میں بہت عمدہ عمدہ اصلاحیں جاری کیں اب کارونکو جو نہایت کامل خطاں تھے ہوقوف
 یا اور لایق اور مستدین کو گون کو منتخب کر کے اونکی جگہ نامور کیا بادشاہ کا اجارہ جو عباسیوں کو
 ملتا تھا اسنے اپنے وقت میں ہوقوف کردیا ملکی اور مالی امور میں بھی بہت سے جدیدہ اصلاح
 مرقی کی جنگی فوج اور جہازات میں بھی عمدہ ترتیب اور انتظام کیا تار برقی اور ریل اپنے
 میں جاری کی غرض زمانہ اقتضا اور حالت کے موافق بہت کچھ انتظام اور بندوبست
 شاہ ایران ناصر الدین شاہ قاجار سے از سر نو اتحاد و دوستی کو برپا کیا اپنے بہائی سلطان
 الحمید خان کی خواہوں اور حریم کو جو سیکڑوں تھیں عدت کے منقعی ہونیکے بعد
 کردیا کہ جس سے چاہیں کھاج کر لیں ۱۸۷۸ء میں قاہرہ صر کا دورہ کیا اور توفیق بادشاہ کو
 مد علی بادشاہ کا پوتا تھا نہ یونٹنر خطاب عطا کیا اوایل ۱۸۷۹ء میں سلطان نے یورپ کے
 و سیاحت کا ارادہ کیا پارس اور لندن کی سمیر کی ہر جگہ بڑی گرمجوشی سے اونکا
 قبال ہوا وہاں سے معاودت کے بعد اور بہت سی اصلاحیں بوضع یورپ اپنی ملک
 جاری کیں مگر ان اصلاحات اور جنگ گذشتہ کے مصارف کا قرضہ بہت بڑھ گیا اور خود
 مصارف سلطان کے اس قدر تھے کہ خزانکی حالت نہایت نازک ہو گئی تھی اسوجہ
 سے علما اور امرا اور اراکین گلبرگئے اور سلطان کے صندوق کی نیک سازشیں باخود ہونے
 پھر فوراً ۲۶ جمادی الاول ۱۲۹۳ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۸۷۶ء کو آدھی رات کو اپنے
 راہ سلطان صریحی خدمت میں حاضر ہوئے اور اونکو حیا و فی سن لانیکی ترغیب دی جب سلطان

چھاؤنی میں داخل ہوئے چھ بج صبح کے کل ارکان دولت حجرہ حبیبہ میں جمع ہوئے
 اور سلطان مراد ہاتھ پر بیعت کی بعد اسکے چار شخص وزیر و نہیں سے محل کشکاش میں گئے
 جہاں سلطان عبدالعزیز خان رہتے تھے اور سلطان سے عرض کی کہ قوم نے بلحاظ
 مصالح ملکی آپ کو سلطنت سے معزول کیا اور سلطان مراد آپ کی جگہ تخت پر بیٹھنا شروع کر گئے
 آپ محل طویقیو میں رونق افروز ہوئے آخر سلطان عبدالعزیز خان اور انکی والدہ اور اہل و
 عیال تین کشتیوں پر سوار ہو کے صبح کے نو بج محل میں داخل ہوئے اور نہایت ملو و محزون
 بسر کرنے لگے اجمادی الاول ۱۰۷۷ء مذکور کو بال برابر کر نیکے لئے قینچی طلب کی اوتی
 قینچی سے دونوں ہاتھوں کی گونگو کاٹ کے خود کشتی کر لی تمام محل میں کہرام مچ گیا ڈاکٹر و
 ساج دوڑے مگر انکے پہنچتے پہنچتے یہاں کام تمام ہو چکا تھا اسے پندرہ برس
 کچھ بہتہ سلطنت کی اور پھر برس کی عمر میں وفات پائی۔

سلطان ۳۳

ذکر سلطان مراد خان خامس

سلطان عبدالعزیز خان مرحوم کے غل کے بعد سلطان مراد جمادی الاول ۱۰۹۳ء مطابق ۱۲۰۲ھ
 ۱۰۷۷ء کو تخت پر بیٹھے انکے عہد سلطنت میں سرویہ و مانٹلی سنگرو میں بوجہ غدر
 لڑائیاں ہوتی رہیں ۱۳ اگست ۱۰۷۷ء کو سلطان بوجہ علالت و خفایت شیخ الاسلام
 وارا کین کے اتفاق و مشورہ سے سلطنت سے علیہ کر دئے گئے اور سلطان
 عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ و سلطنت سلطان عبدالحمید خان مرحوم کے بیٹے رونق بخش
 سلطنت ہوئے۔

سلطان ۳۴

ذکر سلطنت سلطان عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ و سلطنت

سلطان عبدالحمید خان سلطان عبدالحمید خان کے دو سکریتے ۱۸۴۲ء
مطابق ۱۰ شعبان ۱۲۶۵ھ کو پیدا ہوئے اور سلطان مراد کے عزل کے بعد ۱۲۱۱ھ
مطابق ۱۰ شعبان ۱۲۹۳ھ کو تخت قسطنطنیہ پر جلوہ افروز ہوئے ان کے عہد ۱۲۱۱ھ میں دس و
ترکی کے لڑائی کا بمصاحف خاتمہ ہوا مگر اس مصاحف میں بہت سے ممالک سلطان کے قبضہ
سے آزاد و باہر کر دیے گئے۔

برٹش سفیر واقع قسطنطنیہ کی سرکاری رپورٹ مورخہ ستمبر ۱۸۸۳ء سے معلوم ہوتا ہے
کہ اس سال اندازہً کل آمدنی ترکی کا ایک کروڑ چھتیس لاکھ چھیانوے پونڈ اور اندازہً اخراجات
ایک کروڑ چالیس لاکھ نو اسی پونڈ کئے گئے تھے۔

سلطان کی اولاد میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں جنکی تفصیل مع تاریخ ولادت
ذیل میں ذکر کی جاتی ہے۔

اول	محمد سلیم افندی	۱۱ جنوری ۱۲۸۶ھ
دوم	زکیہ سلطانہ	۱۲ جنوری ۱۲۸۶ھ
سوم	نجیہ سلطانہ	۵ اگست ۱۲۸۶ھ
چہارم	عب القادر افندی	۲۳ فروری ۱۲۸۷ھ
پنجم	احمد افندی	۱۴ مارچ ۱۲۸۷ھ

چونکہ سلطان ہنوز سریر خلافت پر جلوس فرما میں اسلئے اس کے زمانہ خست
کے واقعات آئندہ مورخین پر محمول کئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سلطنت ابد مدت کو
میشہ قائم رکھے آمین یا رب العالمین فقط والسلام علی من اتبع الهدی

شامۃ الطب

الحمد لله کہ کتاب تاریخ اخلاصا کمال اہتمام و جانفشانی بتاریخ ۳۳ ماہ مارچ ۱۸۸۷ء
مطابق ۱۷ رجب المرجب ۱۳۰۷ھ روز شنبہ چہرہ کے تیار
ہو گئی جن قدر الذن نے پیشگی قیمت سے مدد فرمائی ہے
انہ کا شکریہ تہہ دل سے ادا کیا جاتا ہے گو اسکے اہتمام صحت
اور طبع میں تا اسکان کوئی دقیقہ چھوڑا نہیں گیا تاہم
اگر بقدر ضابطہ بشریت کوئی خلص ہو گئی ہو
ناظرین یہ تکلیف سے امید ہے کہ اسکا
بہت دوبہ مقتضائے اذن ان
تو کتب میں انقطاع والنسیان
عوض فرمائیں ع
برکہ بیان کار ہا و شوار

نیت

فقط

مکرم

محمد محمد شریف من گاہوی

مخطوطات

